DUE DATE

Late Fine Ordinary books 25 p. per day, Text Book **Re, 1/-** per day, Over night book **Re. 1/-** per day.

2-8-2011 1994			

کتاب اسلام و مسلمان

جسمین

حضرت ابو العرب اسمعیل علیہ السلام و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک سیرتون اور رسالت اور مسلمانون کی قومی مذہبی انقلابی حالات مورخانہ طرق سے بیان کیے ہین اور تمام انبیا علیہم السلام کے تعلیمی سلسلہ پر بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم افضل و اشرف تھی۔

جسکو

منشی سید محمد حسین صاحب اغلب سوہانی سابق اڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور نے بہ کمال عرقریزی اپنی تصنیف سابق سے ترمیم اور اصلاح اور اضافہ کے بعد واسطے استفادۂ عام مسلمانون اور شائقین تاریخ کے مرتب کیا

بماہ جولائی سنہ ۱۸۹۶ع

مطبع نامی مقام لکھنو مین چھاپہ سے طبع ہوئی

بار اول ۶۰۰ قیمت عام دو روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

کتاب اسلام و مسلمان

اس نام کی ایک کتاب مین نے بلدہ حیدرآباد مین لکھی تھی اور وہین اوسکو چھپوا کر مشتہر کیا تھا جب اس کتاب کی کوئی جلد باقی نرہی تو پھر فرمائشات شروع ہوئین اور اکثر اہل کرام نے میرے پاس خطوط بھیجے کہ دوبارہ اوسکو چھپوانا چاہیے اور مین بھی یہ چاہتا تھا کہ دوبارہ چھپے مگر بعد ترمیم و اصلاح مین یہ بھی چاہتا تھا کہ جب یہ کتاب اسلام و مسلمانون کی حالات مین ہے تو ضرور ہے کہ حضرت اسمعیل اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سے اسکا آغاز ہو اور اس مجموعہ کا نام اسلام و مسلمان رکھا جائے اور اوسی مین وہ اصل کتاب بھی بعد اصلاح شامل ہو مگر یہ کام فرصت کی متعلق تھا اور فرصت مفقود تھی کیونکہ حیدرآباد سے جب لاہور گیا اور معزز اخبار کوہ نور کی اڈیٹری میری سپرد ہوئی تو مین نے ہزار چاہا کہ اس کتاب کو مکمل کرون لیکن یہ خواہش دل کی دل ہی مین رہی اب موقع مل گیا اور مین نے اس کتاب کو مکمل کیا امید ہے کہ یہ کتاب پسند خاص و عام ہو ٭

سید محمد حسین اغلب
قصبہ سوہانس من مضافات لکھنؤ
صوبہ اودھ

ابو العرب حضرت اسمٰعیل کی رسالت

جس الہام ربانی سے بنی اسرائیل فیض یاب ہوئے اوسی الہام کی برکات سے بنی اسمٰعیل کو نشو و نما ہوا۔ قرآن مجید جو ہم مسلمانونکی الہامی کتاب ہے مدعی ہے کہ حضرت اسمٰعیل پاک و مقبول پیغمبر تھے اونکو نہ قرآن ہی الہام سے محروم کرتا ہے اور نہ توریت سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اونکو بمقابلہ حضرت اسحاق کے خدا نے اپنے الہام سے محروم رکھا تھا حضرت ابراہیم کے زمانہ کی اور اوس سے پیشتر کی کوئی تاریخ موجود ہے کہ مورخین کے بیان کی بائبل کے مجموعہ سے مطابقت کیجاسکے جبتک یہ امر نہین ہے تو جس مجموعہ کو عہد عتیق بیان کیا جاتا ہے اور وہ خود ہی اپنا اثبات ہے اور اوس زمانہ کے انبیا کی ایک مستند الہامی تاریخ ہے ہمین اون کتب آسمانی کی ثبوت سماوی کو تسلیم نہین سمجھتا پاک قرآن اوسکی تصدیق کرتا ہے اور اسمین کلام نہین کہ اگر یہ الہامی مجموعہ نہوتا تو ہم کو اوس زمانہ کے حالات نہ معلوم ہو سکتے اون کتابون مین تحریف ہونا یا اونکی عدم ترتیب کے وقت نفس مطلب بعض مقامات مین افراط تفریط ہو جانا یہ جملہ امور ایک بحث کے متعلق ہین جنکی نسبت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اس صدی مین اوسکا محاکمہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اون واقعات صدیان گذر گئی ہین معلوم نہین ہو سکتا کہ کیا تھا اور کیا تحریف کیگئی اور کیا نہین لیکن اگر دیکھا جائے تو قرآن اور توریت مین بعض اختلافات موجود ہین قرآن سے سمجھا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کی قربانی کا ارادہ کیا تھا توریت مین ہے کہ حضرت اسحاق کی قربانی مد نظر تھی یا توریت مین آدم کا قصہ عدن کی ایک بہشت کے متعلق کیا گیا ہے قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان کی بہشت سے آدم کی سرگذشت کو تعلق تھا ان الہامی واقعات کا کیا فیصلہ ہو سکتا ہے بجز اسکے کہ یہودی اور عیسائی اور مسلمان باہم ایک دوسرے سے بحث کرتے رہین ہم مسلمانونکا خیال ہے کہ ہمارا آخری الہام ہے جو بمنزلہ روز روشن کی ہے اور عیسائیون اور یہودیون کا الہام پرانا ہو گیا ہے جسکو شب دیجور سمجھا جا سکتا ہے ہمکو حضرت مرتضوی کے بین خطبہ بلاغت نظام پر یقین کامل ہے جو موسائیون اور عیسائیون اور عربون کے کثیر مجمع کے روبرو آپنے بیان کیا

تعالی نے ہمین حریف حاضرین کے سمجھانے کیواسطے بیان فرمایا تھا کہ ایہا الناس تم مین بعض ایسے ہین
جو راست کو [illegible] دیکھتے ہین اور دن کو نہین دیکھتے اور بعض وہ ہین جو رات و
دن دونون کو نہین دیکھتے کعب بن احبار یہودی تھے اور برکت علم و فضل یہودیون کی پیشوا وہ
اور صاحب [illegible] ہو چکے تھے اور اوسوقت تک مشرف باسلام نہوئے تھے اونسے لوگون نے
دریافت کیا کہ [illegible] اس کا کیا مطلب ہے اونھون نے سمجھایا کہ راست سے مراد توریت و انجیل ہے اور دن سے
مراد قرآن [illegible] جو رات و دن دونون کو نہین دیکھتے وہ دہریے ہین کہ توریت اور قرآن دونو
نہین مانتے [illegible] بدلگو تحقیق ہے کہ کعب بن احبار کے قلب پر اس الہامی فقرے کا ایسا اثر
ہوا کہ اونھون نے اوسیوقت بلا کسی منطقی حجت و تکرار کے اسلام قبول کیا تھا اور اونکے ساتھ اور
اشخاص بھی [illegible] مسلمان ہوئے تھے اسواسطے اس خطبہ کو ذکر کیا کہ ہماری رای مین ماہیت ان کتب
توریت و انجیل [illegible] فقرہ ایک سیدہا سادہ امتیاز پیدا کرتا ہے ہمارا اعتقاد ہے کہ جو الہام عرب
میں نبی امی [illegible] ایک غریب بندہ کو خدا نے عطا کیا تھا وہ برحق ہے اور اوس فقرے سے
روشن ہے کہ [illegible] یہودی اون کتب سماوی کو کیسی وقعت سمجھتے تھے اوس رات کے دیکھنیوالے
جو قبل نزول قرآن تھا گویا ہی حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ کی معاملات اور اسمعیل اور
حضرت اسحاق کی قربانی کے قصے اور بہشت آسمانی اور جنت عدن کے مسائل کو حق سمجھتے ہون
اور قرآن پر الزام رکھتے ہون مگر مسلمان اوس تاریک شب کی حوادث پر یقین نکرینگے کس واسطے
کہ اونھون نے دن مین دیکھا ہے کہ جو واقعات رات کو گذرے وہ بمقابلہ دن کے واقعات الہامی
کی غلطی سے پاک نہین قرآن حق و باطل مین فرق کرنے سے فرقان ہوگیا اور توریت اور زبور
اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے مگر تحریف کا مدعی ہے خواہ وہ معنوی ہو یا لفظی اسیواسطے شاید کہ
اون آسمانی کتب کی تشبیہ حق بجانب ہے جو واقعات توریت سے ہمنے بیان کیے ہین وہ
قرآن مجید مین دوسرے طرز پر ہین لیکن جب قرآن ہی نے ظلمت و نور مین امتیاز کر دیا ہے
تو یہی ہم مسلمانون کے لیے کافی ہے اگر ہم حضرت اسمعیل کی قربانی وغیرہ کو تسلیم نکرینگے

تو کافر ہین غرض کہ جو کچھ قرآن مین کہ وہ آخری الہام کا گنجینہ تصور کیا جاتا ہی بیان ہے اوسکے خلاف
بیان ہو اور جو بیان اون کتابون مین قرآن کی مطابق ہے وہ صحیح ہے باقی عیسائیون اور
موسائیون کو مبارک رہے ہم اوسکو ہرگز تسلیم نہین کر سکتے۔

موسیٰ کی پہلی کتاب موسوم بہ پیدایش مین جس مقام پر حضرت ابراہیم کی اولاد کا ذکر ہے
اوس سے بخوبی سمجھ مین آتا ہی کہ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاق دونون [illegible] باپ حضرت
ابراہیم تھے مائین دو تھین ایک ہاجرہ دوسری سارہ کتاب پیدایش [illegible]
خدا نے ابراہیم سے ایک لڑکے کی عطا کرنے کا کیا اور اوس وعدے کے مطابق حضرت اسمٰعیل
پیدا ہوئے اور اوس وعدے کے متعلق خداوند تعالیٰ نے جس حقیقت و برکت دینے کا ذکر کیا ہے
وہ مخصوص حضرت اسمٰعیل کیواسطے ہی حضرت اسحاق کی شرکت اوسمین نہین پائی جاتی کیونکہ
جب حضرت سارہ نے ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی زوجیت مین دیا تھا اوسوقت [illegible]
[illegible] ہے کہ نہ ابراہیم کو سارہ سے امید تھی کہ اونکی اولاد ہوگی کیونکہ وہ سارہ کو عاقر کہا کرتے تھے
جسکے معنی بانجھ کے ہین علیٰ ہذا القیاس سارہ کو اپنی پیرانہ سالی سے اولاد کی طرف سے بالکل
مایوسی ہو گئی تھی۔ کتاب پیدایش کی ترتیب و تدوین مین ہم کو بہت بڑا شک ہے۔ ہم طرز
بیان سے سمجھ سکتے ہین کہ وہ الہام ربانی کا مجموعہ ضرور تھا مگر اوسکے مرتب کرنے والون نے اونکو
الفاظ مین و سکو ترتیب دیا ہی سیاق عبارت سے صرف یہی نہین معلوم ہوتا کہ فقرون کے سلسلے مین
تقدم و تاخر ہو گیا بلکہ وہمین لفظی تحریف بھی سمجھی جاتی ہی اگر تبدل و تغیر نکیا جاتا تو کوئی وجہ نہ تھی
اول حضرت اسمٰعیل کے پیدا ہونے کا خدا وعدہ کرے اور پھر وہی خدا ابراہیم سے اوسی کے ذیل مین
یہ بھی کہے کہ بالیقین جان کہ تیری اولاد ایک ملک مین جو اونکا نہین پردیسی ہونگے اور وہان کے
لوگون کے غلام بنینگے اور وے چار سو برس تک انہین دکھ دینگے لیکن مین اوس قوم کی بھی جسکے
وے غلام ہونگے عدالت کرونگا اور وے بعد اسکے بڑی دولت لیکر نکلینگے اس آیت کا مفہوم
اسمٰعیل [illegible] صادق نہین آتا کیونکہ اسمٰعیل کی اولاد نہ مصر مین پردیسی ہوئی تھی اور نہ غلامی اسکو

فضیلت دی اور حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے مظالم و تعدیات سے اوسکو چھوڑایا یہ الہام تو حضرت
اسحاق کی اولاد کیواسطے تھا اونکی پیدایش کے حالات مین اسکو لکھنا چاہیے تھا نہ کہ حضرت اسمٰعیلؑ
کی پیدایش کی بشارت کی متعلق حضرت اسحاقؑ کے دو بیٹے پیدا ہوئے تھے عیسو و یعقوبؑ
بیان ہے کہ حضرت اسحاقؑ آخر عمر مین نابینا ہوگئے تھے اونھون نے ایکدن عیسو سے کہا کہ قربانی
وغیرہ کا سامان مہیا کر تو مین نبوت کی برکت تجکو عطا کرون ۔ وہ سامان مہیا کرنے گئے جب تک
واپس آئین حضرت ربقہ نے یعقوب کو عیسو بناکر پیش کر دیا اور دھوکے سے اوس برکت کا مستحق یعقوب کو
کرا لیا ایک لقب اسرائیل بھی تھا اور یہی اسرائیل جو مصر مین غلامی کی حالات مین مدت ہای دراز
رہے وہ حضرت ابرہیمؑ ہی کی اولاد تھی ۔ یہ غلامی کا لفظ جو فرعون کی اطاعت سے بنی اسرائیل
سے منسوب کیا گیا ویسا ہی لفظ ہے جیسا کہ ہاجرہ کی نسبت بسبب عورت ہونیکے کنیز مصری
استعمال ہوا کیونکہ مرد کے واسطے غلام کا لفظ اور عورت کیواسطے کنیز کا لفظ ضمناً استعمال
ہوا ہے نہ کہ ذاتاً اس واسطے کہ لونڈی اور غلام کا کوئی قدرتی خمیر نہین ہے اگر ہاجرہ کی لونڈی ہونیسے
طعن کیا جائیگا تو ہم نہین کہ سکتے کہ جس گروہ مین حضرت موسیٰؑ کو نشو و نما ہوا تھا اور جسکی شان مین حضرت
ابرہیمؑ کو الہام ہوا تھا کہ وہ غلامی کی حالت مین ہوگا اوسکی نسبت مخالفین اسلام کیا کہینگے ۔
علی ہذا القیاس حضرت یوسفؑ کی بابت ۔

ہمکو یقین ہے کہ حضرت اسمٰعیل صادق و کامل تھے قرآن مین ایسے الفاظ مین خاص ترتیب کے ساتھ
اونکے حالات کا تذکرہ ہے جسمین کسی قسم کا شک و شبہ نہین ہو سکتا برخلاف اسکے جس بے ترتیبی سے
توریت کے متناقض فقرات مین حضرت اسمٰعیلؑ کے حالات لکھے ہین اوس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کے
مقابلہ مین کتاب پیدایش کے بعض حصون پر بقوم یارتیہ کی داستان صادق آتی ہے
موسیٰؑ کی کتاب پیدایش سے ظاہر ہے کہ حضرت سارہ کی تحریک سے دو مرتبہ حضرت ابرہیمؑ حضرت
ہاجرہ کے جدا کرنے پر مجبور ہوئے تھے ایک اوس وقت مین جبکہ حضرت ہاجرہ حاملہ تھین یہ
ہے کہ حضرت [illegible] ہے کہ حضرت ابرہیمؑ نے ہاجرہ کو [illegible]

فرمایا تھا اور جب ہاجرہ حاملہ ہوئین تو سارہ ہی نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ یہ عورت مجکو حقیر جانتی ہے
ہاجرہ پر سارہ نے تشدد کیا یہانتک کہ وہ چلی گئین لیکن خدا نے اونکی امداد کی اور خدا کے فرشتے نے
اوسے بیابان مین پانی کے ایک چشمہ کے پاس پایا یعنے اوس چشمہ کے پاس جو شور کی راہ پر ہے اور وہ بولا
کہا کہ اے ہاجرہ تو کہان سے آئی اور کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بی بی سارہ کے سامنے سے بھاگی
ہون اور خدا کے فرشتے نے اوس سے کہا کہ تو اپنی بی بی کا پاس پھر جا اور اوسکے تابع رہ پھر خدا کے
فرشتے نے اوس سے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائیگی اور فرشتے
نے اوس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنیگی اوسکا نام اسمعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھ
سن لیا وہ وحشی آدمی ہوگا اوسکا ہاتھ سبکے اور سبکے ہاتھ اوسکے برخلاف ہونگے اور وہ
سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا اور اوسنے خداوند کا نام جو اوس سے ہمکلام ہوا
یون لیا کہ اے خدا تو مجھ پر نظر کرنے والا ہے کہ وہ بولی کیا مین نے یہان دیکھنے والے کو پیچھے دیکھا
اس سبب سے اوس کوئین کا نام بیرلحی رائی رکھا وہ قادس اور برد کے درمیان ہے یہ توریت
کی عبارت ہے اور اگرچہ اسمین یہ بیان نہین ہے کہ پھر خدا کے فرشتے کے سمجھانے کے موجب سارہ کے گھر
واپس آئین مگر جس مقام پر یہ ذکر ہے کہ ہاجرہ ابراہیمؑ کے لیے بیٹا جنی اور ابراہیم نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ
جنی اسمعیل رکھا اور جب ابراہیمؑ کے لیے ہاجرہ سے اسمعیل پیدا ہوا تب ابراہیمؑ کی عمر چھیاسی برس کی تھی
اس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ واپس آئی تھین بعدہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ کیا کہ حضرت
سارہ سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوگا اور حضرت ابراہیمؑ کا سن سو برس کا تھا حضرت ابراہیمؑ نے حیرت سے
دل مین کہا تھا کہ کیا سو برس کے مرد کو بیٹا پیدا ہوگا اور کیا سارہ جو نوے برس کی ہے جنیگی اور ابراہیم نے
خدا سے کہا کہ کاش اسمعیل تیرے حضور جیتا رہے تب خدا نے کہا کہ بیشک تیری جورو سارہ تیرے لیے
بیٹا جنیگی تو اوسکا نام اسحاق رکھنا اور مین اوس سے اور بعد اوسکے اوسکی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے
قایم کرونگا اور اسمعیل کے حق مین مین نے تیری عاشنی دیکھ مین اوسے برکت دونگا اور اوسے برومند کرونگا
اور اوسے بہت بڑھاؤنگا اور اوس سے بارہ سردار پیدا ہونگے مین اوس سے بڑی قوم بناؤنگا

میں اسحاق سے جسکو سارہ دوسرے سال اسی وقت معین میں جنیگی اپنا عہد قائم کرونگا۔

بعد پیدا ہونے حضرت اسمعیل کے جب حضرت ابراہیم کی عمر ننانوے برس کی ہوئی تھی بموجب فقرات مذکورہ مندرجہ کتاب پیدایش حضرت ابراہیم کو خدا نظر آیا تھا اور چند وعدے حضرت ابراہیم سے کیے تھے اور انہیں وعدون کے ختنہ کی ہدایت تھی حضرت ابراہیم نے فوراً اس ہدایت پر عمل فرمایا خود اپنا ختنہ ننانوے برس کی عمر میں کیا تھا اور اپنے گھر کے سب مردون کا اوسی دن ختنہ کیا جسوقت حضرت اسمعیل کا ختنہ ہوا تھا اونکی عمر تیرہ برس کی تھی اوسکے ایک سال بعد حضرت اسحاق پیدا ہوئے اس حساب سے حضرت اسمعیل چودہ برس کے تھے جو ولادت باسعادت حضرت اسحاق کی ہوئی تھی اس ولادت سے چند دنون کے بعد حضرت سارہ نے یہ الزام حضرت اسمعیل پر قایم کیا کہ وہ میرے بیٹا جننے پر ٹھٹھا مارتا، حالانکہ خود اونہون نے سمجھا تھا کہ خدا نے مجکو ہنسایا اور سب سننے والے میرے ساتھ ہنسین گے حضرت سارہ نے ابراہیم سے شکایت کی حضرت ابراہیم کی نظر مین اپنے بیٹے کی خاطر یہ بات نہایت بری معلوم ہوئی خدا نے ابراہیم سے کہا کہ وہ بات اس لڑکے اور ہاجرہ کی بابت بری نہ معلوم ہو کہ ایک بات کہ حق مین جو سارہ نے تجھے کہی اوسکی آواز پر کان رکھ کیونکہ تیری نسل اسحاق سے کہلائیگی اور ہاجرہ کے بیٹے سے بھی مین ایک قوم پیدا کرونگا اسلیے کہ وہ بھی تیری نسل ہے تب ابراہیم نے صبح سویرے اوٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اوسکے کاندھے پر دھر کر دی اور اوس لڑکے کو بھی اور اوسے رخصت کیا وہ روانہ ہوئی اور بیر سبع کے بیابان مین بھٹکتی پھرتی تھی اور جب مشک کا پانی ہو چکا تب اوسنے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈالدیا آپ اوسکے سامنے ایک تیر کے پلہ پر دور جاکر بیٹھی کیونکہ اوسنے کہا کہ مین لڑکے کا مرنا نہ دیکھون سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کے روئی تب خدا نے اوس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اوس سے کہا کہ ای ہاجرہ تجکو کیا ہوا مت ڈر کہ اوس لڑکے کی آواز جہان وہ پڑا ہے خدا نے سنی اوٹھ اور لڑکے کو اوٹھا اور اوسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ مین اوسکو ایک بڑی قوم بناؤنگا پھر خدا نے اوسکی آنکھین کھولین اور اوسنے پانی کا ایک چشمہ دیکھا اور جاکر اوس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا

اوس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان مین رہا کیا اور تیر انداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان مین رہا اور اوسکی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اوس سے بیاہنے کو طلب کی تھی ۔

توریت کی اس عبارت اور عبارتکے فقرات اور فقرات کے الفاظ اور الفاظ کے مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اسمعیل کا سن چودہ برس کا تھا توریت کے الفاظ جس طور پر واقعہ کی شہادت دیتے ہین وہ شہادت ایسی ہے کہ اوس سے حضرت اسمعیل شیرخوار بچہ معلوم ہوتے ہین جھاڑی مین ڈال دینا اور کنوئین سے حضرت ہاجرہ کا پانی بھرنا اور حضرت اسمعیل کو پلانا اور خدا کا انکو بڑھانا یہ الفاظ ایسے ہین کہ بجز گود کے بچہ کے تیرہ چودہ برس کے لڑکے ہوش و حواس والے پر استعمال نہین ہوسکتے اوس واقعہ سے جسمین کہ حضرت ہاجرہ اپنے نعل سے اول علحدہ کی گئی تھین اور اس واقعہ سے جسمین کہ حضرت اسمعیل کے قضیہ سے حضرت ہاجرہ کو نکلنا پڑا جب مقابلہ کیا جاتا ہے تو خیال ہوتا ہے کہ چودہ برس کی عمر مین حضرت اسمعیل حضرت ہاجرہ کے ساتھ سفر اور نہین ہوے اور یہ ایک ہی واقعہ تھا جو حضرت ہاجرہ کے اول واقعہ سے متعلق ہوسکتا ہے اوس تمام عبارت سے یہی نتیجہ نکال سکتے ہین کہ حضرت ہاجرہ کی گود مین حضرت اسمعیل تھے جبکہ حضرت سارہ کے اشارہ سے حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ کو اپنے سے جدا کیا تھا ہم مسلمانوں کی کتابون مین حضرت اسمعیل کا قصہ لکھا ہے اور بیان ہے کہ حضرت اسمعیل کا ایک لقب ابو العرب ہے حضرت ابراہیم جب اونکو بیابان مین چھوڑ آئے تھے تو وہ بالکل شیرخوار تھے اور یہی واقعہ جیسا کہ مسلمانون کی تحقیقات مین ہے درست ہے کہ حضرت اسمعیل نے عرب مین بود و باش اختیار کی تھی اور وہ واقعات شاہد ہین کہ حضرت اسمعیل حضرت ابراہیم کے پاس شام مین اور حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل کے پاس حجاز مین آتے جاتے تھے بیان ہے کہ حضرت ابراہیم نے خرمے اور مشک پانی کی حضرت ہاجرہ کو دی اور آپ ساتھ ہوکر اونکو مکہ مین چھوڑ آئے تھا جسکو حرم مکہ کہتے ہین یہ واقعہ اوس زمانہ مین گذرا تھا جب نہ وہان آبادی تھی اور نہ پانی تھا اور نہ زراعت تھی جب حضرت ابراہیم چھوڑ کر واپس تشریف لیے جاتے تھے حضرت ہاجرہ اونکے عقب مین آئین اور کہا کہ ہمکو کہان چھوڑے جاتے ہو بیابان ہے سوا بیابان کے اور کیا ہے اسکو حضرت ہاجرہ نے مکرر بیان فرمایا مگر حضرت ابراہیم نے سماعت نہ فرمائی

آخرکار حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ کیا خدا نے ایسا ہی حکم دیا ہے اونھوں نے کہا ہان
ہاجرہ راضی ہوگئین اور پھرین اور حضرت اسمٰعیل کے پاس آئین اور خرمے کھائے اور مشک سے
پانی پیا اور اپنے فرزند کو دودھ پلایا آخر جب اسطرحکا آب و دانہ ختم ہوچکا اور پیاس نے غلبہ کیا
حتی کہ وہ دو برس کا لڑکا مثل ماہی بے آب خاک پر تڑپنے لگا حضرت ہاجرہ متحمل نہوئین کہ اپنے فرزند کو
اس مصیبت و تکلیف مین دیکھین فوراً اس لخت جگر کو چھوڑ کر وہ بلندی پر گئین اور کوہ صفا کیطرف
روانہ ہوئین اور ایک لمحہ وہان کھڑے ہوکر اس وادی کی ہر طرف دیکھا تاکہ کوئی نظر آسکے
مگر اوس دشت مین کوئی نظر نہ آیا جب آپکو مایوسی ہوئی تو اوس پہاڑ سے اوترآئین اور جامہ کو اٹھا کر
اور نیچے وادی کی بلندی پر چڑھنا شروع کیا حتی کہ اوس وادی سے گذر گئین اور کوہ مروہ پر تشریف لائین
اور ایک لحظہ کھڑی ہوئین اور نظر کی کہ یہان کامیابی ہو لیکن پھر مایوسی ہوئی اور اس طریق سے
سات مرتبہ کوشش فرمائی اور اسی زمانہ سے حاجیون کیواسطے یہی طریق طواف کا بطور سنت ہوگیا
اور ہر مرتبہ اس طواف مین حضرت ہاجرہ اپنے فرزند کو دیکھ جاتی تھین اخیر مرتبہ جب آپ مروہ پر تشریف
لائین تو آپکو یہ صدا آئی کہ مین نے تیری آواز سنی اگر فریاد رسی کا ارادہ ہے تو فوراً دکو پہونچ
وہ آواز حضرت جبرئیل کی تھی کہ حضرت اسمٰعیل کے پاس موضع زمزم مین کھڑے تھے پس جبرئیل[1]
یعنی خدا کے فرشتے نے اوسکو پکارا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین ہاجرہ ہون حضرت جبرئیل نے کہا
کہ تمکو اس بیابان مین تنہا کس پر چھوڑ گیا ہے ہاجرہ نے جواب دیا کہ خدا تعالی پر حضرت جبرئیل نے جواب دیا
کہ جسپر تمکو چھوڑ گیا ہے وہی کافی ہے بعد حضرت جبرئیل نے اپنی ایڑی زمین پر رگڑی ایک چشمہ
پانی کا جاری ہوگیا جب ہاجرہ اسمٰعیل کے پاس پھرین تو دیکھا کہ چشمہ رواں ہے اب حضرت ہاجرہ
اس خوف سے کہ مبادا اسمین پانی نرہے ایک حوض بنایا تاکہ پانی اسمین جمع رہے حضرت ہاجرہ اوسی
پانی سے اپنی مشک کو بھر لیا کرتی تھین اوس وقت خدا کے فرشتے نے حضرت ہاجرہ کا اطمینان کیا اور کہا
خوف مت کر اسکا پانی کم نہوگا اور خدا اپنے مہمانون کو اس سے سیراب کرتا رہیگا پانی کا انتظام تو

لہ بعض نے بجائے جبرئیل حضرت اسمٰعیل لکھا ہے +

اس طریق سے ہو گیا تھا گر دانہ کا انتظام کچھ نہ تھا خدا کی قدرت پر خیال کرو کہ اوسنے اوسی پانی میں غذیت
کو محفوظ رکھا تھا زمزم اسمعیل اور حضرت ہاجرہ کا آب و دانہ تھا ایک زمانہ تک حضرت ہاجرہ اس طریق سے
رہیں قبیلہ جرہم کا گذر ایک زمانہ میں وہان ہوا اور اوسی پانی کے سبب سے اونکا قافلہ وہان مقیم ہوا حضرت
اسمعیل نے انھین مین نشو و نما پایا یہانتک کہ جوان ہو گئے حضرت اسمٰعیل نے قبیلہ جرہم سے عربی
زبان سیکھی تھی اور چند دنون مین بلاغت اور فصاحت مین آپ اہل زبان سے گوی سبقت لیگئے تھے
حضرت اسمعیل کی شادی قبیلہ جرہم مین ہوئی تھی اور لڑکے آپ سے پیدا ہوئے تھے اگرچہ حضرت
اسمعیل حضرت سارہ سے پیدا نہوئے تھے مگر جس خدا نے اوس پاک بی بی کا ساتھ جنگل و بیابان مین
حضرت اسمعیل کی حفاظت کے واسطے دیا تھا اوسی خدا نے حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحاق دونون
بھائیون کو مختلف ملکون مین برحق مبعوث کیا تھا عیسائی اور یہودی حضرت اسحاق ہی کو حضرت ابراہیم
کے الہامی ترکہ کا مستحق جانتے ہین حالانکہ توریت کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے دونون کو
الہام سے مشرف کیا تھا آخری فضیلت و شرف جو خدا نے حضرت ہاجرہ کو خاص حضرت اسمعیل کے
واسطے بخشا تھا اوس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ اوس سے پہلے جو کچھ حضرت اسمعیل کی نسبت توریت مین
بیان ہے مثلاً وحشی ہوگا اوسکا ہاتھ سبکے اور سبکا ہاتھ اوسکے برخلاف ہوگا وہ صحیح نہین ہو سکتا
قرآن ناطق ہے کہ حضرت اسمعیل نبی تھے توریت سے بھی پایا جاتا ہے کہ خدا اونکا حامی تھا اور خدا نے اونکو
الہام سے بمقابلہ حضرت اسحاق محروم نرکھا تھا افسوس کہ یہودیون اور عیسائیون نے حضرت اسحاق
کی نبوت کو تسلیم کیا اور حضرت اسمعیل کو برکت نبوت کا مستحق نکیا حضرت سارہ کی انتقال کے
بعد حضرت ابراہیم نے قتورہ نامی ایک اور عورت کو زوجیت مین لیا تھا قتورہ سے جو اولاد ہوئی اوسکی
نسبت کتاب پیدائش مین کوئی ایسا ذکر نہین ہے جیسا کہ حضرت اسمعیل کی نسبت ہے اور اسیواسطے
قتورہ کی اولاد کو بمقابلہ حضرت اسحاق و حضرت اسمعیل کی ابراہیمی ترکہ الہام کا نہین پہونچ سکتا
حضرت ابراہیم نے ایک سو پچھتر برس کی عمر مین انتقال فرمایا تھا حضرت اسحاق اور حضرت اسمعیل
دونون اپنے باپ کی تجہیز و تکفین مین شریک تھے اسلامی کتابون مین اس امر کا ذکر ہے کہ

حضرت ابراہیم شام سے پھر حضرت ہاجرہ کے پاس آئے تھے گر یہ دریافت نہیں ہوتا کہ انکا آنا کس ذریعہ سے ہوتا تھا اگر ان مبالغہ آمیز امور سے قطع نظر کیا جاوے تو واقعات سے یہ استنباط ہو سکتا ہے کہ قبیلہ جرہم اور شام کے بیچ جو تجارتی آمد و رفت جاری تھی وہی ذریعہ حضرت ابراہیم کی اطلاع کا ہوا تھا جرہم کا تجارت پیشہ قافلہ جس میں کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل کی مدت تک بود و باش رہی غیر ممکن ہے کہ اوس سے حضرت ہاجرہ نے اپنی سرگذشت نہ بیان کی ہو اور وہ قبیلہ حضرت ابراہیم کے نام اور انکی داستان سے واقف نہ ہو گیا ہو اوسی کے ذریعہ حضرت ابراہیم کو اپنی اوس بی بی اور اپنے فرزند کے حالات سے اطلاع ہوئی تھی کتاب پیدائش سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم کا ندانستہ حضرت ہاجرہ کے جدا کرنے کا فعل نہ تھا وہ حضرت سارہ کی تحریک سے مجبور ہو گئے تھے پس جو ذریعہ اطلاع کا تھا وہی باعث محبت پدری کے جوش کا ہوا اور پھر آپنے مسافرت اختیار فرمائی حضرت ابراہیم اپنے بیٹے حضرت اسمعیل کو عنفوان شباب میں دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے اور اسی زمانہ میں کعبہ کی بنیاد قائم ہوئی تھی حضرت ابراہیم کعبہ کو بناتے تھے اور حضرت اسمعیل پتھر وغیرہ پہونچاتے تھے کتاب روضۃ الاحباب میں گو بندگر کا ایک قول نقل کیا ہے کہ جب کعبہ شریف تعمیر ہو رہا تھا تو حضرت ابراہیم کی عمر سو برس کی تھی اور حضرت اسمعیل تیس برس کے تھے یہ بیان بالکل کتاب پیدائش کے مخالف ہے اوسمین اوسوقت جبکہ حضرت اسحاق پیدا ہوئے حضرت ابراہیم کا سن سو برس کا لکھا ہے جو صحیح ہے اور بمقابلہ اسکے وہ بے سند قول تسلیم نہیں ہو سکتا حضرت اسحاق کی پیدا کے بعد پچھتر برس تک حضرت ابراہیم زندہ رہے ہیں اس عرصہ میں حضرت سارہ کا انتقال ہو چکا تھا اور انہیں سوں میں قتورہ نامی عورت کی زوجیت حضرت ابراہیم نے قبول فرمائی تھی کتاب پیدائش سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی وفات کیوقت حضرت اسمعیل موجود تھے غرض کہ حضرت اسمعیل اور حضرت ابراہیم کی آمد و رفت کا کوئی سال قرار نہیں پا سکتا مگر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے کی باہمی آمد و رفت کو تسلیم نکیا جاوے ہمارا یہ تسلیم کرنا اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ہم اس بات کو قبول کر لیں کہ آمد و رفت کی متعلق تمام واقعات حضرت سارہ کے انتقال کے بعد ظہور پذیر ہو گئے ہیں

اب ایک جانب تو کتاب پیدائش ہے جسمین آمد ورفت کا کچھ ذکر نہین ہے دوسری جانب قران مجید ہے
جسمین حضرت ابراہیم کے آنے اور کعبہ بنانے کا تذکرہ ہے اور مفسرین اور مورخین اہل اسلام کی تحقیقات
ہے کہ اوس سے حضرت اسمٰعیل اور ابراہیم دونون کی آمد ورفت پائی جاتی ہے سوال یہ ہے کہ کس کا قول قبول
کیا جاوے ہمارا اعتقاد ہے کہ مورخین اور مفسرین اہل اسلام کے اقوال کی قرآن ابراہیم کے آنے کی نسبت
تصدیق کرتا ہے اور آخری الہام کی یہی شان ہے لہذا اسکو اور اسکے متعلق اورون کے اقوال کو
تسلیم کیا جاوے قرآن سے حضرت ابراہیم کا آنا اور کتاب پیدائش سے حضرت اسمٰعیل کا جانا و مقام
ظاہر ہوتا ہے جہان فاران ہے کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق حضرت ابراہیم کی وفات کیوقت موجود تھے
مسلمانون نے تاریخہاے قدیمہ مین حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم کا قصہ لکھا ہے اوسمین اونہون نے موسی
کی کتاب پیدائش سے مقابلہ نہین کیا اور یہی وجہ ہے کہ اوس قصہ مین الہام کے مقابلہ مین اونکے
بعض اقوال غلط ہین کتاب روضۃ الصفا مین جو ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم کی وفات کے بعد حضرت اسمٰعیل
شام مین گئے تھے اور یہ بیان ہے کہ وہین وفات پائی اور جلیل ابراہیم ہوئے کچھ بھی صحت کی قیمت
نہین رکھتا جب بیان کتاب پیدائش اونکا حضرت ابراہیم کی وفات کے زمانہ مین موجود ہونا
ظاہر ہے مگر پھر اونکا عرب مین الیس آنا کوئی ایسا امر نہین ہے کہ اوسکو قبول نکر لیا جاوے بطلیس ابراہیم
ہونے سے اگر مولف کتاب روضۃ الصفا کی یہ مراد ہے کہ سرزمین بیت المقدس مین جسمقام پر
حضرت ابراہیم کی قبر ہے وہین حضرت اسمٰعیل مدفون ہوئے تو یہ بھی مرتبہ تحقیقات سے خارج ہے کیونکہ اس
بحث کے متعلق اگر یہ دریافت ہو جاوے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کی قبرین کہان ہین تو اسکے
صاف ہونے مین کسی طرح کا کلام نہین مگر اونکا مدفن ہماری نظر سے نہین گذرا لہذا ہم نہایت مشکور ہونگے
اگر اس زمانہ کا کوئی مورخ اور محقق اون قبرون سے ہمکو مطلع کرے حضرت اسمٰعیل کی قبر حضرت ابراہیم کی قبر کے
پاس نہین ہے حکیم ناصر خسرو ۴۳۸ھ ہجری مین بیت المقدس گئے تھے وہ اپنے سفرنامہ مین حضرت سارہ
و حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق کی قبرون کا ایک مقام پر ہونا لکھتے ہین اور حضرت اسمٰعیل کی قبر کا
ذکر نہین کرتے بلکہ اونکے تمام سفرنامہ مین اسکا تذکرہ نہین ہے مولف روضۃ الاحباب نے حضرت ابراہیم کی

قبر کا حال مطابق بیان حکیم ناصر خسرو لکھا ہی گر اوسکی کتاب سے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ کی قبر کس ملک میں ہے۔

ہمنے توریت اور قرآن مجید اور مسلمان مورخین او مفسرین کے اقوال سے حضرت ابراہیم و حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کے حالات بحث کی ہو ہر چند کہ مختلف واقعات کی اعتبار سے زمین و آسمان کا ہو تاہم جو بڑا فرق تھا اوسکو دکھا دیا اور واقعات کی نتایج سے ثابت کیا گیا کہ جو توریت میں بیان ہوا ہی وہ صحیح ہی یا قرآن کا مفسرین اور مورخین کے اقوال پر بھی بحث کی اور نتیجہ پیدا ہوا کہ توریت میں اور اہل اسلام نے حضرت ہاجرہ کا حال تمام تر واقعات اور قرائن کے موافق لکھا ہی وہ سب درست ہی اور باقی کتاب پیدایش کے حالات تحریف سے پاک نہیں ؛

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت

ہماری کتابون میں ہی کہ بعد وفات حضرت اسمٰعیلؑ کی تولیت خانہ کعبہ وغیرہ کی حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں منتقل ہوئی تھی ثابت کی انتقال کے بعد جو بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کے تھے تولیت کعبہ کی مضاض بن عمرو جرہمی کو جو حضرت اسمٰعیلؑ کے خسر تھے حاصل ہوئی تھی کیونکہ ثابت کے لڑکے خرد سال تھے اوسوقت اہل مکہ دو فریق ہو گئے تھے ایک فریق کا پیشوا مضاض تھا اور دوسرا فریق سمیدع نامی ایک شخص کے تابع تھا مضاض نے سمیدع کو قتل کیا تھا اسوجہ سے اوسکی حکومت کامل ہو گئی تھی اولاد اسمٰعیل نے حق تولیت کعبہ سے دست بردار نہین ہوئے تھے قبیلہ جرہم کے پاس تولیت کعبہ اس جہت سے تھی کہ ثابت کے لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے جب وہ جوان ہو گئے تھے تو اونکو قبیلہ جرہم کی تولیت منظور تھی کسواسطے کہ اس قبیلہ نے اسمٰعیلؑ کے ساتھ سلوک کیا تھا جبکہ اور اولاد اسمٰعیلؑ کی زیادہ ہو گئی تو جو قبائل عرب اطراف و اکناف مکہ مین تھے اونمین جا کر شامل ہوئے قوم جرہم نے ظلم و زیادتی کا بیڑا اوٹھا لیا تھا وہ باشندون کو نہایت تنگ کرتی تھی اور مال خانہ کعبہ مین خیانت اونکی جانب سے ہوتی تھی اور جو تحفہ و تحائف

کر خانہ کعبہ کے واسطے آتے تھے اون مین انھین کا تصرف تھا آخر کار ان بے اعتدالیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربون نے ابوبکر بن عبد مناف بن کنانہ فرزندان اسمعیل کو برانگیختہ کیا اور آمادۂ جنگ ہوئے تاہم باہم ز صلح کرلی اور تولیت خانہ کعبہ بعد اولاد اسمعیل کے سپرد کی جرہم کا قبیلہ کہ سو یمن مین چلا گیا تھا لیکن زمزم کو بیکار کر دیا تھا جب کعبہ کی تولیت حضرت اسمعیل کی اولاد کو ملگئی تھی اور حضرت عبد المطلب متولی ہوئے تو انہون نے چشمۂ زمزم کو پھر جاری کیا تھا ان واقعات سے یہ ہمین معلوم ہوتا کہ ثابت کو نبوت کا مرتبہ حاصل تھا مگر حضرت اسمعیل نے دین ابراہیمی کی اشاعت کیو اسطے جو وعظ عرب مین کہا تھا اوس سے بنی اسمعیل اور دیگر قبائل عرب کی اصلاح ہوئی تھی وہ وعظ حق پرستی کا تھا نہ کہ بت پرستی کا اب عرب مین بجز حضرت اسمعیل کے حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ تک کوئی اور نبی نہین ہوا ہم تسلیم کرینگے کہ حضرت اسمعیل کے بعد عرب بت پرست یا ستارہ پرست نہ تھے کعبہ بھی بتون سے پاک تھا مگر اسکو کیونکر قبول کرین کہ جس زمانہ سے عرب مین بت پرستی کا رواج ہوا تو زمانہ جہالت مین جن اشخاص کو بنی اسمعیل ہونے کا فخر تھا وہ بت پرستی کی آلایش سے مبرا تھے بنی امیہ تو بالکل بت پرستی مین غرق تھے بنی ہاشم کی نسبت بیان ہے کہ یہ بت پرستی سے محترز تھے مگر اسی کے ساتھ اس تاریخی واقعہ کا کیا جواب ہے کہ جب عبد المطلب پر تولیت خانۂ کعبہ منتقل ہوئی تھی تو وہ کعبہ جسمین کسی زمانہ مین ایک بت نہ تھا بتون سے اٹا ہوا تھا حیرت ہے کہ اونہون نے کعبہ کو اون بتون سے کیون نہ محفوظ رکھا جب یہ بیان کرتے ہین تو اسکے ساتھ ہمکو اس واقعہ کو شامل کرنا ضرور ہے کہ جن لوگون نے کعبہ کو اپنے اعتقاد مین بتون سے مزین کر رکھا تھا اونہین کے شعار کو بنی امیہ نے پسند کیا تھا اور چونکہ بنی اسمعیل کے اس شعبہ کو حکومتی اقتدار حاصل تھا لہذا عبد المطلب علانیہ کعبہ کو بتون سے پاک کرانے مین مجبور تھے خیر جو کچھ ہو مگر بنی امیہ اور دیگر قبائل عرب کے طریق کا اثر بنی ہاشم پر بھی ہو چلا تھا اور تاریخ بنی ہاشم مین بجز حضرت محمد رسول اللہ یا جنکے

اگر کسی مین آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام قبول کیا تھا دوسرون سے کچھ بالکل نہین فرق رہ گیا تھا
وہ بت پرستی جو عرب مین ہو رہی تھی وہ سابق مین ستارہ پرستی تھی مختلف قبائل عرب مختلف ستارون
کی پرستش کرتے تھے اونمین بعض موحد بھی تھے جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل تھا کہ اوسنے اپنے ایک
شعر مین لات و عزی کو بالکل ترک کر دیا تھا اور سواے خدا کے وہ کسی کا قائل نہ تھا اور دوسرون کو بھی
اوسنے ویسی ہی نصیحت کی ہو صابہ فرقہ بالکل اور اصنام کی پرستش کرتا تھا اور نجوم پرستی بھی اوسکا
شعار تھا ہفت اقلیم جو سیارات کے اعتبار سے تقسیم ہوا اسکا ماخذ اول وہی فرقہ ہوا تھا اس فرقہ
کے سکونت شام و عراق و مصر مین تھی رفتہ رفتہ اوسکا پھیلاو قریب قریب کل ملکون مین ہوا کلدانیون کی
اختلاط سے جنکی سکونت درمیان دجلہ و فرات کے تھی وہ حصہ عرب کا جو ان مقامات کے قریب تھا
موحد تھا مگر جو حصہ جزیرۃ العرب مین کا ایران و شام و مصر سے تعلق تجارتی رکھتا تھا وہ اونکے
اثر سے بت پرست ہوگیا تھا کعبہ اس وقت ایک تودہ سنگ تھا اور ہر سال قبائل عربستان
اوسی تودہ سنگ کا طواف کرتے تھے باہمی قضایا کا عہد و میثاق سے وہین فیصلہ ہوتا تھا اور
واپسی کے وقت زوار عرب پتھر اوٹھا لیجاتے تھے اور میثاق کی تکمیل اوسی پتھر کے سبب سے اونکا
ہوتی تھی اور پتھرون کی تعظیم و تکریم بدرجہ غایت تھی اور اوسی پتھر کا طواف اپنے وطن مین
کرتے تھے جبکہ عمرو بن الحی بغرض تجارت شام مین گیا وہ واپسی کے وقت دیار عمالقہ سے گذرا
اوسنے دیکھا کہ ساکنین بلقا تراشے ہوئے بتون کی پرستش کرتے ہین اور چونکہ عرب کے قبیلے ناتراشیدہ
بتون یعنی کنکرون کی پرستش کرتے تھے لہذا اوسنے تراشیدہ بتون کو اچھا سمجھا اور ہبل کو حاصل
کیا اور اوسکو کعبہ مین نصب کیا اور دو اور بت اساف و نائلہ کا انتظام کیا ایک کو کوہ مروہ اور
دوسرے کو کوہ صفا پر رکھا عربون نے اس طریق کو نہایت پسند کیا اور ہزارہا چھوٹے بڑے
بتون سے کعبہ کو مکمل بتخانہ کر دیا تھا۔

صبحی پاشا کی تاریخ حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام سے جسکا ترجمہ اسکندر افندی نے ترکی سے
فارسی مین کیا تھا ہمنے مذکورہ بالا ترجمہ کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کعبہ بت پرستی کا دور گزرا ۱۱۰

تھا جو تمام پرستی عرب مین اگرچہ ادسی کے تھیر دن سے پھیلی مگر اسمین کعبہ کا قصور تھا او نہ اوسکے بانیون کا یہ منشا تھا حضرت اسمعیل کی الہامی تعلیم کا اثر جب عربون کی طبائع سے جاتا رہا اور خود اونھون نے اپنے ذاتی افعال و اقوال سے ایک شرع اپنی خواہشون کے مطابق پیدا کی تو بجائے اوس تعلیمی نور کی ظلمت جہالت کو ترقی ہوئی اور اوسکا نتیجہ یہی ہوتا تھا کہ بطبیب خاطر یا کسی نے دکھیا دیکھی بت پرستی اختیار کیجاتی ہی یا شاکی تحقیقات سے یہ نہین ملتا کہ قبل حضرت اسمعیل کے جس قدر عرب تھے اونکا دین کیا تھا مگر بعد جاتے رہنے اثر تعلیم حضرت اسمعیل کے عربون کا ستارہ پرست اور موحد ہونا ثابت ہوتا ہی اور ما ظہور ماہ عرب کل عرب بت پرست ہوگیا تھا قال فرقہ ما سے کے لوگ ستارہ پرست رہگئے تھے عرب مین بجز حضرت اسمعیل اور حضرت رسول اللہ اور کوئی پیغمبر نہین گذرا حضرت اسمعیل کے بعد یعنے حضرت محمد صلعم کے قبل زمانہ جہالت کا جو دور دورہ تھا وہ خدا شناسی کو اصل بعید تھا انبیاء بنی اسرائیل کی تعلیم شام و مصر تک محدود تھی جسمین اسلام کے قبل حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی وسیع تعلیم پر اگر غور کیا جائے تو اوسکا فیض ایک ملک کے لیے محدود تھا عرب اوس سے بالکل مستثنے تھا جس اسمعیل کی نبوت موسائی اور عیسائی تسلیم نہین کرتے اور ہم مسلمان تسلیم کیتے ہین اوسی اسمعیل نے اول اول ایک تیرہ و تار ملک عرب مین حق پرستی کا آوازہ بلند کیا اور اوس ترکہ الہامی کا ثبوت دیا جو حضرت ابراہیم نے دونون بیٹون کو مساوی تقسیم فرمایا تھا جو وعدہ خدا نے حضرت ابراہیم سے اونکی اولاد کی نسل کی وسعت و رفعت کے باب مین کیا تھا اوسکو وفا کیا اور اگرچہ کئی ہزار برس گذر گئے مگر حضرت اسحاق اور حضرت اسمعیل کی نسل ابتک قائم ہی اور تنزل و ترقی کی بہار و خزان کو دیکھتی چلی جاتی ہے بنی قطورہ کا نام و نشان بھی نہین ہے خدا نے کوئی وعدہ اوس نسل کے پھیلانے کی نسبت نہین کیا تھا اور اسیواسطے اوسکو اسی قسم کی برکت نصیب نہین ہوئی عیسائی اور موسائی اور مسلمان لوگ پیشینگوئیون کے کل قوم ہین جنکو حضرت ابراہیم اپنی یادگار چھوڑ گئے ہین تمام وہ انبیا جو بعد حضرت ابراہیم کے ہوئے جنمین حضرت اسمعیل بھی شریک تھے مقبول خدا تھے

مگر ہم اون انبیاء کی نسبت جو حضرت اسحاق کی نسل مین تھے ثابت کر سکتے ہین کہ اونکا خدا سے
خاص خاص صورتین تعلق تھا اور جو الہام ہوتا تھا وہ محدود تھا اور کیا کوئی عیسائی اور یہودی دعوے
کر سکتا ہے کہ اوس زمانہ کے آدمیون کو اوس الہام سے دین و دنیا کیواسطے وہ فیض ہوا تھا جیسا کہ پیغمبر اسلام سے
ہو سکتا یا ہوا تھا مگر ہان حضرت محمد رسول اللہ نے عرب جاہلی کی ظلمت ناک حالت کو دور فرمایا اور ایک کامل
شریعت عطا فرمائی جس سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کا نام زندہ جاوید ہو گیا عرب صاحب امت اور
جن قومون کی شریعت کا محتاج نہ تھا وہ ایک ناطق اور زندہ شریعت کا محتاج ہو گیا تھا جس نے
اونکو ایسے کتاب مین تعلیم دی تھی کہ دین و دنیا دونون خراب ہو گئی تھی۔ عرب مین صلہ رحم بالکل
نہ تھا خونریزی ڈاکہ زنی اونکا مذہب تھا ہر ہون خفیف امور مین باہم جنگ ہوا کرتی تھی فسق
فجور مین انکی بسر ہوتی تھی تجارت و زراعت برائے نام تھی یہانتک کہ تمام ملک مین شیطنت ہی وحشت
برپا تھی اور اوس ملک کی وحشی قومون مین شاید ہی کوئی قوم ایسی ہو جسکو جہالت و وحشت مین
[illegible] قبائل تھے اسمعیلی نسل بھی اونمین مخلوط ہو گئی تھی اونمین قومیت
[illegible] ایک قوم تھی مگر جہالت نے ایک دوسرے کی نظر مین مغایرت ایسی پیدا کر رکھی تھی
کہ اونکی زندگی جانورون کی زندگی سے بھی بدتر تھی پیغمبر اسلام نے ان سب خرابیون سے
[illegible] پاک کر دیا اور بت پرستی دور کرائی اور خدای واحد ذوالجلال کی عبادت کا سبق
... سکھایا [illegible] تمام وحشیانہ حرکات کو دفع کر کے اونکو مہذب بنا دیا یہانتک کہ
عرب [illegible] ایک ہو اور اوس کلمے [illegible] مسلمانون کی ایک قوم کہا جو ہر قوم نے پیغمبر کی ابتدائی
[illegible] پیش کیا تھا جب [illegible] اسلام کو پہچانا اور اوس بین روشن کو قبول کیا تو دنیا کو معلوم
ہوا کہ یہ اسلام کیسی خدا داد نعمت ہے عربون نے بڑے بڑے بادشاہون کے روبرو [illegible] گذشتہ
حالت کا اقرار کیا اور نور اسلام کو اپنی اصلاح کا باعث قرار دیا یعنی اور تجربہ و عرب ہی تھے
جنہون نے [illegible] ایرانی [illegible] اسلامی سپہ سالار [illegible]
رستم نامی سپہ سالار عجم کے پاس بھیجا تھا [illegible] کی حقیقت حالت دکھایا [illegible]

تو رئیس اسلام مرزا علی نے کہا کہ مین شیخ نہین ہون مگر تمام مسلمان ایک قوم متحد ہے اگر انمین سے کوئی شخص ایک امر قرار دیتا ہے تو دوسرے مسلمان اوسکی کفالت اور اعانت کرتے ہین اور کہا کہ اسلام مین چھوٹی بڑائی کا امتیاز نہین ہے بلکہ وہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہین مدیر مرحومیہ کی سفارت کی ممبر نے بیان کیا کہ واقعی قدیم الایام مین ہم عربون کا حال نہایت خراب تھا مگر خدا ہم عربون پر مہربان ہوا اور ہماری اصلاح اور تہذیب کیواسطے اپنے پیغمبر کو بھیجا اور پیغمبر کی ہدایت سے ہم صراط مستقیم پر پہونچ گئے اور کہا الحمدللہ کہ ہمارا حال مبدل بسعادت ہوگیا جو سعی کہ ہمارے پیغمبر نے دین اسلام کے پھیلانے مین فرمائی اور جو ہدایت کہ بعد وفات آپکے مسلمانون کے واسطے موجود ہے اوس کوشش اور اوس شریعت کا دعوے ہے کہ اسلام سے پہلے اور شریعتون کی ایسی تعلیم کامل نہ تھی اور نہ انبیاء ماسبق کو شریعتون کی اشاعت مین جو کوشش کرنا پڑی اور نہ کسی نے ایسی تعلیم دی جو ہمارے پیغمبر نے عرب مین دی اور کوشش اشاعت اسلام مین فرمائی ہم انبیا کے سلسلہ کو اپنے پیغمبر تک ختم کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ کل انبیا کا وعظ خدا شناسی کے لیے تھا اور ان مقاصد مین وہ مشترک تھے مگر تعلیمی خصوصیات پر جب غور کیا جاتا ہے تو جیسی سرزمین مین وہ پیغمبر پیدا ہوتے تھے وہان تعلیم الٰہی کے پھیلانے مین بلحاظ اوس سلسلہ کے ہوچکنے کے بعد دیگرے جاری تھا کیا مشکل تھی وہ الہام خانہ داری اور خاندانی برکتون کے لیے تھا مخلوق کی وسیع تعلیم اوس سے ظاہر نہین ہوتی ہے حضرت موسیٰ کی شریعت احکام عشرہ پر ختم اور یہ کارنامہ حضرت موسیٰ کا جو الہام یزدانی کی برکت سے ہوا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجہ سے نجات دی اوس سے خدا کا جلال و جبروت ظاہر ہوتا ہے اور اوس نادار بندہ نے خدا کی اوس عظیم خدمت کو خدا کے سایہ مین پورا کر دیا جو اوس کے سپرد کی گئی تھی ہم اسکا زمانہ یہین تک محدود کرتے ہین ناصری رسالت چند روزہ تھی اور بعد دوسرے چند نے اوس رسالت کو قبول کیا تھا جنمین سے بارہ اشخاص کا انتخاب خود مسیح نے کر لیا تھا جنکو حواریین کہا جاتا ہے مسیح کی تعلیم نہایت مختصر تھی اگر وہ مدت دراز تک مسیح موجود رہتے تو تعلیم بھی زیادہ ہوتی عرصہ دراز تک

حضرت عیسی کا وعظ انہین ہاتھون سے دونون یہودیون نے اوس شمع کو گل کردیا مسیح نے یہ فرمایا
کہ مین توریت کو منسوخ کرنے نہین بلکہ تکمیل کرنے آیا ہون اس فرمانے سے عیسائیون پر واجب
کیا گیا کہ توریت کو تسلیم کرتے رہین اور توریت کی تکمیل سے یہ مراد تھی کہ موسائیون نے جہانتک حضرت
موسی کے احکام کو ترک کر رکھا تھا اوسکی تکمیل ہو اس بارہ مین ایک مباحثہ عظیم درمیان مسیح اور
یہودیون کے رہتا تھا یہودیون کا توریت اس آیت کی بموجب کہ عصا یہودا سے سلطنت جدا
نہ ہوگی اور نہ فرمانفرما اسکے پاؤن کے بیچ سے جبتک کہ شیلوہ نہ آوے اور قبائل اوسکی
طرف جمع ہونگی اگرچہ یہ اعتقاد تھا کہ توریت کی پیدائش کی پیشین خبری ہے مگر جو انہون کے اس سوال
کا جواب عیسائیون کیجانب سے بالکل غیر قابل اعتبار ہے کہ مسیح کے وقت مین وہ
علامتین تمام و کمال ظاہر نہین ہوئین جنکا اشارہ مندرجہ بالا توریت کی آیت مین ہے اور
نہ اسکا کچھ جواب ہے کہ مسیح کے وقت مین توریت کے خلاف بعض ترمیمین نہین ہوئی ہین مثلا
یہودیون کا سبت وغیرہ ہفتہ کو حسب الہام موسی تھا مسیح نے اتوار مقرر کیا اسکے علاوہ اور
امور مین بھی یہودیون نے سمجھا کہ توریت کو باطل کرنے کا ارادہ ہے اس تمام جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوا
کہ یہودیون نے مسیح سے کیا جو کچھ کیا اگر پیشین گوئی کی علامات مسیح پر پوری پوری صادق آتین
اور مسیح کے اقوال سے یہودیون کو یہ نہ معلوم ہوجاتا کہ یہ توریت کو باطل کرنا چاہتے ہین تو ممکن تھا
کہ مسیح کی بعثت سے انکار کیا جاتا مسیح نے اپنے وقت مین دعوی الوہیت نہین کیا تھا اور
جن پیشین گوئیون کا مصداق نصرانی مسیح کو ٹھہراتے ہین اونسے بھی یقین ثابت ہوسکتا کہ
یہ بھی دعوی کریگا اور نہ مسیح اور یہودیون کے کردار و گفتار سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ آنے والا الوہیت
کا مدعی ہوگا اور نہ یہودیون کو مسیح سے عناد اور عداوت کرنے کے اسباب مین اس حیثیت کو
شریک کیا تھا مسیح کی حیات تک جہان تک کہ مسیح کی تعلیم کا تعلق ہے اوسی کو تاریخی وقعت
ہے جب مسیح اس جہان مین نہ رہا تو ایک وہمی تعلیم کا مسیح سے منسوب کرنا اعتقادی امر ہے
جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہین مسئلہ تثلیث اسی خواب و خیال کا نتیجہ ہے اور مسیح تمام دنیا کے گناہو

کفارہ ہوگیا یہ دونون اعتقاد ایسے ہین کہ بالکل انسانی عقل سے خارج ہین مسیح ایک
اوسقدر بھی تھا کہ چند روزہ تعلیم کا اثر کیا ہو سکتا ہے اور پھر وہ تعلیمی وعظ ہو اون کے واسطے
جو خود ایک مستقل شریعت کی پابند تھے ... صاحب نے اپنی مصنفہ تاریخ کلیسا مین مسیح کی
تعلیم کا تذکرہ کیا ہو لیکن اگر اوس تعلیم کا نتیجہ یہ ہو کہ تثلیث کی تعلیم کیگئی اور عجیب و غریب نجات کا
مسئلہ مانا گیا اور یہ بات کہ مسیح بھی تھا خدا کا بیٹا تھا اور حواری ہمراہ تھے اور ایسی تعلیم
کا اوس سے کچھ بھی ایمان کو تقویت نہین ہو سکتی اور نہ انسانی اخلاق کو ترقی - ہان حواریون
کی تعلیم پر عیسائیون کو فخر ہو سکتا ہے کہ وہ تمام تعلیم مستند کہی جاتی ہے اور مسائل پر جو دلکش تھی اونکی خواہش
تھی کہ غیر مذہب والے تثلیث اور نجات وغیرہ مسائل کو قبول کرین اور بت پرستی کو ترک کرین مگر
وعظ تھا مگر سوال یہ ہو کہ جن لوگون کو ظلمت سے حواریین نے نجات دی تھی اونکے واسطے
کیا سامان کیا تھا جواب یہ ہو کہ تثلیث اور نجات کو تسلیم کرایا تھا اور بعض اخلاقی احکام کی تعلیم
تھی اور ایسے دین و دنیا سے جدا معلوم ہوتا تھا اور یہ اکثر دیکھا جاتا ہے ... ہو اوس کی تشریح
جیسا کہ چاہیے ہرگز نہین تھی ہم انصاف سے کہتے ہین کہ پیغمبر اسلام کا دوران حیات
لیکن خلافت کے زمانہ مین پولیٹیکل اقتدار شریک ہو گیا تھا اور اسلام کی اشاعت جو ہوئی وہ
وہ فوجی سایہ مین ہوئی مسیح کے حواریین نے بغیر کسی پولیٹیکل اقتدار اور فوجی عظمت کے محض
وعظ سے عیسائیت کو پھیلایا اور بہت بڑی ایذا و تکلیف اوٹھائی مگر پیغمبر اسلام آپ کی خود
تعلیم کے مستحق آپ کے خاندانی اشخاص اور اونکی رفتار اسلامت صرف وعظ سے متعلق تھی نہ کہ
پولیٹیکل اشتراک سے لیکن اگر عیسائیون کو حضرت عیسیٰ کے حواریون کی کوشش کا
افتخار ہو تو ہم مسلمان بھی نبی عربی کے خاص خاندانی سلسلہ کی کوشش کا فخر کر سکتے ہین -
پیغمبر اسلام نے جس ملک مین اسلام کا وعظ فرمایا تھا وہ ایسا تھا جسمین مسیح وغیرہ کا وعظ
ہو چکا تھا بلکہ عرب وہ ملک تھا کہ اوسکے قبائل صدہا برس سے فرات پر بستے ہین وہ عیسائی ہو چکے تھے
اونسے بت پرستی دور کرکے بجائے اوسکے تثلیث قائم نہین کی اونکی نجات اونکے شرعی اعمال پر منحصر

اسلام مین یہ مسئلہ نہین ہے کہ سارے جہان کے گناہونکا ایک شخص کفارہ ہوجاتا ہے اوسنے توحید
کے پردہ مین شرک کو ظاہر کیا وہ مظلوم و غریبون کا حامی تھا اور مہمان نوازی اور حلم اور بردباری اور
خوش خلقی اور عدل و رحم کی تعلیم دی اور حکمت اور فلسفہ کی حقیقت بتائی لوگون کو ایک قوم کردیا اور سب
قسم کی تمام بزرگیون کا مستحق صرف اپنی ہی امت کو نہین کہا بلکہ غیر مذہب اور غیر قوم کی بہبودی کے لیے
اسلام مین یہ تعلیم ہے دنیا بالکل دین سے جدا نہین دین و دنیا کو لازم و ملزوم قرار دیا عبادت کا علاوہ
طریقہ بتایا معاملات کا سلسلہ بھی ہے اور جو اصول ملکی اور اخلاقی تمدنی اور سیاست منزل کے متعلق
تعلیم کئے ہیں وہ خاص اسلام کے اور کسی شریعت مین نہین ملتے اسی واسطے زمانہ جہالت دفع ہو
کر اسلام کا زمانہ آیا اوسکے لیے فرد بشر ہوگیا دختر کشی موقوف کی لڑکیون کی شادی دور کردی نہ
تعدد ازدواج مین نفع تھا اور نہ جسمانی تھا اور اسلام سے اوسکی بنیاد قائم ہوئی روحانیت اور اخلاق کی تعلیم کا سبق
دیا اور انصاف الٰہی کو اس پیرایہ مین ظاہر کیا کہ اوس سے انسان کی ظاہری اور باطنی احوال پر نہایت
عمدہ اثر ہوا اوسنے اپنی خواہش سے کبھی جبر اسلام قبول نہین کرایا نہ کسی سے جنگ کی اوسکو جسنے
تنگ کیا اور جو اسلام کے پھیلانے مین حارج ہوا اوسکو دفع کیا بعد اس تعلیم الٰہی کے وحشی
عرب جیسی قوم تہذیب شائستگی مین ایسی ترقی کر گئی کہ دنیا مین اوسکی ثانی کوئی قوم نہ تھی یہودی
بت پرست نہ تھے عیسائی بت پرست ہوگئے تھے اور رومن کیتھلک مذہب کا [illegible] اور
مسیح اور حضرت مریم کی تصویرون کی پرستش کی پروٹسٹنٹ کا فرقہ اب جو ابھی اسلام سے
عیسائیون کی بھی ترک بت پرستی وغیرہ کے لحاظ سے اصلاح ہوئی یہودیون نے مسیح اور ہمارے
پیغمبر سے انکار کیا ہے عیسائیون نے صرف حضرت محمد رسول اللہ کی رسالت کو تسلیم نہین کیا
ہم مسلمان کسی حجت خدا سے منکر نہین ہین اور نہ ہمارے پیغمبر نے کسی کی رسالت سے انکار کیا
جس پیغمبر عرب نے صدہا اور ہزارہا آدمیون کو الہام سے انسان بنا دیا اور جو فخر اولاد اسمٰعیل تھا
اور جسکی شریعت سب شریعتون کے بعد ہوئی مگر کامل ہوئی کیا یہودیون اور عیسائیون پر اوسکا
انکار واجب ہے اونکو یہ سمجھنا تھا کہ ملک عرب وحشی تھا اوسکو جسنے پیغمبرانہ طریق سے مہذب کیا

وہ بیشک پیغمبر تھا اور آخری پیغمبر اور خاتم الانبیا کہ بعدہٗ نہ کسی نے شام مین دعوی پیغمبری کیا اور نہ کسی نے اور ملک مین ہمارے پیغمبر نے معجزات بھی دکھائے اگر ایک عیسائی ہم سے تصدیق کا ملتجی ہو تو وجہ کیا کہ ہم اوس سے مسیح اور دیگر انبیا کے معجزات کی تصدیق نچاہین اور جب تصدیق کے دراصل خیال ہوتا ہی تو معجزات کے وسائل تصدیق ایک ہی پانی ہین مگر ہم مسلمان کسی نبی کے معجزہ سے انکار نہین کرتے بلکہ ہمکو نفس معجزہ کی تصدیق کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کیونکہ اگر ہم انکار کرینگے تو اس تاریخی شہادت کا کیا جواب ہی کہ گروہ کے گروہ آدمیون کے انبیا سے طالب معجزات تھے اور اس صورت مین جبکہ طالب اپنے مطلوب کی فکر مین تھا تو یا انبیا معجزات سے انکار کرتے ہونگے یا معجزات دکھانے پر مجبور ہوتے ہونگے انکار کا ثبوت تو ملتا نہین اور جہان تک تواریخ ورد انا سے ثابت ہو سکتا ہی وہ یہی ہی کہ جس زمانہ مین انبیا کا ظہور ہوتا تھا اوس عہد کی انسانی جماعتون کے عادات اور اطوار اور معلومات کا مقتضے یہی تھا کہ پیغمبرون کا دعوی پیغمبری تسلیم ہی نہین کیا جاتا تھا تاوقتیکہ اون سے ایسے افعال صادر نہون جو عجائب و غرائب ہین انبیا مجبور ہو جاتے تھے اور ضرور تھا کہ وہ معجزات سے لوگونکی خواہشون کی تکمیل کرین انبیاء بنی اسرائیل کے معجزات نہ کافی تھے اور بجز اسکے کہ اون معجزات سے مخالفین کی خواہشات پوری ہون اور کوئی مقصود نہ تھا اون عجیب و غریب نظارہ سے یہی ہوتا تھا کہ لوگون کو معلوم ہوجاتا تھا کہ انبیا کو خدا سے کیا قرب ہے کہ اونکے وسیلہ سے خدا حیرت انگیز جلوہ دکھا دیتا ہی مگر ایسے معجزات کا ظہور اوسی زمانہ کے لیے محدود تھا جبکہ وہ انبیا موجود تھے حضرت موسیٰ کا عصا اور ید بیضا اور حضرت عیسیٰ کا مردہ زندہ کرنا اور نابینا کو بینا کرنا جس زمانہ کے واسطے تھا اوسی زمانہ کے ساتھ چلا گیا پھر اس طرح کے خرق عادات سے یہ لازم نتھا کہ وحشی قومون پر پورا پورا تعلیمی اثر ہوجاتا اور اگر ان معجزات سے کوئی گروہ اپنا طریقہ مذہب تبدیل کر دیتا تھا تو یہ اعجازی جلوہ اوسکے انسان ہونے کے واسطے کافی نہ تھا اوسکے واسطے اور تعلیمی سرمایہ کی ضرورت ہوتی تھی اور یہی تعلیمی مایہ کم تھا اور جو اعجازی تعلیم تھی اوسکا اثر اور فائدہ محدود تھا پیغمبر اسلام کی تعلیم مین اس قسم کے ہنگامی معجزات بھی اصل تھے

جیسے کہ شق القمر اور انگلیوں سے صاف و شفاف پانی جاری ہونے کا معجزہ ہے اور اسی طرح کے
اور معجزات بھی عربی رسالت نے دکھلائے ہیں مگر یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ یہ ہنگامی معجزات
تھے اور انکا فائدہ اوس عہد کے مخالفین کے واسطے تھا بعد حضرت موسیٰ کی امت اور حضرت
عیسیٰ کی امت اور پیغمبر عرب کی امت کے لیے اسی قدر فائدہ رہگیا کہ وہ اپنے ہادیوں کی نسبت
یہ سمجھتے ہیں کہ وہ خرق عادات پر قادر تھے اور کوئی فائدہ نہ ان امتوں کے لیے ہے اور نہ غیروں کے
واسطے ہمارے پیغمبر کا علاوہ ہنگامی معجزات کے جنکا صدور مخالفین کی طلب خواہش کے لیے
تھا ایک دو معجزہ کیا جو ختم رسالت اور تکمیل شریعت کی شہادت دیتا ہے یہ دنیا اور دین کی تعلیم کا معجزہ تھا
اور تعلیم پیغمبر ہی کیواسطے مخصوص تھی قبل بعثت آپ کے اور انبیاء اس باب خاص میں شرکت
نہیں رکھتے تعلیمی معجزہ کے متعلق یہ ضرور ہے کہ جو لوگ ہنگامی معجزات سے کسی اور وجہ سے اپنے قدیمی مذہب
ترک کرکے الہامی ہادی کی پیروی کریں تو الہامی ہدایت کرنے والے کا ہرگز یہ فرض نہیں ہو سکتا خالہ
وہ عجائبات کے جلوہ سے ایک گروہ کو گرویدہ کرتے اور تعلیمی اصول سے اوسکی مدتوں کی خراب عادات
اور اطوار کا استیصال کرسکے کیونکہ بغیر تعلیم کے اون عجیب کرشموں سے فوراً بجای بدیوں کے نیکیوں کا
قیام ممتنع ہے انبیاء بنی اسرائیل کا وعظ اور معجزات اگرچہ توحید کے لیے تھے مگر اونکے تعلیمی معجزات پیغمبر
اسلام کے تعلیمی معجزہ کے مقابلہ میں وضاحت اور وسعت کے ساتھ نہیں ہمارے پیغمبر نے جن بدیوں کو چھوڑایا
اونکے بجای وہ نیکیاں عطا فرمائیں کہ وہ ایک مجموعہ تعلیمی معجزہ کا ہمیشہ کیواسطے ہم مسلمانوں
کے لیے ہو گیا اور اس سے جو شرف و فضیلت آپکو حاصل ہوئی اوسکا مستحق خدا نے آپ ہی کو
کیا دوسری رسالتیں اوسمیں شریک نہیں ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ کا دوران حیات

حضرت محمد رسول اللہ کی سیرت اور دوران زندگی نہایت ہی پاک و صاف تھا حضرت
آمنہ آپ کی والدہ ماجدہ ہیں اور عبد اللہ والد ماجد اور آپ کے دادا کا نام عبد المطلب ہے کسریٰ
نوشیروان کے عہد میں تولد ہوئے ولادت اوس سرائے میں ہوئی تھی جو کہ مکہ معظمہ میں ابی محمد

بن یوسف مشہور تھی ختنہ کی بابت اختلاف ہے مگر مسلمانون نے اپنی کتابون مین اعتقادی و
تاریخی حالات کا اظہار جہانتک کیا ہے اوسی کے ضمن مین لکھدیا ہے کہ عبد المطلب نے ساتوین دن
آپ کا ختنہ[1] کرادیا تھا۔

حضرت محمد کی ولادت کے قبل عبد اللہ کا انتقال ہوچکا تھا اپنے دادا عبد المطلب کی ظل حمایت
مین تھے اول بنی سعد مین دودھ پیا اور بعدہ بنی نضر مین حلیمہ آپ کی دائی تھین چار برس کی
عمر مین حلیمہ نے عجائب غرائب حالات آپکے مشاہدہ کیے تھے اور اسیوجہ سے بعد چار برس آمنہ کے
پاس آپکو لائین اور سپرد کردیا آٹھ برس کی عمر مین عبد المطلب نے وفات پائی اور آپکی کفالت
آپ کے عم عالی تبار ابو طالب پر منتقل ہوئی اور جب آنحضرت کی عمر تیرہ برس کی ہوئی تو

[1] ختنہ حضرت ابراہیم کی سنت مین داخل تھا جب حضرت ابراہیم پر ختنہ کی نسبت الہام ہوا تھا تو [illegible]
ختنہ خود اپنے ہی حضرت ابراہیم نے کیا تھا اور جسقدر مرد آپ سے تعلق رکھتے تھے اون سب کا ختنہ کرایا تھا
ختنہ ایک عہد ہوگیا تھا اور تاکید تھی کہ جو شخص ختنہ نہ کرائیگا وہ ابدی گروہ سے خارج ہوگا اسی عہد پر [illegible]
موسیٰ کے زمانہ تک عملدرآمد رہا چنانچہ یہودی اوسی سنت پر عمل کرتے ہین عیسائیون نے ختنہ سے گریز کی [illegible]
مسیح نے اس باب مین کچھ نہین فرمایا ہے اور حواریون کے اقوال مین اگر ختنہ کا حکم ہے تو وہ کرنا دل کا [illegible]
کہ قلب کا ختنہ مراد ہے سوسائی اور محمدی تو سنت ابراہیم ادا کرتے ہین مگر اہل اسلام عیسائیون کا [illegible]
کہ اونھون نے اس عہد کو توڑا اوسکا جواب وہ ہرگز نہین دے سکتے۔ سوسائٹی [illegible]
محمدیون کا طریقہ دوسرا ہے مگر پیغمبر اسلام نے اسمین ایک عمدہ اصلاح فرمائی ہے کہ ختنہ مسلمانون کی نسل [illegible]
بمنزلہ فرض کے کردیا اور اوس حالت کو منسوخ کردیا کہ اگر کوئی جوان یا ضعیف العمر اسلام اختیار کرے تو وہ بھی ضرور
مختون ہو اور یہی وجہ ہے اون بوڑھون اور جوانون کا ختنہ نہین ہوا تھا جنھون نے حضرت پیغمبر کے روبرو
اسلام قبول کیا تھا اور نہ آج اون لوگون کے واسطے ختنہ کی حاجت ہے جو جوانی یا بڑھاپے مین اسلام
قبول کرین۔

حضرت اسحاق کا ختنہ بھی حضرت ابراہیم نے اسی طرح پر کیا تھا اور یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔

ابوطالب نے بغرض تجارت ملک شام کا ارادہ کیا تھا اونکا قصد تھا کہ حضرت محمد کو اپنے ہمراہ لیجائیں لیکن
جب پیغمبر نے اصرار کیا اور کہا کہ چچا جی میرے باپ ہیں نہ ماں [illegible] تو مین کسکے پاس رہونگا
پس ابوطالب نے اونکو اپنے ہمراہ لیا سو چین کا اتفاق ہوا اس سفر [illegible]
کا تذکرہ ہو کہ اوسکو دیکھ کر کہتے تھے بصرہ کے قریب تھا کہ [illegible] عیسائی راہب نے حضرت کی
رسالت کی شہادت دی اور یہ بھی بیان ہوا کہ ستر برس کے سن میں آنحضرت [illegible]
لیگئے تھے علاوہ اسکے تعلق حضرت ابوطالب سے جو [illegible] زیادہ [illegible]
تب خدیجہ کا تجارتی مال لیکر شام میں لیگئے تھے بعض نے لکھا ہے کہ پچیس برس کی عمر تھی جب
سفر اختیار فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تیس برس کا سن تھا یہ سفر اس سبب سے ہوا تھا کہ آنحضرت
نے ابوطالب کی تکلیف فقر و فاقہ کو [illegible] ارادہ کیا کہ اگر خدیجہ اپنا تجارتی مال دیوے تو وہ شام میں
فروخت کیا جاوے اور حق السعی پاویں جیسا کہ اوس تجارتی کوٹھی کا دستور تھا اور چونکہ پیغمبر بھی مستعد
ہوئے خدیجہ جب آپ کے ایسے ارادے سے واقف ہوئیں تو وے بسر و چشم منظور کیا کیونکہ آپ سے
زیادہ کوئی امین نہ تھا اور آپ کی دیانت اور امانت کے کارنامے مشہور تھے اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ
میسرہ خدیجہ کا غلام بھی تھا بحیرہ راہب وفات پاچکا تھا اوسکی جگہ نسطورا راہب تھا اوس نے [illegible] حضرت محمد کو
دیکھکر کہا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں پیغمبر نے مال تجارت بصرہ میں فروخت کیا اور [illegible]
امین [illegible] تشریف لاکے واپسی کے بعد خدیجہ سے نکاح ہوا تھا [illegible]
علیہ السلام نے پڑھا تھا اوسکا ترجمہ یہ ہے تعریف و شکر خدا کا کہ [illegible]
شرف و مرتبہ عطا کیا اور ہمکو قبایل سعد اور مضر سے خارج رکھا اور [illegible]
عطا کیا کہ اطراف و جوانب سے لوگ اوسکی زیارت کو آتے ہیں اور وہ [illegible]
امن و امان میں رہتا ہے محمد بن عبداللہ ایک جوان ہے کہ قریش سے کوئی شخص [illegible] برابری نہیں
کرسکتا وہ مال کم رکھتا ہے اور مال کی حالت یہ ہے کہ وہ زوال پذیر ہے محمد وہ شخص ہے کہ تم سب [illegible]
اور خویشی کو اپنے واسطے موجب فخر سمجھتے ہو اوس نے خدیجہ دختر خویلد کی خواستگاری کی [illegible]

نال سے معین کرونگا اور وہ بیش شتر مایہ ہی بخدا کہ بعد اسکے محمد کی شان بڑی ہوگی اور اونکے واسطے ایک امر بزرگ ہوگا اس خطبے کے بعد ورقہ بن نوفل نے یہ خطبہ پڑھا۔

حمد و سپاس اوس خدا کا کہ جسنے ہمکو مثل تیرے قرار دیا جیسا کہ ذکر کیا تو نے ای ابو طالب ہمکو فضیلت دی جیسا کہ تو نے شمار کیا پس ہم اس جہت سے پیشوا اور سردار عرب کے ہین اور تم سب اس فضیلت کے مستحق ہو اہل عشیرہ تمہاری فضیلتون سے انکار نہین کر سکتے اور کوئی شخص اس فخر و شرف کی برابری نہین کر سکتا جو تمکو حاصل ہی ای گروہ قریش گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کی زوجیت مین دیا اور مہر چارسو مثقال طلا مقرر کیا۔

ورقہ نے اپنا خطبہ ختم کیا اور ابو طالب نے کہا کہ ای ورقہ مناسب سمجھتا ہون کہ خدیجہ کا چچا عمرو بن اسد بھی گواہ ہو چنانچہ وہ بھی گواہ ہوا اوسنے بھی بآواز بلند کہا کہ ای گروہ قریش گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو زوجیت مین محمد بن عبد اللہ کو دیا اور جانبین سے ایجاب قبول ہو گیا اس عقد سے طرفین مین بڑی خوشی و مسرت ہوئی۔

جب حضرت محمد صلعم کی تیئس برس کی عمر ہوئی قبیلہ قریش نے کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا آنحضرت بھی تیمناً و تبرکاً واسطے کعبہ کے پتھر اوٹھا اوٹھا کر پہونچاتے تھے ایک روز پتھر اوٹھانے مین آپ برہنہ ہوگئے شرم کے مارے بیہوش ہوگئے تھے ایک دن حجر اسود کے قایم کرنے کے لیے درمیان سرداران قریش کے بحث و تکرار ہوئی اور قیل و قال کا سلسلہ ایسا طولانی ہوا کہ اوس قیل و قال کا نتیجہ جدال و قتال ہونے والا ہی تھا کہ یکایک حضرت محمد رسول اللہ دروازہ کعبہ سے اندر آئے اور لوگون نے آپکو دیکھکر کہا کہ امین آیا باتفاق قریشیون کے آپ حکم ہوئے اور جو فیصلہ کیا گیا اوسکو سب نے برأس العین تسلیم کیا جناب رسالت مآب نے اظہار رسالت کا نہین کیا تھا کہ زمانہ جاہلیت مین ہنوز قوم عرب مین آپکی عفت و استقامت اور حلم و اخلاق اور خاطر

لہ ابو طالب کی تقریر سے بیس شتر مایہ مہر کے پائے جاتے ہین اور ورقہ کے بیان سے چارسو مثقال طلا سکر جب دونون کی قیمت پر خیال کیا جاتا ہی تو ساوی لیس الفاظ کا پھیر ہے نفس مطلب ایک ہے۔

دانا فصیح مشہور تھا اور خوش شکل اور اہم کامون مین عرب آپ سے مشورہ لیتے تھے اور اکثر دشمنی شدہ
کا فیصلہ ہوتے تھے۔

چالیس برس کی عمر مین حضرت محمد رسول اللہ پر نزول وحی کا آغاز ہوا اول سورہ اقرا تھا اوس زمانہ تک حضرت محمد نے رسالت کا دعوی نہین کیا تھا نہ ترک بت پرستی کا وعظ تھا اور نہ اسلام قبول کرانے کی فکر بعد نزول وحی تمام عرب مین آپکی رسالت کا چرچا ہوا حضرت خدیجہ کو بھی اسلام سے مشرف فرمایا بعد نزول وحی خدیجہ نے بھی اسلام قبول کیا اور دوسرون کو بھی سابق الاسلام کا فخر حاصل ہوا پھر مکہ مین رسالت محمدیہ کا چرچا شروع ہوا اور بہت سے آدمی مسلمان ہوگئے جب ابوجہل وغیرہ صنادید عرب نے دیکھا۔

کہ گروہ کے گروہ مسلمان ہوتے جاتے ہین اونھون نے مخالفت اختیار کی مسلمانون کو قسم قسم اور ڈراتے تھے اور پیغمبر کو ایذا اور تکلیف دیتے تھے۔ دو مرتبہ حضرت ابوطالب کے پاس گئے اور شکایت کی کہ محمد ہمارے بتون کو جو ہمارے خدا ہین برا کہتے ہین اگر وہ ان باتون سے باز نہ آئینگے تو اسکا نتیجہ اونکے واسطے اچھا نہوگا حضرت ابوطالب نے محمد کو اون مخالفین کے مجمع مین بلاکر فہمائش کی کہ بتون کے برا کہنے سے باز رہین حضرت محمد نے اس فہمائش سے گمان کیا کہ ابوطالب میری حمایت سے کنارہ کرنے والے ہین حضرت محمد نے گریہ وزاری شروع کی اور فرمایا کہ مین یا تو حق کا اظہار کرونگا یا اپنی جان راہ خدا مین نثار کردونگا یہ سنک

ملہ عہد رسالت کے آغاز اور اوسکے انجام کے زمانہ تک مشرکین عرب کو خدا داد موقع ملا تھا اونمین سے بہتون نے اسلام قبول کرلیا تھا اور اکثر وہ دور دراز مقام سے آکر مشرف باسلام ہوئے مگر ابوجہل کا قلب عناد سے زیادہ سخت خدا نے کردیا تھا کہ اوسنے تمام عمر اسلام قبول نکیا باوجود اسکے کہ وہ واقف ہوگیا تھا کہ حضرت محمد کا دعوی برحق ہے مگر توفیق ایزدی شامل حال نہوئی اور نور اسلام سے محروم رہا حافظ شیرازی نے ذیل کا شعر اسی بیان کے متعلق نظم کیا ہے اور جو حیرت ظاہر کی ہے وہ ابوجہل کی جہالت پر ہے۔ شعر حسن ز بصرہ بلال از حبش

صہیب از شام ٭ ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی ست ٭

حضرت ابوطالب کو جوش ہوا اور انہیں مخالفین کے روبرو کہا کہ مین تمکو روک نہین سکتا جو
اور جو کچھ چاہو ہو رہو سو ہو یہ سنکر یا بوسا شدہ الیس ہاگئے حضرت ابوطالب نے بغرض اطمینان رسول
مقبول ایک شعر عربی کا پڑھا جس کا مطلب تھا کہ قسم ہے خدا کی کہ جب تک مین قبر مین نہ جاؤنگا
ذاتِ مبارک اوس وقت تک تمکو کوئی قریشی صدمہ نہین پہونچا سکتا جسوقت قریشیون کو اس امر سے
اطلاع ہوئی کہ جو شکایت ابوطالب سے کی گئی تھی اسکا نتیجہ خلاف ہوا فوراً اونھون نے مسلمانونکو
تکلیف دینا شروع کیا تب بعض مسلمانون نے ہجرت کے واسطے پیغمبر سے عرض کیا بحکم پیغمبر ۱۱ مسلمان
اور بہت سی عورتین جا کر یمن میں ہجرت کر گئین حبشہ کا بادشاہ نجاشی تھا اور اسکا عیسائی مذہب
عیسائی بادشاہ کے ملک مین پیغمبر کا حکم دینا اس امر پر دلالت کرتا ہو کہ بمقابلہ دوسرے مذہب والون کے
اہل کتاب کے ساتھ خصوصیت مد نظر تھی اصحاب کی ہجرت کے بعد اہل قریش نے اس خبر کو
مشتہر کر دیا تھا کہ پیغمبر اور خدا اور قریش کے درمیان مصالحت ہو گئی مہاجرین واپس آئے اور
جب قریب مکہ کے پہونچے تو اونکو معتبر [illegible] کوئی آثار نہ آیا پھر واپس گئے قریشیون نے اپنی سفارت حبشہ
مین بھیجکر درخواست کی نجاشی سے کہ ان لوگون کو گرفتار کر کے قریشیون کے سپرد کر دینا چاہیے اور یہ بھی
کہا کہ یہ مسلمان [illegible] عیسائیت کے بالکل خلاف ہین اس سفارت نے کوشش کی مگر ناکام رہی نجاشی
نے کہا کہ جو [illegible] اوسنے [illegible] کہا کہ مسلمانون کو جمع کیا جاوے تاکہ مین اونکو
دیکھون اور اونسے گفتگو کرون یہ خبر جب مسلمانون کو پہونچی اونھون نے ایک جلسہ شوری منعقد کیا اور
بحث ہوئی کہ نجاشی سے [illegible] کیونکر گفتگو کیجاے حضرت جعفر طیار نے کہا کہ راستی ہی بہتر اور کیا ہے

له اگرچہ [illegible] ہجرت کی خبر کو سنکر آگئے ہون مگر مصنف روضۃ الاحباب
لکھتا ہی کہ وہ واپس گئے [illegible] بادشاہ اپنی کتاب [illegible] لکھتے ہین کہ جب خبر شائع ہوئی کہ اہل قریش
نے اسلام ہوئے تو حبشہ کے مہاجرین سے بعض نے مکہ کی جانب کوچ کیا اور جب قریب مکہ کے
پہونچے تو دوسری خبر کی اصلیت اونکو معلوم ہوئی لہذا اونمین سے بعض مسلمان مکہ مین آگئے
اور بعض ادھر ادھر گانون مین خفیہ رہنے لگے۔

پیچ بیچ بیان کردینا چاہیے مسلمانون نے جعفر طیار کو اپنا پیشوا کیا اور نجاشی کے روبرو آکر کسی مسلمان نے سجدہ نہیں کیا تھا نجاشی نے کہا کہ سجدہ کیون نہین کیا جعفر نے کہا کہ سوای خدا کے ہم کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور ہمارے پیغمبر نے ایسی ہی ہدایت فرمائی ہے نجاشی نے کہا کہ سفارت قریش کہتی ہے کہ تمنے انکے دین کی خلاف کیا ہے اور عیسائی اور موسائی دین کی پیروی نہین کرتے تمکو معلوم ہے کہ تمہارا دین کیا ہے اوسوقت حضرت جعفر طیار نے اس طرح پر گل افشانی فرمائی۔

ہم سب قریشیون کے دین مین تھے خدا نے ایک رسول بھیجا کہ اوسکی پاکی اور اوسکی صداقت اور دیانت سے ہم واقف ہین اوسنے ہمکو خدا کی پرستش کی ہدایت کی اور خدا کی توحید کا وعظ فرمایا اور بت پرستی کی اور شرک سے منع کیا اور صلہ رحم وصدقہ و زکوۃ و ... اور جمیع اخلاق حسنہ کی تعلیم فرمائی اور ہدایت فرمائی ہے کہ کوئی شے اوسکے مقابلہ مین نہیں ہے اور ہم پر دلائل واضحہ اور معجزات لاانتہا سے روشن ہوا کہ اس دین کیواسطے پیغمبر کی بعثت ہوئی وہ سچا ہے اور من جانب اللہ ہے پس ہمنے اوسکی تصدیق کی اور ایمان لائے اور اپنی قوم کے دین باطل سے علیحدہ ہوگئے اونھون اسی وجہ سے ہمکو تکلیف دی ہے ہمکو اونسے مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی ہمارے پیغمبر نے ہمسے فرمایا کہ نجاشی کی سایہ مین ہجرت کرو اور تمام بادشاہون سے ہمکو پسند کیا قریشیون کو ہم پر ظلم کرنے سے منع کر نجاشی نے کہا کہ جو کلام خدا کا پیغمبر پر نازل ہوا ہے اوسمین سے کچھ تمکو یاد ہے یا تمہارے پاس ہے حضرت جعفر طیار نے کہا ہان یاد ہے اور قرآن کی آیتین پڑھین نجاشی کے دل پر قرآن کا اثر کامل ہوا نجاشی نے حضرت محمد کی رسالت کی تصدیق کی اور مہاجرین کی حمایت کی ۔

اس عرصہ مین چند مقتدر اور باعزت اشخاص نے اسلام بطیب خاطر قبول کیا جب مخالفین نے یہ رنگ دیکھا تو اور رفتار اختیار کی موسم حج مین عرب کعبہ کی زیارت کو آتے تھے مخالف رسول کو کبھی ساحر کہتے تھے اور کبھی شاعر غرض یہ تھی کہ پیغمبر کے وعظ کی سماعت سے لوگ نفرت کرین مگر جسقدر مخالفت وہ کرتے تھے اوسی قدر پیغمبر کی کوشش زیادہ ہوتی تھی پیغمبر زایرین عرب کا استقبال کرتے تھے اور اونکو دعوت اسلام دیتے تھے اور فصحاء عرب کو آیات

قرآنی سنکر اسلام کی طرف رجوع فرماتے تھے آپکے خطبون کا چرچا عرب کی ہر کوچہ و برزن مین ہوتا تھا اکثر
بزرگان عرب نے اسلام قبول کیا تھا پیغمبر کی کوشش سے اہل قریش کے نمونون پر اور نکتہ پاشی کی آپ
مخالفین نے دیکھا کہ سیلاب ایزدی کسی طرح رک نہین سکتا اونہون نے باتفاق ایک معاہدہ کیا جسکے
کہ مسلمان برادری سے خارج کر دینے گئے تھے اور اس معاہدہ اور پنچایت کا یہ منشا تھا کہ مسلمانون سے
کلام و سلام کا طریق موقوف ہو اوس معاہدہ کو کعبہ پر آویزان کر دیا تھا یہ حال تین برس تک رہا
مسلمانون کو نہایت درجہ تکلیف ہوتی تھی مگر وہ صابر و شاکر تھے مسلمانون کی عزیز و اقربا جو مخالفین
کے گروہ مین تھے اونہون نے مسلمانون کی ابتر اور پریشان حالت دیکھکر رحم کیا اور اس امر مین گفتگو
شروع کی کہ وہ معاہدہ جسکو صحیفہ[1] معلقہ کہا جاتا ہے کعبہ سے اوتار لیا جاوے۔

بعد قیل و قال کے وہ معاہدہ کا کاغذ کعبہ سے اوتار لیا گیا اور گیارہوان سال بعثت کا
قریب ہی تھا کہ ابو طالب اور خدیجہ بنت خویلد کا انتقال ہوا اور طائفہ قریش نے پھر اہل اسلام کو
تکلیف دینا شروع کیا مخالفین نے توہین دین اسلام اور اخفاء دین حق مین بھی حد سے زیادہ کی
مگر مصطفی صلعم اظہار دین اسلام مین برابر سعی فرماتے تھے اشراف قبائل عرب جو بغرض زیارت
کعبہ ہر سال مکہ مین آتے تھے اون سے آپ ملاقات فرماتے تھے اور اونکو ہدایت کرتے تھے اونکی کوشش

---

[1] یہ صحیفہ منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا اس صحیفہ کا اثر یہ ہوا تھا کہ مسلمانون کو خورد و نوش کی چیزین بازارون مین نہین ملتی تھین خود
پیغمبر اور مسلمانون کو نہایت تکلیف تھی حتی کہ اوس عسرت و تنگی سے اونکے لڑکے روتے تھے کفار قریش سے جب بعض
اونپر رحم کیا اور کہا کہ ہم کھانا کھاتے ہین اور پانی پیتے اور کپڑے پہنتے ہین اور ناز و نعمت مین بسر کرتے ہین حیف ہی کہ ہماری
قوم کے بعضے اشخاص تکلیف و مصیبت مین ہین چند سرداران عرب نے کوشش کی اور جب ابو جہل وغیرہ ایک مقام پر
جمع ہوئے تو اونکے روبرو یہ تقریر کی کہ ای اہل مکہ کیا دیکھ کہ ہماری عیال و اطفال ناز و نعمت مین پرورش ہون
ہم کھانا کھائین کپڑے پہنین پانی پئین اور بنی ہاشم اور بنی مطلب کہ ہماری عزیز ہین تکلیف مین ہین اور کوئی اونسے
سلام اور معاملہ نکرے قسم خدا کی کہ ہم اوس وقت تک خاموش نرہینگے جب تک کہ اس معاہدہ کا نقض نکرینگے ابوجہل سے سخت
گفتگو بھی ہوئی آخر کار وہ معاہدہ پھاڑا گیا اور اوس سخت بندش سے کہ جس سے مسلمانون کو تکلیف تھی مسلمانون کو رہائی ملی

کی وجہ سے قبیلہ اوس و خزرج سے بعض سرداران نے دین اسلام قبول کیا اور اسی طرح پہ مسلمانون کی تعداد زیادہ ہو گئی اہل اسلام جو مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے والے تھے اونکی حمایت اور مدد سے ایک معاہدہ اونھون نے کر لیا تھا جب یہ خبر اہل قریش کو معلوم ہوئی اونھون نے مسلمانون کو اذیت دینی شروع کی یہانتک کہ بعض پیغمبر کی اجازت سے مسلمانون نے ہجرت شروع کی کل مسلمان ایسے ہجرت کر گئے تا حضرت علی حضرت ابو بکر رسول مقبول کے پاس تھے ہنوز پیغمبر نے ہجرت نہین فرمائی تھی کہ سرداران قریش کا ایک مجمع ہوا اور باہم یہ طے ہوا کہ اگر یونہی ہوتا رہا پیغمبر کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے اور کسی کوشش مین کامیابی نہین ہوتی اور خوف تھا کہ یہ معلوم ہے کہ پیغمبر بھی قریب زمانہ مین ہجرت کرنے والے ہین پس انھون نے یہ قرار دیا کہ پیغمبر کو قتل کر ڈالا جائے الہام الٰہی سے پیغمبر کو منصوبہ سے آگاہ کیا رسول خدا اپنے فرش خواب پر حضرت علی کو اجازت خواب کی دی اور خود حضرت ابو بکر کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے چلکر جبل ثور کے ایک غار مین تین شب کا قیام فرمایا حضرت علی مرتضیٰ بموجب اجازت پیغمبر کے مکہ مین رہ گئے تھے اونھون نے امانات اصحاب کہ حضرت رسول اللہ کے پاس تھین اونکو مالکون کو سپرد فرمایا اور خود بجانب رسول اللہ شتابی سے سفر اختیار فرمائی جس وقت مخالفین کو بتحقیق معلوم ہوا کہ محمد صلعم مکہ سے بجانب مدینہ خفیہ طور پر ہجرت کر گئے ہین اوسوقت بھی بغرض تلاش نکل کھڑے ہوئے اونھون نے غار پر ایک پردہ تنا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ مدت سے یہان کوئی نہین گیا ہے وہ اوسطرف سے اونھون نے اور جانب رخ کیا اس اثنا مین حضرت علی مرتضیٰ مقام قبا مین پہونچ گئے اور جب انصار نے سنا کہ پیغمبر تشریف لا رہے ہین تو عورتان اور مرد پیغمبر کے استقبال کو آگے اور پیغمبر مدینہ مین تشریف فرما ہوئے اور اول مسجد کی بنیاد قائم کی۔

ا جس جگہ مسجد ہے پیغمبر نے اوس سرزمین کو دس مثقال طلا قیمت دیکر خرید فرمایا تھا اور درختون کو کٹوا کر زمین کو ہموار کیا اور مسجد بنائی ... ہوئی اور اصحاب مصروف تھے اور پیغمبر خود بھی شریک ہوتے تھے حضرت علی مسجد بنا رہے تھے اور عمار بن یاسر بھی اوسکی تعمیر مین کوشش کرتے تھے اور ... اینٹ اٹھا اٹھا کر دیتے تھے پیغمبر عمار کا سر خاک سے پاک کرتے تھے یہ مسجد کی عمارت بالکل سادہ تھی اور ستون کھجور کے لکڑی کے تھے ... مسجد اگر اسیطرح سے قائم رکھی جاتی تو اوسوقت کے اسلام کی یادگار تھی ... پیغمبر اور خلفاء ... کے عالم ... تھا اگرچہ جب مسلمانون کی شان شوکت کی زیادتی ہوئی تو ... مسجد بنایا ... مطابق ہو ... معلوم ہوتا ہے ... اسلام کی یادگار کی ... مسجد نبوی مشہور ...

دارالہجرت مین بہت سی آیات قرآنی نازل ہوئیں اور دارالہجرت میں خدا نے قربانی کا او رصدقہ عاشورہ کی بہت حکم فرمایا اور تحویل قبلہ ہوئی ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا اور نماز عیدین و صدقہ فطر واجب ہوا اور حضور فاطمہ زہرا ہوا اسی میں غزوات و سریہ مین غزوہ اوسکو کہتے ہین جسمین کہ پیغمبرؐ بنفس نفیس تشریف رکھتے تھے اور سریہ بالعکس پھر مسیلمہ کذاب کا دعوی نبوت ہوا اوسنے پیغمبرؐ کے پاس یہ خط بھیجا تھا ۔

جواب پیغمبرؐ

از جانب شریک نبوت مسیلمہ بمحمدؐ رسول اللہ مین رسالت مین تمہارا شریک ہون سوا سطے نصف ممالک مجھسے اور نصف قریش سے تعلق رکھتے ہین مگر قریش عدالت نہین کرتے جناب رسالت مآبؐ نے جو جواب تحریر فرمایا وہ بھی ذیل مین درج کیا جاتا ہی ۔

از جانب رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ مسیلمہ کذاب معلوم ہو کہ ملک ملکیت خدا کی ہے جسکو اپنی بندون سے وہ چاہتا ہے اوسکو وارث کرتا ہے اور حسن عاقبت اوس شخص کی ہے جو تحصیل رضاء حق مین مشغول رہے ۔

۱۰ھ حجۃ الوداع

پھر حجۃ الوداع کا زمانہ آیا یہ آخری حج پیغمبرؐ کا تھا اور اسی وجہ سے اصحاب کا بڑا مجمع ہو گیا تھا جو خطبہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا وہ خطبہ ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت یعقوبؑ نے آخری خطبہ پڑھا تھا اوس خطبہ کا ترجمہ ذیل مین درج ہوتا ہے ۔

خون و مال و آبرو تم سب کی درمیان حرام ہے اور آگاہ ہو اور جانو تم کہ تمامی امور جاہلیت کے دفع کیے مین نے اور جو خونؑ کہ ایام جاہلیت مین ہوئے ہین اور تم لوگ اوسکے انتظام کی فکر مین ہو وہ باطل ہین اور اول خون کہ اوسکو مین نے معاف کیا خون لپسر ربیعہ بن الحارث کا ہے اور ربا رجاہلیت دور ہو گیا اور اول ربا جسکو نظر انداز کیا مین نے ربا عباس بن عبد المطلب ہے اور فرمایا کہ خدا

سلہ ایام جاہلیت مین جو طریقہ جاری تھا اوسی کی بموجب ایک بند تھو ربا اور خون کا انتظام اوسی زمانہ جاہلیت کا نتیجہ تھا جب اسلام نشو و نما ہوا تو ربا حرام کیا گیا اور مسلمانون نے جو معاملات ربا کی جاہلیت مین کیے تھے اونکا مطالبہ تھا منشا یہ تھا کہ آئندہ ربا کا دستور موقوف کیا گیا ہی کہ پچھلے ربا کا مطالبہ جاری تھا پیغمبرؐ نے اوس ربا اور اوس انتقام خون کی خواہش کو رفع فرمایا اور اس صورت سی کوئی قضیہ نا مرضیہ نہین چھوڑا اور شریعت کو مکمل فرمایا ۔

تعالی سے اپنی عورتون کی بابت خوف کرو کسواسطے کہ اون عورتون کو ساتھ امانت وکفالت کلمۂ خدا
عقد کیا ہی اور خدا کے عہد کے سایہ مین اونکو تمنے زوجیت مین لیا ہی اور بالتخصیص تمکو اونپر یہ حق حاصل ہے
کہ اونپر فرض تمھارا ہی کہ جس شخص کو تم نکرو وہ خراب سمجھتے ہو یا اوسکے گھر کی اجازت نہ دین اور اگر ایسا
کرین تم اونکو مارو اور اس طریق سے مارو کہ ضرب کا نشان اونکے جسم پر پیدا نہو اور اونکا حق نان نفقہ و
لباس وغیرہ ہی اور تحقیق کہ مین چھوڑتا ہون درمیان تمھارے اوس چیز کو کہ اوسکے قیام سے گمراہی مین تم
نپڑو مبتلا نہوگے اگر چہ اوس چیز کو نہ دین وہ قرآن ہی اور فرمایا کہ قیامت کو روز تمسے سوال کیا جائیگا کہ محمد نے
تم مین کیونکر اپنی زندگی بسر کی تم لوگ اوسکی جواب مین کیا کہوگے سبنے کہا کہ گواہی دینگے کہ ادای رسالت امانت
بالکل کی اور جو شرط ارشاد و نصیحت کی تھی اوسکو آپ بجالائے پس فرمایا انگشت سبابہ آسمان کیجانب اوٹھائی
اور فرمایا کہ اللھم اشہد اللھم اشہد اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمانون کے واقف ہو کہ تین چیزون نے سینہ و کینہ سے پاک
کیا وہ تین چیزین یہ ہین اول اعمال مین خلوص دوم ہمی خواہی اور خیر اندیشی برادران اہل اسلام

لہ یہ احکام خلاصۃ آخری ہین جو مسلمانون نے اون کلام اور پیارکو قبول جو احکام تعلیم نبوت مین اصل تھے عمل کیا مسلمانونکا بول بالا رہا اور جبکہ اون
خلاف کیا مسلمانون کا پردہ راز ہوا مسلمانونکی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی اور اسلام ضعیف ہوگیا قومی اتفاق مسلمانون مین نہ رہا حالانکہ پیغمبر
علیہ السلام نے کل امت کو ایک کردیا تھا پیغمبر کی ہدایت تھی کہ کل مسلمان بمنزلہ یک عضو واحد ہین اور نماز و حج وغیرہ سے احکام مین کل مسلمانو
کے واسطے اتفاق کی ہدایت ہے خواجہ نصیر الدین طوسی نے اپنی لاجواب کتاب اخلاق ناصری مین ایک مستقل
بحث فرمائی ہے وہ لکھتے ہین کہ شریعت اسلام نے نماز جماعت کو تنہا نماز پڑھنے کی جہت سے فضیلت دی ہے کہ جبکہ پانچ مرتبہ مسلمان ایک جگہ
جمع ہونگے تو اونمین محبت اور انس پیدا ہوگا اور معاملات و عبادات مین باتفاق کام کرینگے پھر محلہ و ہر گلی کوچہ مین جو مسجد ہے اوسمین اہل محلہ
کے لوگ رہنے والے پانچ وقت اوسمین جمع ہون اور چونکہ سارے شہر کا اوس طرح سے اجتماع اور اتفاق ممکن نتھا لہذا شارع نے دوسری عبادت کا
حکم فرمایا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ شہر کے محلون و گلیون کے رہنے والے ایک مسجد جامع مین جمع ہون تاکہ جس طریق سے محلے والونکو محلہ کی مسجد مین
اشتراک کی فضیلت حاصل ہوئی ہی اوسی طریق سے اہل شہر کو اشتراک کا شرف حاصل ہو اور ازانجاکہ گاؤن اور قریہ کے رہنے والو
اہل شہر کے ساتھ ہر ہفتہ جماعت مین شریک ہونا اسلئے کا مقتضا تھا کہ اونکا روبار مین تعطل لازم آتا لہذا سال مین دو مرتبہ
عیدین کی نماز قرار دی کہ اوسمین سب جماعتونکا اجتماع شامل ہے اور اونکو جمع کرنیکے لیے اوس صحرا کو مقرر کیا جو لیسے انبوہ کثیر کی گنجائش رکھے

سوم قرو دوم جماعت مسلمین اس حجۃ الوداع کے بعد پیغمبر مدینہ منورہ مین واپس تشریف لائے اور انتقال فرمایا ۔

یہ خلاصہ حالات ہمارے پیغمبر کی زندگی کے ہین ہمنے اون حالات سے قطع نظر کیا ہے جو بہ اعتقاد مسلمانون کے لکھی ہین صرف تاریخی حالات پر اکتفا کیا جہانتک اعتقادی حالات ہین وہ ہم مسلمانون کیواسطے حجت ہین غیرون کے واسطے وہ حجت قرار نہین پا سکتی دنیا مین جسقدر ادیان و ملل ہین خواہ اونکی بنا پر اسلام ہو یا نہو مگر قدرتی صداقتین اونمین کم و بیش پائی جاتی ہین الہامی مذاہب کو جہانتک کہ انبیاء کے اقوال و افعال سے تعلق ہے اونمین تو ہمی خیالات کو بالکل دخل نہین مگر جب اونکے تسلیم کرنیوالون کی ترقی ہوئی ہے تو پیران نمی پرند مریدان می پرانند کے مقولہ پر عمل کیا گیا اور اعتقادی خیالات سے اسلام پاک نہین ہے مگر اونسے قطع نظر کرکے ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ تعلیم اسلام کی کیسی پاک اور بے لوث ہدایات تھین ۔

ایک زمانہ وہ تھا جب کہ آپ پیدا ہوئے تھے ابوجہل وغیرہ صنادید قریش نے آپ کی تولد پر مبارکباد کہی تھی چالیس برس تک کسی نے آپ سے مخالفت نہین کی تھی عرب مین آپ کی دیانت اور امانت کا شہرہ تھا اور باہمی قضیون کے تصفیہ کیواسطے آپہی حاکم قرار پاتے تھے وہ نیرو الی سرمایہ جو بچپن سے جمع ہو رہا تھا اور کردار و گفتار سے ثابت تھا کہ محمدی ہی کی ذات خاص سے عرب کا ریگستان سرسبز و شاداب ہو جائیگا وہ عزت و حرمت جو قبل دعوی پیغمبری پائی جاتی تھی اور خداداد شرف و مرتبہ اتفاقی طور پر آپکو حاصل ہو گیا تھا اگر رسالت کا اظہار نہوتا تو مخالفت بھی از جانب قریش عمل مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ رکھتا ہے اور چونکہ اس حالت مین بھی یہی تھا کہ ایک شہر دراینگا نون کے مسلمان سے سرد شہر اور گانون کے مسلمانون مین یکجہتی تھے اسواسطے ہم کو بہتر ہوا اور اوسکو ہم کہ اوس حصہ سے متعلق کیا کہ تکلیف اور مصیبت اور فرق نہوا اور ثانی سے دو ... مسلمان ... ہو گئی لیکن سر شہر کے مسلمانون مین بلحاظ عادات و خیالات وغیرہ تیار دلہ ہوا سے ... عظمت ... ع

[illegible]

[illegible]

آپ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا جو اپنی اوج میں کیو اسطے تھا بلکہ الہام یزدانی کی تحریک سے ہوا تھا تو
دنیا میں قریشیون نے مخالفت کی جو قبل دعوی نبوت آپکی امانت دیانت کو موید اور مداح تقوی ذاتی عروج کی
جنبہ ہو وہ دعویٰ نہ تھا جبر ممکن ہے کہ اس قسم کا دعویٰ ہوتا اور بجز تکلیف و مصائب کے عزیز و اقربا اور دیگر
اشخاص کی مخالفانہ کوششون سے وہ قائم رہتا اور اوسمین کامیابی ہوتی الہام ربانی کی تحریک تھی اور
یہ الہام موید ہوا کہ آپ کو ہجوم مخالفت مین اظہار رسالت اور اوس دعوی کے ظاہر کرنے مین کیونکر
خوف ہو سکتا تھا عند الدعوی کہا گیا تھا اور خدا ہی کی امداد سے اوس دعوی مین کامیابی ہوئی ۔

دوسرا زمانہ وہ تھا کہ نالائق طوفان مخالفین نے جوش مارا مخالفین نے ابوطالب سے شکایت کی
بھتیجہ کو مخالفت سے روک دیجیے ہمارے بتون کو برا نہ کہیں آپ نے فرمایا کہ مین اونکے برا کہنے سے ہرگز باز نہ رہونگا
اس دعوی کا آغاز ایسے وقت مین ہوا تھا کہ کسی کی سمجھ مین نہین آسکتا تھا کہ محمد کی یتیمی و بے کسی
اور مجبورانہ حالت اوسکا انجام اچھا پیدا کریگی مخالفت ایک جانب ترقی کرتی جاتی تھی دوسری
جانب مخالفت کے ساتھ ہی ساتھ آپ اپنے دعوی کے اظہار مین سرگرم تھے ابوطالب کی وفات
ہوئی مخالف خوش ہوئے اور حضرت آمنہ کے انتقال پر مخالفین کو اور تقویت ہوئی مگر پیغمبر کو قرابت
اور تعلق ذاتی سے تو افسوس ہوا اس لحاظ سے خوف نہین ہوا کہ اب دعوی مین کامیاب نہونگا بجائے
اسکے کہ آپ اظہار دعوی سے پہلو تہی فرمائین بڑی سرگرمی سے کوشش فرمائی ۔

تیسرا زمانہ وہ تھا کہ جب قریشیون نے دیکھا کہ مسلمانون کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور سیلاب
اسلام کسی تدبیر اور مکر و حیلہ سے رکتا نہین ہے تو اونھون نے مشورہ کیا کہ پیغمبر کا قتل واجب ہے
یہ آخری کوشش قریش کی تھی اور جب پیغمبر کو اس ارادہ سے اطلاع ہوئی تو ضرور تھا کہ پیغمبر اپنے
وطن کو ترک کر کے نخلستان مین ہجرت کر جائین اونھون نے ہجرت کی قریشیون نے تعاقب کیا مگر
ناکام رہے پیغمبر کی ہجرت جس مقام مین ہوئی تھی وہان تعداد مسلمان تھے مگر مخالفین کی کثرت کے
مقابلہ مین اونکی قلت تھی جس مقام سے ہجرت کی تھی اور جہان ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے دونون
مقامون مین مخالفون کا ہجوم تھا ایک مقام پر قتل کا ارادہ کیا گیا تھا دوسری کا ارادہ [illegible] مخالفین کی

تحریک کی تھی کہ وہ بھی اونکی اخیر کوشش مین شریک ہون تمام مخالف عربون کا مقصد ایک تھا دشمنون نے مدینہ مین بھی چھیڑ چھاڑ شروع کی قتل کی کوشش آخری مقصد تھا کیونکہ اونکو اونکے اعمال بد نے آگاہ کر دیا تھا کہ اسلام کی اشاعت اب کسی طرح نہین رک سکتی مدینہ مین بھی مکہ والون کی مخالفت سے قتل پیغمبر کے وسایل پیدا کیے گئے اور آخری نتیجہ یہ تھا کہ پیغمبر نے اپنے اور اسلام کی حفاظت کیواسطے مجبوری تمام مقابلہ فرمایا اگر قتل کا ارادہ نہ کیا جاتا تو مدافعت کی جنگ کی بھی ضرورت نہ تھی ہم خیال کرتے ہین کہ پیغمبر کی رفتار جیسی مکہ مین تھی ویسی ہی مدینہ مین بھی تھی مگر مخالفین کی کثرت نے ایک قلیل گروہ کو ایسا تنگ کیا تھا کہ گویا وہ محاصرہ مین ہوگیا تھا اور اوس قلت پر فرض تھا کہ کثرت سے مقابلہ کرکے اپنے کو محفوظ رکھے اور اسلام کی اشاعت بدستور ہو یہ جبر اسلام قبول کرانے کے واسطے تو کوئی کوشش پیغمبر کیجانب سے سمجھ مین نہین آتی ہے اور نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ پیغمبر نے حکومت کے لیے یا جبر اسلام کی اشاعت کی غرض سے ابتدا جنگ کی تھی بھلا قلیل گروہ کو کیونکر یہ جرأت ہو سکتی ہو کہ وہ کثیر کے مقابلہ مین جنگ کی بنیاد قائم کرے۔

جو تھا زمانہ پیغمبر کے غزوات کا تھا جو بتاؤ کہ یہ مین تھا وہ دار ہجرت مین نہین ہو سکتا تھا کیونکہ مدینہ مین مخالفین نے جنگ کی ابتدا کی جب مخالفین کے اعمال مین رفتہ رفتہ وہ تبدیلی آگئی کہ اگر پیغمبر اپنی ارادہ مین تبدیلی نہ فرماتے تو چراغ ہدایت گل ہو جاتا جنگ کی صورتون اور مخالفین کے ارادہ قتل نے پیغمبر کے قلب نورانی مین یہ خواہش پیدا کر دی تھی کہ اب قریشیون کا مطیع ہونا ضرور ہے وہی حالتون مین پیغمبر کا اعلی مقصد اشاعت اسلام محفوظ رہ سکتا تھا یا وعظ سے مخالف اسلام قبول کر لیتے یا جزیہ ادا کرکے اسلام کی۔ استیصال سے باز رہتے اور اپنے شعار مذہبی کو بھی ادا کرتے رہتے وہ جزیہ بھی نہین دینا پسند کرتے تھے اور بوجہ اپنی کثرت کے جزیہ دینا اونکو کب منظور تھا وہ قلیل گروہ کو نیست و نابود کر دینے کی فکر مین تھے یہ اسباب تھے جس سے جنگ کی بنیاد قائم ہوئی اور جب مخالفین نے اپنے اعمال بد بلکہ جنگ چھیڑ دی تو اوسکا اثر اولٹا ہوا قلیل گروہ اہل اسلام نے کثیر گروہ مخالفین پر فتح حاصل کی فاتح کا اثر ہوا اور ایک یہ باعث بھی تھا

اسلام ہوا مخالفت کا شیطان خدا کی رحمت پر غلبہ حاصل نہ کر سکا دوران جنگ مین یا بعد انکے جو
جن قبائل عرب نے اسلام قبول کیا تھا وہ اوسی اسلامی فتح الٰہی کا نتیجہ تھا ہر غزوہ مخالفین کی
شرارت سے ہوا پیغمبر اسلام کا غزوات سے یہ مقصد نہ تھا کہ اشاعت اسلام بجبر ہو مکہ کے وعظ تک خواہش
نہین پائی جاتی اور نہ بعد ہجرت پیغمبر نے کسی سے بجبر اسلام تسلیم کرایا قبل ہجرت کے قبل پیغمبر نے
جہاد باللسان فرمایا تھا اور لوگون نے اسلام قبول کیا تھا مدینہ مین کوئی جنگ اسواسطے نہین
ہوئی تھی کہ اسلام جبر سے پھیلایا جاوے جن صنادید عرب نے پیغمبر سے جنگ کی تھی اونکی نسبت بیان
ہو سکتا ہے کہ وہ مقابلہ مین ایسے مغلوب ہو گئے تھے کہ بغیر تسلیم اسلام اونکا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا تھا
اون مین سے بہتون نے خوشی سے اسلام کو تسلیم کر لیا تھا اور سمجھ گئے تھے کہ خدا نے اپنی جس حجت کو
قائم کیا ہے وہ حق ہے اور دشمنون کی جانب سے لاکھ کوششین ہوئین مگر اونسے پیغمبر کو ضرر نہین پہنچ سکتا
کیونکہ کامون مین تو مخالفین کی جانب سے اعتراض نہین ہو سکتا مدینہ مین جو لڑائیان ہوئین اونسے
مخالفت سے منشا لڑنے دینے کا اشاعت اسلام کیواسطے یہ کوشش ہوئی تھی ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
پیغمبر کا منشا پیغمبر کی گفتار و رفتار سے سمجھ مین نہین آتا بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس غرض کے واسطے مخالفون
نے غلبہ کر رکھا ہے وہ غرض اونکی حاصل نہ ہو اور اسلام کا وعظ کیا جاوے وعظ اسلام بغیر ہو سکتا تھا
تاوقتیکہ مدافعت کی جنگ سے اونکو یہ نہ معلوم کرایا جاتا کہ پیغمبر سے جنگ بیفائدہ تھی اور جس وعظ کو روکنے
کیلیے مخالفین اسلام نے کوشش کی تھی وہ بیکار تھی پیغمبر کا وعظ ایک خاص برکت تھی اوسکو جنگ سے
روکنا اسیواسطے تھا کہ عربون کی خواہش تھی کہ ہم ظلمت جہالت مین رہین کہ اسلام کی روشنی سے
اونکو نفرت تھی پیغمبر نے مکہ مین سخت ایذاؤن کی برداشت کی تھی اور اگر جمعیت ہوتی اور ایذا
دینے والے اوسی طریق سے جنگ پر آمادہ ہوتے جیسے کہ مدینہ مین ہوئے تھے تو ممکن تھا کہ ایذا اونکو
سے اٹھانا کیا جاتا مسیح کے پاس جمعیت نہ تھی ورنہ یہودیون کی مجال تھی کہ وہ بغیر کسی اندیشہ کے مسیح کو
صلیب پر چڑھا دیتے بیشک تحفظ کیا جاتا اور جنگ کی حالت مین گو مسیح کی خواہش ہوتی یا نہ ہوتا
مگر کوئی نہ کرتا واقعہ بجبر ورنہ نصرانی قبول کرنے کا باعث آ جاتا ہے کہ جہاد کا مقصد [illegible]

کبھی ہوگا تاوقتیکہ تاریخی شہادتون پر بلا تعصب غور نہ کیا جاے یا پیغمبر کی ضرورتون کو تسلیم نہ کیا جاے
کیا وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد کی مذہبی جنگ تو مستحسن قرار پای اور پیغمبر نے نہ دین اسلام
بجبر قبول کرانے کی کوشش فرمائی اور نہ جنگ مین ابتدا کی اونپر الزام لگایا جاے بلا شبہ مسیح نے دین
نصرانی کی حفاظت کے لیے جنگ کی اور نہ اشاعت کے واسطے کیونکہ اون کو موقع نہین ملا تھا
پیغمبر اسلام نے تحفظ کی غرض سے جنگ کی نہ اشاعت کے واسطے مگر بعد مسیح کی امت نے جو جنگ مذہبی
کی ہے وہ ایسی ہے کہ اوسکو تاریخی شہرت ہوگئی عیسائی مذہب تو ناجو لڑائیان مذہبی ہوئین اون مین
ظلم خاص مذہب کے واسطے ہوے ہین کہ کوئی اور مذہب ہو مذہبی خلاف رہ نہ سکے مسلمانون نے بھی
مذہب کے پردہ مین جنگ کی ہو اور جبر و ظلم بھی ہوا مگر نہ مسیح کی تعلیم پر اوسکی امت کے اعمال سے
الزام آسکتا ہے اور نہ پیغمبر اسلام کی تعلیم پر مسلمانون کی مذہبی جنگ سے —

بایں ہمہ زمانہ وہ تھا کہ عرب اوسکے مطیع ہوگئی یا اسلام اختیار کیا جو بزرگانہ حکومت رکھتی تھی تو پیغمبر نے کبھی
اور ملک کی جانب پیش قدمی نہین فرمائی بلکہ اوسی محدود حصے ملک مین رہے اور جو فرض
تھا اوسکو پورا کیا پیغمبر کا وعظ مذہبی اثر مین کسی شاہی اقتدار کے لیے نہ تھا اگر ایسی خواہش
ہوتی تو دوران زندگی مین شاہی کروفر کا ظہور ہو جاتا اول اور درمیانی زمانہ مین نہ ہوتا
تو آخر مین شاہی جھلک ہوتی مگر ابتدا سے انتہا تک زندگی کی رفتار ایک ہی رہی نہ خانگی
ساز و سامان سے حکومت کا جذبہ ثابت ہوتا تھا اور نہ اسلام کی اشاعت شاہی طریق سے
ہوئی ایک بستر استراحت کے واسطے تھا اور اوسی مین لیف خرما کے بجای پنبہ بھری ہوئی
تھی غرض کہ تمام طمطراق اسلامی شاہی عیش و عشرت سے مبرا تھا نشست و برخاست مین
غرور نہ تھا اور خلق جیسا ابتدا مین تھا ویسا ہی تمام عمر رہا جب کہ ایک مقام پر آپ تشریف
لیے جاتے تھے تو اثناء راہ مین ایک ضعیفہ نے کہا کہ شان و شوکت شاہانہ ہے۔ آپنے جواب
مین فرمایا کہ مین ادنیٰ بندۂ خدا جیسے تم سب ہو ہون مین کوئی بادشاہ نہین ہون اور نہ
بادشاہت کا دعوی کرتا ہون مخالفین نے آپ کی نسبت شاعر اور ساحر کے الفاظ منسوب کیے

اور تعصب سے استعمال کیے ہیں مگر کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ اونہوں نے حکومت کی غرض سے اسلام کا وعظ کہا تھا۔

چھٹا زمانہ وہ تھا کہ پیغمبر کے الہامی دعوی کے مقابلہ میں مسیلمہ وغیرہ نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا لیکن چونکہ وہ حق پر نہ تھا لہذا اوسکا دعوی خاک میں ملگیا وہ ناکام رہا اور اس سے ثابت ہوا کہ حق ہر جگہ غالب ہوا۔

ان سب باتوں سے ثابت ہوا کہ اسلام کسی مصیبت اور تکلیف اور استقلال سے پھیلا اور اوسمین ایک قدرتی اثر ہوا تھا کہ جس نے اوسکو اختیار کر لیا اوسپر گو مخالفین کی جانب سے سختیاں ہوئیں مگر اوسنے ترک وطن کیا لیکن پیغمبر جی کی رفتار میں فرق آیا اور نہ مسلمانوں نے اپنے اتفاق اور جم مصیبت و تکلیف میں ترک کیا۔ حبشہ کی ہجرت مسلمانوں کے سب بڑی مصیبت تھی مگر جعفر طیار نے ایسی راست بازی اور صداقت شعاری سے نجاشی سے گفتگو فرمائی کہ اوسپر اسلام کی حقیقت ظاہر ہوگئی اور ان مسافروں کی اوسنے حمایت کی تاریخ اسلام کی حقانیت کی شہادت دیتی ہے اور پیغمبر کا برحق ہونا اوس سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا یہ تھا متوسط القامت بزرگ فرق گندم گون اندک اٹکل بھرے چہرہ مبارک تھوڑا دراز تھا آپ سیاہ چشم تھے دونوں ابرو کے درمیان کشادگی و فراخی تھی ریش مبارک میں بال بہت تھے اور درمیان دونوں شانوں کی کشادگی تھی دونوں پانو گول و سڈول تھے سینہ چوڑا تھا اور ہاتھ دپانون میں تھوڑی سی موٹائی تھی اور بال سیدھے اور گردن صاف تھی جس وقت کہ آپ ایک جانب التفات فرماتے تھے تمام جسم فوراً پھر جاتا تھا اور رفتار ایسی تیزی سے تھی جیسے کہ کسی ٹیلہ سے نیچے حرکت کرکے بسرعت تمام کوئی آجاتا ہو غرض کہ آپ اکمل بنی نوع تھے روحی فداک یا رسول اللہ۔

اب ہم کو اون واقعات پر نظر کرنا ہے جو بعد انتقال رسول معظم ظاہر ہوئے کتاب ہذا میں ہمنے مورخانہ طریق سے بحث کی ہے اور اسلام کی اوسی قدر حصہ کو اختیار کیا جو خالص اوس

نتیجہ۔ اسلام سے فرقون کے اسلام سے جو مباحثہ و مناظرہ والا اسلام ہے قطع نظر کیا کیونکہ بحیثیت فرقۂ اسلامیہ اگر بحث کیجاتی تو اوسکا مقصد خاص فرقہ کی خصوصیات تک محدود ہوتا اسی لحاظ سے خلافت کی بحث کو بھی بالای طاق رکھدیا ہے مگر بعد وفات رسول مقبول کے جو قضیہ خلافت کے باب مین ہوا تھا اوس کی نسبت ہماری یہ راے ہے کہ گو کسی کا حق ہو یا نہ ہو مگر طبقہ اہل اسلام مین بنیاد فتنہ و فساد و نفاق کی اوسی زمانہ سے شروع ہوئی اول حق خلافت مین انصار نے جھگڑا کیا تھا اور جب خلیفہ اول منصوب ہوئے تو حکومتی اشتراک ایسا ہو گیا تھا کہ گو خلافتون مین شیعیان مذہبی پیرا رہا مگر شام کے مدعی خلافت نے شاہانہ طرز اختیار کرلیا پس جو لڑائیان کہ خلیفۂ چہارم کے وقت مین ہوئین اوسی اشتراک حکومت کا اثبات ہو گیا۔

اول خلیفہ کے زمانہ مین خاص عرب مین مرتدین نے سر اوٹھایا اور مدعیان نبوت نے بھی فساد برپا کیا تھا پیغمبر نے مدینہ مین جب کہ مخالفین کی ابتدائی جنگ تھی تو جنگ کی حالتون کی وجہ سے دو شرطین قرار فرمائی تھین مخالفین جزیہ دین یا اسلام قبول کرین بہت سے قریشی و نصرانی اور یہودی جزیہ دیکر اپنے شعار مذہبی پر قایم رہے تھے اور بہتون نے بطیب خاطر اسلام قبول کرلیا تھا ان لوگون نے بعد وفات پیغمبر موقع پایا تھا کہ خلافت کے زمانہ مین پھر مسلمانون پر حملہ کرین مدعیان نبوت نے اکثر قبایل عرب کو بھڑکا کر اسلام سے منحرف کردیا تھا پس خلیفۂ اول کے عہد مین اونکی سرکوبی ہوئی اور اس طریق سے اونکا شر و فساد دور کیا گیا بعد اسکے فارس وغیرہ پر فوج کشی کی گئی پیغمبر کے زمانہ مین جو دو شرطین تھین اونمین ایک شرط زیادہ ہوئی یعنے جزیہ قبول اسلام یا جنگ۔

دوسری خلافت تک باہمی قتال و جدال نہ تھی تیسری خلافت سے باہمی خونریزی کا آغاز ہوا اور اوسی آغاز اور اوسی اشتراک حکومت کا یہ انجام ہوا کہ چوتھی خلافت مین شام [illegible] خلافت سے متواتر لڑائیان ہوئین اور جب کہ اخیر جنگ مین شامیون نے قرآن شریف نیزون پر اوٹھا دیا تو اوسی کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ خلافت مدینہ سے شام مین منتقل ہو گئی

یعنی شام کی حکومت اور حضرت امام حسنؑ کی خلافت سے تصفیہ ہو گیا تھا اور اسی زمانہ سے مدینہ
دارالخلافت نہ رہا دمشق دارالحکومت ہو گیا شام کی خلافت کیا تھی شاہانہ طمطراق اور عظمت و
شان کا نمونہ تھا اونسے یزید کو ولیعہد تسلیم کرانا چاہا تھا اور اسی غرض سے معاویہ نے مدینہ اور مکہ کا
دورہ کیا تھا جو تین چار مسلمانوں پر جبر و بیعہ کی بارش کی گئی تو انہوں نے یزید کی ولیعہدی خلافت
شرع تسلیم کی تھی مگر حسینؑ بن علی نے اوسکو تسلیم کیا تھا ابھی کے وقت شام میں چرچا ہوا تھا
اور چونکہ یزید کے حق ولیعہدی کو تسلیم نہ کیا تھا لہذا اوس فاسق و فاجر کو حضرت امام حسینؑ سے
خصومت ہو گئی تھی وہ موقعہ کا منتظر تھا پس جب وہ تخت نشین تاج پوش ہوا تو جو تدبیر اسکے
باپ کے زمانہ میں نا مکمل رہی تھی اوس نے اوسکی تکمیل کی فکر کی اور حسینؑ کو اپنی بیعت پر مجبور کیا تھا
اور یہ مسلمہ بات ہے کہ یزید زانی شراب خوار اور اوس شخص کی جسنے شعار اسلام کو ترک کر رکھا تھا
بیعت نہیں کرنا حسینؑ نے جو ایک مرتبہ انکار کیا تھا وہی انکار آخر تک کیا یہانتک کہ راہ
خدا میں بڑے صبر و استقلال سے گھر بار لٹا دیا اور سر کو نثار کیا کربلا میں جو کچھ ہوا تھا وہ ہوا
پھر یزید نے مدینہ پر چڑھائی کی اور صدہا اور ہزارہا مسلمانوں کو تہ تیغ کیا پھر مختار وغیرہ خون حسینؑ کے
قصاص کے طالب ہوئے اور عرصہ تک بازار جنگ و جدال گرم رہا حتی کہ یزیدیوں کو شکست ہوئی
اور یزید کے مرنے کے بعد اوسکا لڑکا تخت نشین ہوا اوسنے تخت چھوڑ دیا اور کہا کہ جو تخت حسینؑ کے
خون سے آلودہ ہو اوسپر میں کیونکر بیٹھوں مروان تخت نشین ہوا اور عرصہ تک بنی امیہ کی حکومت
رہی عباسیوں نے خروج کیا اور بنی امیہ مغلوب ہو گئے دمشق سے تخت بغداد میں چلا گیا اور مدتوں بغداد
میں وہ حکومت رہی چنگیز خان کے زمانہ میں وہ حکومت منقرض ہو گئی الغرض باہم مسلمانوں
میں برگشت و خون ہوا اور اسکی وجہ یہی تھی کہ خلافت میں بشکل اشتراک ہو گیا تھا بنی ہاشم
کو کبھی حکومت کا دعوی نہ تھا اونکو حکومتوں نے اس شک سے تکلیف و مصیبت میں رکھا
تھا کہ شاید یہ خاندان رسالت کبھی مدعی ہو باوجود ان قضایا عجیب کے اور باوجود
کہ بعد وفات پیغمبر اسلام کی رفتار تلوار کے سایہ میں [illegible] اعمال کے

کچھ کا کچھ ہوگیا مگر امت کے اعمال سے عربی رسالت کی تعلیم و تلقین پر اعتراض نہیں ہوسکتا اوسکا قدرتی جلوہ باقی ہے اور باقی رہیگا گو دیکھنے والے اور اوسپر عمل کرنیوالے نہ ہون

نمونہ فقط

اسلام کا جذر و مد

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جذر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اگر ایک کمیشن اس امر کے لئے مقرر ہو کہ وہ اسلام و اسلامیون کے تنزل و ترقی کا تصفیہ کرے تو اوسمین کہا جاسکتا ہے اور تسلیم کرسکتے ہین کہ نہ اسلام اپنی اصلی حالت پر ہے اور نہ مسلمان اپنی کیفیت سابقہ پر قایم ہین - بڑے بڑے اہل الرای نے اس خاص امر پر راے زنی کی ہے کہ اسلام کیا تھا کیا ہوگیا اور کیا ہوتا جاتا ہے لیکن ہم آیندہ کی نسبت پیشین گوئی کرسکتے ہین کہ اگر موجودہ حالت پر مسلمان قایم رہے اور بمقابلہ اور اقوام یورپ شایستگی اور تعلیم و تعلم مین اونہون نے کسی قسم کی ترقی نہ کی تو گردش رفتار زمانہ اونکو خود بتادیگا کہ تمہاری غفلت اور بے پروائی کا کیا نتیجہ ہوا -

جو قومین کہ فی زماننا خداداد ترقی کیے ہوئے ہین اونکی اور مسلمانون کی ایک وقت مین مساوی حالت تھی بلکہ مسلمان اونپر غالب تھے اور وہ مغلوب رعایا کی طرح بسر کرتی تھین لیکن خدا کی قدرت کہ رفتہ رفتہ اون اقوام نے مسلمانون سے تعلیم پاکر حیرت انگیز ترقیان علوم و فنون مین کرلین اور ہم یونہین رہے - ترقی ہوئی اونکو عروج حاصل ہوا - وہ بڑھ کر بدر ہوئے گھٹ کے ہم ہلال ہوگئے -

زمانہ حال کے مسلمان ایک عجیب سلسلہ خیال مین مسلسل ہین اونکی آنکھین یورپ کی

تنزیل کی جہاں تک ہو سکا چہرہ دکھا رہی ہیں مگر تعصب و نفسانیت سے مجبور ہیں نہ خود کر سکتے ہیں
اور نہ قوم کی اعانت و امداد ہو سکتی ہے ہمیں تعجب ہے کہ لوگ کرتے ہیں امر کہ اونکے دولت کے نشہ نے
مغرور و متکبر بنا رکھا ہے وہ اپنی قوم کے دو ایک غریبون ہی کی پوری مدد نہیں کر سکتے بلکہ
اونکو نہایت حقیر و ذلیل اور توہین اون سے قومی مدد کیا ہو سکتی ہے اور قوم کی بہتری اور بہبودی مین
وہ کیا کوشش کر سکتے ہیں نہ قوم [illegible] گویا سب علماء نے دین کا رکھا اور دنیا کا علماء نے ذوق
[illegible] اور [illegible] سے فرقان اثر نہیں ڈالا بلکہ ارکان قوم اور معززین
[illegible] مین تعصب اور نفسانیت کا زہر [illegible] میں جلوہ پیدا
ہو سکیں؛ جو بخلوت [illegible] کا [illegible] ہو سکیں؛ اگلے زمانہ کے علماء و مجتہدین پر کچھ اعتراض
نہیں احادیث وغیرہ کی اجماع و تدوین اور تنقیح مین کوشش باعث افتخار اور سبب شکرگذاری
قوم ہے۔ ہان جو قیاسات اور اجتہادات کچھ ملاؤن نے کہ جنہون نے محض حسب [illegible]
فرقہ [illegible] کے مناسب اونکے اور بطمع حصول دنیا اپنی طبیعت
سے گھڑ کر شائع کئے ہیں چنانچہ اونکی نسبت بھی ہمارا خیال ہے کہ اگر وہ [illegible] صاحب استعدا
حق اور مصلحت سے تھا تو درست ہوگا اور اگر اون کا یہ مقصود تھا کہ جب تک دنیا مین مسلمانون کا نام
رہے ہم اونسے فائدہ دنیاوی اوٹھاوین اور اپنا اپنا گروہ علیحدہ علیحدہ قائم کر کے بہتر فرقے بنائین تو
یہ بہت ہی برا ہے وہ زمانہ مسلمانون کا تھا اوسمین جو کچھ ہوا وہ مخصوص اور محدود تھا جب وہ وقت
نہ رہا تو علماء کے فتاوے اور رائین اور بنائی ہوئی باتین ہمارے واسطے اب [illegible] ترقی اور درستی اور بہبودی
قومی کیونکر ہو سکتی ہیں اگر بنظر غور دیکھو اور سمجھو تو اسلام اور مسلمان ایک مصیبت ناک و تنگ زمانہ
مین ہو کر گذر رہے ہیں تاوقتیکہ اونکا دوسرا انتظام قوم کی طرف سے بلحاظ حالت حال نہ ہوگا اوسوقت
تک خوف ہے کہ مبادا اونکو کوئی عظیم صدمہ نہ پہنچ جاوے مسلمانون کا قومی خیال دیکھو اونکی زراعت
دیکھو اونکی تجارت دیکھو اونکی حکومتین دیکھو اونکی صنعت اور حرفت دیکھو اونکی اشاعت اسلام کی کوشش
دیکھو اونکا علم دیکھو اونکے اخلاق دیکھو غرض کہ جن باتون سے اور قومین مہذب و تعلیم یافتہ شمار ہوتی ہیں

وہ انہیں مفقود ہیں مسلمان قومی حقوق اور فوائد کے مزہ سے واقف نہیں جو جزو اعظم اس امر کا ہو

اب ہم علما اور عام مسلمانان دین پر ایک پولیٹکل مسئلہ کا اظہار واجب جانتے ہیں میرا منشا اتنا تھا کہ مضمون ہذا میں کسی پولیٹکل امر پر بحث کیجائے مگر اس موقع پر اسکی ضرورت اسواسطے ہے کہ کل مسلمان آگاہ ہو جائیں کہ آئندہ اگر وہ خبر نہ لینگے تو اونکی غفلتوں کا نتیجہ اونکے اور اونکے مذہب کے لیے کیا ہوگا۔

واضح ہو کہ طبقہ اہل اسلام میں یہ دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ بادشاہوں کے انتشار میں مذہب اور قوم ہوتی ہے وہ مذہب کی رو سے تو خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ سمجھے جاتے ہیں اور قوم کے مربی اور پرورش کرنے والے سمجھے جاتے ہیں کثیر التعداد مسلمان بادشاہوں کی فوجوں میں نوکر ہوتے تھے اور علما و فضلا اور معززین بڑے بڑے عہدوں پر منصوب کیے جاتے تھے بادشاہوں کی حکومت شخصی ہوتی تھی وہ جو کچھ کرتے تھے وہی عام مسلمان کرتے تھے نہ عوام کی مجال تھی کہ بادشاہ کی ہمسری کریں نہ علما کو یہ اختیار تھا کہ بادشاہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کریں بادشاہ بھی حکومت کے نشہ میں سرشار تھے اور مسلمان عام جو غریب ترقی علم کی حاصل تھی وہ بھی [illegible] بادشاہوں میں [illegible] کچھ ان باتوں کی ترقی اس درجہ ہو گئی کہ قوم نے اپنی آزادی اور اپنے حقوق اور اپنے مذہب کا مدار سب بادشاہوں پر رکھا قیام اور وسعت حکومت کو باعث قیام و وسعت مذہب و قوم سمجھا گیا او عیش و عشرت میں زوال کا خیال اور عاقبت اندیشی کا مادہ بھی باقی نہ رہا آخر کار جو دستور اقوام کے عروج و زوال کا ہوا ہے وہ اس قوم پر بھی گذرا اور اوسی اثر سے حکومتیں اسلامیہ خالی رہیں یا اونمیں سے جاتے رہے اور بقیہ سلطنتوں کے قریب الزوال ہونے سے مسلمان بھی میں کہ ہم گرداب ادبار میں آگئے اور اسلام کی حالت نازک ہو گئی خیر جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ہمیں تسکین کہ پچھلوں کی نا عاقبت اندیشی اور سستی سے قوم کو یہ دن دیکھنا پڑا۔

اسلام کو ہم مسلمان بادشاہوں کا تابع نہیں جانتے اور نہ وہ حکومت اور فتوحات کا محتاج ہے اسکی نشوونما میں قدرتی چشموں سے آبیاری ہوئی اور اسکی قدرتی رفتار میں راستبازی

اور صداقت شعاری اور آزادی اور اخلاق حسنہ نے وہ دلربا نزاکت اور پسندیدہ اثر پیدا کر دیا
تھا کہ وہ بغیر لشکر کے اعانت اور تربیت کے عرب کے ایک ریگستان موضع سے نکلا اور شرق سے غرب تک
اور جنوب سے شمال تک پھیل گیا اگر اقوام مخالف اسلام مباحثہ اور مناظرہ کی راہ سے تعلیمین اور
تعصب کی سیاہ عینک قلب و دماغ سے ہٹا دین اور مسلمان علماء کی تراش خراش اور اختراع سے جو
غور کرین تو یہی معجزات باہرات یہی تاثیر اور یہی آیات بینات اثبات دین کے معظم ہین اور یہی خدا کے
بارے ہوائی او رمدعین حیثیت الٰہیات اسلام نہ کسی مسلمان بادشاہ کی حکمرانی اور دولت و ملک گیری سے
لازمی طریقہ سے شریک ہوا اور نہ کسی بادشاہ کی حکومت کے جاتے رہنے سے اوسکو غم ہے وہ کل مسلمانونکا
شریک ہے اور انہین کے تنزل و بیجا کارروائیون سے اوسکا تنزل ہے کیا مسلمانون کی حکومتون کے
جاتے رہنے اور انکی حکومتون کے گھٹنے سے اسلام کا گھٹنا اور اسلام کا زوال ہے (ہرگز نہین تمام
اسلامی سلطنتون کے حالات سے ثابت ہوتا ہے اور ہم دیکھ رہے ہین کہ وہ چراغ سحری ہو رہی ہین
مسلمانون کی فتوحات کا سلسلہ اور قومون نے توڑ دیا ہے وہ اپنی حکومت کو بڑھا نہین سکتے بلکہ
روز بروز وہ اپنے مقبوضات سے دوسری قومون کو حصہ دیتے جاتے ہین وسط ایشیا اور چین کے مسلمانونکی
تباہی سے جو لوگ آگاہ ہین وہ آگاہ ہین اور جو واقف نہین انکو واقف ہونا چاہیے کہ چین مین شاہنشاہ
چین کی فوجون نے سالہا سال کی لڑائی کے بعد قدم باہمی کو نکالدیا اور وہ رنگون مین مجبوراً چلے آئے
وسط ایشیا مین روس کا سکہ بیٹھ گیا روس نے بخارا اور خیوا اور اسکے ملک فتح کر لیے گویا ایک بڑی سلطنت
اوسکے قبضہ قدرت مین آگئی ایران سے اوسنے کوہ قاف مین ایک بڑا حصہ ملک کا لیلیا اور اخیر مین
ایک عظیم الشان سلطنت اسلامیہ یعنی ترک کو زک دی اور اوس سے چند صوبے نکالکر کچھ اپنے قبضہ مین
رکھے اور باقی عیسائی قومون مین تقسیم کیے اسی طرح سے مسلمانون کی اور حکومتین جاتی رہین اب
مقدمہ کے نتیجہ پر خیال کرو اور ہمارے اس بیان کے تمہیدی فقرات کو دیکھو تو صاف نظر آئیگا کہ جتنی
مسلمانون کی حکومتین کم ہوتی جاتی ہین اوتنا ہی قوم کی ظاہری شان و شوکت مین فرق آتا
جاتا ہے اسلام تو قائم ہے لیکن قوم کی جہالت اور تعصب اور عدم واقفیت علوم مختلفہ اور فنون علمیہ سے

اونکی بھی معاش کا دائرہ بہت ہی تنگ ہو گیا ہے مسلمان یورپ کے مروجہ فن سپاہگری سے
محض نابلد ہین جو یورپ کی قومین بعد فتح ممالک اسلامیہ انکو اپنی فوجون مین نوکر رکھین اور
علما اور دیگر سرگروہ فوجی اور ملکی کامون مین کوئی لیاقت نہین رکھتے جو فوج اور ملک مین
جلیل القدر عمدہ پاتین وہ صنعت وغیرہ سے بالکل بے بہرہ ہین کہ اگر نوکری نہ پائے تو اپنی کم عقلی یا
سرمایہ کو زیادہ کرلین مفتوحہ قومین اون سے ایک خوبصورتی سے روپیہ حاصل کرتی ہین اور
اونکو لیاقت نہین کہ اون اقوام سے روپیہ پیدا کرین پس عجب کیا ہے کہ اگر سلطنتین مسلمانون کی ہاتھ
سے جاتی رہین گی تو دنیا کے کل مسلمان مفلس محتاج ہو جائینگے اسوقت علما اور قومی سرگروہ اپنے
بال بچون کے لیے قوم سے کیا لین گے اور قوم کیا دیگی اور کہان سے لادیگی اور کس طرح گوارا کریگی
کہ اپنے لڑکے بالونکو بھوکا مارے اور دوسرون کو دے۔

پھر دیکھو کہ اسلامی سلطنتین کیونکر جاتی رہین مسلمان دنیا مین عجیب انداز سے پہلے پہل اونکی
قوم کے شاہون نے دور دور ملکون کو فتح کیا اونکی پالسی یہ تھی کہ مفتوحہ ممالک مین وہین کے
لوگون مین سے کسی کو انتخاب کرکے ملک دیتے تھے یا اپنی طرف سے مقرر کرتے تھے اور خود چلے آتے
تھوڑے ہی دنون کے بعد ایک کے حالات سے دوسرا واقف ہوتا تھا اور نہ کوئی ذریعہ آمدورفت کا تھا
بادشاہون کی دارالسلطنت اور مفتوحہ ملکون کے درمیان بعد عظیم تھا کہین صحرا تھا کہین پہاڑ شاہنشاہی
حالات اس بیان کی شاہد ہین اونہون نے دنیا کے اکثر ملکون کو فتح کیا اور کسی جگہ قیام نکیا اور جو
انتظام کرنا تھا وہ اونکی جانب سے نہوا شخصی سلطنتین قایم رہین اور وہ اور اونکے سابق کے فرمانروا
اولوالعزم ذاتی جلال جبروت ہی کو اصل اصول فرمانروائی سمجھا کیے گو اِن بادشاہونکا دبدبہ مفتوحہ
قومون پر ایسا ہوتا تھا کہ باوجود فقدان وسایل آمدورفت وغیرہ کسیکی مجال نتھی کہ سرتابی اور
سرکشی کرے انکے ذاتی کمالات اور شخصی عظمت و شان کی کیا بساط وہ انھین تک تھی ورا اونکو فنا
ہوئی تو یہی وہ بھی کافور ہو گئی اونکی اولاد مین یہ باتین بہت کم رہ گئین جسکا انجام یہ ہوا کہ ا[illegible]
[illegible]

ملکون کے باشندے ہی حکومت کرین کیونکہ اونکی جو حالتین ناقابل اطمینان تھین ویسی ہی رہین اور
کسی قسم کی اونمین اصلاح نہوئی اسلام سے جو حصہ اونکو دیا گیا وہ اونکی لوٹ مار اور وحشیانہ حملونکا
روکنے کے لیے کافی تھا اس انتظام سے بڑھکر اس کام مین نقصان پایا گیا کہ آمد و رفت کے
ذریعہ مفقود تھے اور انکا نہونا ہی اس امر کا باعث ہوا کہ ایک دوسرے کی ہمدردی اور اعانت
نکر سکا بلکہ معلوم بھی نہوتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا نہین الغرض انہین انتظامون سے مسلمان
ضعیف ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین اور اُنکی حکومتین اونکے قبضہ سے نکل گئین یا نکلتی جاتی ہین
ٹرکی مین سویلیزیشن کی ترقی سلطان محمود کے زمانہ سے ہوئی ترکون کا فوجی اور ملکی انتظام
بہت تبدیل عظیم کر دیا گیا اور اونکی تعلیم کے واسطے مدارس علمی و عملی بنائے گئے رفتہ رفتہ اونکی
تہذیب مین ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ اب کثرت سے ترک ایسے ہین کہ اونکے خیالات صحیح
ہوگئے ہین اور وہ یورپ کے علوم و فنون سے کامل واقفیت رکھتے ہین اور السنہ مختلف یورپ کے
بخوبی جانتے ہین ہرچند کہ اپنے مقابلے اور ممالک یورپ اونکو ترقی نہین تاہم بہ نسبت اور
ملکون کے مسلمانونکی وہ تہذیب و شائستگی مین بدرجہا بڑھے ہوئے ہین۔ اخبارات ترکی اور
عربی اور فارسی زبانون مین جاری ہین اور پولیٹیکل اور سوشیل اور مسلق ہوچکے معاملات
مین عمدگی سے بحث کرتے رہتے ہین ان کامون مین سلطان محمود کو دقت کرنا پڑی اونہون نے
علماکی اقتدار اسقدر کم کیے اور فرقہ ینیچری کو جو ترقی کا مانع تھا قتل کیا گو سلطان محمود کے بعد
معلوم ہوتا ہے کہ علما جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے اور گورنمنٹ کی طرف سے اسباب ترقی کم ہوگئے ترکون
کی قومی چال ڈھال سے معلوم ہوتا ہے کہ قومی اور مذہبی ترقی اونکے مد نظر خاطر ہے اونہون نے یورپ کی
تعلیم و ترقی سے جو حصہ بوجہ ہمسائگی پایا ہے اوسکو لیاقت سے انجام دیا اونکی پولیٹیکل تحریرین نہایت
زبردست ہوتی ہین اور اونکا قواعد سے جنگ اور روس کی لڑائی سے ثابت ہوگیا ہے الغرض
وہ علم اور زبان و ترکیب کام مقابلہ اپنے ہمعصرون کے کرسکتے ہین تاہم صنعت اور حرفہ پیدا اور
عملی تعلیم اونمین کم ہے جو دولت کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اونکا صنعت خفیف نہ تھا اور ترقی بھی قریب کے

لوگون کے تعصب و شخصی سلطنت سے کچھ نہین ہونے پاتا اور اگر کوئی کچھ کرنا چاہتا ہے تو نکالا جاتا ہے
مملکت فارس مین ٹرکی سے زیادہ خاک اوڑ رہی ہے ہمکو وہان سواے مجتہدین کے جنسے کچھ نہوگا
اور کوئی نہین معلوم ہوتا جسکو قومی اور مذہبی اصلاح کا ایسا خیال ہو جیسا کہ ٹرکی اور ہندوستان
مین معدودے چند اشخاص کو ہے کجکلاہ ایران یعنی نصیر الدین شاہ نے دو مرتبہ یورپ کا سفر کیا اور وہ
اپنے ہمراہ مغربی سے یورپ کی صناعت اور تعلیم کا ایک معتدبہ حصہ طہران مین لانے اور زیادہ
کیا ایران مین ترقی کرین - ریلوے جاری کرنے کا انتظام ہوا اور بنا بھی شروع ہوئی تھی
آسٹریا کے افسر فوج کو قواعد سکھاتے تھے مگر علما کے خلاف گذرا اور طہران مین بغاوت ہوئی تھی
اعلیحضرت نصیر الدین شاہ قبیلہ قاچار کی شاہی خاندان مین اول حکمران ہین اونکا خاص منشا یہ
کہ مملکت فارس مین یورپین صنعت و حرفت کے اور علوم کی ترقی روز افزون ہو شاہ ممدوح نے
صرف کربلاے معلے اور مشہد مقدس مین ہی کارنمایان نہین کیے ہین بلکہ آپکی حکومت مین بیجا شخصی
حکومت کی جو ترقیان ہوئین اور ہو رہی ہین اونسے ایران کا کایا زمانہ بدل گیا - ایران مین چند
اخبار بھی جاری ہین اخبار ایران و اخبار شرف اور اطلاع وغیرہ نہایت آب و تاب سے چھپکر شائع
ہوا کرتے ہین اور جدید علوم و فنون کے جاننے والے اور پھیلانے والے علما بکثرت سے ہین -
ظہور اسلام کے قبل عربون کے واسطے زمانہ جہالت کا تھا مگر وہ تجارت پیشہ تھے اسلام کی برکت سے
اونکی ترقی ہوئی تمام عالم مین تمدن و شائستگی کے لحاظ سے اونکی شہرت تھی اونکے اتفاق نے
اونکو سلطنتون کا مالک مختار کیا تھا اونکی تجارت باعث فروغ تھی گو جیسا عروج ہوا تھا
ویسا ہی تنزل ہو گیا اور اب اگر غور کیا جاے تو جدہی تیموریہ خاندان کی حکومت دنیا سے جاتی رہی
وہی کیفیت عربونکی ہے کہ انکے پاس بھی حکومت نہین ہے - بعض قبائل تجارت پر بسر کرتے ہین
اور بعض لوٹ مار و بردہ فروشی اونمین ابھی تک ہے - اس مسئلہ کے عدم جواز پر بہت بڑی بحث
ہوسکتی ہے مین صرف یہی ظاہر کر سکتا ہون کہ سید احمد خان نے جو ایک رسالہ استرقاق تالیف
کیا ہے اوسمین اونھون نے دلائل اور براہین سے لکھا ہے کہ دنیا کی کل قومون مین غلامی کی رسم

تجھے ہماری بھی یہ اشک ہے جو اقوام زمانہ حال مین تہذیب کی مدعی ہین اونکی یہان غلامی تک
اور ثابت کیا ہے کہ اسلام ہی نے ابر کے سیم کو عرب سے اوڑا دیا اور فضیلت اسلام کو اس قدر بعید
سمجھ رکھا اور سمجھایا ہوا اگر خدا نخواستہ دیانت حقہ اسلام یہ سب کو ترک کرکے اور کیا دیکھین تو اونکو اسلام
کی برکات اور بانی اسلام کے اعجاز اور نبی برحق ہونے مین کسی طرح کا شک نہ ہو مخالفین نے ایک
اڑی جہوٹی موتیون کی بنائی تھی سیدلاڑ مین ایک چمکتا ہوا ہیرا لگا دیا اور ان موتیون کی حقیقت
کھل گئی سے پہر آنکھ اوٹھا کر نظر کرو کہ عرب دنیا کے اور مقامات مین کیسے ہین سب صاف اور شفاف
چشمہ سے بہ نکلے وہ کیفیت اونمین باقی نہ رہی اسکے عادات باشندگان عرب کی عادات مین
فرق ہین ہے یہ اوس درجہ پر پہونچ گئے کہ سمجھ مین آتا ہے کہ یہ کون ہین اور کیا ہین جب آئے تھے
تو سب سے بہت کچھ اپنے ہمراہ لائے تھے اور روشنی کے فرشتہ معلوم ہوتے تھے ان سے امید تھی کہ
اونکی ذات سے دوسرون کو بھی وہ دینا وہی فائدہ ہوگا مگر انکے رہنے سے یہ ستم ڈھایا اونھون نے
نہ دوسرون کو کچھ فائدہ پہونچایا اور نہ اپنے عادات پسندیدہ کا اونپر اثر ڈالا بلکہ ونکے عادات سیکھ لیے
اور تاریکی کے فرشتہ بن بیٹھے غرض کہ عربون کو خواہ ونکے ملک مین دیکھو یا باہر ایک ہی سیلاب مین
بہتا ہوا پاؤگے نہ اونمین کوئی مصلح قوم ہے کہ اونکو ترقی دنیا کی راہین بتلاوے اور نشیب و فراز زمانہ سے
آگاہ کرے اور نہ کوئی مصلح دین ہے کہ اونکو جادۂ اسلام سے قدم باہر نہ رکھنے دے معلوم ہوا کہ جن
مقامات مین یہی پیدا ہوئے ہین وہان کے باشندے بمقابلہ اور جگہ کے رہنے والون کے تعصب
اور کم ہمتی مین کوئی سبقت لیگئے ہین بیت المقدس کے عیسائی اور یہودی بہ نسبت اور مقامات
کے عیسائیون اور یہودیون کے متعصب اور دشمن ترقی دین و دنیا ہین۔

افریقہ مین مصر نے ایک حد تک ترقی کی ہے اوسکو بھی ہم قومی ترقی نہین کہتے قبطی اور
ترکی مسلمانون کی تعلیم کے جسقدر مدارس ہین اونمین تعلیم عملی نہین ہوتی وہی پرانا قاعدہ
تعلیم کا جاری ہے قاہرہ کے عظیم مدرسہ کی تعلیم سے کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ اوسمین مفید تعلیم نہین
ہوتی ہان یورپ کی چند علوم کی کتابون کا ترجمہ کردیا اور طب یونانی کو ڈاکٹری سے ملا کر

کتابون کو چھپوا دینا کوئی بڑی ترقی نہین ہے۔ یورپ نے مصر کو باب التہذیب یورپ بنا رکھا ہے۔ یورپین محکمہ ریلوے مین ہین یورپین محکمہ تار برقی مین ہین یورپین اور کارخانہ جات مین ہین غرض کہ جن کاموں سے قومی ترقی مقصود ہے اون کاموں کے خزانہ کی کنجیان یورپین کے سپرد ہین اور ہر فرقہ کے مسلمان بیکار رہتے ہین یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ اب مسلمانون کی قومی اور مذہبی ترقی مسلمان بادشاہون اور حاکمون سے نہین ہو سکتی تاوقتیکہ قوم بھی اپنے بادشاہون کی کوششون مین شریک نہو اسمعیل پاشا اسی کے سبب مین آکر اور قوم کی عدم توجہی اور دون ہمتی سے نکل نہ سکتے اونہون نے اپنے ملک کے مہاجنون کے علاوہ یورپ کے مہاجنون سے اسی کرور روپیہ لیا اور ترقی کے کامون مین صرف کیا یہ کام ہے مسلمانان مصر کی اصلاح ہو سکتی تھی جن باتون مین یورپ کے محتاج تھے اونکو اگر سیکھ جاتے تو خزانہ پر بار کم ہوتا مگر وہ کورے کے کورے ہی رہے اور خدیو موصوف کا خاتمہ ہو گیا احمد عرابی پاشا اور مہدی کی شورش نے مصر کو بہت برا صدمہ پہونچایا یورپ مین عیسائی بادشاہون کا احسان قوم پر اور قوم کا احسان بادشاہون پر ہے جو کام بادشاہ کرتا ہے اوسمین قوم مدد کرتی ہے اور جو کام قوم کرتی ہے اوسمین بادشاہ مدد کرتا ہے بخلاف اسلامی سلطنتون کے کہ مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہین اور بادشاہ کے خزانہ کو دیمک کی طرح چاٹے جاتے ہین بادشاہ خزانہ سے کہانتک صرف ہو قوم خزانہ کو کچھ نہین دیتی اور خزانہ قوم کو بیشمار روپیہ دیا کرتا ہے اور دیتے دیتے ضعیف ہو جاتا ہے اگر مسلمانون مین کسی بادشاہ نے خدیو مصر کی طرح بغیر اعانت قومی اور امادگی قوم یورپ کی ترقیون پر توجہ کی اور سامان و اسباب کے جمع کرنے مین کرورہا روپیہ صرف کیے تو اوسکا اور اوسکی سلطنت کا دیوالہ نکل جائیگا کیونکہ یورپ مین تو قوم اور حکومت کی وجہ سے ہر چیز مین ترقی ہوئی اور ہو رہی ہے۔

مراکو اور ٹونس کا کیا ذکر کیا جاوے ٹونس کو تو فرانس نے لے لیا اور مراکو رہا تو کیا اور نہ رہا تو کیا الجیریا مین فرانس کا قبضہ ہے اور ان کل مقامون کے مسلمان تباہ اور پریشان ہیں اونکی حالتون کو دیکھکر افسوس ہوتا ہے اور اونکے کچھ نہ کرنے پر رونا آتا ہے۔

وسط ایشیا کے مسلمانون کو جاکر دیکھو تو اونپر تباہی چھا رہی ہے تمام کرغیزون کو روس نے زیر کر لیا ہے اور ترکستان کی ترکی تمام کر دی ہے بخارا و خیوا اور یارقند اور افغانستان اور خوقند اور سمرقند کے مسلمانونکا حال کیا پوچھتے ہو صحرائی کرغیزون اور تاتاری مسلمانون کی قزاقی اور شرارت کی انتہا نہین اور ترکمانون کا نذہب سب سے بڑھا ہوا ہے سوای بخارا کے کہ یہان چند مدارس ہین اور گویا وہ ترکستانی تعلیم کا مرکز ہے اور کسی ملک مین کوئی ذریعہ تعلیم کا نہین ہے بخارا کے مدارس سے چند اشخاص مذہبی تعلیم پاکر شفی عالم ہو جاتے ہین اونکو قومی اور نہ مذہبی ترقی کا خیال نہین غرضکہ روسیون کی حکومت سے ان مسلمانون پر کچہ عمدہ اثر نہین ہوا گورنمنٹ روس کا خاصہ ہے کہ وہ مفتوحہ ملکون کے باشندون کی ترقی نہین چاہتی اوسکی خواہش یہی ہے کہ جہانتک مغلوب قومین محتاج اور ذلیل ہون اچھا ہے ترکستان کے مسلمانون کی جو حالت قبل روسیون کے تھی وہی اب ہے بلکہ افلاس اور بڑھا ہوا ہے مسلمانون نے کچہ کیا ہے اور نہ روس کی حکومت نے اونکو اصلاح کرنے کا طریقہ بتایا ہم کیا دعوی کر سکتا ہے کہ جو ملک روس نے وسط ایشیا مین فتح کیے ہین اونکے عوض مین اقوام مختلفہ وسط ایشیا کو مہذب و تعلیم یافتہ کیا ہے ہرگز نہین - کوئی مدرسہ روسیون نے نہین بنوایا اور نہ ترکستان کی آمدنی مین تعلیم کا خرچ دیکھنے مین آتا ہے مسلمانون کو اونکی حالت سابقہ پر چھوڑ دیا اور اونکی تعلیم کی فکر نہ ہونیکی اتفاقی پڑتال ہے امن امان کے قائم کرنے سے لازم نہین آتا کہ مفتوحہ قومون کی ترقی ہو امن سے تو اون اقوام کی ترقی ہوتی ہے جو ترقی کیے ہوئے ہین نہ کہ اون قومون کی ترقی متصور ہے جو کچہ نہین جانتی ہین اور قطاع الطریقی اور رہزنی اونکا پیشہ ہے اونکے واسطے تو امن زہر ہلاہل ہے کیونکہ اونکی لوٹ مار موقوف ہو جاتی ہے اور یہی اونکے تباہی کی علامت ہے وسط ایشیا مین اگر روس نے امن قائم کی تو کیا اوسکو چاہیے کہ مسلمانون کی تعلیم کی فکر کرے اور اونکی جہالت دور کرے کہ وہ امن مین رہکر بآرام تمام زندگی بسر کرین جب وہ جاہل اور وحشی ہین تو روسیون کو چاہیے کہ اونکی وحشت کو دور کرے اور تہذیب پھیلائے -

اگر روس یہ انتظام کرے تو ہم اوسکی حکومت کو برف سے تشبیہ دین جو نباتات کو مردہ

کرلی رہتی ہی بلکہ شبنم سے تشبیہ دین جو نباتات کی نشو و نما اور اوسکی سرسبزی کی باعث ہوتی ہی
ترکمانون کے قبائل صحرای وسط ایشیا مین مسافرین کے قافلون کو لوٹا کرتے ہین اونکا مال
و اسباب چھین لیتے ہین اور مسافرون کو پکڑکر نہایت بیرحمی سے فروخت کرتے ہین وہ یہ شرارت
کسی محدود مقام پر نہین کرتے بلکہ مشہد مقدس اور خراسان مین اگر شیعون کو پا لیتے ہین تو
اونکو بیچتے ہین شاید شیعون کی قیمت اوس ملک مین زیادہ ہی اور لوگ شیعون کی خریداری مین ثواب
اور اونکو غلام بنانے مین اپنی نجات سمجھتے ہین جیسے گورنمنٹ ایران نے کاہلی دکھلائی اوسوقت سے
ترکمانون کی خواہشات پوری نہو سکین اب انہون نے ایک اور طریقہ نکالا ہی کہ اپنے ہم مذہبون کو گرفتار
کرتے ہین اور اونکو شیعہ بناکر فروخت کرتے ہین ان لوگون مین اسلام کا اثر سب جگہ سے زیادہ ہی ان کی
او صحرائی گھومنے مین تلاوت قرآن مجید شب و روز رہتی ہی اگر ایک ترکمان یا ایک شیر یا ایک جنگلی
کو تم جنگل یا صحرا مین دیکھو تو تلوار چڑہا رہا ہی اوسکی بندوق کا توڑا سلگ رہا ہی اور وہ قرآن پڑہ رہا ہی
مگر اوسکا اثر کچھ بھی نہین قرآن اگر اوسکی زبان مین ہوتا تو اوسکا اثر اوسپر بہت ہوتا وہ اوسکو سمجھتا
شریعت کا خوف کرتا اور اپنے عادات رذیلہ کو ترک کرتا جب قرآن عربی مین ہی اور عربی ہی مین پڑھنا
یا نہ پڑھنا صواب ہی پس ترکمانون نے عربی ہی مین بغیر سمجھے پڑھا ہی اس سے اونکی حالت ممکن نہین
کہ بدل جاے —

یارقندی مسلمان بھی اپنے ہاتھون غارت ہوے یہ ایک چھوٹی سی ریاست اتالیق غازی
کی بدولت جو اسوقت کا تیمور تھا قائم ہوئی مگر نہ وہ قوم کے ساتھ کرسکا اور نہ قوم نے اوسکے
ساتھ کچھ کیا یعنے کسی قسم کی ترقی نہین ہوئی چینیون نے اپنی قدیم ریاست کو لیاقت پیدا کرکے
چھین لیا اور مسلمانون کو نکال باہر کیا یارقندی مسلمانون کی تباہی کا قصہ مین کہانتک بیان کرون

سلہ یہ بیان اوس زمانہ کا ہی جبکہ روسیون نے مرو پر قبضہ نہین کیا تھا اور نہ خیوہ اونکے
قبضہ مین آیا تھا مگر جب سے اونہون نے ان مقامات پر قبضہ کرلیا ہے ترکمانون کی لوٹ مار موقوف
ہوگئی ہے —

کردن خانہ جنگیان ہوئین باہم مسلمانون مین جنگ ہوئی ان باتون کا نتیجہ نکلا کہ مسلمان خراب ہو گئے
اور عیسائیون نے اونکو مار کر بھگا دیا اور ملک پر قبضہ کر لیا اب روس کا داشت ہی۔

یہ تمام حالات جو اجمالاً سابق کے لکھے گئے ہین اون سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانون کی
کیسی عبرت انگیز اور دردناک حالت ہے خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی تدابیر ہین اور کیا ہین کہ اونسے
بہتری متصور ہی ایک مسئلہ ہی اور اسی مین اختلاف ہوا ہے مسلمانون مین مع علماء کے دو رائے
ہین ایک گروہ تو تقدیر کا قائل ہے کہ جسقدر مین مقدر ہے ترقی ہوئی اور جب وقت آیا تنزل ہوتا جاتا ہے دوسرے
کی رای ہے کہ جیسی حالت بھی ویسی ہی ہے تدبیر کا خیال ہے کہ کچھ ہونا چاہیے وہ کہتا ہے کہ ما فیہ کے
عادات و اطوار و شعار کی تعلیم ہونا بس ہے باقی ہوس جو تھا اگر وہ ان باتون کو نامربوط او ثبوت طلب
سمجھتا ہے اوسکا مقصود ہے کہ اقوام اور ملل کی کار روائیون اور اونکے زوال و عروج کے وجوہ پر غور
کیا جاوے اور جن انقلابات قومی اور مذہبی کا وقوع دنیا مین ہوتا ہے وہ مختلف ذریعون سے دریافت
کیے جائین اور وہ اسباب ترک کرائین جو باعث زوال ہین واقعی یہ خیالات بہت درست ہین
اور دیگر قومون اور مسلمانون کے تاریخی واقعات سے روشن ہے کہ جس قوم نے اپنے اور اپنے مذہب کے
سنبھالنے مین سعی کی اوسی کو علو مرتبہ حاصل ہوا اور جسنے کچھ نہین کیا اور اوسی کو کافی سمجھا وہ
ادبار مین گرفتار ہو گئی جب ارباب بصیرت کی نظر تواریخ پر ہے وہ سمجھ سکتے ہین کہ وہ کون سی صورتین
تھین کہ انکے زمانہ مین قبائل سمجھے جاتے ہوئے تھے وہ کیا وجوہ ہوئے کہ گھٹ گئی تھی کیا کیا کج
روش آثار معلوم ہوتے ہین وہ کیا سامان تھا کہ دنیا مین مسلمانون ہی کا بول بالا تھا یہ کیا ہوا
کہ اب کسی کام کے نہین سمجھے جاتے وہ کونسی بات تھی کہ مسلمان دنیا کے ایک کنارہ سے دوسرے
کنارہ تک پہونچے اور یہ کیا کہ اب وہ مثل ایک قابل افسوس حلقہ مین آتے جاتے ہین پولیٹکل
کارروائیون پر لحاظ کرو وہ کیا امر تھا کہ اسسلیا اندلس مین مسلمانون کی حکومت رہی اور
امریکہ مین انگریزون کا پہونچنا اور بسنا ہوا اور پھر غور کرو کہ وہ کون سے باعث ہوئے کہ انگریز
امریکہ اور مسلمان اسسلیا سے مٹا دیے گئے غرض کہ دنیا میں جسقدر قوم کو عروج ہوا اور جتنے

اپنی تدابیر سے اسباب ترقی کے مہیا کر لیے اور جنسے غفلت کی وہ اگر بڑھی ہوئی تھی تو گھٹ گئی اور ایک ہی حالت پر تھی تو اوسی طور پر رہی اس فرقہ کی رای ہے کہ مسلمانون کو اون خرابیون سے بچانا چاہیے جو موانع ترقی ہین اور اونکی کوشش اور میلان اون امور کی طرف ہو جو باعث ترقی اور سر سبزی ہین اقوام یورپ نے جس روش اور اصول سے ترقی کی ہو اوسی پر کل مسلمانون کو عمل کرنا واجب ہو سب سے مقدم کام جمہور اہل اسلام کا اتفاق کرنا ہو اور ہر قومی کام مین شرکت اور ہمدردی ضروری ہی بعد متعدد جلسون کی ترتیب ہو۔

اوّل جلسہ ملکی ہو تمام ملک مین جسقدر اقوام و مذاہب ہون اونکے اور مسلمانون کے مابین اتحاد کیا جای کہ نہ ہم اونکے مقاصد ترقی مین حارج ہون اور نہ وہ ہمارے سامان بہبود مین خنہ انداز۔

دوسرا قومی ہو کہ وہ صرف مسلمانون کی ترقی اور تعلیم مین کوشش کرتا ہو۔

تیسرا دینی ہو جو اسلام کی محافظت مین سرگرم رہی اور وہ اسلام کی اشاعت عمدہ اور پسندیدہ اور قابل اطمینان اصول کرتا ہو اسلام کی تردید مین جو کتب مشتہر ہوتی ہین اونکی جواب دینے والون کی کتابون کے چھپوانے کا انتظام کرے۔

چوتھا اثبات حقوق قوم ہو وہ منجانب قوم بادشاہون سے استدعا کرے کہ قومی سلب شدہ حقوق واپس ہون۔

پانچوان وطنی ہو کہ وطن کے مسلمانون کی اصلاح کرتا رہے انکے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے جلسے ہر علم و فن کے ہین اور جسقدر کثرت ہو گی اوسیقدر من حیث المجموع اسلام مسلمانونکی ترقی سمجھی جائیگی۔

یورپ کے سلسلہ ترقی کا اثر دو طرح پر اسست اسلامیہ اور اسلام پر ہوا ہے ایک تو یہ رون ممالک مین جو آزاد ہین یہان دین اگر پھیل نہین سکتا تو اوسکو مخالفین کم بھی نہین کر سکتے نشاز و نادر کسی ملک مین قومی ترقی کا خیال ہو ورنہ سوای ذاتی منافع اور کامون کی کوئی تماشا

بھی نہین کہ کیا ہو دوسرے وہ کہ جنپر یورپین نے قبضہ کرلیا ہو یہان باعتبار حکومت ترقی و تنزل کے آثار نمایان ہین ایسی تین سلطنتون سے ہمارا بہت بڑا سابقہ ہو افریقہ مین فرانس دریشیا مین روس اور انگلستان سے روس کو تو چہئے وسط ایشیا اور کوہ قاف کے صوبجات اور خاص روس کے ملک مین دیکھ لیا کہ وہ کبھی مسلمانون کو اس قابل نکریگا کہ وہ اوس سے کچھ بالکین مگر فرانس عربون کو اوسیقدر تعلیم دیتا ہی کہ وہ اوسکی حکومت کی قدر کرین۔

انگلستان اپنے مقبوضات مین مسلمانون کی کسی دینی و دنیوی ترقی کو نہین روکتا ہم خود ہی کچھ نکرین تو اوسکو وہ کیا کرے ہندوستان مین سرکاری تعلیم سے گورنمنٹ کا مقصد کچھ اور تھا اور رعایا کا کچھ اور آخر نہ رعایا کی مراد پوری ہوئی اور نہ سرکار کو کامیابی نہین معلوم کہ ایسی غیر مفید اور ناقص تعلیم سے کیا سمجھا گیا تھا۔

جس قوم کے پاس یہ خزانہ ہو اور اوس سے ہم حصہ کے طالب ہین دیکھنا چاہیے کہ اوسکا اور ہمارا مذہب اور معاشرت مین کیا تعلق تاریخی رہا ہو ہمارا اور اسکا قدیمی تعلق ظاہر ہو اوسنے ہمارے اور ہمنے اوسکے عیب وصواب لکھے ہین جو کچھ ہمنے اوسکے ساتھ کیا ہو اوسکو وہ اور جو وہ ہمارے ساتھ کر رہی ہے اوسکو ہم خوب جانتے ہین۔

مذہبی فرق تو کوئی ایسا بڑا فرق نہین ہو کہ اوس سے یورپ اسلام و اسلامیون سے استفادہ مین کوشش کرے اگر تعصب کو چھوڑکر دیکھو تو جو مقصود و بنیاد ما سبق کا تھا وہی ہمارے ہادی کا مقصد تھا یعنی خدا کی توحید اور اوسکے صفات سے انسان متنبہ کیے جاوین اور اونکو اخلاق حسنہ کرنیکی کی تعلیم او تلقین ہو احکام شرعی انسانی سوسائٹی اور زمانہ کے لحاظ سے صرف بدلتے رہتے ہین یہ دینی نفاق اور مذہبی تنازعات امتون کی غلط فہمی سے پیدا ہوئی

؎ روس تعلیم تو اپنی رعایا کو ایسی آزادی سے نہین دیتا جیسا کہ حق ہے مگر ہمدرون کے دینے مین عیسائیون اور مسلمانون مین کوئی فرق نہین ہے انگلستان تعلیم مین اوس سے بڑھا ہو لیکن ہمدرون کے دینے مین روس کو فوقیت ہے۔

ہو سکتے ہیں ۔

معاملات و شادی اور فتوحات ملک اور حکومت اور معاشرت کے حالات تواریخ میں درج ہیں اور پایہ اثبات کو پہونچا ہے کہ جب کسی مذہب نے نشو و نما اور ترقی کی تو اوسمیں حکومت کا بھی جذبہ پیدا ہو گیا یہودیوں نے حکمرانی کی ہے اور عیسائی دین کا چار دانگ عالم میں شہرہ تھا عیسائیت کی ترقی سے یہودیوں میں ضعف آگیا اور اونکا دین دب گیا اسلام کے فروغ اور مسلمانوں کے عروج سے عیسائی اور دین عیسوی مغلوب ہو گیا اور اب عیسائیوں کی ترقی سے دین اسلام مسلمان ضعیف ہوتے جاتے ہیں اوس تاریک زمانہ میں کیا عیسائیوں نے یہود کے ساتھ ایسی کارروائیاں کی تھیں جیسی کہ مسلمانوں نے اونکے ساتھ کیں کیا عیسائیوں کی زمانہ میں یہودیوں کے ملکی اور دینی اور قومی حقوق قائم رہے تھے ہرگز نہیں جبکہ اسلام نے مذہب کی اصلاح کی ہے اور مسلمانوں نے عیسائیوں کے حقوق ملکی اور قومی ایک مدت تک محفوظ رکھے ہیں عیسائی رکھیں ہوں تو کتنے بڑے افسوس کی بات ہوگی کہ اوسی قوم کی ترقی کے زمانہ میں اسلام و مسلمان معدوم کر دیئے جائیں ان سب وجوہ سے قوم اور دین عیسوی کو واجب ہے کہ اسلام اور امت محمدی کی ہمدردی کرے ۔

اپنی بہبود کے واسطے ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم عیسائیوں سے بلند اور نیک نیتی طریقہ اختیار کریں کہ اونکو ہم سے سلوک کرنے اور ہمدرد ہونے کا موقع ملے ہم عبادات اور معاملات اون امور کو خارج کر دیں جو ہماری شریعت اور ہماری قوم میں نہیں اور تاریخی ذریعوں سے ملکی ہم ملکی تاریخی نزاعوں کو دور کریں اور عیسائیوں سے دور کرنے کی کوشش کریں ہم اوس قوم کی ملکی کارروائیوں کو دوستانہ شکوہ و شکایت پر محمول کریں ۔ الغرض جہانتک ممکن ہو اوس قوم سے راضی اور خوش رکھنے میں سعی بلیغ عمل میں لائیں اوس وقت ہمکو حق حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم اوس سے کسی چیز کے طالب ہوں اور وہ بخوشی ہمکو دینے پر راضی ہو جائے ۔

اگر ہم اسکو ناراض رکھیں گے اور سمجھیں گے کہ ہم اوسکے اور وہ ہمارے عدو و دشمن ہیں

دیکھو کہ ہم کیا حق طلب کرنے کا رکھ سکتے ہین اور وہ کیونکر ہمکو اپنے علوم وفنون مین شریک کر سکتی ہے
اُسمین یہ بھی ہوا ہے کہ ایک جانب کسی کو ناراض رکھو اور دشمن سمجھو اور دوسری جانب اوس سے
کسی شی کو حاصل کرو۔

یہ چند اصول ہین اور انھین سے مسلمانون کے خیرخواہون کو بحث ہے سمجھنے والے سمجھتے ہین
کہ بغیر اونکے دیکھے اس زمانہ مین ترقی محال ہے اور جو نہین سمجھتے وہ کہتے ہین کہ اس مذہبی بحث سے
تخریب مذہب اسلام لازم آتی ہے (حالانکہ ایسا نہین ہے) مسلمانون اور عیسائیون مین یکجہتی
اور یگانگت ہونا چاہیے عیسائیون پر عنایت ہوتی ہے غور کرو اور دیکھو جب روم کے عیسائیون پر
کفار نے فتح پائی تو اونہون نے مسلمانون سے تحریر کیا کہ جیسے ایک نبی کی امت کو مغلوب کیا ہے ویسے تمکو مغلوب کرینگے
صحابہ نے اس واقعہ کا حضرت ختمی پناہی کی خدمت بابرکت مین ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ عیسائی
صابر ہین اور اونکی حکومت مستقل ہے اور بدلتی رہتی ہے وہ مغلوب نہونگے اور یہی ہوا کہ عیسائیون نے
اپنے دشمنون پر فتح حاصل کرلی پس یہ معجزہ ہمارے ہادی کا تھا اور اگر عیسائی انصافاً اسکو
سمجھین تو اونپر اسلام کا حق ہے اور مسلمانون کے واسطے بھی عیسائیون سے نسبت قرار دیکر اتحاد
رکھنے اور اوسکے بڑھانے مین ایک قوی دلیل ہے۔ اسلامی حیثیت سے نہ ہم کسی شریعت کے
محتاج نہین قرار پاسکتے کہ وہ نعوذ باللہ ہمارے کام کی نہین جب اسلام کا ظہور ہوا تھا تو عیسائیون
نے اپنے انحطاط کے زمانہ مین اوسی دریا سے فیضیاب ہو کر دین و دنیا کے امور مین اصلاح
کی جسکو ہم پاک اور خالص اور بابرکت اسلام تصور کرتے ہین۔

دنیا کے کل مذاہب مین اسلام ہی کو ایسی برکت اور وسعت الہامی حاصل ہوئی کہ
اوسکی اشاعت ایسے ملکون مین ہوئی جنکے باشندون کی عادات اور اطوار او شعار مذہبی
بالکل منافی تھے اور اوسنے اپنی امت کے علاوہ دوسرون کو بھی فائدہ پہنچایا ہے اسوقت تمام
شرائع یعنی موسوی اور عیسوی اور اسلام کا مقابلہ نہین کر سکتا ورنہ ثابت کر دیتا کہ باوجود عدم
ترقی اور غفلت مسلمانون کے اب بھی وحشی اور نیم مہذب اور مہذب مسلمانون مین

بمقابلہ اور مذاہب کے وحشیون اور نیم مہذبون اور مہذبون کے کیسی نیکی اور اخلاق اور رحم اور
خدا پرستی اور پابندی ہو ایک شمالی امریکہ کے وحشی اور لوٹیرے اور ایک افریقہ کے حبشی عیسائی
پر خیال کرو اور ایک ترکمان مسلمان حبشی اور لوٹیرے اور بدو عرب کے غیر مہذب کو دیکھو مہمان
نوازی اور پابندی فرائض مذہبی وغیرہ کس مین زیادہ ہی ہمارا لوٹیرا اوسکے گھر تک ہمکو لوٹ لیتا ہو
پناہ دیتا ہو مہمان نوازی آپسے پابند مذہب ہو اور اسیطرح کا عیسائی سوا لوٹ مار کے اور
سب باتون سے معرا ہو یہ اخلاقی چمک جو ہنوز ہمارے وحشیون مین بھی باقی ہو اسلام کی
بدولت ہو مگر افسوس کہ وہ اصلاح او تہذیب اور ترتیب سے نہین ہے اگر عیسائیون کے طور پر
کوشش کریکے اب بھی ہم ہر امر مین ترقی کرین تو اسلام سے بڑھکر دنیا مین کوئی مذہب بہت
نہین ہوسکتا اور نہ مسلمان جنٹلمین سے کوئی جنٹلمین بڑھکر ہوگا ہم عیسائیون سے دین کے
خواستگار نہین ہین ہمکو خود چاہیے کہ اپنے قدیمی دریای اسلام سے دوبارہ کراے سر نو جاری کرین
اور اوس سے فیضیاب ہوکر اوسپر عمل کرین ہم اونسے صرف دنیاوی ترقی کے سامان اور اسباب
کی استدعا کرتے ہین اور چونکہ وہ اور ہم اہل کتاب ہین لہذا دونون پر فرض ہو کہ واجبی اخلاق
کے ساتھ ایک دوسرے کی بہبودی مین کوشش کرتا رہے۔

ہندوستان کے مسلمان

یہ امر تسلیم کرنیکے لائق ہو کہ عربون نے ہندوستان کی حکومت نہین کی ہندوستان کو تاریخ
مسلمان عربون کی مفتوحہ رعایا مین شمار ہوسکتے ہین وہ عربی شریعت بواسطہ لائے تھے عربی
زبان اونکی ساتھ نہ تھی اونکا بہت بڑا حصہ تاتاری تھا جنکی نسل ہندوستان مین مدت تک حکمران
رہی اونسے بھی اپنی ملکی زبان دفترون مین جاری نہین کی بلکہ بموجب اونکے فارسی پر اکتفا کیا
اور عربی کو دفترون مین رواج دینا پسند نہین کیا اگر تاریخی معلومات مین نظر غلط نہین کرتی تو
ثابت ہوسکتا ہو کہ مسلمان بادشاہون کو اپنی یا کسی غیر زبان سے ایسی محبت نہ تھی جیسی
کہ زمانہ حال کی گورنمنٹ کو انگریزی سے ہو مسلمانون نے صرف استدراک … ثقافت الی اور ملکی

لیے دفتروں میں فارسی کو پسند کیا تھا اور اوسمین بھی امتحان وغیرہ کی پابندی لازمی طرح سے
نہ تھی صرف کارروائی کی غرض سے رعایا فارسی پڑھ لیتی تھی اور چھوٹے اور بڑے عہدون پر ممتاز
ہو جایا کرتے تھے یہ دقتیں تو برائے نام بھی نہ تھیں جو آج ہیں کہ حکومتی زبان میں ایک عجب تنگنا
پیدا ہوا اور بعد اسکے امتحان دینا پڑے اور پھر امتحانی کامیابیوں کی عملی مشکلات پر غور ہو تو ہمار
ہیں ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں بڑی سے بڑی کامیابی بی اے اور ایم اے کی ڈگری ہے
ظاہر ہے کہ کثیر التعداد بی اے اور ایم اے خاک چھانتے پھرتے ہیں انکی حیثیت و لیاقت کی نوکریاں
[illegible] ہیں یہ تو ہوش [illegible] بڑے تعلیم یافتہ ہیں اس زمانے کی کتنی تعلیم تو انکو معزز عہدہ دلا سکتا
[illegible] سکتی ہو آج [illegible] اور ہمارے واسطے وہ شعر الصادق آگیا ہے باوجود انگریزی تعلیم کے
بھی [illegible] عہدوں کا مستحق نہیں رکھتے صرف یہ نتیجہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس ملک کے باشندے
[illegible] تعلیم [illegible] سلسلہ تعلیم سے گھر بیٹھے معزز عہدون پر [illegible]
[illegible] کی تعلیم [illegible] کے مقرر کئے اور اخراجات وغیرہ کے گوارا [illegible]
[illegible] ہمکو انگریزی پڑھنے پر کیوں آمادہ کیا جاتا ہے ہم انگریزی [illegible]
[illegible] علوم و فنون سیکھ کر کیونکر خوش ہوں بلکہ نتیجہ ہماری کا [illegible]
[illegible] علم [illegible] علوم و فنون بغیر عمل بے سود ہیں ہمکو مجبور [illegible]
[illegible] کا [illegible] اسکی صدا [illegible] ہمکو پتا پڑیگا [illegible]
[illegible] کامیابیوں کی بعض حالتیں سراب دھوکا معلوم ہوتی [illegible]
کامیابیاں بھی [illegible] اگر [illegible] سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے [illegible] کے مبارک اثر
[illegible] کے واسطے کیا کم ہیں کہ نظری تعلیم انگریزی [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] اور مختلف فاصلوں کے مسافر اور سمانے [illegible]
[illegible] ہیں قوموں میں گورنمنٹ سے مطالبہ حقوق کا [illegible] تعلیم
کے ایک ہی حصہ سے ملک کی ترقی ممکن نہیں ہے گو ہر ملک میں ملازمت [illegible] کثرت سے ہو

انگریزی تعلیم سے ہندوستان میں انسانون کے ایک بڑے حصہ کو تو فائدہ پہونچ گیا آج فائدہ پورا پورا محسوس ہوتا ہے رفتہ رفتہ سبھی عملی تعلیم کو بھی سلسلہ جنبانی ہونا ضروری ہے اسکو بھی شروع کر دینا مناسب ہے بتدریج نظری عملی دونون تعلیمون کا اثر ملک میں عمدہ اور کامیابی کے ساتھ ہوتا ہے اس سے اور لوگ بھی مختلف پیشہ کرنے والے فیضیاب ہونگے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ملکی باشندون میں تہذیب شائستگی تعلیم و تعلم تمام و تفہیم کامل یعنی یورپ اور ایشیا کے عمدہ اصول ترقی قومی و اخلاق وغیرہ سے مقابلہ کر کے پیدا کر دینا چاہیے ملک الٰہی ترقی ہوجاوے تو اوسکو کسی قسم کی حکومت کا دور دورہ پھر معقولیت سعدیت دولت اور ثروت سے محروم نہیں کر سکتا ہندوستان عربستان نہ تھا اور نہ اسلامی حکومت نے اوسکو عربستان بنایا تھا عربی کو متعلق اسلام تھا اور اسلام سے تعلق حکومت کو تھا قاضیون کا تقرر لازمی کیا گیا تھا اور انہین کے ذریعہ ماتحت عدالتون کی نگرانی اور شرعی ترتیب تھی ایک مخصوص جماعت مسلمانون کی حکومتون نے گویا عربی کا پڑھنا فرض کر رکھا تھا علاوہ قاضیوان کے شوقین و متنیات کیواسطے پڑھتے تھے اونہین جس شخص کا سر دستار فضیلت کا مستحق ہوا اوسکو مسلمانون کی ہدایت کا منصب تھا جیسا کہ آجتک دیکھا جاتا ہے اکثر دنیوی علوم و فنون کے تحصیل کی غرض سے پڑھتے تھے مثلاً طب وغیرہ کے کہ اسکے لیے وہی فتوے ہوچکا تھا کہ بغیر عربی اسکی تکمیل محال ہے سوا اسکے ان اغراض کے کہ اونکو ہم مع وہ دنیاہم سے متعلق کر سکتے تھی ہماری حکومت نے عربی پڑھنے پر مجبور کیا تھا نہ عربی عام دفترون میں تھی یہانتک کہ قاضیون کے دفتر اور انکی تجویزین بھی اس سے بری تھین ہمارا منشا ہے کہ جب وسوقت مین جو عربی کے واسطے مناسب و موزون تھا عربی کی یہ حالت تھی تو اس زمانہ مین جبکہ مسلمانون کی حکومت کے بجای غیر مذہب غیر قوم کی حکومت ہوگئی علوم و فنون مین قومون نے اپنی بقا اور ترقی کرلی اور دوسری قومون کی تعلیم کے واسطے مفید انقلاب کر دکھایا مسلمانون کو باعتبار زبان و علوم و فنون اسی ترتیب پر بھی مین بحالت افلاس و ذلت و خواری رکھتا کیونکر زیبا ہے اون کے واسطے دنیا ایک کعبہ حضرت خلیل اللہ اور ایک زمزم حضرت اسمعیل ذبیح اللہ کی ایڑیون کے رگڑنے کی برکات سے بطور یادگار موجود ہے وہ کافی ہے اور نیز زمانہ اور اسلام نے فرض کر دیا کہ ایک اور کعبہ دنیوی طواف اور ارکان حج کے واسطے جدید

تیار کرین اور دوسرا ملک قیم بناوین اور اوسکے صاف اور تنبک پانی سے فیضیاب ہون ۔
مین عربی کے پڑھنے کو بالکل منع نہین کرتا میری غرض وہ ہے جو مین دیکھتا ہون کہ جس زمانہ کے مطابق
عربی پڑھی اوسمین اوسکو عام طور پر پڑھانی کا دستور نہ تھا زمانہ کی تبدیلی پر خلاف ضروریات اور حاجات
ملک اوسکو پڑھانی کی ترغیب و تحریص کا نتیجہ مسلمانون کے واسطے مضر ثابت ہو چکا ہے اور آیندہ مضر ثابت ہونیکے
سوا اور کیا ہے میری رائے مین عربی کی تعلیم محدود طریقہ سے بہ پوشیدہ طور پر کافی ہے جو وہ قدیم طریقہ تعلیم اصلاح کا
محتاج ہے اوسمین بغیر اصلاح کیا ہو سکتا ہے مروجہ تعلیم عربی کا سلسلہ انتہائی ہو دریافت نہین ہو سکتا کہ طالب علم
کی ... کا سلسلہ کہان ختم ہوتا ہے مسلمانون کا ایک بڑا قافلہ اس جانب چلا جاتا ہے اور اسکے ... وہی
خیال سمجھ مین آتے ہین دنیا و دین عربی مین جسقدر علوم و فنون ہین زمانے نے اونسے تو استغنا پیش
کر دیا ہے وہ پرانے اور بوسیدہ ہوگئے اور اگر طب وغیرہ مین کچھ اثر باقی ہے تو اعمال کی بے ترتیبی سے وہ اثر بھی
کافور ہوا جاتا ہے دین کی نسبت ظاہر ہے کہ نہ کل عالم مسلمان بادشاہ زن کیوقت مین عمر اور نہ آ
ہو سکتے ہین پس ہماری مذہبی زبان کے تعلیمی سلسلہ مین جو نقائص ہین اونکو اوپر سے محدود اور کم کرنا
واجب ہے ادنیٰ درجہ مین صرف و نحو اور منطق ضروری علم ہین انکی تعلیم عمدگی و اصلاح سے ہو ضروریات کے
لیے دینیات کی بھی شرکت لازمی ہے مگر خوب خیال کر لینا چاہیے تاوقتیکہ منقولات و معقولات مین اصلاح زمانہ کی
حیثیت سے نہوگی اور انگریزی نہ پڑھی جائیگی اور جدید علوم و فنون نہ شریک کیے جائینگے تنہا مشرقی زبان
مین اور علوم و فنون مسلمانون کی ترقی اور سرسبزی کے واسطے نظری تعلیم کے لحاظ سے ہرگز کافی نہین ہو سکتے
کئی مدرسہ اسلامیہ اور خاص عربی کے پڑھانے کی غرض سے ہندوستان مین ہین اور صدہا اور ہزارہا
مسلمان علماء اسلام سے تعلیم پاتے ہین مگر جب نتیجہ پر خیال کیا جاتا ہے تو دین و دنیا دونون کے اعتبار
سے اونکو مایوس ہونا پڑتا ہے عربی علوم برائے نام رہگئے ہین وہ بخیال رفتار زمانہ انکے کس کام ہوسکتے عربی بولچال
نہ بول سکتے ہین اور نہ عربی تقریر سے کسیکو فائدہ پہونچا سکتے ہین کیونکہ ہندوستان عرب نہین ہے کہ ہر شخص
عربی کا مذاق قدرتی رکھتا ہو ہندوستان تو مختلف زبانون کا آج مجموعہ ہو رہا ہے انمین مسلمانون سے تعلق
کی تین زبانین ہین اردو فارسی عربی ۔ فارسی دفتر کی زبان تھی عربی اور اغراض کے واسطے بھی

گئی تھی اردو کا رواج اتنا زیادہ ہوا گویا یہ ملکی اور مادری زبان ہو گئی اردو لکھی جاتی ہے اردو بولی جاتی ہے
اردو کا سکہ اسقدر انگریزی دفتروں میں بھی تسلیم کیا گیا ہے عربی پڑھنے والوں سے امید تھی کہ بعد اعلیٰ
تعلیم عربی کے عربی میں نہیں تو فارسی اور اردو میں عام مسلمانوں کی ہدایت کرینگے لیکن تجربہ نے
ظاہر کر دیا کہ اونکا ایسا شوق عربی کا رہتا ہے کہ وہ اردو و فارسی سے کچھ کام نہیں لے سکتے نہ عام اشخاص
اونکی عالمانہ تقریر و تحریر اردو کی سمجھ سکتے ہیں اور نہ اونکی عربی خاص اونکی ذات کے واسطے ہے اور نہ اور
اوروں کو کوئی فائدہ نظر آتا ہے —

موجودہ اسلامی شعار سے تو عربی کے شیدا مسلمانوں کو انتہا پہونچکر واقفیت ہو جاتی ہے
مگر یہ دیکھنا تو استفسار ہے کہ کیا مجرد واقفیت اونکی عاقبت کا سرمایہ لائق اطمینان ہو سکتی ہے جبتک کہ وہ
اس مزرعہ آخرت میں عملی جلوہ نہ دکھاویں اور کل مراتب و مقاصد شرعی کو عملیات سے ثابت نہ کریں
ظاہری احکام شرع کو باطنی احکام و عقیدہ سے عظیم تعلق ہے اسلام نے کبھی اجازت نہیں دی کہ ظاہری
فرائض و واجبات کی پابندی کیجاوے اور باطناً اسلام کے خلاف عملدرآمد ہو عبادات اور معاملات
اسلام مراتب سے ایسی غیر ممکن ہے کہ ایک مسلمان صوم و صلوٰۃ اور دیگر احکام ظاہری اسلام کا پابند ہو اور
خالص و اصلی اسلام کی اصلی باطنی صداقتوں اور ہدایات پر عمل نہ کرتا ہو اور پھر دعویٰ کرے کہ میں بھی
مسلمان ہوں وہ اگرچہ اسلام ہے تو اوسپر اسلام ہی نے فرض کر دیا ہے کہ جیسا فرق البشر کا وہ درخت
وہی ظاہری لباس کیا ہے ویسا ہی بلکہ اوس سے زیادہ اوسکے باطنی لباس کی حالت ہے جیسے کہ بیرونی
دروازہ پر لوگوں کے دیکھنے کے واسطے چند دیا سلائیاں روشن کر دیا اور اندرونی تنگ جو اصلی جگہ
مسکن ہے ظلمت ناک کمنا سنا ہے — میں حیران ہوں کہ عام و خاص [illegible] وہ علماء
جو مدارس کے بیٹھنے میں شب و روز محنت و مشقت خاص اسیواسطے کرتے ہیں کہ اونکو دینی و مذہبی
معلومات ہو جاوے جو دینی علما پرستی کے حقیقت میں ہیں اور مسلمانوں کی کا [illegible] کی
ظاہری کے میدان میں شروع ہو گئی ہے ان غافلوں کو اسلامی نشو و نما کے [illegible] میں
میں چلنے کا حکم دیتا تھا جسکی ظاہر و باطن دونوں حالتوں سے ہم مسلمانوں کی بہبود [illegible]

افسوس کہ ہمنے اوسکے ایک حصہ کو مشکل و دشوار گذار مرحلہ سمجھکر چھوڑ دیا اور دوسرے حصہ پر عمل انکا کسیقدر عمل کر رہے ہین حالانکہ باطنی حصہ شریعت و طریقت کا بمنزلۂ آفتاب و ماہتاب ہے یہ ظاہری طرق دھوئے ہوئے چاول کے طور پر ہین مین جانتا ہون کہ جب تک سبب کی تکمیل و ترتیب نہو گی مسبب سے کسی قسم کے فائدہ کی امید موہوم ہے۔

پھر غور و عمل کرنا چاہیے کہ دین دنیا سے اور دنیا دین سے متعلق ہے اور یہ بھی ہے کہ دین چھوڑنے سے دنیا نہین جاتی دنیا چھوڑنے سے دین جاتا رہتا ہے کوئی ایسا مسلمان آجکل دیکھا نہین جاتا کہ زمانہ کی ضروریات نے اوسکو مجبور نہ کر رکھا ہو اور وہ مفلسی سے دولتمندی کی خواہش نہ کرتا ہو یا بحالت تونگری اوسکو زیادہ دولت کی طمع و حرص نہو اسلام آغاز مین ظاہری دولت آسمان سے نہین لایا تھا وہ غریب تھا اوسکے پاس ایک آخرت کی دولت تھی اور جائز اسے دنیاداری کی دولت رکھنا تھا یہ دولت کا چسکا تو اوسکے بعد ہوا یہ سچ ہے کہ دنیا کو مطلق طلاق نہین دیگئی اور مجھدار سکے واسطے روز علامات اسلام مین موجود ہین کہ وہ دولت دارین سے تمتعات حاصل کرے اسلام ناجائز ذریعون سے کمانے اور کھانے کو روکتا ہے وہ ناجائز اور خلاف شرع دنیا کو پسند نہین کرتا اوسکی جانب سے جائز ذریعے اور اوسکی تعلیم ہے کہ جائز وسائل سے معاشرت اور سوشیل اصول بحیثیت زمانہ مرتب ہون ہمنے یہ اصول جو اسلام نے عطا کیے تھے دفینہ کے طور پر کتابون مین رکھ چھوڑے ہین کوئی وجہ نہین کہ وہ پھر ظاہر کیے جائین اور اونپر عمل نہو اسلام مسلمانون سے ہے جب مسلمانون کی بقا اور قیام کی دنیوی تدابیر نہو نگی تو اسلام فی نفسہ قائم نہین رہ سکتا اوسکو بھی اونکے ساتھ ہی ضعف ہوتا جائیگا تمام شریعتون کی محکمیت اسی پر اعمال کی آزمائش ہوتی ہے اور یہ شریعتون اور اونپر عمل کرنے والون سے عبث معلوم ہوسکتے ہین کے لیے عمدہ ذریعہ ہے غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اگر جائز وسائل دنیا کمانے کے بالکل ہی ترک کر دیے جائین اور صرف ظاہری احکام کو مسلمان مد نظر رکھین جیسا کہ آجکل دیکھا جا رہا ہے تو اسلام اپنی بقا کی کیا توقع رکھ سکتا ہے اور وہ سوای دین دین کہنے کے اوسکو اور کیا فائدہ پہونچا سکتے ہین یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ اگر صرف دینیات کی تحصیل کی ترغیب ہو تو زمانہ حال مین ہم مر آئی

عالم و فاضل ہو کر کیا کرین دین کے پردہ مین ہماری ذاتی بہبود خواب خیال ہی صدہا اور ہزارہا عالم
و فاضل اقلیم ہند مین ہین کہ اونکے پاس گویا شریعت بیع و رہن ہی یا ازروی میراث اونکو ترکہ پہونچا ہے
اون سے سند کا مستحق غیر نہین ہو سکتا یکے بعد دیگری اونہین کی اولاد کا حق ہی وہ حقوق سالفہ متعلق دنیا
و قومی حکومت اسلامیہ سے محروم ہو گئے ہین تاہم وہ دینی شمع جو اونکی انجمن مین ہی اوسپر عام پروانہ
ہو رہے ہین اور اوسکی روشنی کی برکت ہی کہ اونکی لبہپوری ہی ہم اگر وہ دینی گوہر شب چراغ یعنی عربی کی
زبان کی ہی حاصل کرلین تو علما موجودہ الوقت کی خاندانی میراث مین عوام نزدیک ہمارا کوئی حق
نہین عوام بمقابلہ اونکے ہمکو کچھ نہ سمجھینگے بلکہ پیران نمی پرند مریدان می پرانند کے زمرہ مین ہم بھی سمجھے جاتے ہین.
اور ہماری کوششین اونکے فروغ کی باعث ہین شاہان اسلام کے عہد
مین عربی تعلیم ہماری قدر و منزلت کا وسیلہ تھی خاندانی علما کے
سامنے اگر ہمارا فروغ نہوتا تو ایک در بند ہزار در کھلے تھے وہ وقت تو جاتا رہا اب ہمکو عربی
تعلیم نہ ادھر کا رکھا نہ اودھر کا رکھا فرمایئے کہ ایسی صورتون مین وہ کونسی سبیل ہی کہ اس مرحومہ جسکا
حال مثل ایک عظیم الشان مرمت طلب مکان کی ہو گیا اور اوسکے انہدام و انعدام کے آثار پیدا ہین
بار اسکی تمام قائم رہی اور اوسکی مکین اسلام کو بھی بقا ہو فتوی ہو چکا ہی کہ اگر ہم اپنی حالتون کو یورپین تہذیب
و شائستگی کے مقابل اقوام یورپ کے مطابق نکرلینگے تو ہماری قومی پرانی دنیا کا قیام جدید دنیا کے مقابلہ مین
دشوار ہی علما وقت کا موجودہ تعلیمی سلسلہ اور اونکا وعظ اوس مکان کو قائم نہین کر سکتا اور نہ ہمکو یہ
اطمینان ہی کہ اونکی ذات قدسی صفات سے مکان محفوظ رہیگا اور اوسکو کوئی صدمہ نہ پہونچیگا۔
دین دین کی صدا تو مسلمانون کے مکانات کے در و دیوار سے آتی ہی مگر اوسکی بقا کا علاج معدوم ہے
اسی پر بحث ہوا کرتی ہی اور مختلف تجویزین ہوئی ہین ہمارا خیال ہی کہ علما کا طبقہ بدستور رہے پر یوں تعلیم
عربی کی محدود و مسلمانون مین جاری رہے عربی کے طالب علمون اور علما سے اگر کہا جاتا ہی تو اونکو
ضد سی ہو جاتی ہی زمانہ اونکو مجبور کر رہا ہی اور وہی ان معلمون کو معلمانہ سبق دیکر اپنی رفتار سکھاویگا
علما کو قوت ہی اگر وہ چاہین اور قومی ہمدردیون کا وعظ سنائین تو مسلمانون مین قومی جوش پیدا ہو سکتا ہی مگر

اور اس قومی اتفاق اور ایک ہی سرسری دستگیری و امداد سے خاص ہندوستان کے مسلمان اپنی ترقی کو
وہ سامان مہیا کر سکتے ہین جو اونکے واسطے مقدم ہین اور سب بادشاہون سے بھی نہ ہو سکتا اگر وہ زمانہ
قدیم چلتے ہین شاید کفر سمجھتے ہین جو دراصل پہلے وغیرہ کو کہ وہ ان علما نہیں کیلئے اونھین جو اون سے
عام قومی و مذہبی فائدہ ہو سکتا ہے موجودہ اسلام مین رسم و رواج کی آمیزش ہے اور اس سے اور نیز یہ
شائستگی جو بخش ہے ان اجزا کو کوئی ہمیون کب یار نہین ہو سکتا بلکہ وہ اجزا کی ہماری ترقی کی
باعث ہین اگر وہ رکاوٹ رفع ہو جائین اور احکام اسلام کی تلقین و تعلیم شروع ہو اور یورپ کی تعلیم و تہذیب سے
ہماری نسل کی تہذیب ہو تو اوس سے ہماری قومی و مذہبی امراض کا علاج ہو سکتا ہے -

علماء کی جانب سے موقوف ہو رہ گئی ہے جیسا کہ اونکی نسبت ہوا وے عوام کو کسقدر شرع کا فیض
پہنچتا ہے اور ہم سب متفق ہو کر اپنے اور اپنے دین کی بقا کے واسطے کوشش کرین جب ہماری حالت ترقی
یافتہ ہوگی اور ہماری قران مجیدہ حالت مین بہاں کے آثار پائے جائینگے - نہ پیشوایان دین خود ہی نہ
ہین علمت علماء ہین کہ ہمارے خیالات اور عادات کے مطابق کر لینگے کہ اس بحث مین یہ شاخ نکلتی ہے
کہ ہمارا ایسا کرنے مین موجودہ علماء کی مداخلت تو نہو گی کیونکہ بار ہا تجربہ ہو گیا ہے کہ جب کسی نے قوم کی
بہتری کے واسطے کسی کام کا ارادہ کیا فورا علماء نے اوسکو خلاف شرع سمجھا کفر کا فتوی جڑ دیا اور انکی طرف
سے ایسی عدم توجہی ہوئی کہ جس قومی کام کے انجام کی افراد سے امید تھی وہ علیحدہ ہو گئی اور جو ہوا
کاہ فتوی آ پڑا - یہ عجیب کارروائی ہے کہ نہ خود کچھ کرتے ہین اور نہ کرنے دیتے ہین مگر کبھی نہ کبھی وہ بھی اسلام
کی بہی خواہ اور خیر طلب ہین علاوہ اونکے قوم مین ناراضی ہماری اور اسلام کی ترقیون کے اسباب غور
کر رہی ہے وہ بھی اسلام و مسلمانان ہندوستان مین مقصود تحدی صرف سمجھ کا پھیر ہے ہمکو جب
اسلام پر چلنا چاہیے خدا مقلب القلوب ہے اور زمانہ مجبور کر رہا ہے وہ آج نہین تو کبھی نہ کبھی ضرور علماء کو اسی
راستہ پر لے آئیگا -

اس بیان سے ظاہر ہوا کہ عربی تعلیم کا طول و طویل سلسلہ کیسا نافعل در دینیات کا کیا
رنگ ہے اسلام برکات کا مجموعہ خدا کی طرف سے بطور ودیعت تھا اور ہے اوسکی حقیقی تعلیم کچھ

عمل نہین ہوتا امت پریشان اور محتاج ہو رہی ہے اوسکے ہادی اوسکو ہدایت نہین کرتے کہ اونکی بہبود
سے مسلمانون مین قومی ہمدردی وقومی اتفاق ہو اور اسی اتفاق کی بدولت اونکا دین و دنیا مین جلال علی
اسلام کا اوج ہو مسلمان بادشاہون کے ساتھ جاتا رہا اونکی امداد سے امت اور اوسکے دین کا قیام تھا
اسلام کا ایک مضبوط عصا معدوم ہوگیا تعجب ہے کہ قوم اوس عظیم نقصان کی متحمل ہو اور وقعت کی فکر
نہ کرے ہندوستان مین اسلام کو زمانہ نے اوس حق سے محروم کر دیا ہے جو حکومت اسلامیہ پر تھا اوسکا قیام محض
قیام پر منحصر ہے اور امت کا بقا اوسی وقت ہے جبکہ قومی اتفاق مین ترقی کرے وہ مذہب و قوم حاصل نہین
کر سکتی تا وقتیکہ یورپ کی عوام کے باہمی اتحاد پر غور کرکے اوس سے عملی سبق حاصل نہ کرے اوسی کو
قدیم و جدید دنیا کا بیش بہا سرمایہ موجود ہے وہ اپنے مذہب و معاشرت کے قدیمی طریقون پر زمانہ کی
ضرورتون کے لحاظ سے عامل ہو اور یورپ کے مروجہ علوم و فنون کو سیکھے یورپ کے سیلاب کی زد سے تو وہی
قوم کو قیام ہو سکتا ہے جو اپنی دنیا اور اپنے دین کو قومی کر لے خود پرستی لازمہ ادبار قوم و خودستائی اور
نفس پرستی ضعف اسلام موجودہ زمانہ مین سمجھا جاتا ہے۔

مین نے بلنٹ صاحب کی پچھلی اسپیچون پر یہ ریمارک اسوجہ سے کیے تھے کہ اونکی خواہش کے
بموجب لکھنؤ مین مدرسہ اسلام قائم ہونے والا تھا مین سمجھتا ہون کہ حکیم اصغر حسین صاحب فتح آبادی
نے اس مدرسہ کے اغراض کے متعلق نہایت مفید رائے اودھ اخبار مین ظاہر کی تھی مین اونکی رائے کے اس
حصہ سے اتفاق کرتا ہون کہ صرف انگریزی کے پڑھانے کے لیے تو صدہا کالج و اسکول سرکاری ہین اور
علیگڈھ مین ایک مدرسۃ العلوم موجود ہے لکھنؤ کے مدرسہ مین صنعت و حرفت کی تعلیم ہو تو حسب حال
ملک ہے۔ اس رائے کے مقابلہ مین شیخ رضا حسین صاحب کی رائے قابل تسلیم نہین افسوس ہے
کہ درصورت قیام مدرسہ اسلامیہ لکھنؤ وہ ہمکو اور ہماری اولاد کو زیادہ تر وہی تعلیم دینا چاہتے ہین
جس سے دین و دنیا دونون کا فائدہ نہین انگریزی سرکاری نوکریون کیواسطے پڑھائی جاتی ہے
اور اسیواسطے ہم پڑھتے ہین نوکریون کا دروازہ بند ہے ہم انگریزی پڑھکر ایک چشمہ کی تلاش مین جاتے
ہین اور آخر کار ہمکو سراب نظر آتا ہے دوسرے انگریزی کے واسطے اسکول و کالج و مدرسۃ العلوم علیگڈھ کی

طلبہ کے لیے کافی ہین ہان صنعت و حرفت کی غرض سے اوس مدرسہ مین انگریزی کی تعلیم ضروریات
سے ہے تمام ہندوستان کے مسلمان افلاس کی شاکی ہین اونکی مفلوک الحالی کا سبب یہی ہے
کہ انھون نے شریفانہ صنعتی پیشیون کو اختیار نہین کیا وہ اگر انگریزی نوکری کے واسطے پڑھا کرینگے تو
نوکری نا ممکن ہے اور مفلسی کے اسباب و نہین بدستور رہینگے اودھ انتزاع سلطنت سے زیادہ تر مفلس
ہوگیا ہے شاہی مین طبقہ کی رعایا مرفہ الحال تھی صدہا اور ہزارہا آدمی قومی اور مختلف صنعتون مین
نوکر تھے اس زمانہ مین چکن کا کام ایسی صنعت مین اعلیٰ ہے لکھنؤ مین شریف خاندانی عورتون نے
اوسکو سیکھا دیکھو اوسکی برکت ہے وہ روپیہ کا تھان کام کے لحاظ سے کیسا اعلیٰ قیمت ہوجاتا ہے اور
کس قدر آدمی لکھنؤ مین اس سے پرورش پاتے ہین بس بجاہے اسکے کہ شیخ رضاحسین صاحب کی
رای ہے بموجب دینیات اور انگریزی تعلیم کا ڈھانچہ وہی قائم رکھا جاے جو مفلسی کا باعث ہوا اگر
دوسرے مدرسہ مین صنعت کی غرض سے انگریزی کی تعلیم ہو اور یورپ مین استاد بلا کر نوکر رکھے جاوین
اور اونکی نگرانی مین عملی تعلیم شروع ہو تو رفتہ رفتہ مسلمانان اودھ کے لیے بہتری اور بہبود کا سامان مہیا
ہوجاے دینیات کی تعلیم مختلف طریق سے ہو رہی ہے جماعت کثیر طالبعلمون کی پرایوٹ طور پر تعلیم حاصل کرتی
ہے مدرسۃ العلوم کا دروازہ مذہبی تعلیم کے واسطے کھلا ہوا ہے لکھنؤ مین دینی تعلیم کی کسی سکول و کالج مین کیا
ضرورت ہے عام مسلمانون کو دین سے اوسی قدر حصہ ملا ہے جو زمانہ نبوت مین عموماً بدویون کو نصیب ہے ا
تھا اسلام کے نشو و نما کے زمانہ مین جب عموماً عالم و فاضل نہ تھے تو اب اس بات مین کوشش کرنا
عبث ہے کہ جسقدر مذہب کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے اوسیقدر احتیاج اشاعت کی نہین ہے
تہذیب قائم رکھنے کی کوشش و سرگرمی اشاعت مذہبی کا ذریعہ ہے اشاعت کا صیغہ دوسرا ہے تمدن
عربی مین چھپا ہوا پڑا ہے یہان تک کہ قرآن مجید بھی مقفل کردیا گیا ہے اسکا عام اثر کچھ بھی نہین
ہوتا فارسی کے پڑھنے والے اردو کے جاننے والے بولنے والے عربی مین پڑھ اور سن سکتے ہین
مگر اوسکے معنی و مطلب سمجھنے مین وہ عاری ہین تمام اعلیٰ مقاصد شرعی اصول و فروع کی عربی
مخزن ہے اونکے ترجمون سے عموماً فائدہ ہوسکتا ہے اول ترجمہ بعدہ اوسکی چھپائی کا انتظام ہو

اوسکی ارزان قیمت قرار دینا یہ ایسے اہم کام ہین کہ اگر عیسائیون سکے مذہبی مشن کی تقلید کیجاسے تو
اسمین بہی قومی امدادی چندون کی ضرورت ہی مسلمانان ہند مین ابھی نئی زندگی کے طریقے
بہت ہی کم ہین اسمین جب تک قومی اتفاق نہوگا اور اپنے مغلوب مذہب کی اشاعت اور تعلیم کی
ضرورتون اور اوسکے تنزل سکے اسباب پر بخوبی غور نہ کرینگے اسلام کا قیام دشوار ہی چہ جائکہ اشاعت
سلسلہ اسلام کے حفاظت کی سبیل ہو سکتا اور نہ وہ مدارس جنمین دنیاوی تعلیم ہوتی ہے
میرا خیال ہی کہ عربی مین سلسلہ تعلیم دینیات جہانتک لڑ رہے اصول تعلیمی ہی مسلسل ہی اوس سے
اسلام کو ضعف و تنزل ہی اسلام کی اعانت اوس سے کیا ہوگی بجای اسکے کہ دیانت عیسوی کی
کو سیلاب کو روکے مسلمانون کو اوسکے زیر و زبر کر دیتا ہی وہ اپنے ساتھ بہالیجاتا ہی - ہان پاک
صاف اسلام کی تعلیم و عمل کرنیکی تحریک ہو او تحقیقات کے موانع دور کیے جائین اور قوی
اصول کی ترتیب کیجای تو مدعیان قیام و اشاعت اسلام سکے زبانی دعاوی سکے عملی جلوہ کے
دیکھنے کی امید ہو سکتی ہے۔

جسم اسلام کو پاش پاش کرکے مختلف فرق اسلامیہ نے باہم تقسیم کر لیا ہی اسمین کئی حرب
فرقے پیدا ہو گئے اوسکے بڑھانے کا خصا کوئی نہوا - فرقون سے اوسکی حفاظت خارجی مدد تو
ہی ہنین کی بلکہ باہمی مباحثہ و مجادلہ سے اوسکو ضرر پہونچا ایک حنفی کا خیال ہی کہ مین عقاید
امامیہ کا ابطال کرکے حامی اسلام ہون شیعہ کہتا ہی کہ مین اسلام کو قوت دینے والا ہون حنفی
مذہب کی تردید کرتا ہون وہابی اپنے کو پابند سنت نبوی جانتا ہی اور شیعہ و سنی دونون کو بدعات کا
موجد سمجھتا ہی اوسکی رای مین اوس سے بڑھکر اسلام کا موید اور معالج کوئی نہین فرقون کی تصنیفات
ذخیرہ کئی عربی اوٹہون اور فارسی خچرون کا بار ہی وہ اسی کو حج کا رکن اعظم اور شرعی تبرکات سمجھتے ہین
اور اسی کو گویا توشہ آخرت جانتے ہین اور یہی ایک دوسرے کی تردید اونکی اسلامی تائید ہی مگر جب
اونکی محنت اور اصراف اور اس تمام مذہبی تو تو مین مین کے مقصود پر عاقلانہ نظر کیجاتی ہی تو نتیجہ بجز
اسکے کیا ظہور پذیر ہو سکتا ہی کہ ایک پر دوسرا اپنی اجتہادی اور اختراعی مسائل کو ترجیح دیتا ہی اور

بحیثیت ہر فرقہ اپنے اعتقادات کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور اوسکی دینی دعوت ایسی ہی ہے جو ایک ہی پیروکار
اسلام ہے کے گو ہزارہا ہین اونکے طبائع مین مذہبی انقلاب ہو تا ایسا ہے جیسے کہ ایک دریا کے موج اوٹھ کے
ادھر ہی اودھر رکھ رہا ہے میں لکھتا ہون کہ جملہ فرقے بطور شگوفون کے ہین جو ایک نخچے مین کر دیئے جاتے
ہین اور یوں کہ بحث آپس مین کرتے رہتے ہین اسلام ان مباحثات سے گویا بالکل مستغنی ہے اصل مین گوہر یکتا
تو اوسکی اشاعت اسوجہ سے کہ قومون مین نہین ہو سکتی کہ اوسکے پھیلانے والے خانہ جنگیون سے فرصت
نہین پاتی اوسکا قیام دشوار ہے کہ جسقدر خارجی صدمات اوسپر ہوتے ہین اوتنے کسی کو تو نہین ہین —
اس بحث کا تصفیہ اوسوقت نہین ہو سکتا کہ فرق اسلامیہ کی تقسیم کیونکر ہوئی اور تقسیم ترامساوی
سے ہم مین ہوا یا کیا اگرچہ اسکا محاکمہ متکلمانہ متقدمین و متاخرین نے جھگڑے کے ساتھ منطقی دلیلون مین
کیا ہے ہندوستان مین منتہی الکلام اور استقصار الافہام اور تحفہ اثنا عشریہ اور ذوالفقار حیدری ک لہ
مولوی محمد اسمعیل کی تصنیفات اسکی محاکمہ سے بھرے ہین تاریخ کا قول نفیس قابل اطمینان ہو سکتا ہے
مروجہ تعلیم کا اثر جسقدر بڑھتا جایگا وہ مذہبی تاریخون کو دیکھنے اور اونسے منصفانہ نتائج ظاہر کرنے اور
درحقیقت اصلی اسباب کو جانچنے اور قومی اتفاق پیدا کرنے کی جانب بغیر تعصب نفسانیت مذہبی متوجہ
کریگا پیغمبر عرب کی حیات مین تو کوئی فرقہ معتقدات کی بعد جو اختلاف صحابہ مین ہوا اوسمین
دو فرقے بن کر خیال لیکر پیدا ہوئے جنکو اس زمانہ مین ہم سنی و شیعہ سے تعبیر کرتے ہین اگرچہ یا تو
تاریخ اسلام مین صحابہ کی اون نسلون کا ذکر کم ہے یا یون کہو کہ نہین ہے جنکی رایون سے عرب مین ان فرقون کا
انتخاب ہوا مگر مین یقین کرتا ہون کہ ان دونون فرقون کی پیدائش کا زمانہ ایک ہی ہے کسی فرقہ
کو خیال اول دل ہی مین ہے اور کسیکو اظہار کا موقع ملا جو معنی خلافت اور شام کی مدعی خلافت کے
معرکون کے سلسلہ مین شیعیان علی اور دوسرون مین امتیاز ہو گیا تھا ان فرقون سے اور فرقون کی
تو ابتدا ہوتی ہی یہ سب کچھ ہوا مگر اسلام نے کل سرمایہ انکے حوالہ کیا تھا بانی اسلام نے ایک علمی حیات
تک اپنے پاس رکھا تھا انتقال کے بعد وہ سب فرقون کی ودیعت مین تھا وہ حق کیا تھا وہ بھی تھا قرآن
و اصول تھے کہ اونکے امت اور دین خزان سے محفوظ وہ سکتا تھا یہ ساتھ ایسے ہین کہ اسپر ہر فرقہ کا

کل اہل اسلام کا اتفاق رہا مگر اونھون نے غفلت اور عدم توجہی سے ان ہدایتون کو چھوڑ دیا اور بجای اسکے وہ شعار اختیار کیے کہ اسلام مین ضعف آگیا اور آتا جاتا ہے حافظ شیراز نے خوب کہا ہے ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ٭ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ٭ یہ ادنی دینی اور مشتمل تعلیم کا نتیجہ ہوا جسکی تحریک مسٹر بلنٹ کر گئے اور اونکی تقلید شیخ رضا حسین صاحب کرتے ہین۔ اگر لکھنو کا مدرسہ اونہین قدیم تعلیمی اصول کے شکنجہ مین رہا تو اوس سے اسلام کے قیام و اشاعت اور مسلمانون کی دنیوی بہبودی کی امید کیا ہو سکتی ہے۔ جہان اور مضرت ناک جز اتھے وہان یہ مدرسہ بھی سمجھا جائیگا۔

ہمارا خیال ہے کہ اسلام کی بقا قوم ہی کی امداد سے ہو سکتی ہے مدرسہ اسلامیہ کا طریقہ تعلیم نہ باعمل بنا مسلمان ہی کسی کو بنا سکتا ہے اور نہ وہ اسلام کی اشاعت کا ذریعہ ہو سکتا ہے اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہی طریقہ تعلیم ہے کہ جس سے قومی ہمدردی کا بیج نشو و نما ہو اور متفق ہو کر اسلام کی امداد کیجائے اگر مدرسہ اسلام کے مجوزین ان تمام مقاصد پر غور فرما کر یہ بیڑہ اوٹھا سکتے ہین چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ صنعت و حرفت کی تعلیم کا دستور العمل مرتب کرین قوم کی حالت لائق افسوس ہے مگر دنیا بامید قائم ہے اگر خدا کو منظور ہے تو قومی اتفاق کی معراج ہم لوگون کو بھی نصیب ہوگی۔

مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ جس مقصد کیواسطے ہے اوسکی تکمیل اسمین ہو رہی ہے تعجب ہے کہ شیخ رضا حسین صاحب ابھی تک اونکو اوسی نظر سے دیکھتے ہین جیسے کہ ابتدا مین جبکہ اوسکا قیام نہ ہوا تھا بعض مولوی صاحبان نے دیکھا تھا۔

ہندوستان کا اسلام فاتح و غالب تو رہا آج وہ مغلوب و مفتوح ہے۔ اوسنے ہندوون کی پولٹیکل اقتدار کو سلب کر کے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا وسط ایشیا کے حملہ آورون کی تاریخ کا ایک حصہ تو یہ تھا کہ متواتر حملہ کیا لوٹا اور چلدیے دوسرا حصہ قیام اور حکمرانی کا ہے۔ اونکے زمانہ مین گو قومی ترتیب سے مخصوص قوم کے واسطے ایسے حقوق حاصل نہ تھے جو آج انگلش قوم کو ہین مگر جو کچھ اونھون نے مذہبی اوقاف عطا کیے تھے یا قومی جاگیرین دی تھین وہ عطیات اونکی امیرانہ بسر کیواسطے کافی تھے علاوہ اسکے خاص و عام کی ملازمت کا سلسلہ ایسا وسیع تھا کہ مسلمانان

کسی قسم کی تکلیف نہ تھی وہ شخصی حکومت تھی اور اوسکا اثر بھی ذاتی تھا نفس پرستی کا
شیوہ ہوگیا تھا کہ یکایک ہندوستان مین انقلاب شروع ہوگیا شخصی حکومت نے تو خاندان
شاہی مین نفاق پیدا کردیا اور جبکہ اولاد کثرت سے تھی تو عام مسلمان ایک دوسرے کے شریک
ہوگئے تھے بابر اور ہمایون کے وقت مین خاندانی فتنہ وفساد نہ تھا اکبر کی زندگی کے اخیر حصہ
مین تھا کہ ایک گونہ خصومت کا اظہار کردیا تھا شہنشاہ اکبر کا آخری دور حکومت بڑے انتظام
اور نئے تہذیب کے ساتھ تھا جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ ابوالفضل کو مین نے اس سبب سے
قتل کرادیا تھا کہ اوسنے اوسکے باپ کا مذہب خراب کردیا تھا جب ابوالفضل کے وہ رقعات
دیکھے جاتے ہین جو سرکاری دفتر سے علحدہ چھپے ہین تو ثابت ہوتا ہے کہ اکبر ایک بیگم کے انتقال سے
یہانتک غم والم مین مبتلا تھا کہ تارک السلطنت معلوم ہوتا تھا اور جہانگیر کو جو خصومت ابوالفضل
سے تھی اوس لحاظ سے نہ تھی جیسا کہ اوسنے تزک جہانگیری مین ظاہر کیا ہے بلکہ شہنشاہ اکبر نے
اولاد اکبر سمجھکر اونکو ولیعہد کرلیا تھا اور خود اوسی کی زندگی مین انکے اعمال ایسے ابتر ہوگئے
تھے کہ اکبر اونکو لائق تخت نشینی نہین سمجھتا تھا اور ابوالفضل دستور معظم اور خاص مشیر تھا لہذا جہانگیر کو
یہ خیال ہوگیا تھا کہ یہ تخم ریزی ابوالفضل کی ہے جہانگیر نے اسی صورت سے ابوالفضل کو اون خطوط کا جواب جاتے ہوئے
جو اوسکو خاندیش وغیرہ سے بھیجے تھے اور جب وہ الہ آباد آیا تھا تو اوسکو قتل کرایا۔ اکبر کا انتقال ہوا جہانگیر تخت نشین
ہوئے باہم خاندان شاہی مین جنگ کا آغاز ہوا اور اس سلسلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہی قوت خاندانی
نفاق کی شریک ہوگئی اور اہل سیف اور اہل قلم کے مختلف پولیٹکل اور جنگجو فرقہ ہوگئے نادر شاہ آیا ابدالی
آیا دونون کامیاب ہوئے مرہٹون اور سکھون نے اخیر مین زور پکڑا خاندانی جنگ اور ہندو
بہادر قومون کی خواہش حکومت نے مسلمانون کی حکومت کے واسطے نہایت ہی افسوسناک
نتیجہ پیدا کیا تھا۔ اسلام کی حکومت چراغ سحری تھی انگریزون نے بھی رفتہ رفتہ پولیٹکل اقتدار
حاصل کرلیا تھا ابدالی جو مشہور زک مرہٹون کو پانی پت کرنال مین دی اوس سے وہ جیسا کہ
چاہیے کامیاب نہوا تھا مگر اوس شکست سے مرہٹون کا سیلاب کچھ رک ہی نہین گیا تھا بلکہ اونکا

اقتدار ایسے تنگ دائرہ مین آگیا تھا کہ انگلش کی حکومتی نشوونما سے مرہٹون کی زک سے
مستفید ہوکر مرہٹون کا زور بالکل توڑ دیا تھا سر الفرڈ لائیل جو حال مین لفٹننٹ گورنر ممالک
مغربی و شمالی اور چیف کمشنر اودھ ہین اونہون نے ۱۸۸۲ء مین ایک مضمون رسالہ میالوٹیکل
ریویو مین شائع کیا تھا اوسمین وہ عالم وفاضل لکھتا ہے کہ تمام تواریخ کے پڑھنے والے جانتے ہین
کہ اٹھارہوین صدی کے وسط تک سلطنت مغلیہ ٹکڑے ٹکڑے اور تباہ ہوگئی تھی اور ایک صوبہ کے بعد
دوسرا صوبہ ہمارے ہاتھ آتا گیا کیونکہ اوسوقت شاہی عملداری تک بوسیدہ ہوگئی تھی اور اوسکا
ہر ایک عضو شل ہوگیا تھا اور صرف ہم ہی اون مرہٹہ گیدون کو بھگا دینے کے قابل تھے جو اوس
شکستہ نعش کو نوچ کھسوٹ رہے تھے جب ہمنے مرہٹون کو دہلی اور آگرہ سے نکال باہر کیا جو
مسلمانون کی منہدم بادشاہت کی غیر محفوظ دار الخلافت تھی جب ہمنے شاہ معظم کو ذلت و
گرفتاری سے بچایا اوسوقت ہمنے پنجاب کو جہان کے مسلمان سب سے زیادہ زور آور اور جوہین
سکھون کے قبضہ مین پایا ہر شخص جانتا ہے کہ اوس مہیب جنگ اور سلطنت کے منتشر کرنے مین ہمارا
کتنا نقصان ہوا جسنے مسلمانون کو بالکل مغلوب کرلیا تھا اور جسنے افغانون کو بھی دریائے سندھ
کے اوس پار سے نکال دیا اور اونکو اونکی پہاڑیون مین بند کردیا تھا دکن مین گذشتہ صدی کے آخر
مین ہمنے نظام کو جو اوسوقت اور نیز اب بھی مسلمانون مین رئیس اعظم ہے کہ اوس تباہی سے بچایا
جو بالیقین قریب الوقوع تھی ہمنے اون چھوٹے چھوٹے روساء کو صرف محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اونکو از
سرنو قائم کیا جنہون نے نیابت کے درجہ سے خود مختاری حاصل کی تھی بعض روساء کو ہمنے تخت
سے اوتار کر اونکی پنشن مقرر کردی تہ اس بیان کی پڑتال جب ہم اپنے طور پر مورخانہ کرتے ہین
تو یہ ثابت ہوتا ہے بنگال مین حکومتی عروج انگریزون کا ہوگیا تھا ادھر احمد شاہ مرہٹون کو تباہ
کرچکا تھا جب شجاع الدولہ سے بکسر مین جنگ ہوئی تھی تو اونکی شکست کے بعد ایک قدم ترقی
عروج صاحبان انگریز کو ہوا اور دہلی آگرہ مین اوسوقت جو قوت مرہٹون کو تھی اوس قوت کا
استیصال انگریزون نے خاص اپنے پولیٹیکل اقتدار کی غرض سے کیا تھا کچھ اسکا احسان مسلمانون

نہ تھا جیسا کہ سر الفرڈ لائل بیان کرتے ہین ہان اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ انگریزون نے
مسلمانون سے پنجاب کا صوبہ لیا تھا اور نہ باقی صوبجات دہلی اونکے قبضہ مین گیا تھا۔
مسلمانون کی حکومت دہلی اور پنجاب سے بالکل باقی رہی تھی اور اگرچہ سلطنت ہندوستان
کی مسلمانون کو سے تو پنجاب بھی ضرور تھا ورنہ مسلمانون کی حکومت مستقر ہوگی اور پنجاب اونکا تھا
کی حکومت ہندوستان مین ہوگی۔

اس حکومت مین جو حالت مسلمانون کی ہوا اسکی نسبت ڈاکٹر ہنٹر نے یہ لکھا ہے۔

(۱) اون قانونی عہدہ دارون کے موقوف کرنے سے جو اون کے خاندانون مین تباہی
آگئی جو اونکے عقد نکاح کو شرعی منظور کرتے تھے۔

(۲) ہمنے اونکے زکوٰۃ اور الفطرہ کے وسائل جمع کرنے کی وجہ سے اونکی روحون کو
خطرہ مین ڈالا۔

(۳) ہمنے اونکے بہی اوقاف مین بیجا دست اندازی کی اور اونکی تعلیمی بنیادون کی
نسبت ایک طرح کی خیانت مجرمانہ کی۔

(۴) ہمنے اپنی فتحمندی کے وقت اونکے رسم کا اونکے لیا اور تازہ دولتمندون کی حریصانہ
گستاخی کے ساتھ اپنے اگلے آقاؤن کو پیرون سے روند ڈالا۔

(۵) ہمدردی کی عدم موجودگی کا اور تعصب آمیز ہونے کا اور سفلانہ بدنظمی وغیرہ
اون بڑی عاملانہ بدیون کا الزام لگاتے ہین جو سو برس کی مدت مین ظہور مین آئی ہین۔
ڈاکٹر ہنٹر کا ایسا الزام لگانا اس وجہ سے تھا کہ گورنمنٹ کو معلوم ہو کہ مسلمان ناراض
ہین اور گورنمنٹ اونسے متنفر رہی مگر سر الفرڈ لائل نے جو جواب دیا ہے اوسمین مسلمانان
کی اس قسم کی شکایتون کو دور کیا ہے اور نیز گورنمنٹ کی تائید کی ہے اگرچہ دونون صاحبون
کی معرکہ آرائی سے مسلمانون کو کسی طرح کا فائدہ نہین پہنچا ہماری کامیابی پیشینگوئی مین
مسلمانان ہند کی حالت پر جو مضامین لکھے ہین اونمین اول وجہ کا مجملی اظہار ہے

جتنے مسلمان ناراض ہین مسلمانون کے باب مین یہ مباحثے ہوا کرتے ہین مگر جو حالت
انکی کبھی گزرا نہین تھی اوسمین کوئی ایسی اصلاح نہین ہوئی ہو اوسکے مفید ہوتی اگر مسٹر ہنٹر نے
اگرچہ مبالغانہ شکایتون کا ذکر پیش کیا ہے اور مسٹر بلنٹ نے محض ہمدردی سے لکھا ہے لیکن
غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نفس الامر مین وہ شکایات درست ہین علماء اسلام کو جسقدر جاگیرین
اور وظائف شاہان اسلام نے عطا کیے تھے اونمین سے شاید ہی کسیکے پاس ہون باقی قوانین
کے سلسلہ نے اونکو ایسے عطیات سے بالکل محروم کر رکھا ہے - اور اوقاف وغیرہ کا بھی یہی حال
ہے - مسلمانون کی روشن دماغی اور مشرقی علمی لیاقت مین کسیکو کلام نہین مگر جب سلطنتی
انقلاب نے اونکو بیچ ڈالا ہے تو جن حقوق کا وہ دعوی کرتے ہین اوس سے اونکو محروم رکھنا
انصاف کا مقتضا ہرگز نہین ہو سکتا حال مین گورنمنٹ انڈیا نے ایک رزولیوشن جاری
کیا ہے کہ مسلمانون کو نوکریان دینا ضروریات سے ہے خصوصاً سررشتہ تعلیم کے صیغہ مین مگر
جب اوسپر عمل ہو تو جانین -

مسلمانون کو یہ بھی ایک بہت بڑی شکایت ہے - جسقدر مساجد اہل اسلام کی ہین بہتیرے اور وہ جا بجا
ہنود یا سرکار کے قبضہ قدرت مین ہین وہ واگذاشت ہون کیونکہ جب وہ مال وقف ہے اوسکی عبادت
کی جگہ ہے اوسی کو ملنا ضروری ہے پنجاب کے ایک مسلمان نے مدت سے یہ کوشش کر رکھی ہے کہ چند مساجد و
مقابر مسلمانون کو ملجائین لیکن اوسکی خواہش پوری نہین ہوتی - گورنمنٹ سے امید ہے کہ وہ
غور کرکے ایسی تمام مساجد کو چھوڑ دے اور چھوڑ وادے اور یہ امر بھی لایق ظاہر کرنے کے ہے کہ اوقاف
اسلامیہ جو سرکار کے سپرد ہین اونمین مسلمانون کے سوا اور کوئی غیر مذہب اور قوم کا آدمی مقرر ہو
نہایت افسوس ہے کہ حسین آباد واقع لکھنو مین ایک ہندو صاحب منیجر ہین حالانکہ اوسمین مسلمان
ہونا چاہیے تھا ہندون کے معابد مین کوئی مسلمان منتظم نہین ہے - اور یہی شکایت کا باعث ہے
ہندوستان کی اسلامی ریاستون کی حالت انتظامی پر اگر خیال کیا جای تو بجز ریاست حیدرآباد
کہ اوسکا انتظام عمدہ ہے اور کسی ریاست کا انتظام لائق تعریف ثابت نہین ہو سکتا مختار الملک

مرحوم نے یا جیوں اور مدراسیوں اور ہندوستانیوں کو مقرر کرکے اوس ریاست کا انتظام کرایا تھا کہ یہ انتقال ہو جھگڑہ ملکی اور پردیسی کے حقوق کی نسبت پیدا ہو رہا تھا اوسنے اب ایسی ترقی کی ہے کہ حال کے مدار المہام کی بیدار مغزی اوسکا اوس طریق سے فیصلہ نہیں کر سکتی کہ کسی کو شکایت نہ ہو۔ اس قضیہ کے علاوہ مابین حضور والی ملک اور سالار جنگ مہر لایق علیخان کے کشمکش ہو گئی ہے اوسکا نتیجہ یہی ہوا ہے کہ انتظام خراب ہو گیا ہندوستانیوں میں دو فریق ہو گئے ہیں ایک مدار المہام کی جانب ہے اس فریق کے گروہ ہو مہدی علی صاحب ہیں جنہوں نے ہندوستانیوں کے نوکر رکھانے میں بڑی ناموری حاصل کی ہے۔ اس سے صرف حیدرآباد ہی نہیں بلکہ تمام ملک دکن میں ملکی اور پردیسی کی تاریخی جھگڑے کی بخوبی ترقی ہوئی ہے دوسرا فریق حسینی گروہ حضور کے حامیوں کا ہے جہاں تک خبریں حیدرآباد کی سنی جاتی ہیں اگر اونمیں کچھ بھی صحت ہے تو نواب لائق آدمی کی کارروائی پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ پہلے کسکے ساتھ تھے اور اب کیا کار روائی کر رہے ہیں۔ سید حسین علم اور حلم و بردباری میں اپنا آپ ہی نظیر ہیں اور جبکہ وہ حضور کے پاس ہر وقت رہتے ہیں تو ایسی حالت میں بجز اسکے کہ وہ وزیر کے مقابلہ میں حضور ہی کی تائید کریں اور کیا کر سکتے ہیں سر لائق علیخان نے اپنے زمانہ وزارت میں بہت عمدہ انتظام کیا ہے مگر وہ ہجوم نفاق میں ایسے مبتلا ہو گئے کہ جو وعدے اونہوں نے ابتدا میں کیے تھے اونکو پورا نکر سکے۔

ہندوستان کے مسلمان اردو کی انشا پردازی میں بھی اعلی درجہ کی ترقی کرتے جاتے ہیں چند اخبار اونکے ہاتھوں میں ہیں اونمیں وہ بڑی آب و تاب سے مضمون لکھتے ہیں بنگال میں اخبار اردو گائیڈ و انڈین کرانیکل ہے پنجاب اور لکھنؤ اور میرٹھ وغیرہ میں اخبار رفیق ہند۔ اخبار شفیق ہند اور طوطی ہند اخبار لکھنؤ اور شمشیر قیصر اور علی گڈہ میں علیگڈہ گزٹ ہے کہ انمیں نہایت عمدہ مضامین اڈیٹروں کیجانب سے ہوتے ہیں۔

تجارت کا سلسلہ بھی مسلمانوں میں یورپ کے تجارتی سلسلہ کے مانند شروع ہو گیا ہے جا بجا کمپنیان اسلامی ہیں اور تجارت ہوتی ہے۔ لکھنؤ میں سید نظر حسن صاحب کی کوٹھی

سے جسسے ایک اسلامی کمپنی قائم ہوئی ہے اور اسی طرح پر اور کمپنیاں ہیں ۔

نامی خیر خواہان قوم و مذہب

خاتمہ کتاب پر قوم اسلام اون بزرگوں کے کارناموں کا ذکر واجب ہے جو ہندوستان میں سکونت رکھتے ہیں اور جنکی سعی نتیجہ سے اسلام اور اوسکے پیروان کو عظیم قوت ہے ۔ ان ہی خیر خواہوں کی زندگی کا مقصد بہ صرف قوم اور مذہب کے واسطے وقف ہے ۔ اگر ہندوستان میں حسب اقتضاے زمانہ انکی کوشش نہوتی تو نہ مسلمانوں کی حالت سدھرنے کی امید ہوتی اور نہ اسلام کو فروغ ۔

اول جس شخص پر فخر ہو سکتا ہے وہ سید احمد خان ہے اوسکے کارنامے قومی و مذہبی ایسے عیان ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں وہ شخص ایسے وقت میں تھا کہ جب دشمنان اسلام و مسلمین کی حالت نازک تو نہ ہوئی تھی اور بے خبری کے ساتھ کوشش کی اور اپنی کوششوں کا آثار اوس ملک میں ہوا تھا جس ملک کے مسلمانوں کا مذہبی شعار دو ہو گیا تھا اور قومی اتفاق ہوتا وہ بالکل نا واقف ہو گیا اور ملی ترقی سے ناواقف الا مسلمان آج زمانہ میں ایسی مشکل میں پڑینگے تو مسلمان قائم نہیں رہ سکتے اور اسلام اسکے ساتھ ہی فنا پذیر ہوگا اور آج زمانہ کا انجام یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اپنی حالت سے واقفیت ہو گئی اور جو مدرسہ اوس غریب نے قائم کیا وہ ہمیشہ یادگار رہیگا ۔ بنگالہ میں مولوی سید امیر علی صاحب کے مذہبی اور قومی کام بڑی وقعت کے لائق ہیں اونہوں نے ایک کتاب پیغمبر کی سیرت میں لکھی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کی حمایت کرکے گورنمنٹ انگریزی سے بہت بڑی بحث کی نتیجہ اوسکا گو کچھ ہوا یا آیندہ ہو مگر مولوی صاحب کا جو فرض تھا اوسکو پورا کیا وہ کونسل کے ممبر بھی ہو گئے تھے مولوی صاحب کو ایسے مقتدر کی سکونت کا فخر ہے جسکا کہ میں باشندہ ہوں اس قصبہ کی تیری مخرجا صاحب ہے یہ اس زمانہ میں بھی اوسکو قدیم باشندوں کی اولاد سے ملک کے قوم کو نازاں ہونا چاہیے ۔

پنجاب میں خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب سی آئی ای پٹیالہ کا نام نامی [illegible]

[illegible]

فوائد۔۔ قومی بہبود کے واسطے کافی ہے۔ سب سے بڑا فیض دکھایا ہے کہ صدہا اور ہزارہا روپیہ صرف
کرکے ودمفید ونافع کتابون کا ترجمہ کرایا جس سے مسلمانون کو بلحاظ قوم ومذہب وفائدہ پہونچا کہ
اونکی جیب خرچ سے غیر ممکن تھا مدرسے تعلیمی کی اعانت بہت کی اور یہ کارنامے اونکی زندگی کے ایسے نیاب
اچھا ہے کہ جسکی تعریف ہو کم ہے خان بہادر محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی اور خان بہادر
محمد برکت علی خان صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور اور خان بہادر راجہ جہانداد خان
صاحب نے بھی اپنی دوران حیات مین قومی مذہبی کامون مین بڑی ناموری حاصل کی ہے
خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب کی ملاقات سے مین بھی لاہور مین مستفید ہوا ہون اونکے کام مسلمانون
کی بہتری کے لیے ہوئے ہین اور لاہور مین جو کام اونہون نے کیے اوس سے پنجاب کے مسلمانون
کو بہت بڑی اعانت پہونچی۔ پنجاب ہی مین نواب نوازش علیخان صاحب بہادر سی آئی ای
قزلباش نے قومی اور مذہبی کامون مین بہت کچھ عطا کیا ہے مدرسۃ العلوم کو بھی اونہون نے معتدبہ
حصہ رقم کا دیا ہے۔ میر ممتاز علیصاحب ایک اعلی درجہ کے انشاپرداز لاہور مین رہتے ہین جو
مسلمانون کے خیرخواہ ہین مدرسۃ العلوم کی نسبت چند آرٹیکل کوہ نور مین اونہون نے لکھوائے تھے اور
مضامین سے اونکی اعلی انشا اور لیاقت انگریزی وعربی ظاہر ہوتی ہے۔ منشی احمد شفیع صاحب
سررشتہ دار ڈپٹی کمشنری جہلم کی لیاقت اور معلومات کی جہانتک تعریف ہو کم ہے قومی ہمدردی
مین وہ اپنے آپ ہی نظیر ہین دربار راولپنڈی کی نسبت اونکے بیان مضامین کو ہر شخص نے پسند کیا
اور اسلام کی نسبت اونہون نے ایک کتاب بطور ناول لکھی ہے اوسکی عبارت اور اوسکا
بیان سبحان اللہ۔
چودھری غلام احمد صاحب بیرسٹر گوجرگدہ کی ہمدردی اسلام قابل تعریف ہے اور نوجوان
جو مضامین مسلمانون کی بابت لکھے ہین اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمانون کی بہی خواہ ہین
مقام دتاولی ضلع علیگدہ مین مولوی محمد اسمعیل خان صاحب رئیس دتاولی اور منشی
محمد یونس خان صاحب رئیس دتاولی کی قومی ہمدردی اور مذہبی حمایت لائق تعریف ہے

قابل توصیف ہی۔ مولوی محمد اسمٰعیل خانصاحب نے سال ہای ماضیہ مین یورپ کا سفر اختیار فرمایا تھا وہ استنبول بھی گئے تھے اور واپسی کے بعد اونھون نے اپنے سفر کا حال علیگڈھ گزٹ مین چھپوانا شروع کیا تھا حقیقت مین مسلمانون کی حالت پر اونھون نے جو رائین وقتاً فوقتاً ظاہر فرمائین لائق قدر ہین اونھون نے مدرسۃ العلوم کی بھی امداد کی ہی اور قومی کامون مین بھی صرف کیا ہے خانصاحب بھی منجملہ اون مسلمانون کے ہین جو زمانہ موجودہ کے نقش قدم پر مسلمانون کو چلنے کی تحریک کرتے ہین۔ منشی محمد یونس خان صاحب بھی انہین صفات سے موصوف ہین اور اونکی تحریر سے صرف اونکی علم وفضل و لیاقت ہی کا اندازہ نہین ہو سکتا ہی بلکہ قوم اور اسلام کی حمایت پائی جاتی ہی۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی کی تالیف و تصنیف سے مسلمانون کو نہایت درجہ فائدہ ہوا۔ حالی کا مسدس جزر و مد اور اونکے وہ مضامین جو تہذیب الاخلاق مین چھپتے ہوتے رہے ایسے ہین کہ اگر انکی تعریف آب زر سے لکھی جاے تو بجا ہی حیدرآباد دکن مین نواب میر لائق علیخان بہادر سالار جنگ ثانی نے اپنے زمانہ وزارت مین جو انٹرسٹ ہمدردی قومی اور حمایت اسلام کے لحاظ سے لیا ہی وہ باعث فخر و مباہات اہل اسلام ہی اونھون نے اپنے زمانہ مین دکن مین ایک اسلامی یونیورسٹی کو تجویز کیا اوس بابت جو جلسہ ہوا اوسمین سالار جنگ نے فصاحت و بلاغت سے ایسی تقریر فرمائی کہ اوس سے مسلمانون کی حالت بخوبی حاضرین جلسہ کی سمجھ مین آگئی۔ نواب کی تقریر علیگڈھ کالج مین بھی نہایت پرجوش الفاظ مین تھی ان تمام تقریرون سے نواب سالار جنگ کی روشن دماغی ہی پر استدلال نہین ہوتا بلکہ قوم کی بہتری اور اسلام کی سرسبزی کا خیال جو اونکو ہی اور اونکی مختلف تقریرون سے ظاہر ہوا اوس سے پایا گیا کہ اونکا زمانہ وزارت صرف حیدرآباد کے واسطے نعمت غیر مترقبہ نہین ہی بلکہ ہندوستان کے مسلمانون و اسلام کے واسطے اوس با غنیمت ہے۔

مولوی مہدی علی صاحب اور مولوی چراغ علی صاحب عہدہ داران سرکار نظام نے قوم و مذہب کے واسطے جو کام کیے ہین وہ قابل صاد اور لائق داد ہین مولوی چراغ علی صاحب نے باوجود علم

گذاری کرانیوالوں پر فرض ہی اغماض نہین کیا جو سابق سو تھا اونہون نے اہل اسلام اور خاص اسلام کی حمایت مین وقتین کتابین انگریزی مین مشتہر فرمائی ہین اور معلوم ہوگیا ہو کہ شب روز اونکو یہی فکر رہتی ہو سعید فرخ آباد مین حکیم اصغر حسین صاحب اور کلکتہ مین نواب مخلص الدولہ کی کوششین اس باب مین کہ مسلمانون کی طب قدیم قائم رہے اور فروغ پائے قدر و منزلت کے لائق ہین اور حقیقت یہ ہی کہ اگر یونانی طبابت کی اصلاح اور ترقی زمانہ حال مین ہوگی تو ایک فن شریف کمال کو ہاتھ سے جانا رہیگا۔

جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب بہادر طبیب خاص حضور مہاراجہ صاحب ودہ خاندانی طبیب ہین اونکے آبا و اجداد کا جو مرتبہ بڑودہ مین رہا ہو دوسرے کسی طبیب کے حاصل نہین ہوا۔ تمام گجرات و کاٹھیاواڑ وغیرہ مین سکہ بیٹھا ہوا ہو طب یونانی کی ترقی و اصلاح مین وہ بھی ساعی رہتے ہین اونکا کاٹھیاواڑ اور گجرات مین اونہون نے اسلامی جلسون کو بہت کچھ اعانت پہونچائی ہو۔ وہ قومی و مذہبی کامون مین بدل وجان انٹرسٹ لیتے ہین۔

رہا لکھنؤ مین فرمانروای رامپور نے حاتمانہ سیر چشمی جو بڑی رقم چندہ کی مکہ معظمہ کی ایک نہر کی ترتیب و ترمیم کی بابت عطا فرمائی اور جو اعانت مدرسۃ العلوم کی کی اوس سے قوم اور مذہب کی بڑی مدد پہونچی اور یہ کارنامے نواب صاحب کے ہمیشہ یاد رکھنے کے لائق ہین۔ اودھ مین راجہ محمد امیر حسن خان صاحب ایک نوجوان اور لائق رئیس ہین اونہون نے قوم و مذہب کی واسطے اکثر اوقات اعانت فرمائی مدرسۃ العلوم اونکا بھی ممنون ہو اور جب کالج کا قیام لکھنؤ مین تجویز کیا گیا تھا وہ ہنوز زیر تجویز تھا کہ راجہ صاحب کونسل کے ممبر ہوئے ممبر کا ہونا ہی تھا کہ یہ خبر سننے مین آئی کہ جنون ہوگیا اب اسی مرض مین مبتلا ہین سب مسلمانون کی دعا ہو کہ خدا جلد صحت عطا کرے راجہ غضنفر حسین خان صاحب تعلقدار اکبرپور کے مذہبی اور قومی کام لائق یادگار ہین اونہون نے اسلامی کامون مین ہمیشہ اعانت فرمائی ہے اور مدارس اسلامیہ کی ترقی کی واسطے روپیہ کی امداد سے دریغ نہین کیا۔

لکھنؤ مین مولوی سید محمد علی حسن صاحب وکیل عدالت العالیہ جوڈیشل کمشنری و منشی سید
محمد امتیاز علی صاحب وکیل عدالت العالیہ جوڈیشل کمشنری کی قومی و مذہبی کوششوں کی نہایت
تعریف ہوا کرتی ہے سنا گیا کہ ایک انجمن اسلامیہ لکھنؤ مین تھی اور اوسمین یہ بزرگوار ممبر تھے مسلمانون کے
مذہبی اور قومی معاملات پر بحث ہوتی تھی ان بزرگون نے قوم و مذہب کی ہمیشہ اعانت فرمائی
علیٰ ہذا القیاس شیخ رضا حسین صاحب تعلقدار کی ساعی جمیلہ سے ایک انجمن اسلامیہ ہردوئی
مین ہے اوس سے بھی بڑی اعانت مسلمانون کو ہوتی اور پہونچ رہی ہے اسی طرح
بہت سے حضرات اطراف و جوانب ہندوستان مین ہین کہ جو مسلمانون کی دینی و
دنیاوی حالتون کی اصلاحات کی تدابیر کرتے رہتے ہین اور انہین اشارات سے پایا جاتا ہے
کہ مسلمانون کی حالت قابل اعتراض نہ رہے گی۔

اعلان

واضح ہو کہ اس احقر العباد نے
کتاب اسلام و مسلمان اکثر احباب کی فرمایش
سے تصنیف کی اور بلدۂ حیدر آباد مین طبع کرائی
محبان دین اور تاریخ دوست شائقین نے نقد دل سے
خریداری کی اب بار دوم بعد اصلاح اور اضافہ نوبت
طبع کی آئی مصنف کی محنت اور جانکاہی پر خیال کر کے
معاصرین اور اہل مطابع سے التماس ہے کہ قصد
طبع فرما کر نقصان نہ اوٹھا دین جسقدر نسخہ مطلوب
ہون مصنف سے لکھنو نوبستہ یا مولوان
کے پتہ سے طلب کر لین فقط

العبد
سید محمد حسین اغلب

اسلام کا ملکی اور عدالتی انصاف

جس کے ضمن میں

البرٹ بل کی تائید نہایت مدلل اور روشن دلائل سے کی گئی ہے اور نیز بل
راجہ شیو پرشاد کی اسپیچ کی تردید ہے جس میں انہوں نے ہندوؤں اور
مسلمانوں کے طرز حکومت پر اعتراض کیا ہے

از

جناب مولوی سید محمد حسین صاحب سابق اڈیٹر پنجابی و حال اڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور

در ۱۸۸۳ء

مطبوعہ انڈین پریس لاہور باہتمام لالہ بالک رام

اسلام کا عدالتی اور ملکی انصاف

البرٹ بل کی تصدیق وتائید آنریبل راجہ شیو پرشاد کے

اسپیچ کی تردید

انتخاب تقریر آنریبل راجہ شیو پرشاد

میرے لارڈ - یہ ایک سب سے بڑی رعایت ہندوستان کے حق مین ہی۔ بلکہ مجھکو یہ کہنا چاہیے کہ وہ حضور ملکہ معظمہ کے لبرل گورنمنٹ کی فیاضانہ پالیسی کا سب سے اعلی نتیجہ ہی جنکے لائق نائب السلطنت حضور گویا مجسم فیاض ہین - لیکن کوئی شخص یہ بات نہین کہہ سکتا ہی کہ حضور کے عہد مین یہ عمارت کسقدر بلندی تک پہونچنے والی ہی۔ پس مین صرف اس بات کے کہنے پر اکتفا کرتا ہون کہ یہ قانون قوانین کی فہرست مین جو پہلے ہی سے بہت بڑی ہی ایک نہایت عمدہ اضافہ ہوگا - ہندوستان کے ضابطہ فوجداری مین قومی امتیاز تا بہ دن کی ایک معزز جماعت کی ٹوری پالیسی کے باقی ماندہ

یادگاروں میں سے تھا اور اگرچہ وہ اوسوقت مناسب یا ضروری ہوگا لیکن اب وہ اس
زمانہ کے ترقی یافتہ فیاضانہ خیالات اور ترقی کے منافی ہوگا یہ حق بالکل غیر متوقع ہو
اور اوسکی بہت کم درخواست کی گئی تھی اور اسی وجہ سے نہایت قدر کے لائق ہے
میں اس بات کو خصوصیت سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا کہ آریہ قوم کے ہندوستانی شاخ
کے لوگ اپنے مفتوحوں کی نسبت نہایت غیر متحمل تھے اور ایک مفتوح اور غلام کے
درمیان وہ کچھ فرق نہیں سمجھتے تھے اوسوقت ایک سپاہی کھتری جو اوس زمانہ میں
حکمران فرقہ سے تھے اور برہمن لوگ سودروں کو غلاموں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ داس
کے معنی جو داسین کی بگڑی ہوئی صورت ہی غلام یا چور کے ہیں۔ جنیو پہننے کی ممانعت
ہمارے سودروں کے واسطے ایک دوامی نشانی عاجزی اور اطاعت کی ہے۔
منو نے بیان کیا ہی کہ اگر کوئی سودر سنسکرت کے بولنے یا اوسکے پڑھانے کا خیال
کرے تو جلتا ہوا تیل اوسکے منہ میں ڈالنا چاہیے بلکہ ایک بلی اور نیولے اور مور اور
مینڈک اور کتے اور چھپکلی اور ایک کوئے کے مارنے پر ایک برہمن کو اوسی کفارہ کے
ذریعہ سے اپنا دوش دور کرنا چاہیے جو ایک سودر کے مارنے کی عوض میں اوسکو
دینا پڑتا ہی،، باب ۱۲- فقرہ ۱۳۲- علاوہ اوسکے یہ بیان کیا گیا ہی کہ ایک برہمن کو
گالی دینے سے ایک کھتری آٹھ ہزار کوڑی کے جرمانہ کا (جو ڈیڑھ روپیہ سے کچھ
کم ہوتا ہی) لیکن ایک سودر قتل کا سزاوار ہی،، باب ۸- فقرہ ۲۶۷- اب ہمکو دیکھنا
چاہیے کہ مسلمان اپنے مفتوحوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے وہ ہندوؤنکو
مثل انسان کے بھی نہیں سمجھتے تھے اونکو قتل کرنا اونکی عورتوں اور لڑکیوں کو
غلام بنانا اونکا مال لوٹنا اونکے مندروں کا توڑنا اونکی مورتوں کا بگاڑنا اونکے حلق

اندر دہ بہ دستی گائی کا گوشت دینا۔ یہ ایسے مضامین ہین جو اُس زمانے کی تاریخون مین
بھرے ہوئے ہین بلکہ ایک ایسے نیک خصلت مصنف نے بھی جیسا کہ امیر خسرو تھا ہندوؤن
کا ذکر ایسے حقارت آمیز الفاظ مین کیا ہی جیسے زاغ وزاغ منش، دیوانی اور فوجداری
کی عدالتون کا انتظام بالکل قاضیون کے ہاتھ مین تھا اور کوئی ہندو غالبا قاضی
ہونے کی خواہش نہین کرسکتا تھا گو فریقین مین سے ایک یا دونون مسلمان ہوتے
یا ہندو لیکن تجویز ہمیشہ شرع اسلام کے بموجب کیجاتی تھی اوسی امیر خسرو نے اپنی تاریخ
علائی مین بیان کیا ہی کہ علاء الدین خلجی نے ایک مرتبہ ایک قاضی کو طلب کیا اور اوس سے
دریافت کیا کہ ہندوؤن کی نسبت مسلمانون کے مجموعہ قانون مین کیا لکھا ہی قاضی
نے جواب دیا کہ ہندو ذمی یعنی محصول جزیہ کے دینے کے لائق ہین اگر ان سے
چاندی طلب کیجاوے تو اونکو سونا نہایت ادب اور انکسار کے ساتھ ادا کرنا چاہیے
اور اگر محصولات کا تحصیل کنندہ اونکے چہرون پر خاک ڈالے تو اونکو خوشی سے اپنا
منہ کھول دینا چاہیے خدا کا حکم اُنکو اطاعت مین رکھنے کا ہی اور پیغمبر صاحب نے مومنین کو یہ ہدایت
فرمائی ہی کہ وہ اونکو قتل کرین لوٹین اور قید کرین اونکو مسلمان بنادین یا تہ تیغ کرین
اونکو غلام بنادین اور اونکا مال واسباب ضبط کرلین۔ صرف ابو حنیفہ نے محصول جزیہ
کے لینے کی اجازت دی ہی لیکن پیغمبر صاحب کے باقیماندہ جانشینون نے برابر یہی حکم
دیا ہی کہ ہندوؤن کو مسلمان بنانا چاہیے ورنہ اونکا سر کاٹنا چاہیے۔ شاہنشاہ اس
بات کو سنکر مسکرایا اور یہ بیان کیا کہ مین نہین جانتا کہ قانون مین کیا بیان کیا گیا ہے
لیکن مینے ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا ہی کہ اسقدر غلہ دودھ اور دہی کی اور
چیزین جو ایک سال کے واسطے کافی ہون ہندوؤن کے واسطے چھوڑ دی جاوین

اور اونکو کسی حالت مین روپیہ جمع کرنے کی اجازت نہ دی جاوے - صرف اکبر ہی ایک ایسا شاہنشاہ تھا جسنے ہندوؤن کو عروج بخشا اور جہانتک ہوسکا قومی امتیاز کو گھٹایا لیکن وہ ایک ضرورت کا معاملہ تھا - وہ دیکھ چکا تھا کہ اسکا باپ کس طرح پر ہندوستان سے نکال دیا گیا تھا اوسکو وسط ایشیا سے کسی قسم کی مدد کے حاصل کرنیکا بھروسہ نہین ہوسکتا تھا - اوسکو اپنی سلطنت کی توقع صرف ہندوؤن سے تھی و ہندوؤن نے اوسکو بخوبی مدد دی - اب وہ دن لگئے ہین کہ حضور نے ایک ہندو کو سلطنت ہندوستان کی دارالسلطنت کا چیف جسٹس یعنی قاضی القضاۃ مقرر فرمایا ہے - ہم ہندو انگریزون کو اپنا فتح کرنے والا نہین سمجھتے ہین - صرف ہم اپنے بادشاہون کی ربانی حق کو تسلیم ہی نہین کرتے ہین بلکہ انکے جسم مین ربانیت کو پاتے ہین مین اسبات کو ہرگز نہین بھولونگا جو بنارس کے پنڈتون نے سر ولیم میگناٹن سے کہی تھی مین اوس وقت ایک لڑکا تھا اور سنسکرت کالج مین پڑھتا تھا - لارڈ آکلینڈ سر ولیم میگناٹن کے ساتھ تشریف لائے تھے - انکا جمعدار جو ایک مسلمان تھا دروازہ پر روک دیا گیا - سر ولیم نے پنڈتون سے دریافت کیا کہ اونھون نے کس وجہ سے انگریزون کو جانے دیا اور مسلمانون کو نہین جانے دیا - پنڈتون نے بھگوت گیتا کا حوالہ دیکر بیان کیا کہ حاکم ایشر کا سایہ ہین وغیرہ وغیرہ ---

---

بابو شمبو پرشاد کی اسپیچ مین ضوابط و تہذیب کا لحاظ نہین ہوا جو ایک ممبر کونسل کو بحیثیت ممبر ہونا واجب ہے اور نیز اس اسپیچ بطور ایک عرضداشت کے تھا اور اوسکے دو حصے ہوسکتے ہین ایک مین تو مسلمانان اور ہندو جابر و ظالم اور جو تحوار قرار دیے گئے ہین اور دو

بابو صاحب کا عرض حال ہی اور اونکے آباؤ اجداد اور موروثون کی خیر خواہی کا اظہار ہے
باقی البرٹ بل پر مذبذب اور دو فصلی تقریر کی ہی جس سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ مسودہ
کی تائید کرتے ہین یا اونکا کیا منشا ہی کونسل قانونی کے ہر ایک ممبر کو ابتدا حاصل
ہے کہ وہ ہر مسودہ قانون پر جو کچھ اوسکی رای ہو صاف صاف ظاہر کر دے اور
احتمالات اور خلاف واقعہ تقریرون اور خارج از بحث گفتگو سے اجتناب کرے
اوسکا تقررا ہی واسطے ہوا ہی کہ وہ پریسیڈنٹ کونسل کو اپنی اعلی لیاقت اور روشن دماغی
سے اعانت پونہچاوے وہ اسلیے نہین ہی کہ مجذوبون کیطرح بڑبڑاوے اور پیچیدہ الفاظ میں
ایسی دورنگی اور ذومعنی مبہم تقریر کرے کہ اوس سے بجای اعانت کونسل اور لیسرا ہے
کی سمع خراشی ہو اور حضور پریسیڈنٹ کو استخراج نتائج مین مشکلات پیش آئین ہرچند کہ بعض
یورپین ممبرون کی اسپیچین بہی اس قسم کی ابہام و اغلاق سے پاک نہین ہین مگر بابو صاحب کی
رام کہانی مین علاوہ ان سب امور کے طرہ یہ ہی کہ مسلمانون اور ہندوون پر خوب ہاتہ
صاف ہوا ہی اور ذاتی اغراض کو عجیب پیرایہ مین ظاہر کیا گیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نظر مین
مین کونسل آف دس کی وہی وقعت ہی جیسی کہ اونکے اوس کمرہ کی تہی جسمین کہ اونہون نے
متعصبانہ تاریخ ہند کو مرتب کیا یا وہ طالب علمون کا کمرہ سمجہے جسمین ایسی بحث کی کیا وہ کونسل کو
کلبخانہ تصور کرتے ہین کہ اغراض بیان کرکے کچہ اور حاصل کرین کہان مقاصد البرٹ بل اور کہان
یہ پرانے قصے بیہودہ بہی بلا ضرورت اور غلط تعجب ہے کہ وہ بلوہ برپا کیے اور کونسل مین ممانعت
نہوئی انکو وہی سبق دینا مناسب تہا جو بل لگان بنگال کی بابت تقریرون مین بابو
شیوداس پال اور نواب لفٹننٹ گورنر بنگال کو ملا تہا — آنریبل ممبر کو اسپیچ کرنے سے پہلے
سمجہ لینا تہا کہ مسئلہ کیا ہی مسئلہ یہ ہی کہ ایک انگریز کے مقدمات فوجداری کی سماعت

کن کن اجلاسون اور کہان کہان ہونی چاہیے یہ معاملہ درمیان ایسے فاتح و مفتوح
کے ہی کہ بلحاظ قوم و مذہب ایک دوسرے سے تباین کلی رکھتا ہی ہندو دونون کا ذکر عبث
تھا کیونکہ آریہ ممالک فارس سے اس سرزمین پر جس زمانہ مین آئے اور آباد ہوئے
اوس زمانہ کو صدہا اور ہزارہا برس گذر گئے اور اوسوقت کے واقعات کی تنقیح
اب لائق اطمینان کیونکر ہو سکتی ہی سوا اسکے آریہ عیسائی اور مسلمان نہ تھے اونکا
شمار فاتحین مین ہو سکتا ہی لیکن غارب مغلوب قوم مین کامل مغایرت نتھی اور طرق
و شعار مذہبی متحد تھی انکے فقہی مسائل کا تذکرہ موجودہ معاملہ سے کچھ تعلق نہین رکھتا
آریہ تو ہندوستان مین اوسیطرح آئے جسطرح شاہان مغلیہ افغانستان مین گئے
یا وسط ایشیا کے ممالک مین جانے یا ایک عیسائی بادشاہ نے دوسرے عیسائی
فرمانروا کے ملک پر قبضہ کیا اونھون نے اور مسلمانون اور عیسائیون نے بھی بعض
فروعات دینی مین بخیال انسانی سوسائٹی ادر باندلو دیا اوسی وجہ سے اگر کم و بیش
ترمیم کردی تو اس ترمیم کا اثر اونپر یا اونکی ہمقوم رعایا پر تھا یہ اونکا یا اونکی سرگروہان
مذہبی کا ایک اجتہاد اور اوس عہد کا ایک قانون سمجھو اس متحدہ سلسلہ مین دوسری
قومین مخلوطانہ تھین اور امتیاز کی چندان ضرورت نتھی اور جب امتیاز نتھا تو میری رائے
ہی کہ اونکا انصاف اونکی قوم کے لیے محدود و مخصوص سمجھنا چاہیے اپنے اور اپنی قوم
اور غیر کے واسطے انصاف کرنا دو علیحدہ علیحدہ باتین ہین لفظ انصاف ایک ہی ہے مگر
اسکے استعمالی شعبہ بعض مقامات پر مختلف طریقون سے تقسیم ہو گئے ہین دو صورتین
معدلت کی بیان ہوئین اور اونمین باہم فرق ہوا اور ایک دوسرے کی بحث بہ تفصیل
و نظیر اینجا نہین ہو سکتی لال بجہاری ممبر نے ویسراے کو مغالطہ دینے کی غرض سے

مباحثہ البرٹ بل مین پیرانے مردے کھودے ہین اور اونپر رنگ آمیزی کرکے اونکو دکھایا ہی اسپیچ کا حصہ عجیب دخل درمعقولات ہی اور مین نہین دریافت کرسکتا کہ زمانہ ہنود کے بعض فقہی احکام جو اونکی قوم و مذہب پر موثر تھے اور جنکا تعلق اونکی متحدہ قوم سے تھا وہ کیون اس مسودہ قانون کی بحث مین مذکور ہوئے جبکہ مسودہ کا مقصود یہ ہی کہ اختلافات قومی دور ہو اور تفریق صنفی معدوم کردیجاے اگر بجای اسکے یہ بیان ہوتا کہ ایک آریہ فاتح دوسری مغلوب رعایا کو مار ڈالتا تھا یا اوسپر تشدد کرتا تھا اور حکام آریہ اپنی قوم کے آدمی کو سزا نہین دیتے تھے اور مراعات کرتے تھے تو یہ دلچسپ ہوتا اور مسودہ مرمم ضابطہ فوجداری کے متعلق ہوسکتا تھا مین ہندوؤن کی تاریخ کا مورخ نہین ہون اور نہ ہندوؤن کی علم کا عالم ہون مگر مین جانتا ہون کہ اونکی قوم مین ایسی عاقبت نتھی ورنہ اونکی اصول حکمرانی مین یہ قاعدہ تھا آریہ حکومت مین گو فقہی اور برہمنون کے ذاتی منفعت کے مسائل ہون اور اضافی امتیاز مصلحتاً قرار دیا گیا ہو تاہم مین اس امتیاز کو خاندانی اور ذاتی اعزاز پر موقوف رکھتا ہون اونکی حکومت مین ازروی عدالت فاتح و مفتوح کا درجہ باستثنا سرگروہان مذہب دراو معززین مساوی تھا بابو نے یہ مسلک اختیار نہین کیا اور اسی کے اختیار نکرنے اور گریز کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤن کی حکومت مین قومی مغائرت و امتیاز اوس درجہ نتھا جسکا پابند عدالت کا انصاف اور طرز یہ ہوتا —

مین تسلیم کرتا ہون کہ ہندو کی قوم راجاؤن کو مقدس اور ربانی او سجود سمجھتی ہی اور شاستر کے دیکھنے سے بقراین دریافت ہوتا ہی کہ پابیں جاتان اور پنڈتون اور برہمنون کے

ایک خانگی اور ذاتی سمجھتا سا ہو گیا تھا اونھون نے اپنی قوم کے راجاؤن اور فرمان رواؤن کے حقوق حکومتی کو وسعت دی اور اسکے صلہ مین راجاؤن نے صیغۂ قضات مین ونکے حقوق اور رعایتون کو بدرجہا بڑہا کر قائم کیا اور یہ مذہبی عقائد مین داخل ہو گیا میرے دیکھنے مین یہ کہین نہین آیا کہ ہندو شاستریون نے غیر قوم کے بادشاہون کی داب عظمت کو اپنی قوم پر فرض کر دیا ہو ہندو اپنے حاکمون کو اوتار سمجھتے ہین وہ غیرون کو ایسا کیون سمجھنے لگے کیونکہ انکے ہادیون نے اونکو کوئی ایسی ہدایت نہین کی اور بغیر ہدایت جو کچھہ وہ مسلمان یا عیسائی بادشاہون کو سمجھتے ہین وہ مذہب سے نہین ہی دنیوی خرخشات سے مجبوری اور حاکم و محکوم کے خیال سے اونکی قصیدہ ضروری ہی پس بابو شیو پرشاد کا یہ خیال بھی اصلی بحث سے بمراحل بعید رہا اور اس باب خاص مین جو بیان اولٹ پلٹ کر جلیل القدر وائسرائے کے گوش گذار کیا گیا وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہی۔

اسلام کا انصاف مطاعن کا تو وہ نہین ہو سکتا بابو شیو پرشاد تو ایک ہندو ہین وہ اپنے مذہبی دقائق و حقائق سے واقف نہین معلوم ہوتے چہ جائکہ اسلام دنیا مین اسلام نے مختلف حیثیات سے ملکون کو فتح کیا صرف شیو پرشاد ہی کی قوم پر اوسنے حکومت نہین کی ہی بلکہ یہود و نصاری اور مجوس و اور اقوام پر حاکم رہا ہی ملکی اور فوجی لڑائیون کی حالت مین گو یہ قومین عداوت اور نفسانیت اور تعصب سے کیسا ہی کیون نہ خیال کرین اور بے اعتدالیان ہو بھی گئی ہون مگر وہ خوب جانتی ہین کہ اہل فرمسا دی مسلمانون کے ہین قومی محاربات مین قومی اور مذہبی لڑائیون مین مذہبی رجز خوانی ہوتی ہی اور جب ایک قوم دوسری قوم اور ایک مذہب دوسرے مذہب سے لڑتا ہی تو بادشاہون کی تعلیم

اور مذہبی رہنماؤن کے وعظ اور سپہ سالارون کے مذہبی جوش سے وہ جوش و خروش
پیدا ہو جاتا ہی کہ اوسکا نتیجہ نہایت خوفناک ہوتا ہی لیکن اسلام نے اسکا بھی سدباب
کیا ہی کہ دوسرے مذہب نہین ہی ہمارے پیغمبر نے ہدایت فرمائی ہی کہ لڑائی مین قیدیون
اور مجروحون اور عورتون اور لڑکون اور مفرورین کو نہ مار ڈالا مین یہ نہین کہتا کہ ہر عہد کی
لڑائی مین مسلمانون نے اسی ہدایت پر پورا پورا برتاؤ کیا اونھون نے کیا اور نہین بھی
کیا میرا منشا اس ذکر سے یہ ہی کہ بمقابلہ اور مذاہب کے اونکے پاس یہ ایک شرعی دستاویز ہی
طبقہ اول مین جو غزوات نبوی اور محاربات صحابہ ہوئے ہین اون سب مین ان جملہ امور پر
کامل لحاظ رہا ہی کسی مسلمان نے مخالفین کی ایک بہتر کی قصداً آنکھ پھوڑدی تھی اوسپر
حکم ہوا تھا کہ اس مسلمان کی ایک آنکھ پھوڑ دیجاے جنگ صفین مین حضرت علیؓ کیجانب
سے تمام مسلمانون کو ممانعت ہوئی تھی کہ لڑکون اور قیدیون اور عورتون وغیرہ کو قتل
نہ کرنا۔ یہ ہدایت تھی اور اسپر عمل بھی کرایا گیا بعد اسلام کا پھیلاؤ دنیا کے دور دراز مقامات
پر ہوا اور ارکان شرع کی پابندی بخوبی نرہی اس صورت مین جن بادشاہون اور سپاہی
مسلمانون نے ان احکام کے خلاف کیا اونکا قصور ہی بیچارہ اسلام کی عصمت مین کیا
فرق آسکتا ہی اسلام تو ہم یہ عذر بیان بھی پاتے ہین اور امتون مین تو بغیر تاویل ایسے
سچے اور پاکیزہ احکام کا ملنا محالات سے ہی۔

مین جہاد کو اسی رجز مذکورہ کا ایک جزو جامع سمجھتا ہون مین اس مضمون مین اسکا ذکر
نکرتا مگر چونکہ شیو پرشاد نے کونسل مین اور اردو انگریزی اخبارون نے اپنے اپنے اخبار مین
مختلف طریقون سے پھر اسپر بحث کی اور اسوجہ سے مسلمانونکو اپنے زعم مین جابر سمجھتے ہین
اسواسطے ضرور ہوا کہ اس مسئلہ اور اس لفظ کی حقیقت سے آگاہ کیا جاے۔

یہ لفظ قبل بعثت یعنی جہالت مین صرف کوشش کے معنی مین بولا جاتا تھا اور اوس زمانہ کے بعض شعرا کے اشعار مین انہین معنون مین استعمال ہوا ہی عہد بابرکت نبوتی مین محاورہ کے طور پر کسیقدر اسکا استعمال بمعنی مقاتلہ ہوا صحابہ کے وقت اسکی شہرت خاص و عام مین زیادہ ہوئی اور یہ اپنے اصلی معنی سے تجاوز کرنے لگا پھر باہمی کشت و خون مین مسلمانون کی زبان پر تھا جنگ صفین اور معرکہ کربلا و مختار کے حملون مین اسکا ذکر پایا جاتا ہے اور یہی بڑا ثبوت ہی کہ مسلمانون نے یہ آلہ غیر قومون کے مذہب کے چھیننے کیلئے تیار نہین کیا خود بھی آپسمین اسکا استعمال کرتے تھے اسکی مفہوم و منطوق اور استعمال کے طریقون مین اختلاف رہا اور کوئی لفظ الہامی اور شرعی مثل دیگر الفاظ کے نہین ہے یہ آزاد تھا رفتہ رفتہ اسکو وسعت ہوئی کہ قوت اعتقادی حاصل ہوگئی چند خاص شرائط سے مشروط ہوا اور ناقابل طغیان اصلون اور محتاج ثبوت مفہومات کا پابند سمجھا گیا اصلیت مین پاک تھا خون آلود نہ تھا اصطلاح مین خوفناک ہو گیا ہمنے فرض کیا کہ یہ لفظ کوشش کے معنون مین عام ہی اور ہر کوشش کے کامون مین مستعمل ہو سکتا ہی تاہم اسپر زبردستی ہوئی اور ایسے طرز سے وہ اصطلاح مین لایا گیا کہ اوسکی اصلی خوبصورتی اور وسعت جاتی رہی وہ ایک خاص طریقہ مین محدود ہوا اور اوسکی لغوی معنی لینے مین تامل کیا گیا حیرت ہے کہ یہ اصول کیسے ہین جسقدر الفاظ لغت سے اصطلاح مین آتے ہین سب مین رای شریک ہوتی ہی اور رای کی صفت ہی کہ خطا و صواب پر مبنی ہو لہذا بحالت شرکت رای یہ قاعدہ قطعی الثبوت نہیں ہو سکتا اور نہ ظنیات سے پاک ہی ہمارا اختیار ہی کہ ہم اس لفظ کو مقاتلہ کے معنون مین نجانے دین اور ہم مجاز ہین کہ جہاد کے لغوی معنون کو قایم رکھین اور فقہی خصوصیات سے انکار کرکے اور خصوصیات مین محدود کرین غرض کہ اس لفظ کی سوانح عمری کا

عجب سلسلہ ہے ابتدا مین اوسنے بڑی بڑی خونخوار لڑائیون کو دیکھا اور اب اسیر خود قلم زبان سے
لڑائیان ہوا رہی ہین — اسکے برتاؤ مین عظیم اختلاف اور دھوکہ ہوا ہے یہ ایک شرعی
لفظ بیان کیا گیا مگر اسلامی حکومتون کی عملی تاریخ سے یہ لفظ اس وقت کا نہین معلوم ہوتا
کس واسطے کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ اس لفظ کی بدولت مسلمانون نے خوب فتوحات
حاصل کیے جون جون اونکو ملکی فتوحات کی امیدین ہوتی گئین اونھون نے اسکی تعلیم مین
بڑی شدومد ظاہر کی اور جب اونھون نے دیکھا کہ سلسلہ فتوحات منقطع ہوگیا اور
مقبوضات اسلامیہ دوسرون کے قبضہ قدرت مین ہوتے جاتے ہین تو اونکے اشارہ سے
یہ مشروط ہوا پہلے شرعی تھا اور پھر مصلحتین عارض ہوئین درحقیقت رہنمایان مذہب نے
اپنے مفوضہ مجموعی الہامی کو اون حکمرانون کے سپرد کیا جو شرع سے کام بہت
نکالتے تھے اور شرع کے بموجب کچھ نکرتے تھے ہادیون نے اپنے پاس کچھ نرکھا
بادشاہ جو چاہتے تھے خود کرتے تھے اور جو چاہتے تھے وہ مذہبی ہادیون سے کراتے تھے
اور اگر کوئی دیندار اونکا کہنا نہ مانتا تھا تو اوسکو استعفا دینا پڑتا تھا کیا سلطان محمود غزنوی
کا ہندوستان مین آنا اور حملہ کرنا جہاد مین داخل تھا اور کیا حضرت اورنگ زیب نے شہید ابوالحسن
عرف تانا شاہ پر جہاد کیا یہ کچھ بھی نہ تھا ابتدائی تیاریان جہاد کی اور تدابیر ملک گیری بطور
پولٹیکل حکمت عملیون کی ہوتی تھین موقع اور مصلحت دیکھکر اور لڑائی کے شروع
ہونے سے تھوڑے دنون قبل جہاد کی نوٹس ہو جاتی تھی اور سپاہیون کے دلون مین
جوش بہادری اور امنگ شجاعت پیدا کردی جاتی تھی یہ دعوے ہمارا بے دلیل نہین ہے
ہمارے مدعا کے اثبات کیواسطے بہت سی تاریخی شہادتین موجود ہین منجملہ اون شہادتون
کے ہم اس مقام پر امیر ناصرالدین سبکتگین و شاہنشاہ اورنگ زیب کے جہاد کا ذکر واقعات تاریخی

کے مطابق کرنا چاہتے ہین۔

حکیم محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ فرشتہ جلد اول مین تحریر کرتے ہین کہ ناصر الدین سبکتگین نے راجہ جیپال کے مقابلہ مین دیکھا کہ اوسکا لشکر مثل مور و ملخ پھیلا ہوا ہے اور راجہ دہلی و راجمیر و کالنجر و قنوج وغیرہ نے اوسکو فوج اور روپیہ سے مدد دی ہے تو بعض افسران فوج کو طلب کیا اور اونکو جہاد اور غزا کی تحریص و ترغیب دی اور اسطرح سے سبکتگین نے اپنی قلیل فوج سے راجہ جیپال کی عظیم فوج پر فتح نمایان حاصل کی۔

پروفیسر عالم معلوم سے تاریخ دکن مین شاہنشاہ عالمگیر کی چڑھائی حیدرآباد کا خوب تذکرہ کیا ہے اور اونکی تدابیر ملک گیری اور جہاد کرنے اور فتوی جہاد لینے اور حیدرآباد کو دار الجہاد مقرر کرنے کا حال لکھا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شہنشاہ کا دکن مین جانا بظاہر زیارت کیواسطے تھا اور باطن مین ملک گیری کی حکمت عملی تھی اور اہل قبلہ پر جہاد کا فتوی لینا اور حیدرآباد کو دار الجہاد مشہور کرنا سواے اسکے کہ ان کل تدبیرون کو خود غرضیون پر محمول کرین اور کیا ہے۔

ان واقعات سے جو جہاد کے فوجی لفظ ہونے پر کامل دلالت کرتے ہین ظاہر ہوا کہ جہاد کی کیسی وقعت ہے اور یہ بادشاہون کے ہاتھ مین کیسا چلتا نسخہ تھا کہ اس سے اونھون نے کیسے بڑے بڑے کام اپنی خواہشات کے مطابق لیے وہ اپنی افواج کو اسکی تعلیم دیتے تھے اور زمانہ جنگ مین استعمال کرتے تھے سوا اسکے اور کیا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ ربانی ہے اور اس صورت مین دیکھنا چاہیے کہ اور فرق اسلامیہ کو متابعت کی شرع سے کیا حصہ ملا کیونکہ جب اسلام کا یہ ایک لفظ ہے تو اسمین سب فرقون کی شرکت کسی اور کسی قسم کے جائز رکھنے اور عمل کرنے سے

لازم نہین آتا کہ اسلام مین جائز ہو یہ تو ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنے دست مبارک سے کسی حصہ
تقسیم نہیں فرمائے استدلالات فقہی ہوئے ہین اور انہی لحاظ سے جیسا جیسا اپنے مذاق
کے مطابق اوسپر برتاؤ کر لیا اختلافات پیدا ہوئے اور اسکا باعث لفظ کی ابتدائی
استعداد اور قابلیت ہے اگر اسمین ایسی قابلیت ہوتی تو طریق استدلال مین اختلاف نہوتا
اور حصے برابر تقسیم ہو جاتے اور جبکہ یہ کوئی حالت نہین پائی گئی اور لفظ موم کی ناک ہے جو
کہ جسطرف چاہا پھیر دیا تو اوسکو کیونکر کسی خاص معنون مین محدود کر سکتے ہین اور ایسے
جو مسئلہ نکلا وہ بھی مخدوش اور مشکوک ہوا اور تمام امت کیواسطے دستاویز نہین ہو سکتا
ہے اسلام کو تمام فرقون کے اعتقادات کا مجموعہ سمجھنا چاہیے مسائل متفق علیہ کو مسائل اسلام
کے مسائل کہے جائین تو درست ہے اور جو مسئلہ مختلف فیہ ہین وہ فرقون کے ہین
اور انھین کے لیے مخصوص ہین اسلام ان جھگڑون سے پاک ہے اس غرض سے صورت
مین مسئلہ جہاد بھی شامل ہے اور اختلاف کے دائرہ سے خارج نہین ہے طبقہ صوفیہ
نے انکار تو نہین کیا لیکن اونکے یہان اوسکی کوئی فضیلت بھی نہین ہے وہ تزکیہ
نفس و تہذیب اخلاق کو جہاد اکبر اور اسکو اصغر سے تعبیر کرتے ہین مذہب جعفریہ مین
اسکی کچھ اصلیت نہین ہے اور جسقدر ہے اوسکا عدم و وجود دونون برابر ہے امام موسیٰ سے
متواتر سوالات کیے گئے مگر ممانعت ہوتی رہی یہانتک کہ صاف کہدیا کہ اسکی ضرورت نہین اکثر
اقوال اور احادیث مین دربارہ جہاد سوال ہوا اور جوابی کلمات مین لفظ استعمال نہین ہوا
اور اسکی جگہ اور الفاظ بیان ہوگئے ہین جس سے سمجھا جاتا ہے کہ ائمہ کچھ وقعت نہ خیال فرماتے تھے اور جیسی
قدر و منزلت چاہیے اون حضرات کے نزدیک اسکی نہ تھی اونھون نے صرف جہاد
باللسان پر عمل کیا ،، دیکھو رسالہ جہاد مولوی سید علی محمد صاحب مجتہد العصر لکھنؤ

اس امر سے کہ مذہب اثنا عشری میں غیبت امام میں جہاد کی ممانعت تھی یا ہم اس طرف
کے بادشاہوں نے اسی لفظ کو فتوحات ملک کا آلہ بنایا تھا قطب شاہیوں کی حکومت
دکن میں جب کوئی بادشاہ اپنے ہمسایہ اقوام ہنود سے جنگ کرتا تھا تو اسکی فوج
کے آدمیوں میں جہاد ہی کا وعظ ہوتا تھا ایران میں جو لڑائیاں روسیوں
و ایرانیوں اور بعد میں ایرانیوں اور انگریزوں میں ہوئیں اون میں عجمیوں کا یہی وعظ
تھا اب اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہے کہ یہ کوئی مذہبی لفظ نہیں ہے فوجی رجز کے
کلمات سے ایک چوٹی کا کلمہ مسلمانوں کے جوش کیواسطے قرار پا گیا تھا۔
امامت اور خلافت محدود تھی اور راج دوسری قوموں کے عروج میں سلطنت شرعیہ
یہ حق بادشاہوں کو آئندہ کے لیے عطا ہو گیا افسوس کہ جہاد بھی اونکے ساتھ لپٹا
اونکی ترقی سے اسکو ترقی اور اونکے تنزل سے اسکا تنزل رہا اور جس زمانہ میں
ہم ہیں اوس میں ظاہر ہے کہ ممالک اسلامیہ اور قوموں کے قبضہ میں آگئے ہیں اور
مسلمانوں کی قوت و شوکت میں فرق آتا جاتا ہے نہ ہم پورے پورے دینی شعائر کا
برتاؤ کر سکتے ہیں اور نہ ہمکو ان ممالک سے ہجرت کا حق تھا اور نہ ہم اقرار کر سکتے
کہ خلاف شرع شریف رہتے ہیں بڑی مجبوری ہوئی اور آخر کو چند علماء کبار نے بنظر خیر خواہی
اسلام و نیک سگالی اہل اسلام اجتہاد کیا اور ان شروط سے مشروط اور التیامی [illegible]
سے اسکو معمول کیا جسپر کسیقدر اطمینان کرنا واجب ہے اس سے لفظ اصلی قدیمی
حالت پر تو نہیں پہنچا لیکن قریب قریب ہمارے مدعا کے موافق اوس میں تبدیلی ہو گئی
اس نکتہ پر غور کرنا چاہیے کہ لفظ میں گنجایش تھی کہ اوسکا رنگ تبدیل کیا گیا بادشاہوں
کے وقت میں اونکے خلاف اطبا اسکی زیادتی حرارت کی اصلاح کیونکر کر سکتے تھے

اونکی مجال تھی کہ اس حرارت کو مبدل بہ برودت کردیتے اب اونکو خاص موقع ملا کہ
اونھون نے آزادی کے زمانہ مین علامات اور اسباب سے بخوبی تشخیص کر لیا اور جو کچھ
بیان کیا اوس سے واضح ہوا کہ یہ مسئلہ جزو طب اسلامی یعنی ایمان خدا وندی تھی کیونکہ
زیادہ مین اور ہوگئی اور جب وہ جبروت اور دبدبہ بادشاہی کا زمانہ نہ رہا تو نمایان فرق جاتی رہی
بھوپال کے مولوی اور اونکے صاحبزادے ابھی ان باتون تک نہین پہونچے اور اسی وجہ
سے اونھون نے اپنی کتاب نہج المقبول مین مسئلہ جہاد کو ایسے طریقہ پر لکھدیا
اور کوئی شرط نہین بیان کی بھوپال سے عجیب غریب صدائین کبھی کبھی آتی ہین اور
دین سے مسلمان بہوئے مفتون ہو سکتے ہین کیا نواب محمد صدیق حسن خان اور
اونکے فرزند دلبند میر نور الحسن جہاد کو قدیمی سنت پر سمجھتے ہین اسکو ایسا ہی کہتے
ہین جیسا کہ مسلمانون کی ترقی کے زمانہ مین کسی وجہ سے تھا اگر یہ جہاد بوجہ ہے
تو بھوپال کی ایسی شریعت پر افسوس سا ہے یہ دعوی کہ اخلاقی مجموعہ شریعت کی اصلاح
دین اور رشید مسائل لکھین جنمین قیل وقال وتاویل کی ضرورت نہو غلط ہے ہمکو بعض
وجوہ سے ایک مجموعہ اختلافات ملا ہے نواب صدیق حسن اومین کیونکر نہی
مداخلت کرسکتے ہین جسکو تسلیم کیا جاوے بھوپال چھوٹی سی ریاست ہے اور اسمین بہت
تھوڑے سے مسلمان رہتے ہین اونمین یہ سلیقے مخترعات سے بہشت و دوزخ تقسیم
لیا کرتے ہین اس سے باہر تو اونکی کتابون پر ہنسی اوڑا کرتی ہے
کیا منشا اور کیا اثر اسکا تھا صرف شوکت اور جبروت اسلام کی اشاعت اور جو کچھ
تھا اور سمجھا ہے کہ اغرض زبردستی قبول کرانے اسلام کے ہوا اوسمین جو کچھ ہے
پیغمبر کے غزوات پر بحث ہوئی اور وہ مدافعات مین شمار ہوسکتے ہین انھین سے کچھ

یہی مراد تھی کہ جب مخالف چڑھائی کرے تو دفع کر دیا جاوے بلکہ اگر معلوم ہو جاوے کہ تیاریاں حملہ کی مخالفین کر رہے ہیں تو قبل اسکے کہ اونکو موقع ابتدا کا ملے خود ہی ابتدا کرنا اور اونکو مغلوب کرنا مدافعت ہی ہے اس تدقیق اور تنقیح مین تاویلات ہین اور بہادیکا اقبال و انکار مذہب با نکل سکتا ہے اور ہمنے جو طریقہ اختیار کیا وہ نہایت روشن ہے اوس سے جہاد ایک فوجی لفظ ہو جاتا ہے اور مذہبی قیود سے خارج رہتا ہے جب بجبر اسلام قبول کرانیکی غرض نہین رکھی گئی تو ہمکو کیا ضرورت ہے کہ اوسکی تاویل کرین —

انبیا کو خدا نے لڑائی کے گھر یعنی عالم اسباب مین پیدا کیا تھا اور ایک منصب عطا کیا جو قومون کے قدیمی عبادات و عادات و رسم و رواج کے بالکل منافی تھا وہ اپنے منصب پر کار فرما ہوتے تھے اور اوس سے مخاصمت اور عداوت بڑھتی تھی اور آخر کار قدرتی نتیجہ جنگ پیدا ہو جاتا تھا گو کسی طرف سے ابتدا ہو اگر سلسلہ بیجا نے اور مخالفون کے دفع کرنے مین کوشش نہ کیجاتی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تو خدا کا مقصود فوت ہو جاتا اور کیا ہو سکتا تھا اسی واسطے منجملہ اور دن کے حضرت موسیٰ کو فرعون اور ہمارے حضرت کو اقوام عرب سے مناقشات کرنا پڑے اور قوانین مذہبی جاری کرنے کی ضرورت ہوئی یہودیونکا قانون عدالت اور حکومت اور تھا اور مسلمانونکا اور — عیسائیون کو مسیح نے نہین دیا کیونکہ توریت موجود تھی ان دونون امتون نے اپنی اپنی حکومتون مین قانون شرع کو جاری کیا اور عیسائیون نے ایک مدت تک توریت پر عمل کیا بعدہ اونھون نے عقلی قوانین بناے اور قومی سلطنتیں

قائم کین اب مین حیف قومی حکومتون اور عقلی قوانین کے وہ شرعی
حکومتون اور مذہبی قانون پر معترض ہوتے ہین ورنہ تواریخ سے ثابت
ہوگیا ہے کہ جبتک عیسائیون کا عمل توریت پر رہا انہون نے صرف اپنے مذہب کیواسطے مذہبی
لڑائیان کی ہین اور اونکی حکمرانی اور عدالت گستری توریت پر موقوف تہی اور پولیٹکل کاروائیون
اور حکمت عملیون کا نام بہی نہ تہا - یہ قومی ہمدردیون کے اصول کی ترقی اس زمانہ سے شروع
ہوئی اور بلا شبہہ خطۂ یورپ نے اسمین بڑی ناموری حاصل کی وہان اب تمام دنیا کے کاروبار
قومی اصول سے ہوتے ہین پہلی نسلون مین مذہبی وسایل ہمدردی کے تہے وہ یورپ مین
باقی نہ رہے بجائے انکے قومی محبت اور قومی رحم اور قومی قوانین جاری کیے گئے -

اسلام کی پولیٹکل اور مذہبی رفتار دنیا مین تین شرطون پر ہوئی اسلام سیف جزیہ
ان شرطون سے مسلمان پہلے ہی سے آگاہ کر دیتے تہے اور یہہ شروط ایسی ہین کہ انمین رحم
اور انصاف اور اعتدال کوٹ کوٹ کر بہرا ہوا ہے جو اسلام قبول کر لیتا تہا اُس سے جزیہ ساقط
ہو جاتا تہا مگر اُسکے ذمہ بعوض اس صرف کے ایک بڑا صرف فرائض مذہبی کے ادا کرنے کا ہوتا تہا
یعنی وہ زکوٰۃ وغیرہ مین جکڑ جاتا تہا اور اسلام کا قبول کرنا والئی ملک اور اُسکے خاندانی
چند شخصون پر تہا نہ کہ اُسکی رعایا پر رعایا ذمی ہو جاتی تہی جزیہ دینے والا اپنے مذہب پر قائم
رہتا تہا اور مسلمان اُسکے مذہب مین مداخلت کرنیکے مجاز نہ تہے وہ صرف جزیہ دیتا تہا اور
کسی قسم کے مذہبی جہگڑون اور مصارف سے اُسکو تعلق نہ تہا وہ اور اُسکا ملک ذمی تہا
اور اُسکا حق اور اُسکے ملک کا حق مسلمانون کے برابر ہو جاتا تہا: جنگ پر آمادہ ہونیوالا
مسلمانون سے لڑتا تہا اگر اُسنے مسلمانون کو بہگا دیا تو جزیہ نہین دینا پڑا اور وہ فاتح رہا
اور اگر اُسنے مغلوب ہوکر بعد جنگ و جدال صلح کر لی اور ذمی ہوگیا تو صرف اُسکا جزیہ

دنیا کافی تہا اور اسکا ملک اور اسکا دین محفوظ رہتا تہا مسلمان یہ سمجھ کر کہ بنے باوجود
دعوت مسلمانون کی خونریزی کی زیادہ برہم نہین ہوتے ہو کہ اسکا ملک ضبط ہی کرلین
یا اسکو مسلمان ہی کر ڈالین خیال کرنے کا مقام ہے کہ ان شرائط مین کیسا انصاف ہے
اگر مسلمانون کے مذہب مین جبر تہا یا زبردستی وہ دوسری قومون کا مذہب بدلنے والے تہے
تو انکو کیا ضرورت ان شرطون کے مرتب کرنے کی تہی انکے واسطے ایک ہی شرط کافی تہی
کہ جسطرح ہوگا غیر قومون کو مسلمان ہونا پڑیگا اور بغیر اسکے انکے جان ومال مذہب کا
تحفظ نہین ہو سکتا۔ عبارت کے اس حصہ سے ہی جہاد کی وہ قوت باقی نہین رہتی
جو مخالفین اور متعصبین نے سمجہی ہے۔

اسلام انہی مجموعہ احکام کو لیکر عرب کی ایک چہوٹے مقام سے چلا اور دنیا مین جس
سرزمین پر پہنچا وہان انہین احکام کے بموجب عمل کیا اور ایسا عملدرآمد اسپر واجب کیا گیا
ہندوستان مین بہی وہ اسی طور سے آیا فرق اتنا ہوا کہ عرب سے نہین آیا وسط ایشیا
سے آیا وسط ایشیا کے باشندے گویا عربون کے مفتوحہ تہے اور انکو اسلام سے نہ تو پورا
حصہ ملا تہا اور نہ وہ عربون کے قبایل سے تہے اس صورت مین ایک مفتوح قوم ہندوستان
مین فاتح ہوئی اگر کسی بادشاہ نے خلاف احکام کسی امر انتظامی مین ترمیم کی یا ہندو نہ
مذہبی تشدد کیا تو وہ اسکا ذاتی فعل تہا اور ان افعال مذمومہ کا وہ ذمہ دار تہا سمجہا جاو
تو جہانتک تحقیقات ہے مین جانتا ہون کہ بروقت لڑائی کے شاید کسی مقام پر سپاہیون نے
ایسا کیا ہو کہ ہندؤن کے حلق مین گائے کا گوشت ٹہونسا ہو۔ ورنہ امن امان کے بعد
کسی سپاہی کی بہی مجال نہ تہی کہ ایسی زیادتیان کرتا اور تعزیر سے بچ جاتا۔

جس مسلمان بادشاہ سلطان علاء الدین خلجی کا ذکر ہوا اُس سے اسلام اور کل

مسلمان بادشاہون کے انصاف پر دہبہ نہین آسکتا جیسے امیر خسرو کی تاریخ علائی تہیر
دیکھی مین نہین جو تاکہ اسمین کیا لکھا ہی مگر تاریخ فرشتہ جیسی معتبر اور مستند تاریخ مین اس
سلطان کے حالات بہ تصریح تمام درج ہین اور قاضی مغیث الدین بیانوی و علاء الدین
کے سوال و جواب بہی لکھے ہین اُنسے پایا گیا کہ آنریبل اسپیکر نے واقعات پلٹ کر ناحق
ناحق مسلمانون پر ایک مہذب امپیریل کونسل مین الزام لگایا تعصب سے انسان کا
قلب و دماغ ظلمت ناک ہوجاتا ہے اور حق و باطل مین تمیز نہین ہوتی پس راجہ صاحب
کو مناسب تہا کہ ان باتون سے قطع نظر کرتے اور مسلمانون کی نیت وہ الفاظ استعمال
نہ کرتے جن سے کہ تعصب اور نفسانیت ٹپکتی ہے اور جسکے مصداق مسلمان ہرگز نہین
ہو سکتے -

سلطان علاء الدین اپنے وقت کا فرعون اور ہامان گذرا وہ ایک جاہل و
علماء اور خود پسند اور ظالم ترک تہا اُسنے بخیال حظ نفسانی و در اتقاء سلطنت مغلون
ور ہندون پر بڑا جبر کیا وہ ہندوستان کو قابل سخت سیاست کے سمجھتا تہا اور آئین
اُسکے جابرانہ احکام ہوتے تہے وہ دیندار اور متشرع نہ تہا اور علماء کی صحبت سے نفرت
کرتا تہا تاہم اُسکے عہد مین جوڈیشل انصاف علماء اور قاضیون کے سپرد تہا اور شرعاً
مقدمات فیصل ہوتے تہے کیونکہ اُسکا قول تہا کہ علماء کو ملکی حکومت مین اقتدارت
نہ دینا چاہیے اُنکے واسطے یہی کافی ہے کہ بیٹہے ہوئے قطع خصومات اور انفصال
مقدمات کیا کرین اُسنے چند سوال قاضی سے ازراہ تمسخر کیئے تہے منجملہ اُنکے اول سوال
ہندو ذمی کی بابت تہا قاضی نے اجتہاد در اجتہاد کرکے مبالغہ سے جواب دیا کہ "جب
محصل بادشاہ کا ذمی سے مال و خراج طلب کرے تو وہ بغیر حیلہ و حوالہ تبواضع تمام خزینہ

ادا کرے اور اگر تحصیل کنندہ سے کوئی امر ایسا صادر ہو کہ سبب اہانت و موجب تحقیر ذمی ہو تو وہ بغیر انکار و نفرت اوس اہانت کا متحمل ہو کیونکہ کفار کی شان مین یہ آیت اُتری ہے کہ "وہ جزیہ دین ہاتھہ سے ذلیل ہوکر" اور علمائے اسلام نے اُنکے حق مین فرمایا ہے کہ وہ یا مسلمان ہون یا مقتول ہون اور حدیث نبوی بھی اسی پر ناطق ہے یہہ تو امام اعظم حنفی نے اخذ جزیہ کو قائم مقام قتل کفار قرار دیا ہے اور اُنکی خونریزی سے منع کیا ہے اس لئے جزیہ اور خراج اُس درجہ کا طلب کرنا چاہیے جو قائم مقام اُنکے قتل کا ہو بادشاہ نے یہہ سنکر قہقہہ مارا اور کہا کہ اُنّے جو کچھہ کہا وہ کتاب سے کہا اور مینے اپنے اجتہاد سے اسیکے بموجب ہندؤن سے سلوک کیا ہے"۔

یہہ عبارت تاریخ فرشتہ مین ہے اور اسی عبارت کو راجہ شیو پرشاد نے اپنے مدعا کے مطابق بنا کر اسپیچ مین یون بیان کیا "علاؤالدین خلجی نے ایک مرتبہ ایک قاضی کو طلب کیا اور اُس سے دریافت کیا کہ ہندؤن کی نسبت مسلمانون کے مجموعہ قانون مین کیا لکھا ہے قاضی نے جواب دیا کہ ہندو ذمی یعنی محصول جزیہ کے دینے کے لائق ہین اگر اُن سے چاندی طلب کیجائے تو اُنکو سونا نہایت ادب و انکسار کے ساتھہ ادا کرنا چاہیے اور اگر محصولات کا تحصیل کنندہ اُنکے چہرہ پر خاک ڈالے تو اُنکو خوشی سے اپنا منہہ کھولدینا چاہیے خدا کا حکم اُنکو اطاعت مین رکھنے کا ہے اور پیغمبر صاحب نے مومنین کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اُنکو قتل کرین لوٹین اور قید کرین اُنکو مسلمان بنائین یا تہہ تیغ کرین اُنکو غلام بنا دین اور اُنکا مال و اسباب ضبط کرین صرف ابوحنیفہ نے محصول جزیہ کے لینے کی اجازت دی ہے لیکن پیغمبر صاحب کے باقیماندہ جانشینون نے برابر یہی حکم دیا ہے کہ ہندؤن کو مسلمان بنانا چاہیے ورنہ اُنکا سر کاٹنا چاہیے" شہنشاہ اس بات کو

سنکر ٹہکا دیا اور یہہ بیان کیا کہ مین نہین جانتا کہ قانون مین کیا بیان کیا گیا ہو لیکن مینے
ایک فرمان بمضمون کا جاری کیا ہو کہ ہتقدر غلہ اور دودہ اور خرچ کی اور چیزین جو ایک سال
تک واسطے کافی ہون ہندؤن کے واسطے چہوڑ دیجا وین اور اُنکو کسی حالت مین وہ یہہ
جمع کرنے کی اجازت نہ دیجاوے ؛

یہہ انگریزی مین فیصو پرشاد نے کونسل مین بیان کیا اور اس تقریر کا ترجمہ اودہ اخبار
اور مین ٹیفک سوسایٹی علیگڈہ مین چہپ ہوا -

مین ارباب خرد اور اہل بصیرت پر اس اپنی مسئلہ کو چہوڑتا ہون امید ہے کہ وہ
... غور کرین کہ بادشاہ نے سوال کیا کیا اور قاضی نے جواب کیا دیا اور پہر اُسکو یہہ
شیو پرشاد بہادر کیا سمجہے -

جزیہ بدو اسلام مین مراعات مین اصل تہا وہ ایک جزا اور معاوضہ غیر قومون کی اقبال
دولت و مذہب کا تہا خلافت مین حکومت اور شریعت مشترک ہوگئی تہی اور مسلمانون کا
سابقہ مختلف اقوام سے ہوا لہذا بنظر ملکی تدابیر اور سیاست تہوڑی ہی سعت جزیہ کے
معنی مین دیگئی جب وہ زمانہ بہی جاتا رہا اور ملوک شاہ بادشاہ ہونے اور فقہ کی تدوین
ہوئی تو یہہ لفظ جزیہ سے قتل کفار قرار پایا اور خوب بندی کی چندی نکالی گئی اور بلحاظ
حکومت نہ بلحاظ شریعت اسکا استعمال مختلف طریقون سے ہوا جسکو ہم اس زمانہ کا ایک
عکس کہہ سکتے ہین قاضی کو سطوت سے کہنا تہا اور اگر اُسنے کسی مصلحت سے یہ نہ کہا تو ازروے
فقہہ بیان کرنا تہا کہ ہندو ذمی ہین اور جزیہ اُنپر واجب ہے اگر وہ جزیہ ادا نہ کرین اور
تمرد اور سرکشی کرین اور اہل اسلام سے آمادہ جنگ ہون تو اس عایت سے محروم
رکہے جائینگے اُنکو یا اسلام قبول کرنا ہوگا یا اپنا قتل گوارا کرین گے مین حیران ہون کہ

جب وہ مرتد نہ تہے اور شل کفار عرب محاسن اسلام سے واقف نہ تہے تو کیونکر انپر سے جزیہ ساقط ہوسکتا تہا اور وہ کیونکر اما الاسلام و اما القتل کے دایرہ مین آسکتے تہے ہنود و ذمی اور قاضی نے جو کچہہ اُنکی انسبت کہا وہ خلاف ہی امام ابوحنیفہ جزیہ کے موجد نہ تہے جزیہ انسے پہلے پیدا ہوچکا تہا اور رسالت اور خلافت مین اُسپہ عملدرآمد ہوگیا تہا امام اعظم ایک مجتہد تہے اُنہون نے اجتہاد کیا کہ اُسکو قایم مقام قتل کفار دیا اور یہ ہے اُنکی اُسوقت ہوئی تہی جبکہ اسلامی حکومتون کا شباب تہا قاضی نے اُنکی نسبت یہ کہا اور غلطی سے آنریبل شیو پرشاد اُنکو کونسل مین موجد جزیہ کہہ اُٹھے - غرضکہ جزیہ شرعی صرف منحالفون سے مذہب اور مال کے قایم رکہنے کو واسطے تہا حکومت کے زمانہ مین وہ حکومت کے تابع ہوگیا اور فقہا اور علماء نے اُسکے استعمال کو ملکی حکمت عملیون مین شریک کیا ۔

شہنشاہ نے اپنے جواب الجواب مین جو ہے اسکے آخر مین ہندون کے ساتھہ اسی کے مطابق سلوک کرتا ہون" اور کوئی تصریح نہین کی دودہ اور لکڑی کا حکم اور یہ کہ ہندو بے زر ہین یہ امیر خسرو کی تاریخ مین لکہا ہو اور وہ اُسوقت بادشاہ کے پاس کہڑے ہوون تاریخ فرشتہ مین توسکے بالکل برعکس ہے اُسمین لکہا ہوا ہے کہ "بادشاہ امیرون کی فتنہ انگیزی سے خوف زدہ تہا اُسنے وزراء سے مشورہ لیا کہ وہ کون امور ہین کہ اُنسے سدباب بغاوت اور فساد کا ہوسکتا ہے" وزیرون نے چار باتین کہین کہ یہی بنائے فساد ہین منجملہ اُن چار کے ایک کثرت زر و مال تہی وزیرون نے آگاہ کیا کہ جسوقت آدمی بدا ہل اور کمینے اسباب برائی کے پیدا کرلیتے ہین تو انہین خیالات فاسدہ کا نشوونما ہوتا ہے اور یہہ دعوی بادشاہی کا کرتے ہین بادشاہ نے ان باتون کا انتظام کیا اور حکم ہوا کہ کافر اور مسلمان دونون پر تشدد ہو یہانتک کہ وہ مفلس ہوجائین اور انہین قوت ایسی باقی نہ رہے کہ وہ مُنہہ اُٹہا سکین

اسنے مقدم اور چودہری اور رعیت کا انتظام کیا اور حکم دیا کہ مقدم اور اور اشخاص رعایا چار بیل واسطے زراعت اور دو گاؤ میش اور دو مادہ گاؤ اور بارہ بکریون سے زیادہ نہ رکھین اور چرائی کے دام بہی بحساب مویشیون کے لیئے جاوین یہہ بندوبست بغرض تحفظ ہوا تہا اور انہین مسلم وغیر مسلم سب آگئی تہے مگر شیو پرشاد نے اسکو دوسرے طرز پر بدلکر ایسے پیرایہ مین ظاہر کیا کہ جس سے مسلمانون کا ظلم ہندؤن پر ثابت ہو یہ کچھہ انکا قصور نہین درحقیقت اس واقعہ تاریخی مین خوشامد اور ایسے ہی اور امور تہد سے مخلوط ہوگئے مین کسواسطے کہ قاضی صاحب نے سلطان علاؤالدین کے روبرو اس واقعہ کے بیان مین مبالغہ اور خوشامد سے کام لیا اور اب دوسرے شہنشاہ کی وائیسرا ئے زمانے شیو پرشاد نے قاضی سے بڑہکر کام کیا اور اس بدعنوانی سے تقلب واقعات کیئے کہ ایک طفل مکتب بہی انپر انگشت نمائی کرسکتا ہے۔

مذکورہ بالا تحریر سے یہہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ مین کل شاہان اسلام کے پولیٹکل انصاف کا طرفدار ہون مین اقرار کرتا ہون کہ انکی حکومتین شخصی اور انکی گورنمنٹ ڈسپاٹک گورنمنٹ تہی انہین خصلف وجابر دونون تہے ایک ظلم کرنے سے نہ کل ظالم ہوسکتے تہے اور نہ ایک کے عدل ملکی سے یہ استقرا ہوسکتا ہے کہ کل عادل تہے یہہ شیوہ ناقص تو شیو پرشاد نے اختیار کیا اور انہین کو مبارک رہے۔ دنیا مین بانی اسلام کی بعثت سبب کات وحسنات مختلف علامات اور دلائل مسلمہ سے تسلیم کیگئی ہے اور حقیقی اسلام کا مجسم انصاف ہونا بدرجہ اثبات پہونچ چکا ہے ہم اسکے حامی ہین اور ہم جانتے ہین کہ اگر ساری قوم سے خلاف شرع افعال واقوال ظاہر ہون تو قوم ہی رسوا و بدنام ہوسکتی ہے خالص اور تہیٹہہ اسلام پر اسکا کوئی خراب اثر نہین پہونچ سکتا ہے ہم قبول کرتے ہین کہ کل مسلمان بادشاہ ہوسے مظالم

وتعدیات کا بیڑہ اُٹھا لیا تہا اُنہون نے ظلم کے سوا انصاف نام کو ہی نہین کیا اور عام مسلمان سفاکی اور خونریزی اور خونخواری مین لاثانی تہے اور تاریخ علائی مین ویسا پایا اس سے بڑہکر لکہا ہے جسکا کہ ذکر اپنے مین ہے۔ تو کیا ان باتون سے اسلامی چشمہ انصاف کے آب وتاب ذکی مین کچھ فرق آسکتا ہے ہرگز نہین - ہمارے واسطے کتاب وسنت برہان قوی ہے اور اُس کتاب وسنت پر صداقت سے عمل کرنیوالون کے قول وفعل سے ایک امر کا دریافت ہوجانا کافی ہے اور بس -

اسلام ایک بحر ذخار ہے اور انواع واقسام کے موتیون سے مالا مال - وہ موتی یعنی (محاسن اسلام) صرف اعتقادات اور تعصبات اور اختراعات علما وفقہا اور روایات اور بادشاہون کی جلال وجبروت کی کارروائیون سے دستیاب نہین ہوسکتے بلکہ وہ تاریخی واقعات اور سلف صالحین کی گفتار ورفتار اور احادیث وغیرہ کے تنقیحات اور مطابقت سے حاصل ہوسکتے ہین یہ ایک کامل عیار ہے اور ایک بڑا وسیلہ استدراک حقیقت اسلام ہے شیو پرشاد جیسے اشخاص اس راہ پر چلنے مین چشم پوشی واغماض کرجاتے ہین اور اسی سے جو اُنکے قلم مین آیا لکہدیتے ہین اور جو زبان پر آیا کہدیتے ہین - آخر کو ہمچشمون مین اُنکو شرمندگی اور خجالت کا بار اُٹھانا پڑتا ہے -

بیشک درخت اپنے پہلون اور پتون سے پہچانا جاتا ہے اور مناسب تہا کہ ہر ہادی کے مقلد اور پیرو نبی کی امت اپنی کو اس مقولہ کا مصداق بناتی جسمین کہ اُنکے نبیون اور ہادیون کی خصلتون اور سیرتون کو حسن وقبح کا انکشاف بادی النظر مین ہوجایا کرتا - مگر ہم دیکھتے ہین کہ دنیا کی قومون اور امتون نے کچھ بہی نہ کیا ایک اسلام مین تو بعد حضرت رسول کریم تہوڑے سے عرصہ تک معاملات کی برتاؤ مین وہ کیفیت رہی جس سے معلوم ہوسکتا تہا

کہ ظہور ماہ عرب اور وقوع شریعت مصطفوی سے کیا کیا فوائد انسانون کو دنیا اور دین مین ہو سکتے ہین اور کیسی مقدس اور پاک ہستی آپکی تہی لیکن بعد رحلت کے مسلمانون کے ہر کام مین تبدیلات ہونا شروع ہوئے اور وہ دوسرے راہون پر چلنے لگے یہانتک کہ آج انکی ایسی افسوسناک حالت ہوگئی کہ قوم کے دلسوز اس حالت پر رو رہے ہین - بس سب یہ ہی ہوا اور اور قومون کے رہنمایان شریعت و طریقت و ماہران ملک و اہل الرای جن قومون اور پہلوون کو دیکہکر ہمارے پیغمبر کے حالات زندگی پر طعنہ کرتے ہین انکی نہایت اذیت ہوئی کہ تبدیل ہوگئی اور وہ اس قابل ہے کہ انسے اس تہذیب کی حالت دریافت ہو سکے - ہمارے ہادی نے جن باتون کی ہدایت کی تہی انکی نصیحت کا پتا معاملات مین کہین اور فروغ اور چکاچوند والی روشنی اب کہان -

ہماری قوم تو اپنے ہاتہون مطاعن کی تودہ بنگئی اور یہہ اسکو شریعت محمدیؐ سے علیحدگی کی سزا ملی مخالفین ہمارے قومی چال ڈہال پر جو چاہین کہین ہم پسند کرنیوالی بات کو پسند اور ناپسندیدہ امور کو ناپسند کرینگے مگر جب وہ اس سلسلہ کو طول دینگے اور حضرت رسول مقبول تک لیجانا چاہین گے تو ہمکو لازم ہے کہ ہم کوشش کرین اور اسکو قطع کردین کیونکہ غلطی اور تعصب سے جو منتہا اس سلسلہ کا قرار دیا جاتا ہے وہ جملہ عیوب سے پاک و صاف ہے

یہہ حصہ تو پولیٹکل اسلامی انصاف کا تہا اور اب عدالتی انصاف کا ذکر کیا جاتا ہے -

جو دلیل انصاف اسلام کا سب قومون سے دنیا مین نمایان رہا شریعت محمدی مین اہل ذمہ کے حقوق من حیث عدالت مساوی اہل اسلام مین اگر ایک مسلمان کسی ذمی کو قتل کرتا تہا تو بعد تحقیقات منصفانہ قاضی کا فتوی ہوتا تہا کہ مسلمان سے قصاص لیا جائے خفیف سی خفیف رعایت بہی مسلمان کی نہین ہوتی تہی ہمارے پیشواؤن نے بغیر طرفداری قومی

ونہہی انصاف کیاہے اور مسلمانون کو بتایا کہ انصاف کس طرح برکرنا چاہیئے بیانفیہ لکر
نے کتاب اقوم المسالک مین ایک مقدمہ کا حال تحریر کیا اسمین ایک فریق حضرت علیؓ تہے
اور دوسرا فریق ایک یہودی ذمی یہ مقدمہ بحاضری فریقین خلیفہ ثانی کے روبرو پیش
ہوا کہاگیا کہ یا ابوالحسن آپ کہڑے کیون ہین بیٹھہ جائین پہر آپکی آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے پوچہاگیا کہ آپ روتے کیون ہین آپ نے جواب دیا کہ مین اسوجہ سے
روتا ہون کہ میرا نام تعظیم سے ایک فریق کے مقابلہ مین لیاگیا جہان یہ کیسا خیال انصاف
کا تہا مسلمانون کی عدالت مذہبی تہی اور قاضی مذہب اخوف او خیال سے بے رو رعایت
فیصلہ کرتے تہے کیونکہ قاضیون کو خوب معلوم تہا کہ اگر ذمی کے مقابلہ مین مسلمان کی رعایت
ہوگی تو منصب شرعی کے سراسر خلاف ہوگا اور خدا و رسول کے مجرم ٹہرینگے اور یہی اسلئے
مین کہتا ہون کہ گو ذمی مذہبی اور پولیٹکل طریقہ سے کیسا ہی کیون نہ سمجہا گیا ہو اور اسکی نسبت
فقہانے کیسا ہی سخت اور ملائم برتاؤ جائز کیون نہ کہا ہو مگر اسلام کی عدالت مسلمان اور
اسکو ایک ہی نظر سے دیکھتے تہی اور اسکا فیصلہ بلغیر امتیاز قومی ہر بادشاہ کے زمانہ مین ہوا
کرتا ہا مسلمانون مین جابر بادشاہ ہوئے ہین اور ممکن ہے کہ قاضیون نے انکی تحرکت جبریہ
حکمرانی مین کی ہو مگر عدالت مین جابر سے جابر سلطان نے بہی کبہی دخل نہین دیا کہ انصاف
ہو اور نہ قاضی نے شریعت کے خوف اور حاکم وقت کے اندیشہ جبر و تلون سے اپنے فرض
منصبی کے کچہہ خلاف کیا۔

انصاف تو شریعتون کے قوانین اور آئین ملتون کا ایک حکم ہے جو احکام کہ من جانب خدا
انبیا اور ہادیون کو عطا ہوئے انہین یہ شریک رہا سمجہنے والے سمجہتے ہین کہ انبیا کی حکومت
اور شریعت عین خدا کی حکومت اور شریعت تہی اور خدا کی مرضی اور حکمرانی کا طریقہ بجز اس راہ

کے، دکیی راہ مین دریافت نہین ہو سکتا مذہب قومون کو برابر جانتا ہے اور انکی عدالت
کاملہ اور حکمت بالغہ سے مساوی حصہ دیتا ہی انبیا اور ہادیون کی شریعت انہین اصول کے
تابع تہی اور انکا انصاف بغیر امتیاز ہوتا تہا انکا کام گویا خدا کا کام سمجہا جاتا تہا اونکی
امتون اور انکے طریق پر چلنے والون کو انہین باتون کی ہدایت ہوئی پس جبتک عیسائی
اور یہودیون نے مذہبی قوانین کے لحاظ سے حکومت کی تو انکے انصاف مین مساوات
تہی اور یہہ خدا کی مرضی کے مطابق تہا یہہ مذہبی انصاف تہا ورنہ یہین یہودی عیسائی
کسی قسم کی تمیز قوم وملت مین نہین کرسکتے تہے مذہبی کارروائی اسیطرح جاری تہی جیسے کہ
مسلمانون نے اپنے نبی کی ہدایت کے بموجب اتبک جاری رکہی ہے اگر عیسائی قومین اب
اپنی حکومتون کو مذہبی حکومتین بنالین تو انکے قانونی ماخذ کا منتہا انجیل اور توریت ہوگا
اور اسوقت غیر ممکن ہے کہ ایک عیسائی عام اس سے کہ وہ بادشاہ ہو یا ملازم عہدہ دار اپنے
اور غیر قوم کے درمیان دادرسی مین فرق کرے کسواسطیکہ نہ تو توریت سے اس تفریق
کی ہدایت ہی اور نہ انجیل مین کہین اشارہ ہی اور اگر مسلمان تفریق کیے یا کرین تو انکی
نسبت بہی کہا جائیگا کہ انہون نے خلاف کیا اور کر رہے ہین کیونکہ نہ انکے نبی نے یہ طریقہ
بتایا اور نہ انکا قرآن اسپر ناطق ہے افسوس کہ یورپ کی عیسائی قومون نے قومی حقوق
اور مراعات کو اس درجہ پر پہونچا دیا کہ خدا کا حکومتی انصاف بالکل جاتا رہا اور قومی انصاف
رہگیا یہہ ایک حکم خدا کی طرف سے بلا تصنع تہا مگر شرع سے نکلکر جبسے قومی گورنمنٹون مین
آیا ہے عجیب کشمکش مین مبتلا ہوگیا ہے یہہ شرعی اور الہامی لفظ ہی اور اسکا مقتضا یہی
مساوات ہو کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ یہہ قومی قوانین مین کیونکر آسکتا ہے اور کس اصل سے
ایک قوم دعوی کرسکتی ہے کہ اسکے انصاف مین بمقابلہ اور قومون کے رعایت کیجائے اگر

عیسائی شرعی طور پر انصاف کرنا نہیں چاہتے تو وہ اور اونکی گورنمنٹ خدا کی مرضی کے خلاف کرتی ہے اور منصف نہیں ہے۔

انگلستان نے بھی اقوام کے حقوق مین بڑی توسیع کردی یہانتک کہ اب کثرت سے اشخاص ہین کہ وہ بادشاہ اور وزیرون اور اپنے افسر اعلی اور ممالک مفتوحہ کی کچھہ قدر و منزلت نہین کرتے نہ خود انصاف کرتے ہین اور نہ انصاف کرنیوالون کے شریک ہوتے ہین۔ ہندوستان کی سلطنت کیسی زرخیز انگلستان کے قبضہ قدرت مین ہے انگلستان اوسکی قدر کرتا ہے اور اپنے تاج کا چمکتا ہوا ہیرا سمجھتا ہے مگر قوم کی حالت کیسی افسوس کے قابل ہے کہ وہ اس ملک کے باشندون کا اپنے مقابلہ مین انصاف کرنا نہین چاہتی اور ایسی باتین کرتی ہے جو سمجھہ مین نہین آتی ہین جس سلطنت سے انگلش قوم کی اعلے قدر مرتبہ پرورش ہوتی ہے اور تمام عالم مین اوسکی شہرت ہے اور جس ملک سے انگلستان کا درجہ اور مرتبہ دنیا کی بڑی بڑی دولتون کے دربارون مین نہایت عظمت وشوکت سے قائم ہے اوسکا بادشاہ کیون قوم کا تابع ہے اور کیون اوسکی نظرون مین حاکم او محکوم اور گورہ اور کالا برابر نہین ہندوستان مین چھوٹے سے بڑا اور غریب سے امیر تک انگریزی حکام کا اس امر مین شکور ہے کہ وہ ہندوستانیون کے باہمی قضایا کو نہایت بیدار مغزی اور عالی دماغی سے فیصلہ کرتے ہین اور کسی کی رعایت نہین کرتے لیکن جب ایک فریق انگریز اور دوسرا نیٹو ہوتا ہے تو اسطرح کے کل مقدمون مین بروقت انفصال مشکلات پیدا ہوتی ہین۔ یہہ شکایت مدت دراز سے ہم ہندوستانیون کو تھی اور ان واقعات کو سنتے سنتے کلیجہ پک گیا تھا اور ایک عداوت اور خصومت بڑھتی جاتی تھی اور جب اونکے شور وغل کی سماعت نہین ہوتی تھی تو وہ سرکار کے انصاف پر بھی شبہہ کرتے تھے ہم یہ نہین کہتے کہ سب سے ایسی ہی افعال ناشائستہ ظہور پذیر ہوتے ہین

نہین کیا چند ہی آدمیون نے مگر اُنکی جرأت اور متواتر رعایت سے تاج کا انصاف بدنام
ہوا بہت سے جلیل القدر عہدہ داران ظلمون اور بےعنوانیون سے خوش نہ تہے لیکن وہ کچھہ
نہ کہہ سکے بوجہ اسکے کہ قومی تنازعون کو ترقی ہوگی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ سب شورش کے خوف سے
انصاف نہ کرسکے چند وائسرایون کی نیت مین تہا کہ کالے اور گورے کا امتیاز دور کرین لیکن اُنکا
یہہ خیال دلکا دل ہی مین رہا اور جلد یہہ خوف ایسا محیط اور غالب تہا کہ زبان اور
ذہن سے قیصرہ ہند بجائے اسکے کہ خود ہی اس انصاف کو کرتے اور کرتے اُنہون نے ہم لوگونکی
وادیلا کی سماعت پر خیال نہین کیا اور جو کسیقدر کیا وہ خفیف تہا اور قوی سے فعل مین
نہین آیا سمجہا گیا کہ ہندوستانیون کی انشا پردازی اور ریشہ دوانی کا نتیجہ ہوا اور
آئندہ اور یہہ ہوگا کہ لارڈ لٹن نے ڈرتے ڈرتے فلر کے مقدمہ مین مسٹر جان اسٹرچی پر چشم نمائی کی
اور ہائیکورٹ الہ آباد کے یکطرفہ رعایتی فیصلہ مین مداخلت کی اُسوقت یوروپین نے بڑا
شور اس خفیف مداخلت پر کیا اور ممبران ہائیکورٹ نے باتفاق جناب ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کو
اجلاس مین ایک عرضداشت روانہ کی کہ ہند کا وائسرائے شاہی عدالتون کے اقتدارات مین
دخل دینے کا مجاز نہین سکریٹری اوف اسٹیٹ نے جواب دیا کہ وائسرائے کو قدرت حاصل
ہے کہ وہ معاملات عدالت مین بہی موقع مناسب پر مداخلت کرے اُسوقت بالعموم اور ممبران
ہائیکورٹ کا بالخصوص جوش ٹہنڈا ہوگیا اور سب ساکت ہوکر رہگئے اس کل معاملہ کے
کاغذات اُس زمانہ کے گزٹ آف انڈیا مین درج ہین دیکہنے والا دیکہہ سکتا ہے - ہم تو
انگلش کے آنے کے بعد ایک زمانہ تک بالکل قومی کوچے سے نابلد تہے ہمکو معلوم نہ تہا کہ قوم
کی کیا صفت ہے اور قومی حقوق کیسے ہوتے ہین اور جمہوری سلطنتون کے کیا معنی
ہین اور یہہ بہی ہمارے ذہن مین نہ تہا کہ قومی انصاف اور رنگ کا ہوتا ہے اُسکی تعریف

یہہ ہے کہ فاتح قوم دوسرون کا انصاف کرے گی اور اُسکو اپنے لوگون کے انصاف کی ضرورت نہین یہہ سب باتین رفتہ رفتہ ہمکو فاتح قوم سے دریافت ہوئین اور ہوتی جاتی ہین اور اب ہم ہی چاہتے ہین کہ قومی اتفاق کرین یعنی ایک دوسرے کا ہمدرد ہو اور اُسکے فائدے اور نقصان کو اپنا فائدہ اور نقصان سمجھے اور اگر ایک شخص کے نفس پہ کوئی جبر کرے تو ہندوستانیون کا یہ کام ہو کہ تہذیب اور شائستگی کے ساتھ اپنے حکام سے فریاد کرین اور مجرم کو سزا دلائین کہ آیندہ محفوظ رہین - یہہ کوشش اور یہہ خیال صرف اسواسطے ہوا کہ حاکم وقت سے ہندوستانی اپنے حقوق از دست رفتہ کا لیاقت سے مطالبہ کرین اور رنگت کی امتیاز کو دور کرائین جسمین ہر سے برابر بحث و مباحثہ جاری ہے اور اخبارون کے کالم کے کالم سیاہ پڑے ہین لیکن تفرقہ قومی معدوم نہو سکا اگر گورنمنٹ ملکہ معظمہ اس فرق کو جائز رکہتی تو قوم کو مناسب تہا کہ وہ اعتراض کرتی اور انصاف کراتی اور اگر قوم ان ظلمون کو روا رکہتی تو گورنمنٹ کو لازم تہا کہ وہ قوم کو ان خیالات سے باز رکہتی الغرض اول ہی اسکا فیصلہ کر دینا تہا پہر کوئی نہ کچہہ کہہ سکتا اور نہ کچہہ کر سکتا اور اب کیا پوچہنا عجیب غریب خیالات ہین -

ہم کیونکر تسلیم کرین کہ امتیاز کے ساتہہ ہمارا انصاف نہین ہوا جب ہم مویشی تہے اور کچہہ کہہ سن نہ سکتے تہے تو کیا انگلستان پر فرض نہ تہا کہ وہ بغیر ہمارے کہے اپنی معدلت کے اصول کی نگرانی کرتا جہنے تو ہندوؤن اور مسلمانون کے بلا امتیازی انصاف کو ثابت کیا ہے اُنہون نے یہہ نہین کیا کہ رعایا مستعد ترا ور بار بار کہے تو انصاف کا ارادہ کیا جاے اُنکے بار پہلے سے اسکے اصول مرتب تہے اور اُنہی سے بغیر رعایت اُنہون نے کام لیا بخلاف اُنکے دیکہے کہ جب ہم نیم وحشی تہے تو اُنکے نزدیک ہمارے کسی فعل کی وقعت نہ تہی ہم اُنپر الزام

لگاتے تھے وہ کہتے تھے کہ جہالت اور ناواقفیت سے بہتان قایم کرتے ہین اور جب ہم نے
انگریزی تعلیم مین ترقی کی اور ہماری انشا پردازی کو قوت ہوئی تو کہا گیا کہ مغویانہ اور
فتنہ انگیز مضامین ہندوستانی اخبارون مین شتہر ہوتے ہین اور جب ہمنے اپنی اصلاح
کرلی اور مہذبانہ طریقہ سے اپنے ملکی اور قومی حقوق کا مطالبہ شروع کیا اور لارڈ رپن نے
نشتر ایلبرٹ بل سے قومی رگ کی فصد لینا چاہی کہ مادہ فاسد کا اخراج ہوجائے اور جملہ
اخلاط کو ایک طور کا اعتدال حاصل ہو تو صدا آئی کہ یہ حق ہمارا ہے اور ہمین ہم کسی کو شریک
ہونے دینگے تعجب ہی کہ انصاف کی کارروائیون مین قومی حق بیان کیا جاتا ہے اور
انصاف کوئی ترکہ موروثی نہین ہو سکتا انگریزی قوم کے ہم اس دعوی کو بشکوری قبول
کرتے ہین کہ اُسنے ہندوستان مین ہماری آرام و آسایش اور امن و امان کے مختلف
ذریعون کا سلسلہ اپنی اعلے محنت اور روشن دماغی سے قایم کیا جو ہمکو کسی اور زمانہ مین نصیب
نہ تھا اور ہمارے باہمی جھگڑون کے تصفیہ کے لیے بہت سے وسایل نہایت صفائی اور تیز
اور تہذیب سے جاری کیئے یہہ احسان عظیم اُسکا ہم ہندوستانیون پر ہے اور حقیقت مین انگلستان
نے جو بہر وسہ قومی کیا اور اپنی لائق قوم کو امتیازی حقوق ہر صیغہ مین عطا کیئے تو قوم نے
بھی لیاقت اور دیانت اور جفاکشی اور وفاداری ست اپنے بادشاہ کا حق ادا کیا اور وہ کام
کیئے کہ جس سے انگلستان کی ناموری ہوئی یہہ حقوق قومی ہین اور اسکے جلدوین اونکے
شہنشاہ نے عطا یا کبری کی اُنکی عزت افزائی فرمائی انگلستان کی حکومت مین جو حق شاہ کا
قوم پر اور قوم کا شاہ پر باہمی تعلقات سے تسلیم کر لیا گیا ہے وہ گویا انگریزون کا مستقل ٹھریہ
اور بیش بہا بضاعت ہی اُسپر وہ جو چاہین بحث کرین ہم ہی اگر دیکھینگے کہ اُنکا قومی شاہ
اُنکی محنتون کا پورا پورا صلہ نہین دیتا اور اُنکو اُنکے واجبی حق سے محروم رکھتا ہی تو ہمیہ

فرض ہے کہ ہم اُنکے اس استحقاق کے بحث مین شریک ہون مگر جب ہم دیکھتے ہین
کہ اُنکا کوئی حق سلب نہین ہوتا اور وہ ایک اور رنگت کے حق کو مفتوحہ ملک مین
اپنا سمجھتے ہین اور اُنکا ادعا ہی کہ یہہ قائم رہے تو وہ انصاف ہے اور انصاف کی عملی
صورتون مین اختلاف نہین ہو سکتا ہمکو اس سے اب عظیم تعلق ہوگیا ہے اور
متواتر تجربون سے معلوم ہوا ہے کہ اگر یہ امتیازی حق قائم رکہا گیا تو وہ ہمارے واسطے
ایک خونخوار آلہ ہے ان ضرورتون سے ہم انگریزون کے ساتھ اختلاف کرنے پر آمادہ
ہوئے ہم انصاف مین نہ اپنا حق سمجھتے ہین اور نہ انگریزون کا وہ تو صرف خدا کی امانت
بادشاہون کے پاس ہوتی ہے اور بادشاہ اور خدا کے فیمابین اسکی داد وستد ہے
بادشاہ خدا کا نائب ہی اور اُسکے سپرد لکہو کہا اور کروڑہا آدمیون کا جان و مال ہے
یہی امر مسلمات سے ہے اور اسی کی ہدایت دنیا کی کل قومون کو ہوئی ـ جب دیکھا جاتا
ہے کہ خدا اپنے انصاف سے اپنی قدرتی نعمتون کی تقسیم مین مختلف قومون کو برابر حصہ
دیتا ہے تو اُسکا نائب کیونکر اپنے مفوضہ منصب کے خلاف کر سکتا ہے اُسپر بھی واجب
ہے کہ وہ انصاف مین تمیز نہ کرے ـ پس اگر انگریز صحیح سمجھتے ہین کہ یہ حق اُنکا تہا او
قائم رہے تو اُنکو مناسب ہی کہ موجودہ حکومت مین تبدلات عظیم کر دین یعنی ایسی تدبیر
کرین کہ قوم کا ہر متنفس بجائے خویش خود مختار بادشاہ سمجھا جائے اُسوقت جو دل مین آئے
کرین ہم کچھ نہین کہہ سکتے مگر جبکہ اُنکا ایک شاہ ہی اور وہی شاہ ہندوستان مین
ہمارا اور اُنکا شہنشاہ ہے تو ہم کیونکر نہ کہین اور بحث نہ کرین کہ وہ ہمکو اور اپنی قوم کو
ایک نظر سے دیکھے اور بغیر رعایت قومی ہمارے انصاف کیجائے بوجہ ہندوستان کو ہمنے بنایا
نے فتح کرنے اور قبضہ کرنے مین اگر یوروپین نے جان و مال سے شرکت کی ہے

یہ تو سچ ہے ایک حق ہے تو اُسکے مقابلہ میں ہندوستانی بھی اپنا حق ظاہر کر سکتے ہیں اسمیں کلام نہیں ہو سکتا کہ جب انگریز ہند میں آئے اُس زمانہ سے اور اب تک برابر ہندوستانیوں نے جان و مال سے اُنکا ساتھہ دیا اور اُنکی کوششوں اور امداد سے انگلستان کی حکومت کو استحکام حاصل ہوا۔ اگر انگریزوں کا خون ہندوستان میں بہا ہے تو ہم لوگوں کا بھی خون انگلستان کی طرفداری اور وفاداری میں خاک میں ملا ہے انہوں نے مالی مدد بھی اپنے جہانتک ہو سکا روپیہ پیسہ سے اعانت کرتے رہے مگر افسوس کہ فرق یہی رہا کہ وہ لائق تھے خون سے انہوں نے قومی طریقہ سے صرف کیے رہے اور اُسکو ظاہر کیے گئے۔ اس سے وہی عزیز سمجھے گئے۔ انہوں نے اپنے خون کا بخوبی خون بہا لیا اور ایک پیسہ کے عوض لاکھوں روپیہ حاصل کیے۔ اور ہم جاہل تھے اور قومی اصول سے نابلد کہ ہمارے حقوق دبگئے اور بہت کم حاصل ہوئے غفلت اور جہالت میں کھوئے بیٹھنا پڑا اور اب جو لیستہ ہوشیار ہوئے تو وہ حق ہمکو ملتا نہیں اور اگر ملا بھی اور وائسرائے نے حمایت کرنے کا ارادہ کیا تو اُسکی تردید کیجاتی ہے۔ یہ البرٹ بل کیا ہے ایک خفیف سی تبدیلی ہندوستانیوں کے واسطے ہوئی ہے اسپر ہندوستان میں شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک برہمی پھیل گئی ہے۔ ہمارے کل حقوق ۱۸۵۷ء کی بغاوت سے تلف کیے جاتے ہیں اور یہ بغاوت ایک سمت میں معدودے چند لٹیروں نے کی تھی اُنکو اُنکے کیفر دار کی سزا قرار واقعی ملی۔ تمام ہندوستان نے کیا کیا جو ملزم ہو یہ صحیح بغاوت ہوا اس سے نہ ہمارے حقوق تلف ہو سکتے ہیں اور نہ ضرر پہونچ سکتا ہے کیونکہ منصف افسران گورنمنٹ انگریزی خوب جانتے ہیں کہ اسمیں سارے ہندوستان کا کچھہ قصور تھا بجائے اسکے کہ اور باشندگان ہند اپنی ملکی اور قومی لوگوں کی اعانت کرتے اُنہوں نے

انگریزی حکومت کو جان سے زیادہ عزیز خیال کیا اور اُسکے قایم رکہنے کی غرض سے ہزارون ہندوستانیون نے اپنا جان و مال تصدق کر دیا اور درمے قدمے سخنے حکومت کرتے رہے ہندوستان کے ایک حصہ مین کسقدر تاریکی چہا گئی تہی اُسکے دفعیہ مین کچھ یورپین ہی شریک نہ تہے بلکہ ہم ہی برابر شریک رہے ہین پس کوئی حق ایسا نہین ہے کہ اسکے مقابل مین ہمارے حقوق کا اتلاف لازم آئے اور انگلستان اُنکی رعایت کرتا رہے ۔

لارڈ **رپن** انصاف دوست اور خیر مجسم اور فرشتہ خصلت وائسرائے ہین اُنہون نے شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کی طرز حکومت پر عمل کیا اور جسطرح سے جہانگیر کہا کرتے تہے کہ "بادشاہی را خوشی نمی زیبد" وہی منشاء لارڈ موصوف کا ہے اُنکے حکم سے جو بل کونسل مین پیش ہے اُسکی ضرورت تہی اُسکے مقاصد اور مطالب ہی وہ احکام گورنمنٹ انگلشیہ کو ہند مین ہوگا جو صدہا برس کی تالیف قلوب اور دربار قیصری سے بہی مقصود نہ تہا ۔ وقت آگیا ہے کہ ہندوستانیون کو اُنکے ملک مین اعلے سے اعلے عہدے دیے جائین اور پچیس کروڑ آدمیون پر اس امتیاز سے جو خراب اثر پڑتا تہا وہ دور کیا جائے جو اشخاص اسکے مخالف ہین خواہ ہندوستانی ہون یا یورپین وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کے ہرگز خیرخواہ نہین ہو سکتے اور گویا انصاف مین خلل انداز ہین اُنکی یہ مخالفت مناسب نہ تہی کیونکہ افسران گورنمنٹ نے بنظر عاقبت اندیشی بہتر یہی سمجہا کہ اس زہریلے امتیاز کے معدوم کرنے پر سرگرم ہین وہ حکومت کے ذمہ دار ہین اور اُنکو لازم ہے کہ ایسے وسایل پیدا کرین کہ حکومت کو مضبوطی ہو عام یورپین تہے سپرد گورنمنٹ نہین ہے اور نہ وہ آئندہ اسکے ذمہ دار ہین اُنکی بات مانے سے لی مالی جائیگی اور اگر

وہ آمادہ ہون کہ ہم انصاف ہونے دینگے اور گورنمنٹ سمجھے کہ انکے خیالات کی تائید
مین ملک مین منازعت اور نا اتفاقی کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی جائیگی تو اُسپر کیونکر فرض
ہو سکتا ہے کہ وہ اُنکے کہنے پر عمل کرے -

اس بل اور ایسے ہی اور منصفانہ بلون کی مذمت مین لکھا ہی کہ جب وہ جاری کیے جانیکی
غرض سے ہندوستان کی قانونی کونسل مین رکھے جاتے ہین تو بعض وہین اُنکو سانپ
سمجھتے یا وبائی امراض خیال کرتے ہین اُنسے جہانتک ممکن ہوتا ہی امراض کے دفعیہ
کو کوشش کرتے ہین اور سانپ کا یا تو سر کچل ڈالتے ہین یا اُسکے بل کو اپنی تدابیر سے
بند کردیتے ہین کہ پھر اُسکا سر نکالنا مشکل ہوجاتا ہی - البرٹ بل کا بھی یہی حال ہو رہا ہی
کہ ہنوز جاری نہین ہوا مگر قبل از مرگ واویلا ہے ہندوستانی کہتے ہین کہ اگر انگریز
کے خیالات ایسے ہی ہین تو ہم اُنکے دعوی کے بموجب کیونکر مہذب ہو سکتے ہین - اُن
انگریزی اخبارون کو دیکھو جنکے مالک و اڈیٹر انگریز ہین کہ سوائے دو تین اخبارون کے
کہ وہ تو از راہ انصاف بل پر رائین دے رہے ہین باقی ہندوستان مین کُل انگریزی پیپر
اسکے خلاف ہین اور لا حاصل حجتون اور بیجا اور تراشی ہوئی دلیلون سے اپنے حق ثابت
کرتے ہین اور ہندوستانیون پر وہ عتاب ہی کہ اُن بیچارون کا نہ کوئی حق اُنکی نزدیک
ہی اور نہ اُنمین کسی طرح کی قابلیت ہی - یہ بیان کیا گیا ہی کہ جو اتحاد یورپین اور ہندوستانیون
مین ہوگیا تھا اُسکو لارڈ رپن کی گورنمنٹ نے درہم برہم کردیا - یہ بھی ایک بہتان ہی کبھی
حقیقی اتحاد نہ تھا حاکم و محکوم مین جیسا کہ بعض مصلحتون سے ملاپ ہوجاتا ہے وہ
تھا اور اُسکی کیا بساط تھی ہان لارڈ رپن جو انتظامات کرنا چاہتے ہین اگر قوم اُنکی تائید کرے
تو ہندوستانیون اور انگریزون کی یکجہتی اور یگانگت قابل اطمینان ہوسکتی ہے - اور

اگر اُنکی بہی کچہہ نہ چلی اور پُرانی حکمت عملیون مین بمقتضائے زمانہ ترمیم و صلاح نہوا
تو خوب یاد رکہنا چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً اور روز بروز معاندت اور خصومت بڑہتی جائیگی
یہ جہوٹا اور وہمی اتحاد رہے گا - لیکن سچی محبت اور دلی اُلفت جو ایک قوم کو دوسری
قوم سے ہونی چاہیئے وہ کبہی نہوگی - ہندوٗن کو تو اپنی حکومت چہوڑے ہوئے صدہا
برس گذر گئے وہ حکومت کے مزے اور لذت کو بہول گئے اور مذہبی رسم و رواج مین پہنسے
تہے اور اسی کا اُنکو خیال تہا - مسلمانون کی حکومت ابہی گئی ہے اُنکو وہ یاد رہی انہیں
وجوہ اور دیگر خفیف اسباب سے ایک زمانہ ایسا تہا کہ دونون قومین انگریزون کو بعض معاملات
مین اچہا نہین سمجہتی تہین لیکن جبکہ اُنکی طبایع مین انقلاب ہوا اور اُنکے قدیمی متعصبانہ
جذبات مغلوب کیے گئے اور مذہبی خواہشات اور خیالات مین پسندیدہ اصلاح ہوئی
اُسوقت سے اُنکا رنگ ڈہنگ اور ہو گیا اُنکو جو وہی ٹہرک تہائی گئی ہے جبکہ یورپین
چلتے ہین اور اپنے ملک اور قوم کا ویسا ہی خیال اُنکو ہوتا جاتا ہے جیسا کہ یورپین کو ہوتا
ہے پس جبکہ اُنکی طبایع یورپین کے دیکہا دیکہی منتقل ہوگئی اور ہوتی جاتی ہین اور یہ
بہی اُنکو معلوم ہوگیا کہ ہمارے فوائد کیا ہین تو فرمایئے کہ اب اُنکا برتاوٗ کیا ہوگا - تمام
ہندوستانیون کی نظر مین البرٹ بل کیطرف ہین اور چونکہ اُسمین انصاف ہی لہذا وہ بڑے
شوق و ذوق سے اُسکے اجراء کو پسند کرتے ہین اگر وہ جاری ہوا تو گورنمنٹ انگریزی نے تمام
ہندوستانیون کے دل ہاتہہ مین لیلئے اور اگر جاری نہوا تو سمجہیں کر وڑ رعایا کا دل کہٹیگا
اور کہا جائیگا کہ پیاسون کو پانی دکہا دکہا کر اور ترسا ترسا کر تکلیف دی گئی اتحاد حقیقی تو
اُسوقت ہوگا جبکہ ہندوستانیون کے انقلاب شدہ طبایع کے مطابق کارروائی عملمین آئیگی
یعنی قومی امتیاز اُٹہا دیا جائیگا اور یورپین اور نیٹیو کے حقوق مین مساوات شروع کیجائیگی

روس و انگلستان

مصنّفہ

مولوی سید محمد حسین صاحب اغلب موہانی

۱۸۸۹ء

انوری پریس لکھنؤ گولہ گنج مین چھپا

قیمت کاغذ دیسی ۸ر | قیمت کاغذ ولایتی عہ

دیباچہ

روس و انگلستان کے ملکی تصفیون کی نسبت مین ، تہامے درازسے غور کررہا ہون - مینے جہانتک اس باب مین تحقیقات کی اس سے مقصود یہ تھا کہ فرصت کے زمانہ مین انگلستان وروس کے ایشیائی و یورپی تعلقات کو ایک کتاب مین لکھون گا - اور پورا سے میری ان دونون سلطنتون کی پولٹیکل رفتار کے متعلق ہے اسکو بیان کرونگا مگر عدیم الفرصتی اس ارادہ کی مانع ہوئی -

گذشتہ جنگ افغانستان سے زمانے مین اول کتاب جو ایک ہندوستانی نے لکھی وہ "خارستان روس" تھی - مگر وہ بطور تالیف کے روسیون کی بے انتظامی کے متعلق تھی اسمین پولٹیکل معاملات کا تذکرہ نتھا - دوسری کتاب "سر ٹی مادھو راو" سابق دیوان راج بروده نے انگریزی مین تصنیف کی وہ میرے دیکھنے مین نہین آئی - مگر اسکا ریویو لندن ٹائمز مین درج ہوا تھا اُسکا خلاصہ دیکھنے مین آیا تھا - تیسری کتاب منشی محفوظ علی صاحب رئیس قصبہ کاکوری نے اردو مین لکھی اور اُسکا ترجمہ انگریزی مین بھی چھپوایا ہے - جبکہ کتب مذکورہ مشتہر ہوگئین تو احباب کی تحریک و فہمائش سے مجکو اپنی کتاب کی ترتیب و تصنیف کا موقع ملا - پس ابتک یہ چار کتابین ہندوستانیون نے تالیف و تصنیف کی ہین - ہر ایک مصنف و مولف کا منشا علیحدہ علیحدہ ہے اور اُسی کے بموجب اُنھون نے واقعات کا انضباط کیا اور انھین واقعات پر اُنکی رایون کا انحصار ہے - میری کتاب کے چار باب ہین -

باب اول - اسمین مین نے روس و انگلستان کے یورپی تعلقات کا تذکرہ کیا ہے - خاصکر سلطنت عثمانیہ سے جس غرض سے تعلقات انگریزون اور روسیون کے رہے ہین اُنکا بیان ہے جس زمانہ مین کہ عہدنامہ برلن ہوا تھا وہ دول عظام یورپ کی متفقہ کوششون کا نتیجہ تھا اور اسی مشترک حالت سے پیشین گوئی کیجاتی تھی کہ برلن کا عہدنامہ یوروپ کے دائمی امن و امان کا سرچشمہ ہے مگر پرنس الگزنڈر کی بے اعتدالی سے ایسے تبدلات یورپ کے واقعات مین ہوے کہ بلگیریا کے تصفیہ کی نسبت کوئی نہین کہہ سکتا کہ عہدنامے کے مطابق ہوگا -

انگلستان کی پالیسی پر بعض وقت حیرت ہوتی ہے - اسی کی کوشش سے عہدنامہ برلن مرتب ہوا تھا اور جب یہی اسکے خلاف کارروائی کا مؤید ہو تو دنیا کو جس قدر تعجب ہو تھوڑا ہے -

عہدنامہ برلن کا منشا بلگیریا کے متعلق یہ تھا کہ ایک شہزادہ اعلیٰ طاقتہائے یوروپ کی منظوری سے بلگیریا مین مقرر ہوا کرے - پرنس الگزنڈر کے اخراج کے بعد بلگیریا کی کونسل خودمختار ہو گئی - اس کونسل اور اسکے افعال کی تائید کسی سلطنت پر واجب نہین ہے بلکہ سراسر عہدنامہ کے خلاف ہے - حیرت ہوتی کہ انگلستان واٹلی اور اسٹریا نے کیونکر شہزادہ فرڈی نینڈ کو تسلیم کر لیا جو اس کونسل کا منتخب کیا ہوا ہے - فرانس وجرمن اور روس نے اس شہزادہ کو منظور نہین کیا اور یہ سلطنتین اپنے سفارتی تعلقات سے دست بردار ہو گئین - روس ابھی بلگیریا کے معاملے مین آخری کارروائی کرنا نہین چاہتا اگر اسکے مقاصد ملک گیری کی تکمیل بغیر خونریزی ہو گئی تو اسکو فوج کشی کی ضرورت نہین اور اگر اسکی صدا کی سماعت یوروپ مین اسکے مفید نہوئی تو عہدنامہ برلن کے خلاف بلگیریا کی نسبت روس کیجانب سے جو کارروائی ہو کم ہے -

برلن کا عہدنامہ جس زمانہ مین ہوا تھا اس زمانہ کے حالات اور واقعات پر محدود تھا - موجودہ حالتون مین شاہان یوروپ کے اقوال و افعال کی بوقلمونی سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی عہدنامہ کی وقعت نہین - معلوم ہوتا ہے کہ تمام عہدنامے قدیم زمانے کے رسم ورواج کے یادگار ہین -

پولٹیکل عہدنامجات غالب اور مغلوب اقوام کے انقلابی حالات کا نتیجہ ہین - کچھ اس سبب سے عہدنامون کی تسلیم اور اثر عمل نہین ہوتا کہ وہ وحی آسمانی ہین - فرانس نے ایک زمانہ مین پروشیا کو زیر کیا تھا - پروشیا نے بطور زیردست کے اس سے بعالم مجبوری عہدنامہ کیا تھا - جبکہ پروشیا کو موقع ملا - تو اسنے اپنے کسی گذشتہ قول و قرار کا خیال نہ کیا فوراً فرانس سے جنگ چھیڑ دی - فرانس مغلوب ہو گیا اور اسکو عہدنامے کے وہ شرائط قبول کرنا پڑین جو اسکے اقتدار کے بالکل خلاف تھین - فرانس وقت کا منتظر ہے - جب وہ وقت آجائیگا وہ بھی کسی عہد وپیمان کا خیال نکرے گا - ہندوستان مین انگریزی کمپنی کے عہدنامجات کا طویل سلسلہ ہے - کمپنی نے وقتاً فوقتاً ہندوستانی ریاستون سے عہدنامے کیے ہین ان سے کمپنی کا آغاز و انجام بخوبی دریافت ہوتا ہے کہ کمپنی کا ایک زمانہ تو ملکی کاروبار کے شروع کرنے کا تھا اسوقت کے عہدنامون مین کوئی بڑا امتیاز جلال وجبروت ثابت نہین ہوتا - کمپنی نے وہ ابتدائی عہدنامے اپنی حالتون کے مطابق کیے تھے جس قدر اقتدار انگریزون کا بڑھتا گیا اسی حیثیت سے عہدنامون کی ترمیم و اصلاح ہوتی رہی - یہانتک کہ ان عہدنامون نے غالب ومغلوب

مین کامل امتیاز پیدا کر دیا - غرضکہ عہدنامون کی بساط اگر کچھ ہے تو اسی قدر ہے کہ وہ حالات اور واقعات کے متعلق ہوتے ہین جب انہین تغیرات و تبدلات واقع ہونگے اور جدید وسائل اور واقعات کا اظہار و صدور ہو گا تو نہیں ممکن ہے کہ معاہدات قائم رہین - عہدنامون کا اثر ہنگامی تصور کرنا چاہیے انکو کسی قسم کی دوامی قوت اور وقعت حاصل نہین ہو سکتی -

وہ عہد جو خدا اور اسکے رسولون کے درمیان ہو گیا ہے اگرچہ تبدیل نہین ہوتا مگر اسکے عملی جلوہ کا ظہور حالات کے مطابق ضرور ہوا کیا ہے - خدا او موسیٰ سے عہد ہوا تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم و تعدیات سے نجات دینا چاہیے موسیٰ نے اس عہد کو نہایت وفاداری سے پورا کیا اور خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ بھی پورا ہو گیا صرف فرعون کے اعمال و افعال پر خدا کے رحم و قہر کا سلسلہ محدود تھا اگر فرعون اول ہی مرتبہ حضرت موسیٰ کی الہامی فہمائش کو تسلیم کر لیتا اور بنی اسرائیل کو حکم رہائی دیتا تو فرعون اور اسکا ملک خدا کے قہر سے محفوظ رہ سکتا تھا اور معاہدہ کی عملی صورت جس شخص کی نسبت تھی وہ بھی پوری ہو جاتی مگر اسنے باوجود مشاہدہ تجلیات یزدانی اور عجائب قدرت رحمانی کے معاملات میں وہ الجھاو پیدا کیا کہ اسکے تغیر حالات کے متعلق خدا کے احکام رہے - یہانتک کہ فرعون مع لشکر دریائے نیل میں غرق ہو گیا - مقصد یہ ہے کہ جو عہد خدا نے حضرت موسیٰ سے کیا اس عہد کو موسیٰ نے اطاعت و فرمانبرداری سے پورا کیا مگر فرعون جس سے کہ اس عہد کا تعلق تھا اسکے تغیر اعمال سے اس الہامی معاہدہ کے عملی اثر میں بھی ایک قسم کا تغیر لازمی سمجھا جا سکتا ہے -

ہمارے پیغمبر کا ایک معاہدہ حدیبیہ ہے کہ کعبہ کسی کی ملکیت نہ تھا - حج ہر عرب کر سکتا تھا مگر حضرت محمد مصطفٰے نے کہ آپ کے آبا و اجداد پشتہا پشت تک متولی اس بنا پاک کے رہے تھے - جب چھٹے برس ہجرت کے ارادہ حج کا کیا تو باوجود اس امر کے کہ آپ نے صنادید قریش کو اول اطلاع دی کہ اگر قریشی مکے میں آنے سے مجھکو منع نکرینگے تو متولی ہر قبیلہ کے انکی خواہش کے موجب عطا کیے جائینگے - مقصد ان کلمات الہامی کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین بطور حاجی کے واسطے ادائے فرض حج کے آتا ہون کسی کی اراضی اور جائداد لینے کو نہین آتا - قریش ان کلمات کی صداقت کو نہ سمجھے اور ایک معاہدہ پیغمبر سے کیا جو قریشیون کے مفید تھا اور پیغمبر اور اہل اسلام کے مضر تھا - معاہدہ یہ تھا -

" بعد اسکے جو اشخاص کہ اسلام کیجانب سے بجانب قریش ہجرت کرینگے قریش کو اختیار ہے کہ اُن کو اہل اسلام کے سپرد نہ کرین اور جو اشخاص کہ قریش سے اسلام کے سایہ مین پناہ گزین ہونگے اہل اسلام کو چاہیے کہ انکو قریشیون کے سپرد کرین -

اہل اسلام آئندہ سال تمام ہتھیار رکھ کر تنہا ایک تلوار لے کر واسطے زیارت مکہ کے آئین۔

اس معاہدے پر کسی قدر بحث کے بعد طرفین کے دستخط ہو گئے۔

یہ معاہدہ ایک رحیم و کریم رسول سے ہوا تھا۔ اول سختی قریش کیجانب سے ہوئی کہ قریش کی سفارت نے محمد رسول اللہ جائز نرکھا صرف محمد بن عبداللہ لکھوایا۔ دوسرے معاہدے کی شرائط کل قریشیون کے حقوق کے موید ہین۔ اہل اسلام کے مفید کوئی شرط نہین ہے۔ اس معاہدہ کا نقض قریش پر ضرور نتھا بلکہ اہل اسلام پر ضرور تھا مگر اہل اسلام نے اس معاہدہ پر عمل کیا آخر قریش ہی نے خذاعہ کے قضیہ مین عہد شکنی کی۔ اور یہی نقض عہد جناب رسالت مآب کی مکہ مین تشریف بری کا ذریعہ ہوا۔ اسپر بھی مکہ مین آنحضرت نے قریشیون کے حقوق قائم رکھے اور ہمارے پیغمبر کیجانب سے معاہدہ قائم رہا۔ مگر قریشیون نے جب معاہدہ شکست کیا اور اُنکے نقض معاہدے سے حالات بدل گئے تو پھر کوئی وجہ نتھی کہ اہل اسلام اُن حقوق کو حاصل نکرتے جو اُس معاہدے سے اُنکو حاصل تھے۔ جن اصحاب نے پیغمبر کے معاہدہ کے اسرار کو سمجھ لیا تھا اُنھون نے اس معاہدہ کو بسر وچشم تسلیم کر لیا اور اُن اصحاب کو سمجھا دیا تھا جو اسکے خلاف سرگوشیان کرتے تھے اُنکی اس مبارک سمجھ کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اُس معاہدہ کا انجام چند دنون کے بعد بخیر وخوبی ہوا۔ یعنے جس فریق کے حقوق اس عہدنامے سے سلب ہو چکے تھے اُسی کی جانب سے نقض عہد نہین ہوا۔ مگر جس فریق کے حقوق کو کوئی صدمہ نہین پہنچا تھا اُسنے عہد شکنی کی جب عہد کے خلاف قریش نے خذاعہ کے ساتھہ برتاؤ کیا تو اُنکی اس حرکت سے اہل اسلام کو اپنے حقوق کے حاصل کرنے کا موقع ملا۔ پس اگر بنظر غور دیکھا جاے تو دنیا مین انبیا اور رسولون کی ایک ایسی پاک اور نورانی سرشت جماعت گذری ہے کہ اُسنے اپنے معاہدات قائم رکھے اور اُنپر عمل کیا مگر جب دوسرون نے عہد شکنی کی اور اُنکے کردار وگفتار سے حالات دگرگون ہوے تو خدا اور اُسکے رسولون نے بھی تبدل شدہ حالات کے مطابق برتاؤ کیا ہے مگر شاہون کی سوسائٹی خصوصًا موجودہ زمانے کے یورپ مین شاہ اور شہنشاہ اور اُنکے وزرا عقل وحکمت کی ترقیون کے زمانہ مین ہین۔ اُنکے اور اس پاک جماعت کے افعال مین اسی قدر فرق ہے۔ وہ اپنی جانب سے عہد شکنی نہین کرتے تھے یہ بادشاہ اور شہنشاہ خود بھی بغیر کسی کی چھیڑ بھاڑ کے عہد کے خلاف کارروائی کرتے ہین۔ اور جب دوسرے زبردست فریق نے چھیڑ کی تو پھر کیا تھا اُسکے تغیر پذیر افعال کے مطابق کارروائی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین۔

یہ وقعت اور حالت عہدنامون کی ہے۔ ہماری راے ہے کہ کوئی عہدنامہ قائم نہین رہسکتا ضرور

کسی نہ کسی زمانے مین آسکے خلاف کارروائیان ہونگی۔

واقعات ملکی زمانہ حال مین ایسے بدلتے رہتے ہین کہ مصنفون کو نہایت دقت ہوتی ہے۔

میری کتاب کے اول باب مین معاملات بلگیریا کا تذکرہ ہے۔ شہزادہ منگریلیا کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ جب مین کتاب لکھ رہا تھا تو اس زمانے مین روس نے اسی شہزادے کی تحریک کی تھی اور سلطان نے اس تحریک کو قبول کرلیا تھا اب اسقدر تبدیلی ہوگئی ہے کہ روس نے کسی شہزادے کی تحریک نہین کی بلکہ باتفاق سلطان وہ اپنا ایک جنرل بلگیریا مین روانہ کرنا چاہتا ہے۔ الغرض روس بلگیریا پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چونکہ سلطان روسی مقاصد کی تائید کرتے ہین لہذا اسکا اقتدار بلگیریا مین ضرور بڑھجائے گا۔

مصر کی حالت بدستور ہے۔ سلطنت عثمانیہ اور انگلستان کے درمیان عہدنامہ کا ایک مسودہ مرتب ہوا تھا مگر فرانس وروس نے سلطان کو منع کیا کہ اگر آپ اسپر دستخط کرینگے تو فوراً اشتہار جنگ مشتہر ہوگا۔ سلطان نے اسپر دستخط نہ کیے اور انگلستان کو اپنی کوششون مین ناکامی ہوئی۔ مصر اور نہر سوئز کا تصفیہ ایک سلطنت نہین کرسکتی تاوقتیکہ جرمن و فرانس وروس وغیرہ کی رضامندی نہو

باب دوم مین بلحاظ واقعات تبدلات نہین ہوے مگر جب ایوبخان ایران سے مفرور ہوگیا تھا جسکا ذکر باب سوم کے متعلق سمجھنا چاہیے تو یہ خیال ہوسکتا تھا کہ ایوب خان افغانستان مین آٹھہ ہزار روپیہ ماہوار جو برٹش گورنمنٹ اسکو دیتی تھی ترک کرکے نہین آیا کہ افغانستان مین امیر عبدالرحمنخان کے مقاصد کے مطابق کارروائی کرے گا بلکہ اسواسطے آیا کہ افاغنہ کی جمعیت اپنے ساتھہ لیکر امیر کے خلاف کوشش کرے۔ ایوبخان روس کے سایہ مین نہین گیا اسکو تنہا کامیابی کی امید تھی اس سبب سے براہ راست اسکا افغانستان مین آنا بیان کیا جاتا تھا وہ ضرور تخت کابل کے واسطے کوشش کرے گا قوم غلزئی جسنے ایک مدت سے غدر کر رکھا ہے وہ ایوبخان کو اپنا پیشوا اقرار دیگی اسحالت مین بجز اسکے اور کیا پیشین گوئی ہوسکتی ہے کہ امیر عبدالرحمنخان کی حکومت کا قیام نہایت دشوار ہے۔ قوم غلزئی کو افغانستان مین ایک تاریخی مرتبہ اور اعزاز حاصل رہا ہے۔

ملکم صاحب اپنی تاریخ فارس کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ "قوم غلزئی کے حالات سے ہمکو یہ معلوم ہے کہ انھون نے ایکبار سلطان محمود کے مال و اسباب کے ایک حصہ کے لوٹنے کا قصد کیا تھا مگر وہ بالکل غارت و برباد کردی گئی۔ تیمور کے عہد کی تاریخ مین انکا ذکر کیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے پھر کسی قدر قوت حاصل کرلی اور جب شاہ سلطان حسین صفوی تخت نشین ہوا تو اس زمانہ مین افغانستان

کے مغربی افغانون مین نہایت رعب داب کے حاکم تھے خیمون مین رہا کرتے تھے اور اُنکی چراگاہین قندہار کے نواح مین واقع تھین، صوبۂ قندہار کی بابت ایران او رہندوستان کے مسلمان بادشاہون مین جھگڑا رہا کرتا تھا۔ جس بادشاہ کیجانب یہ قوم ہوتی تھی اُسی کا اقتدار قندھار مین مسلم تھا اشرف و محمود اسی قوم کے سردار تھے جنھون نے اپنی قوم کی امداد سے فارس کو تہ و بالا کر دیا تھا پس اگر افغانستان مین ایک حقیر قوم غدر کرلی تو اسپر کسی کو خیال نہوتا۔ غلزئی کی بغاوت اگر قائم رہی اور ایوبخان نے اُنکی سرپرستی کی تو افغانستان مین ایسا عظیم غدر ہوگا کہ اُسکا دفعیہ تنہا موجودہ امیر سے دشوار معلوم ہوتا ہے۔

برٹش گورنمنٹ کو ایوبخان کی موجودگی افغانستان سے یہ اندیشہ تھا کہ اگر اُس سردار نے امیر عبدالرحمنخان پر فتح پائی تو افغانستان کے برٹش تعلقات کے واسطے گویا بد زمانہ شروع ہوگا جبکہ افغانستان مین امارت کے لیے باہمی جنگ و جدل ہوتی تھی تو لارڈ لارنس کی پالسی تھی کہ لڑنے والے سردارون مین جس سردار کو غلبہ حاصل ہوگا اُسی کی امارت گورنمنٹ انگریزی تسلیم کریگی۔ مگر یہ پالیسی اُس زمانہ مین اختیار کی گئی تھی جبکہ روس افغانستان سے بہت دور تھا اب اگر ایوبخان کامیاب ہوا یا امیر عبدالرحمنخان کا انتقال ہوا اور دوسرا سردار امیر بنگیا تو اُسکے تعلقات نہین معلوم برٹش گورنمنٹ سے کس طریق پر ہون۔ افغانستان دو عظیم الشان حکومتون کے درمیان ہوگیا ہے اور آئندہ اسکی انقلابی حالتون کا یہ نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان و روس دونون تبدل شدہ حالات اور واقعات کے بموجب کارروائی کرین اس صورت مین وہ پیمایشی سرحدی معاہدہ جو ۱۸۸۵ء اور حال مین مابین روس و انگلستان ہوا ہے قائم نہین رہ سکتا ضرور ہے کہ انگلستان و روس اپنی اپنی عملداری کے قریب افغانی مقامات پر قابض ہون یا دونون سلطنتون کے اتفاق سے افغانستان کی نسبت امارت قرار پائے۔ مگر ایوبخان کے دوبارہ قید ہونے سے وہ تشویشات جاتی رہین جو ایوبخان کی ذات خاص کی نسبت تھین روس و انگلستان سے کوئی معاہدہ سرحدی اس قسم کا نہین ہوا ہے کہ روس نے جس قدر ملک پایا ہے اُسکے عوض مین آئندہ پیشقدمی نکرے گا ۱۸۸۵ء مین ولایت کے اخبارون نے چرچا کیا تھا کہ انگلستان روس کو پنجدیہ وغیرہ مقامات اس شرط پر دیدینا قبول کرتا ہے کہ وہ اقرار کرے کہ آئندہ پیشقدمی نکریگا۔ یہ پالیسی حافظ کے اس شعر کے مطابق اختیار کیجاتی تھی۔[1]

لہ مگر خوش اقبالی گورنمنٹ کہ ایوبخان نے جلد تر اطاعت قبول کی اور اُنکا قیام ہندوستان مین قرار پایا جس سے یہ مشکل مطلع صاف ہوگیا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را ÷ بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

مگر روس نے اس شرط کو تسلیم نہ کیا اور بغیر تسلیم اس شرط کے اسکو کامیابی ہو سکتی - اگر انگریزی گورنمنٹ روس کو یہ شرط قبول کرا دیتی تو افغانستان اور ہندوستان دونون کے واسطے مفید تھا -

امیر افغانستان اس پالیسی کی نسبت اس کہنے کا بھی حق نہین رکھتے تھے جیسا کہ اس ترکستانی بادشاہ نے حافظ کو بلوا کر ان سے کہا تھا کہ آپ نے میرے وسیع ملک کو گھر بیٹھے اپنے معشوق کے خال سے بدلنا چاہا - آپ کے اس معاہدہ کی بھی عجیب و غریب فرضی ترتیب تھی حافظ نے جواب دیا کہ اگر مین ایسا نکرتا تو میرا یہ حال کیون ہو جاتا میری راے مین اگر انھین اس شرط کو تسلیم کر لینا تو حافظ نے اس بادشاہ کا کیا اطمینان کیا تھا - انگریزی گورنمنٹ ان سے بڑھکر امیر کابل کا اطمینان کر سکتی تھی جب کچھ نہوا بلکہ برعکس اسکے سراسر رکھا کے مفید کارروائی ہوتی تو ان انگریزی اخبارون کو سمجھانا دشوار ہو گیا جنھون نے اعتراضات کیے تھے کہ انگریزی کمیشن اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ امیر کابل کے ملک کی محافظت ہو نہ کہ امیر کے ملک کا ایک حصہ روس کو دیدیا جاے کیونکر گورنمنٹ امیر کابل کا اطمینان کر سکتی ہے -

روس نے افغانی عملداری سے ایک حصہ حاصل کر لیا اور جو تصفیہ سرحد کے متعلق دونون گورنمنٹون کے درمیان ہوا وہ افغانستان کی آئندہ حالت پر منحصر ہے ۱۸۸۵ء سے گورنمنٹ کو روسی رفتار سے اندیشہ ہو گیا ہے اور غلزیون کا غدر باعث تشویش ہوا ہے لہذا گورنمنٹ ہند نے اس اندیشہ و تشویش سے سرحدی استحکام کی غرض سے کروڑہا روپیہ صرف کیے ہین اور گورنمنٹ اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ آئندہ جو طوفان پیدا ہوگا اسکے دفع کرنے اور اپنے مقاصد ملکی کی تکمیل کی غرض سے اول ہی سے آمادہ ہو رہنا چاہیے -

باب چہارم مین دلیپ سنگہ کا تذکرہ نہین ہوا تھا کیونکہ وہ فرانس مین تھا اب مہاراجہ دلیپ سنگہ برٹش کے تمام احسانات فراموش کر کے روس پہنچے ہین - انکے علاوہ سید جمال الدین بھی روس گئے ہین اور برٹش کے خلاف وہان کے اخبارون مین مضامین مشتہر کر رہے ہین - جمال الدین کو مین نے حیدرآباد مین دیکھا تھا انکے مضامین مدت تک (معلم) نامے ایک رسالہ مین طبع ہوا کیے ہین -

جمال الدین کے علم و فضل مین شک نہین مگر برٹش گورنمنٹ سے انکی مخالفت کا سبب بظاہر کوئی نہین ہے دلیپ سنگہ کا تو ہندوستان سے تعلق رہا ہے انکی بیجا شکایت اور مخالفت کے وجوہ تو ظاہر ہین -

جمال الدین کو انگلستان کیجانب سے کیا صدمہ پہنچا ہے کہ اسکے مخالف ہو رہے ہین - انگلستان کو کچھ خوف ان مولویون کی مخالفانہ کوششون سے نہین ہے -

جمال الدین نے ایک مضمون روسی اخبار مین مشتہر کیا ہے کہ روس کی عملداری مین جہانتک کہ مسلمان

آباد ہین اُنکی زندگی نہایت آرام و آسایش سے بسر ہوتی ہے بخلاف اسکے انگریزی علداری مین انکو ہمیشہ
یہ خیال رہتے ہین کہ ابتک فیصلہ جیسا چاہئیے نہین کر سکتے - ہماری رائے یہ ہے کہ فرانس و روس و انگلستان
کے مقبوضات ایشیا مین ہین - فرانس کا اقتدار ایشیا مین بمقابلہ روس و انگلستان کم ہے مگر حد حال مین
روس نے پیشقدمی کر کے وسط ایشیا مین فتوحات حاصل کی ہین - علی ہذا القیاس انگلستان کی حکومت کو
ہندوستان مین خداداد ترقی ہوئی ہے -

روس نے اب تمام توران اور ایک حصہ خراسان کا اپنے قبضے مین کر لیا ہے - جو قومین اُن ممالک مین آباد ہین
اُنکی نسبت شہنشاہ تیمور نے اپنے فرامین مین ذکر کیا ہے - مینے تیمور کے فرمان ایک قلمی کتاب مین دیکھے ایک فرمان
مین خراسانیون کی جفاکشی اور ہمت اور اُنکی وفاداری کی تعریف ہے دوسرا فرمان جو باشندگان سرزمین
توران کی بابت ہے اُسمین شہنشاہ تیمور تورانیون کی شکایت کرتے ہین کہ باشندگان توران سے جو
نیک ہین وہ نہایت درجہ کے نیک ہین بہت جلد پشیمان ہو جاتے ہین - انجام بین نہین ہوتے - اُنکے دل مین جو کچھ
آیا فوراً ظاہر کر دیا راستی کو دروغ سے مخلوط کرتے ہین بہت جلد نقض عہد کرتے ہین - [illegible]
ایک مجمع کثیر نے مجھ سے شرط کی اور اقرار کیا کہ تمام اوزبک کے نسبت وفاداری کرنے مین ہم سب آپ کے [illegible]
ہین مینے انپر اعتماد کیا جس وقت مینے چاہا کہ خواجہ الیاس پر فوج کشی کرون مجھسے نقض عہد کر کے خواجہ الیاس سے
جا ملے اور جب مینے خواجہ الیاس پر فتح پائی تو اُسکو چھوڑ کر پھر میرے پاس آگئے - چونکہ مین [illegible] عادات
و اطوار سے واقف ہو گیا تھا لہذا اُنکے [illegible] گفتار پر اعتماد نکیا آج دوست ہین اور کل دشمن - اُنکی خصلت
اور عادت کے موافق انتظامی اصول کی ترتیب دینا چاہیے "-

لہ تیمور تاتار کے ایک امیر خاندان سے پیدا ہوا اور اُسکے خاندان کا ایک شخص چنگیز خان کے لڑکے کا وزیر ہوا - اُسکا باپ ایک [illegible]
کا سردار تھا شہنشاہ تیمور نے ایک کتاب خود لکھی ہے جسکا نام (تزک تیموری) ہے - اس کتاب مین اُسنے اپنے حالات تحریر کیے ہین مینے
ایک نسخہ قلمی اس کتاب کا بمقام لاہور پبلک لائبریری مین دیکھا تھا - اسی کتاب سے مینے تیمور کے مختصر حالات کا ترجمہ کیا تیمور اپنے ابتدائی
تعلیم کی کیفیت لکھتے ہین جب میری عمر سات برس کی ہوئی میرے والد نے مجھکو مدرسہ مین سپرد کیا ملا علی بیگ کا تلمذ مجھکو نصیب ہوا
ملا نے عربی کے حروف ایک تختی پر لکھدیے مین [illegible] ان سے نہایت خوش ہوا اور اُنکی نقل دیکھ کر لکھا [illegible] جب میری عمر
نو برس کی ہوئی مین نے نماز پڑھنا سیکھا جب مین مدرسہ مین بیٹھتا تو صدر جگہ بیٹھتا اور خیال کرتا کہ مین سب لڑکون کا سردار ہون
ایک دن تذکرہ ہوا کہ آداب نشست مین بہت عمدہ ادب نشست کیا ہے جب مجھسے دریافت کیا گیا مینے جواب دیا کہ بہترین طریقہ
نشست کا گھٹنون کے بل [illegible] ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ نے ہدایت فرمائی کہ نماز پڑھنے کے وقت گھٹنون کے بل بیٹھنا چاہیے میرا جواب
سنکر حاضرین نے تعریف و توصیف کی لڑکپن کے وقت [illegible] کھیلتے مین سب کا سردار ہو کر ایک بلند مقام پر کھڑا ہوتا اور لڑکون
کی دو فوجین [illegible] اور باہم جنگ کا حکم دیتا اور جب ایک فوج کو شکست ہوتی مین اُسکو مدد پہنچاتا -
اسکے بعد [illegible] مین اول تجکو یہ نصیحت کرتا ہون کہ تو اپنے بزرگون کی تقلید کر اور پاک مذہب اسلام

اعتقاد رکھنا۔ اسلامی احکام کو واجب التسلیم جاننا اور آپ کے خاندان کے لوگوں اور مذہبی ہادیوں کو واجب التعظیم سمجھنا۔ سادات اور علماء اور مذہبی ہادی ہیں۔ انکا پیرو ہو اور اپنے مقاصد اور اغراض کی تکمیل کے واسطے فقرا اور اہل عرفان اور صالحین اور متقی ایماندار ان کی توسط سے دعا کرنا خدا کے احکام کو تسلیم کرنا اور اسکے بندوں پر رحم کرنا۔

اسلام کی ترقی کرنا اور اس دین کی اشاعت اور اسکی اعانت سے چشم پوشی نکرنا۔

یہ یقین کر کہ ہم سب خدا کے عبد ہیں اور اسکے حکم سے زمین کو آباد کرنے آئے ہیں انسان کے مقدر میں جو اول روز سے محفوظ کیا لکھا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ اسکو خدا کی مشیت سمجھنا چاہئے کہ ہمکو کیا کرنا ہے اور باختیار خود ترک دنیا نہیں کر سکتے اسلئے جو امر مقدر میں ہے اسپر راضی رہنا چاہئے اور جو کچھ خدا عطا کرے اسپر صابر و شاکر رہنا چاہئے۔ ہمکو مناسب ہے کہ مسکین اور مفلس بھائیوں کی اعانت کریں اور تا الوسع حق … کو فراموش نہ کریں وہ تمام اپنے ذمہ لینا چاہئے کہ ارکان اسلام صوم و صلاۃ اور حج و زکوۃ کو قوت ہو۔

اپنے عزیز و اقربا سے محبت پیش آنا اور اسیروں کو ایذا نہ دینا انپر شفقت و مہربانی کرنا خواہ ظلم سے قتل نہ کرنا لباس عدل اور دین پہننا اور بدذاتوں اور شریروں کی صحبت سے اجتناب کرنا۔ تین دن سے زیادہ کسی کو قید نہ رکھنا … اسکو کھانا کھلانا اور اپنی رعایا کے دل اپنے قابو میں رکھنا اگر وہ ایسا نکریگا تو اپنے اختیار اور سلطنت سے گر جائیگا۔ جب تیمور نے سلطان بایزید سے جنگ کی تو اس اثنا میں جو خواب اسنے دیکھا تھا اسکو مؤرخ ان الفاظ میں لکھا ہے "انکا بیان ہے جب میں نے شام پر حملہ کیا تو مصر اور قسطنطنیہ کی فوجیں شام سے جا ملیں میرے سردار ڈر گئے اور علماء پاس … انھوں نے کہا کہ اقوام ثلاثہ سے جنگ … فوجوں کو شکست دینا ہماری قوت اور طاقت سے خارج … اس وقت … تھا اسکے بعد میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر چڑھا اور جب اسکی چوٹی پر پہنچا تو سفید اور سیاہ ابر نے مجھے گھیر لیا … بعدہ خوب بارش ہوئی اور … صاف ہو گئی … علماء نے اسکی تعبیر اس طرح کی کہ پہاڑ سے شام کا ملک مراد ہے سفید اور سیاہ ابر شام و مصر کی فوجیں ہیں بارش آپکی فوج … آپکے دشمنوں کا قلع قمع ہو جائیگا پھر … فساد رفع ہوگا۔ میں نے خواب اور اسکی تعبیر … ویسا ہی ہوا۔ جبکہ سلطان بایزید چار لاکھ فوج لیکر میرے مقابلہ میں آیا اور اسکے سپاہیوں نے شور و غوغا شروع کیا تو میں نے اپنے … حضرت محمد مصطفے اور اہلبیت اطہار کی جانب رجوع کیا اور رات کیوقت نماز میں مشغول ہوا۔ میں نے اس رات یہ خواب دیکھا کہ میں ایک سیاہ … میں سفر کرتا ہوں اور … چپ و راست بہت سے لوگ ہیں پھر روشنی دکھائی دی جو آسمان سے ملی جلتی نظر آتی تھی میں روشنی کی طرف … میدان میں مٹی کے ٹیلے … ان ٹیلوں سے دھواں نکلنا شروع ہوا۔ میں نے پانچ آدمیوں کو دیکھا … میری طرف آئے میں انکو دیکھنے سے اول مجھکو خوف معلوم ہوا انمیں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں جو اپنی اولاد کی ہمراہ تشریف لیے جاتے ہیں۔ میں جلد جلد چلا اور آپ کا تقرب حاصل کر کے نہایت ادب سے سلام کیا۔ آپ نے … ایک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ کا عصا مجھے دیں جب میں نے اسکو اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ طویل ہو گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو مجھکو خوشی ہوئی اور اس خواب کے باعث میں فتحیاب ہوا"

(ماخوذ از کتاب تزک تیموری مؤلفہ امیر تیمور گورکان ۱۲)

ان قوموں سے روس کا حکومتی تعلق ہوا ہے - اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو روسیوں کے خوف سے ترکمانیوں کی لوٹ مار موقوف ہوگئی ہے اور روس نے غلامی بھی دور کردی ہے صدہا اور ہزارہا غلاموں کو آزاد کرادیا مگر کسی قسم کی آزادی ان قوموں کو حاصل نہیں ہے کہ وہ تعلیم میں ترقی کریں اور انکی تمدنی عادات اور خصلتوں میں اصلاح ہو - وہ لوگ جیسے تیمور کے قبل اور تیمور کے وقت میں تھے ویسے ہی آج بھی ہیں - پس روس بھی انکے طبایع کے مطابق مناسب انتظام کرتا ہے - اگر شائستہ سلطنتوں میں آسائش و آرام کے وسائل رعایا کے واسطے یہی ہیں تو جمال الدین کا قول ٹھیک ہے کہ روسی مسلمان روس کی عملداری میں بہ آرام تمام رہتے ہیں اور اگر ان وسائل کی دوسرے طرز پر تعبیر کیجاتی ہے تو کسی سلطنت میں جو جبر و ظلم ہوتا ہے اسکے متحمل روسی مسلمان بھی ہونگے -

انگلستان ہندوستان میں اس حکومت کا قائم مقام ہے جو تیمور نے خود اور اسکی اولاد نے قائم کی تھی تیمور نے ہندوستان کی نسبت جو فرمان جاری کیا ہے اسمیں یہ لکھا ہے کہ "حکام کو چاہیے کہ اہل ہند کے پھندے میں گرفتار نہوں انکے کردار و گفتار پر عمل نکریں انکو مثل آلہ کے کام کے واسطے رکھیں اور مثل آرہ اور تیشہ اور تبر و سوزن کے شمار کریں جس طرز پر گاو و گوسپند کو چراگاہ اور پانی دیکر سیر کرتے ہیں انکو چرائیں اور پانی دیں اور شیر و روغن لیں - غرضکہ مثل حیوانات کے انکی نگہداشت کریں اور ان سے نفع اٹھایا کریں" تیمور کے اس فرمان کے الفاظ مفتوحہ قوم پر صادق آتے ہیں - فاتح مسلمان ان الفاظ کے مصداق نہیں ہیں مگر برٹش گورنمنٹ کے وقت میں اس زمانہ کے فاتح و مفتوح مغلوب قرار پائے ہیں مسلمان بھی ہندیوں میں شمار ہوتے ہیں فرق روس و انگلستان کے انتظامی امور میں یہ ہے کہ روس کی حکومت میں رعایا کو ترقی کے وسائل حاصل نہیں ہیں اور انگلستان کی حکومت میں رعایا کیواسطے ترقی کے ذریعے موجود ہیں - انگلش کی تعلیم سے ہندوستانیوں کے وہ خصائل اور عادات بدلتے جاتے ہیں جنکا ذکر تیمور کے فرمان میں ہے - تیمور کے فرمان سے اس زمانہ کا طرز حکومت ثابت ہوتا ہے وہ بادشاہ مثل روس کے رعایا کے واسطے ترقی تعلیم کا سامان نہیں کرتے تھے اور نہ رعایا کو آزادی کی نعمت عطا کرتے تھے - رعایا کو مثل حیوانات کے رکھنا چاہتے تھے اور اس سے نفع کثیر حاصل کرتے تھے - انگلستان نے ہم دیسیوں کی تعلیم کا انتظام کیا اور آزادی عطا کی ہے کہ اسکے ذریعے سے ہمنے اُن حقوق کا مطالبہ موجودہ حکمت سے کر رکھا ہے جو قوم انگلستان کو حاصل ہیں اور ہم محروم ہیں - برٹش کے وعدے ہماری علمی قابلیت اور ترقی کے متعلق تھے جب ہمنے ترقی کی اور مغربی علوم و فنون حاصل کرلیے اور عادات اور خصلتوں میں مناسب طریق سے اصلاحات ہوگئیں تو اُن وعدوں کا ایفا ہونا چاہیے -

مصنف سیر المتاخرین اس زمانے مین تھا جبکہ ۱۷۶۴ء مین نواب شجاع الدولہ اور انگریزون سے
مقامات بکسر وغیرہ مین جنگ ہوئی تھی - یہ مورخ ان معرکون مین شریک رہا ہے اور اسنے جنگ کے
حالات چشم دید لکھے ہین - مین جانتا ہون کہ ہندوستان مین اول جس ہندوستانی مورخ نے انگریزی
انتظام اور شاہان سابق کے انتظام سے مقابلہ کرکے انگریزون کو ہندوستان کے انتظام سے آگاہ کیا
وہ مصنف سیر المتاخرین ہے - عرصہ بعید گذرا کہ اس مورخ نے لکھا تھا کہ انگریزون کا انتظام کن اصول
سے ہے اور ان کے اسباب اور اسکا نتیجہ کس قسم کی شکایات پیدا ہونگی جن حقوق کے حصول کے واسطے آج
بحث ہو رہی ہے انہین سے بعض حقوق کا دعوے تخمیناً سو برس ہوا ایک مورخ کر چکا ہے انگریزی تعلیم ہی دیسیون
کے حقوق کی وجہ نہین ہے - اہل بصیرت انگریزی طرز کے انتظام کے نتیجے سے پہلے ہی واقف ہو چکے تھے
جس زمانے نے کہ حقوق پیدا کیے ہین اسی زمانے سے امید ہے کہ وہ تمام دیسیون کو کامیاب کریگا مینے اپنی
کتاب مین جس مقام پر روس و انگلستان کے انتظام کا مقابلہ کیا ہے بوضاحت تمام دیسیون کے حقوق کو ظاہر
کیا ہے اور اس بحث کے نتیجے سے بھی گورنمنٹ کو اطلاع دی ہے - مین سمجھتا ہون کہ مینے اپنی کتاب مین
جس طریق سے بحث کی ہے اس سے جمال الدین کے خیالات بالکل باطل ہو جاتے ہین -
میری کتاب کے باب چہارم کے متعلق اس واقعہ کو بھی سمجھنا چاہیے کہ حضرت **نظام الملک آصف جاہ**
فرمانرواے ریاست **حیدرآباد دکن** نے مبلغ ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ سے سرحدی امداد فرمائی ہے یہ رقم کثیر دو سال
تک دیجائیگی - جناب ممدوح الشان نے اسکے صلہ کی خواہش ظاہر نہین کی - مگر اس سے انکی وفاداری اور
خیرخواہی ثابت ہوتی ہے ہماری راے مین اسکا صلہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس طریق سے مہاراجہ
سیندھیا کو گوالیار اور قلعہ واپس دیا گیا حضرت نظام الملک کو برار واپس دیا جاے -
مینے **قیصر التواریخ** جلد دوم مین عالیجناب نواب سید **باقر علیخان صاحب بہادر** خلف نواب
وزیر الممالک معتمد الدولہ بہادر کی علمی قابلیتون اور علمی تبحر کا حال پڑھا تھا اور یہ بھی دیکھا کہ حضور نوابصاحب
ممدوح الشان کے دو صاحبزادے ہین جو باہم اتفاق رکھتے ہین صحبت بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی
ہر طرح سے تعریف کرتے ہین - میری کتاب اسلام و مسلمان جب مشتہر ہوئی تو اسکی ایک جلد حضور عالیجناب
نواب سید علیخان صاحب بہادر کی نظر اقدس سے گذری - جناب ممدوح نے جلد کا نمونہ طلب فرمایا
جبکہ مجکو حضور ممدوح کی ملاقات سے شرف و اعزاز حاصل ہوا تو حضور محتشم الیہ نے ازراہ قدردانی جو مربیانہ
برتاؤ فرمایا وہ میرے واسطے سرمایہ فخر و مباہات تھا - اسوقت ایک عرب صاحب بھی تشریف رکھتے تھے جنکے بزرگ
کسی زمانہ مین کلیدبردار روضہ اقدس حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا رہے ہین - یہی نوابصاحب کی سرکار مین

مہمان تھے۔ اول حضور نوابصاحب بہادر نے کتاب اسلام و مسلمان کی تعریف و توصیف فرمائی بعدہ مسلمانونکی تعلیم اور اُنکے عروج اور تنزل اور پھر ترقی کرنے کے باب مین اپنی راے کو ظاہر فرمایا۔ یہ راے ایسی تھی کہ اس سے صرف حضور ممدوح کا علم و فضل ہی ظاہر نہین ہوتا تھا بلکہ معلومات مذہبی اور مسلمانون کے تاریخی انقلاب تاریخ سے واقفیت کا ثبوت تھا۔ بعدہ فرمایا کہ مین مذہبی اور علمی مباحث مین خوشامد کو پسند نہین کرتا مین آدمی سے بحث کا خواہان ہون۔ پھر فرمایا کہ آپ نے کوئی اور کتاب بھی لکھی ہے۔ مین نے عرض کیا کہ روس و انگلستان کے تعلقات کی نسبت ایک کتاب تصنیف کی ہے اور وہ چھپ رہی ہے۔ مین نے اُس کتاب کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔ نوابصاحب نے فرمایا کہ روس کے انتظامی اصول جبر و ظلم کی آلائش سے پاک نہین ہین۔ اور روس ہندوستان مین نہین آسکتا۔ برٹش گورنمنٹ کے جلال و جبروت اور فیضان حکومت کا ذکر کرکے بیان فرمایا کہ روسی فتوحات کا وسط ایشیا مین خاتمہ ہوگیا۔ اب ہر قدم پر اسکو قدرتی مشکلات مین آئینگی۔ غیر ممکن ہے کہ ہندوستان کیجانب اُسکی پیشقدمی ہو۔ اس اہم مسئلہ پولیٹکل کو ایسے خیرخواہانہ الفاظ کے پیرایہ مین ادا فرمایا کہ مین نوابصاحب کی عالی دماغی اور روشن خیالی کی جہانتک تعریف کرون کم ہے۔ واقعی نوابصاحب کی مدبرانہ قابلیت اور پولیٹکل معلومات اور علمی تجربہ اور لیاقت مین کچھہ کلام نہین۔ صوبہ اودھ کے شہزادون اور نوابزادون مین علم برائے نام رہگیا ہے۔ مگر نواب سید علیخان صاحب بہادر اور اُنکے بھائی جناب نواب سید جعفر علیخان صاحب بہادر کی علمی قابلیت اور واقفیت علوم قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہوا کہ وہ اپنے والد بزرگوار جناب نواب سید باقر علیخان صاحب کے علم و فضل کے روشن یادگار ہین۔ مجکو اپنی تصانیف مین جناب نواب سید علیخان صاحب بہادر کی تقریر سے بڑی مدد ملی۔ جسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا۔

ازانجاکہ میری اس کتاب کے چھپنے مین چند وجوہ سے دیر ہوگئی۔ لہذا جو واقعات ملکی ترکی اور روس اور افغانستان مین بعد تصنیف کتاب ہذا گذرے اُن سب کو مع اپنی راے کے دیباچہ کتاب مین لکھدیا۔ ناظرین سے امید ہے کہ دیر ہوجانے کے سبب سے جو واقعات بدل گئے یا جدید پیدا ہوے اُنکو نفس کتاب سے متعلق سمجھین فقط

سید محمد حسین۔ اغلب

ازقصبہ موہان۔ ضلع اوناؤ

۲- دسمبر ۱۸۸۵ء

روس و انگلستان

باب اول

روس و انگلستان کے یوروپی تعلقات

سلطنت عثمانیہ۔ جس سلطنت کو اہل اسلام روم اور اُسکے بادشاہ کو سلطان کہتے ہین وہ دولت عثمانیہ کے نام سے بھی مشہور ہے اُسکا ایک نام ٹرکی بھی ہے جو انگریزی زبان مین مستعمل ہے یعنے ترکون کی حکومت۔ ایک اولی العزم اور بہادر ترک عثمان گذرا ہے اُسنے یوروپ مین اس حکومت کو قائم کیا تھا وہ سلاطین روم کا مورث اعلی تھا اور دولت عثمانیہ اُسکی یادگار ہے کہ وہ اسکا فاتح اوّل و بانی مبانی تھا اُسکا اور اُسکی نسل کا حکومتی اقتدار اس زمانے تک یوروپ مین رہا جبتک کہ مخالف اقوام کا نشو و نما نہوا تھا فاتح اور مفتوح کے اقبال و ادبار اور اُسکے زوال و کمال کی بہار و خزان کی عجیب و غریب انقلابی کیفیتین ہین۔ فتحمند قومون کی فتوحات اور اُنکی ملک گیری کے جذبات ضرور ہے کہ ایک نہ ایک زمانے مین محدود ہو جائین خصوصاً شخصی حکومتون مین جیسی کہ ترک کی حکومت تھی اسکا محدود ہونا ضرور تھا۔ عثمان گویا عثمانی کے جسم مین اُنھین تاتاریون کے خون کا دَوران تھا جنکی نسبت سرجان میلکام صاحب نے اپنی تاریخ ایران کے حصہ دوم مین نہایت عمدگی و خوبی سے بحث کی ہے اُنھون نے اس دلیر اور بہادر قوم کے حالات لکھکر یہ راے ظاہر کی ہے کہ وہ ایسی دلیر اور بھِڑنے والی قوم ہے جسکو اپنے ضروری سامان کے فراہمی یا تردد کی وجہ سے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوتا جو مخالف کے مقابلے مین اُسکو کمزور کردے علاوہ اسکے جبتک کہ اس قوم مین کوئی لاعلاج تنزل

نہین آتا اسوقت تک وہ کسی غیر سلطنت پر حملہ نہین کرتی اور یہی سبب ہے کہ جب وہ حملہ کرتی ہے
تو غالباً فتحیاب بھی ہوتی ہے اور جو قوم مال و دولت کے نشہ مین بیہوش و بیخبر ہوگئی ہو اور ملک گیری
اور جنگ و جدال سے اُسنے سروکار نہ رکھا ہو وہ اُس قوم کے مقابلے مین ہرگز ثابت قدم نہین رہتی"
جب عثمان نولی پیشقدمی کا آغاز تھا تو اُسکی قوم بے سرو سامانی کے عالم مین مبتلا تھی اُسکے پاس بجز
خیال ملک گیری اور اتفاق قومی اور کیا تھا مگر تنزل کی تحریک نے اُسکو یورپ کی اُس قوم پر
فتحیاب کردیا تھا جو بقول ایرانی مورخ کے مال و دولت اور حکومت کے نشہ مین سرشار او بیخبر
ہوگئی تھی۔ عثمان لو اور اُسکے اکثر جانشینون کے واسطے بہار کا موسم اُس زمانے تک رہا جبتک کہ عیسائی
قومون کی خزان نے اُنکے واسطے بہار ترقی کی پیشین گوئی نہین کی تھی جب اُنکے لیے بہار کا موسم شروع
ہوا تو وہی زمانہ ترکون کی حکومت کے واسطے خزان کا آگیا ترکون کا ابتدائی زمانہ جنگ کا تھا
جبتک یہ زمانہ رہا ترکون کا گویا جنگ کا پیشہ تھا مگر جب یہ زمانہ اُنکی عیش و عشرت کی خواہشون سے
جاتا رہا اور اُنکی فتوحات کا سیلاب خارجی ذریعون سے رُک گیا تو اُنکے واسطے اطمینان اور عیش کا
وقت آیا اسی عیش نے کہ ترکون کی شخصی حکومت اور کمال عروج کا آخری نتیجہ تھی فاتح کو مفتوح کردیا
اور مفتوح جو زوال کی تکلیفات سے مجبور ہو رہا تھا اُسکو تنزل۔ مدارج عروج پر لیگیا۔ جن اسباب سے
کہ ترکون مین غفلت پیدا ہوگئی تھی وہ اُنکے ذاتی تھے۔ ترک بلاشک ایک متفقہ قوم تھی مگر شخصی حکومت
کا خاصہ ہے کہ وہ قوم کی افراد کے استحقاق کو ایسا مردہ کردیتی ہے کہ وہ قوم اپنی قوم کے بادشاہ کے
فرائض کو اپنے فرائض نہین سمجھتی اور نہ اُسکے تخت و تاج کو اپنا تخت و تاج جانتی ہے پس ترک قومیت
مین ایک تھے مگر اُنکے حکومتی حقوق کا سلطانون کی مرضی پر ہمیشہ سے دارومدار رہا جن عیسائی قومون پر
ترک حکومت کرتے تھے وہ روس وغیرہ کے تابع تھیں ترکون نے اپنے زمانے مین عیسائی بادشاہون
سے جنگ کرکے اُنکو اپنا محکوم کرلیا تھا ترکون کی عیسائی رعایا نے تو ایسی ترقی ترکون کے مقابلے مین
نہ کی مگر جس اُمت مین یہ رعایا تھے اُس اُمت کے اور سلاطین نے ایسی علمی اور عملی ترقی کی کہ ترکون کی
قدیمی ترقی کے اسباب خود اُنھین کے تنزل کا باعث ہوگئے اور اُس جدید ترقی کے اسباب نے عیسائی
حکومتون کو وہ اقتدار بخشا کہ دنیا کی حکومتون کی کچھ ہستی اُنکے مقابلے مین نہ رہی عیسائی حکومتین
بعض جمہوری ہین اور بعض شخصی۔ مگر دونون مین کم و بیش قومی حقوق ملحوظ رکھے گئے ہین۔
ترکون نے جو اپنے ذاتی اعمال سے تنزل قبول کیا تھا اگر اور عیسائی بادشاہون کو ترقی نہوتی۔
تو وہ اپنی وسیع حکومت کو باوجود ذاتی غفلت اور تنزل کے قائم رکھ سکتے تھے اُنکو اسوجہ سے

زیادہ صدمہ پھونچا کہ اُنکی ترقی اُن عیسائی سلاطین کے ہم پلہ نہوئی جنکے مقبوضات پر اُنھون نے قبضہ کر لیا تھا۔

تاریخ عالم مین ترکون کا یورپی قیام اپنا آپ ہی نظیر ہے اُنھون نے جو بہادرانہ کارنامے یورپ کے زمانہ جاہلیت مین کیے تھے اُنھین کا اثر تھا کہ آجتک ایک غیر قوم اور غیر مذہب کی سلطنت قائم ہے۔ ترک یورپ مین بتیس دانتون مین بمنزلہ زبان کے ہین اگر اُنمین بے نظیر شجاعت کا اثر نہوتا اور اُنکی قوت مسلم نہ سمجھی گئی ہوتی تو اب تک کب کی یہ زبان دانتون مین غائب ہوگئی ہوتی موجودہ زمانے مین بھی کوئی مورخ اس زبردست سلطنت کے فنا ہو جانے پر قطعی حجت قائم نہین کر سکتا ایک عالم بنظر حیرت دیکھ رہا ہے کہ جس خطے مین اسقدر عیسائی شاہ اور شہنشاہ ہین اُسمین ایک اسلامی حکومت بھی ہے اور ایسی حکومت کہ اُسنے عیسائیون سے اُس ملک کو بزور تیغ حاصل کیا تھا اب باوجود اسکے کہ عیسائی حکومتون کا دورہ ہے مگر ہنوز اُسکے فنا کرنے پر قادر نہین ہین۔ ترکون کا قیام بجائے خویش ایک عظیم پولیٹکل مسئلہ ہے اگر مدبران یورپ اور ایشیا کی رایون پر خیال کیا جاے تو یہ نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے کہ تمام سلاطین یورپ کے اتفاق سے سلطنت ترک معدوم ہو سکتی ہے مگر یہ خیال ہی خیال ہے نہ اُنمین اتفاق ہوگا اور نہ ترکی حکومت فنا ہو سکتی ہے ترکی سلطنت کا اقتداری درجہ انحطاط پذیر رہے لیکن اسلام کا اخراج یوروپ سے غیر ممکن ہے۔

ترکون کے جلال و جبروت اور اقتدار کا جبتک شہرہ رہا اُنکا مقابلہ نہ یوروپ مین کوئی سلطنت کر سکتی تھی۔ اور نہ ایشیا مین۔ اُنکا انحطاط ہمارے نزدیک اُسوقت سے شروع ہوا ہے جب سے کہ یوروپ کے سلاطین کی ترقی یافتہ قوت نے اُنکی پیشقدمی کو روک کر اُنکو محدود ملک مین حکمران کر دیا قبل اسکے ترکون نے اکثر لڑائیون مین روسیون کو شکست دی تھی بلکہ ۱۷۱۱ء مین بزمانہ پیٹر اعظم جو حملہ ترکون پر روسیون نے کیا تھا اُسمین ترکون کو وہ غلبہ حاصل ہو گیا تھا کہ ترک روسی دارالحکومت کے قریب پھونچ گئے تھے مگر پیٹر اعظم کی ملکہ کیتھرائن الکسین نے ترکی وزیر اعظم کو رشوت دیکر اس غلبہ کو دفع کر دیا تھا اسکے بعد بعہد شہنشاہ نکولس ۱۸۲۵ء مین روسیون نے پھر ترکون پر حملہ کیا روسیون کو کامیابی ہوئی اور اُنکی فوج ایڈریانوپل تک پھونچ گئی تھی۔ تقریباً ایک سال کی جنگ کے بعد ۱۸۲۹ء مین صلح ہو گئی پھر ۱۸۵۴ء مین کریمیا[1] کی جنگ ہوئی۔ انگلستان اور روس و فرانس یعنی تینون نے

---

[1] جنگ کریمیا مین روس مجبور تھا کیونکہ ریلوے نتھی اور کوہ قاف مین غدر ہو گیا تھا۔ ہزارون سپاہی مسافت طے کرنے مین مر گئے تھے اور کوہ قاف کی دقت تھی بعد اُس جنگ کے اُسنے ریلوے بنائی اور شمویل رئیس کوہ قاف کو معدوم کر دیا اور اس غدر کا انسدید

حمایت کرکے ترکون کی حکومت سے انکو آزاد کرا چکے تھے - جنگ کریمیا مین ترکون کی اعانت فرانس و انگلستان نے کی تھی - ہر سہ سلاطین کی متفقہ افواج معرکہ آرا ہوئی تھین - عمر پاشا ترکی افواج کا سپہ سالار تھا - ترکون کی فوج زیادہ تھی اور انگلستان اور فرانس کی فوج کا شمار ہزارون مین تھا یہ متفقہ فوج روس پر فتحیاب ہوئی تھی - مگر ۱۸۲۸ء کی ترکی شکست اور ۱۸۵۶ء کی فتحیابی کا نتیجہ ترکون کے واسطے کیا اسی طریق سے مفید تھا کہ مانٹی نیگرو اور رومانیا اور سرویہ صوبجات ترک خراج گذار ریاستین ہوگئین اور ان صوبون پر منتخب شدہ شہزادگان یوروپ حکمران ہوے اور بندرگاہ بوٹی ترکون کے قبضے سے نکل گیا - ہر چند کہ عالم کے مسلمانون کو مسرت ہوئی تھی کہ انگلستان اور فرانس عیسائی سلطنتون نے ایک اسلامی سلطنت کی حمایت بمقابلہ عیسائی حکومت روس کے کی اور یہ کہ جب دو زبردست سلطنتون نے سلطنت ترک سے اتحاد پیدا کیا اور اسکی امداد کی تھی تو امید کیجاتی تھی کہ اب روس کے حملون سے عثمانیہ حکومت محفوظ رہیگی مگر واقعات نے بخبر اسکے کہ جنگ کریمیا مین ترک و فرانس و انگلستان مین اتحاد قائم کردیا تھا اور ترکی حکومت کی انگلستان و فرانس نے حفاظت کی تھی اور کیا اثر ترکون کے واسطے مفید پیدا کیا تھا - ان لڑائیون سے ترکون کو سخت صدمہ پہونچا انکی مالی حالت مین ضعف آگیا اور جبکہ بعد جنگ تصفیہ ترکون کے مضر ہوا اور امن و امان کے زمانے مین انھون نے اپنی فوجی قوت کو اور یورومین طاقتون کے مقابل کرنا چاہا - علی ہذا القیاس اور تہذیب کے کامون مین دوسری سلطنتون کی تقلید ہوئی تو اس سلطنت کے واسطے ضعف لازمی تھا جسکو یوروپ مین پیشقدمی کی اجازت نہ تھی اور نہ ایشیا مین وہ جدید ملک فتح

جاتا رہا اور اگر ہو بھی تو اور روسی مقام سے فوج جلد پہونچ سکتی ہے - روس کا سلسلہ ریلوے ان مقامات مین قائم ہے جہان روس ہی کا اقتدار اور قبضہ ہے اور انگلستان کی بحری آمدورفت کا ایک بڑا حصہ غیر شاہون کے مقبوضات سے بھی متعلق ہے پ روس اپنی دارالحکومت سے ہرات تک اگر دس روز مین پہونچتا ہے اور انگلستان بائیس روز مین پشاور تک پہونچے گا - تو صرف یہی فرق نہین ہے بلکہ مذکورہ بالا فرق بھی ہے اور قاعدہ ہے کہ اخیر نتائج کے متعلق کامیابی اور ناکامی ہوتی ہے اور یہ صورتین ابتدائی واقعات کے متعلق ہوتی ہین - ظاہرا تو یہ واقعات متعلقہ روسی رفتار یوروپ اور ایشیا مین بمقابلہ انگلستان روس کے مفید بیان کیے جاتے ہین اور اگر انگلستان اپنے مفید اور واقعات پیدا کرے تو بہت ہی مناسب ہے - جب کبھی روس و انگلستان مین پیچیدگیان پڑینگی تو انکا نتیجہ ضرور انگلستان کی کامیابی کے متعلق ہوگا -

بانسیے کے ایک نامہ نگار کی تحریر سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

کرسکتے تھے اُس زمانے سے گویا ترکون کی ملک گیری ختم ہوئی اور بجاے اسکے مقبوضہ ممالک کی واپسی
قرار پائی ترکون کا خزانہ خالی ہوگیا اور سودی قرضے کا بار اسقدر ہوگیا تھا کہ وہ سنبھل نہ سکیے
جنگ کریمیا کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا تھا کہ سلطان کو اپنے دوست دشمن کا حال بخوبی معلوم ہوگیا تھا۔
پھر یوروپ مین کیا ہوا۔ اسوقت روس کے دشمن ترک تھے۔ کریمیا کی جنگ سے روس کو
ثابت ہوا کہ انگلستان و فرانس بھی اُسکے عدو ہین اُسکو ہر سہ سلاطین سے بدلہ لینے کی ضرورت ہوئی
اُسنے وسط ایشیا مین شتاب روی اختیار کی تاکہ اُن مقامات پر پھونچ جاے جہان سے ہندوستان کو
دھمکی دے سکے اُسنے یوروپ مین جرمن سے ساز کیا اور اشتعالک دے کر فرانس پر حملہ کرا یا۔ فرانس
مغلوب ہوگیا اور نپولین سوم شہنشاہ فرانس اپنے تخت و تاج سے محروم کیا گیا۔ نپولین کا اقتدار
تمام یوروپ کو تسلیم تھا اور انگلستان کی صدا کی تمام درباروں مین سماعت ہوتی تھی جرمن نے
جبکہ فرانس کو زیر کیا تھا تو فرانس کی اعانت نہ سلطان نے کی تھی اور نہ انگلستان نے۔ اگر
اُسکی اعانت کا قصد کیا جاتا تو روس کی وجہ سے یوروپ مین جنگ عام ہو جاتی جرمن روس کا
احسانمند ہوا کیونکہ روس نے دربردہ جرمن کی تائید کی تھی روس کو جرمن کی فتح سے نہایت
خوشی ہوئی کہ فرانس جسنے انگلستان کے ہمراہ ہو کر ترکون کے ساتھ روس سے جنگ کی تھی وہ
اسکے ایک عزیز کے ہاتھون تباہ ہوگیا۔ اس جنگ سے فرانس اور انگلستان اور ترک کا اتحاد اسدرجہ
پر نہین رہا جیسا کہ جنگ کریمیا کے وقت ہوا تھا۔ فرانس کا شہنشاہی درجہ جرمن کو ملا بجاے اُس
اتحاد کے جرمن و روس مین علاوہ محبت عزیزداری اور قرابت کے پولیٹکل معاملات مین کامل طور
پر اتحاد ہوگیا۔ جرمن نے شہنشاہ اسٹریا کو اس اتحاد مین شریک کرلیا۔ جرمن ہی کے بھروسے پر
روس نے عہدنامہ بحیرا سود کی شرائط مین اپنے مفید ترمیم بعد جنگ فرانس کرائی تھی۔ فرانس ترکی
سلطنت کی ہمدردی سے بالکل علیحدہ ہوگیا تھا البتہ انگلستان برابر ہماری اسلامی حکومت کی تائید
مین سرگرم رہا۔ روس اپنی قوت کا اندازہ کر چکا تھا اور بمقابلہ ترکون کے اُسکے اور سلاطین شریک
تھے۔ ترک کا شریک بجز انگلستان اور کوئی نہ تھا مگر انگلستان کی عملی شرکت غیر ممکن سمجھی جاتی تھی کیونکہ اسواسطے
کہ وسط ایشیا کے حالات بدل گئے تھے اور یوروپ مین اگر وہ ترک کا حامی ہو کر روس سے جنگ کرتا
تو اندیشہ تھا کہ جرمن روس کی حمایت کرے گا اور وسط ایشیا سے روسی پیشقدمی کا سیل تھا۔

روس و ترک کی جنگ ۱۸۷۷ء

روسیون کو اپنے دوست شاہون کیجانب سے کامل اطمینان
ہوگیا تو ہرزی گوونیا اور بوسینا محکوم صوبجات ترک سے بغاوت

کرادی- ترکون نے اُس بغاوت کو دور کر دیا تھا کہ سرویہ اور مانٹی نیگرو نصف آزاد صوبون نے
سر اٹھایا سرویہ کا کمانڈر ایک روسی تھا اور کثرت سے عام روسی اسکے شریک ہوتے جاتے تھے
روسیون سے اسکی وجہ دریافت کی گئی روس نے سرکاری طور سے شرکت کا انکار کیا- مگر خفیہ
شریک رہا- اور اپنی فوج سرحد پر مہیا کرتا رہا- جب بعد بہت بڑی کشت وخون کے ترکون نے
مانٹی نیگرو اور سرویہ سے مطیعانہ عہدنامہ لکھوا لیا تو اسی اثنا مین بلگیریا کے مظالم کا چرچا تمام
یوروپ مین ہوا- ہوا خواہان روس اور دشمنان ترک نے اسمین بخوبی رنگ آمیزی کی کہ ترکون
سے ہمدردی کرنے والون کو نفرت ہو- انگلستان ترکون کا قدیمی دوست تھا- انگلستان
کی وزارت کنسرویٹو فرقے کے سپرد تھی لبرل فرقہ معزول تھا- مسٹر گلاڈ اسٹون سرگروہ فرقہ معزول نے
مظالم بلگیریا پر بڑا شور وغل کیا انکی راے مین ترکون کی اعانت باعث گناہ تھی- مگر کنسرویٹو برابر
ہمدرد رہے- لارڈ بیکنس فیلڈ وزیر اعظم اور لارڈ ڈربی وزیر دول خارجہ نے ترکون کی ہمدردی کا
حق ادا کیا تھا- شاہان یوروپ سے ترکون کے مفید خط وکتابت کی اور روس کے خلاف ترکون
کی ہمدردی کنسرویٹو اشخاص کا عظیم فرض تھا بعد طول وطویل بحث ومباحثے کے ایک کانفرنس قسطنطنیہ
مین ہوا ٹرکی سفیرون نے روسی دعاوی کو تسلیم نہ کیا کیونکہ دربار ٹرکی نے خیال کیا تھا کہ اگر ایسے ہی
بیجا دعاوی پر عمل ہوتا رہیگا تو یوروپ مین حقوق سلطانی کیونکر قائم رہسکتے ہین- ترکون کی انکار سے
کانفرنس ٹوٹ گیا اور ترک وروس مین بڑی مستعدی سے جنگی طیاریان شروع ہوئین آخر کار
۲۴- اپریل ۱۸۷۷ء مین روس نے جنگ کا اشتہار دیا اور طرفین کے سفیر اپنے اپنے ملکون کو واپس
چلے گئے- یوروپ مین بلگیریا میدان جنگ قرار پایا تھا اور ایشیاے کوچک مین قرص وارد ھان
وغیرہ- ایک سال تک یہ جنگ رہی- ترک دو برس سے جنگ کر رہے تھے اور جب اپنے صوبون کو
مطیع کر لیا تھا جس سے یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ ترکون مین ابھی قوت ہے کہ وہ اپنے تمام ممالک محروسہ مین
امن رکھین تو ایک عظیم الشان سلطنت روس سے انکو مقابلہ کرنا پڑا جس استقلال اور ثابت قدمی
اور بہادری اور جفاکشی اور وفاداری سے ترکی سپاہیون نے اپنے دشمن کا مقابلہ کیا اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر اپنے صوبون سے انکو جنگ نکرنا پڑتی اور سلطانون کا عزل ونصب نہوتا اور
دیگر اندرونی انتظامات قابل اطمینان ہوتے اور بعض سپہ سالارون کی غفلت اور بے پروائی
نہوتی تو ممکن نتھا کہ روس فتحیاب ہوتا انگلستان اس تمام جنگ مین نتیجہ جنگ کا منتظر رہا جبکہ
عثمان پاشا گرفتار ہوگیا اور ایشیاے کوچک مین مختار پاشا کو زک ملی قرص کا قلعہ چھن گیا

ارض روم کا محاصرہ ہوا- اُسوقت روسی فوج قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے پہونچگئی- انگلستان نے فوراً جنگ کی تیاری کی اور جنگی بیڑہ جہازات بحراسود مین پہونچ گیا یہ اِس خیال سے تھا کہ مبادا روسی ترکی دارالحکومت پر قابض ہو جائین اور اُن سمندرون کے حصون پر اپنا اقتدار قائم کرلین جنمین سے ہندوستان کی آمدورفت ہے- دربار ترکی نے مجبورانہ حالت مین صلح کی ٹھہرائی ۳۰- مارچ ۱۸۷۸ع کو روس و ترک مین کسی قدر رعایت کے ساتھ صلحنامہ ہوگیا- ایک خفیہ عہدنامہ کا بھی پرچا ہوا تھا-

انگلستان نے اب کیا کیا- یہ صلحنامہ روس و ترک مین ہوا تھا- کسی اور سلطنت کا سفیر اسمین شامل نتھا- روس نے اپنی پالسی کے مطابق اسکو ترتیب دیا تھا- ترک مجبور تھے اُسنے جو چاہا وہ کرالیا- سلاطین یوروپ نے قبل اس جنگ کے ترکون کی سلطنت قائم رکھنے کا اقرار کیا تھا روس نے تنہا کارروائی کی اُسکا منشا تھا کہ ترکی سلطنت پر اُسکا کامل اقتدار ہو جاے اور انگلستان وغیرہ کا مشورہ نہو- پس شیر ببر انگلستان اُٹھہ کھڑا ہوا- اور اُسنے یوروپ کی طاقتون کو سمجھا کر آمادہ کیا کہ جبتک روس و ترک کا فیصلہ یوروپ کی کل دولتون کے مقابل نہو اُس فیصلے کا کچھہ اثر نہو جو تنہا روس نے سین اسٹفنو مین کرالیا ہے- روس کو انگلستان کی تحریک و کوشش ناگوار ہوئی کسواسطے کہ اُسکے مقاصد کے سراسر خلاف تھی مگر انگلستان نے ہرگز اُس صلحنامے کو جائز تسلیم نکیا اور تاوقتیکہ کانگریس برلن کی نشست قرار پائی اور عہدنامہ برلن کا نہولیا انگلستان کی جنگی کوششون کا سلسلہ جاری رہا- انگلستان ترکون کا مخالف نتھا- اُسکا دلی منشا تھا کہ کانگریس برلن مین اُن تمام عہود و مواثیق پر غور ہوگا جو یوروپ مین قبل اس جنگ کے ترکون کی بابت ہوچکے ہین اور اس سے ترکون کے مفید اعتدال کے ساتھہ فیصلہ عمل مین آئیگا- مگر کانگریس برلن کے میر مجلس پرنس بسمارک تھے اُنکو اِس زمانے مین ترکون سے بالکل ہمدردی نتھی اُنکو آسٹریا اور روس سے محبت تھی- انگلستان بوجہ قومی اختلافات اور روسی کارروائی وسط ایشیا کے ابتدا ہی مین ترکون کے واسطے روس سے جنگ نکرسکا تو وہ صرف اپنے تعلقات کا محافظ رہ گیا تھا- کانگریس برلن کو اُسنے غنیمت سمجھا- اور پرنس بسمارک کی میر مجلسی قبول کی اور سمجھ کہ برلن مین ضرور کوئی ایسا تصفیہ کرایا جائیگا کہ روسی و ترکی صلحنامہ سین اسٹفنو باطل ہوجائیگا مگر غالباً وہ پرنس بسمارک کی سخاوت کو ایسا نجانتا تھا کہ ترکون کی سلطنت کو ایسی بے اعتدالی سے تقسیم کرینگے کہ اُسکی نظیر عالم کی تاریخ مین نہوگی جبکہ انگلستان نے کانگریس برلن کو تسلیم کرلیا تھا

اور دوسری سلطنتون کو بھی قبول کرایا تھا تو اُسکے پریسیڈنٹ کی دادو ہش کو کیونکر نہ قبول کیا جاتا۔ پرنس بسمارک نے ایک ایسا فیصلہ جسکو کہ عہدنامہ برلن کہا جاتا ہے مرتب فرمایا کہ اُس سے سلطنت عثمانیہ کا نقصان عہدنامہ سین اسٹفنو سے زیادہ ہوا۔ اُنھون نے آسٹریا کو کہ اسکے سپاہی کا ایک قطرہ خون بھی نہین گرا اور نہ اُسکی پھوٹی کوڑی صرف ہوئی۔ دو زرریز صوبے ترک کے ہرزیگوینا و بوسینا عطا کیے۔ سرویہ اور مانٹی نیگرو اور رومانیا کو کہ وہ ترکون سے زیر ہو گئے تھے مطلق آزادی کی سند دی۔ بلگیریا خراجگذار ریاست قرار پائی اور یوروپ نے شہزادہ الگزنڈر کو تخت نشین بلگیریا کیا۔ انگلستان نے جزیرہ سیپرس حاصل کیا اور روسی تحریک سے ایرانیون کو بھی ایک تعلقہ مل گیا۔ روس کو یوروپ مین بساربیا کی سرزمین ملی اور ایشیاے کوچک مین صوبہ اردہان وغیرہ ملا۔ خرچہ جنگ بھی روس کا بحال رہا۔ اس عہدنامہ سے روس و ترک یعنے غالب و مغلوب دونون ناراض ہوے۔ روس کی ناخوشی کا سبب یہ تھا کہ اُسنے جان و مال تصدق کرکے اپنے قدیمی دشمن پر فتح پائی تھی وہ زیادہ تر حصہ ملک کا حق رکھتا تھا اُسمین سے اُسکو بہت ہی کم حاصل ہوا۔ ترکون کی ناراضی کا باعث یہ تھا کہ جو کچھ روس نے اُن سے سین اسٹیفنو کے صلحنامہ کی رو سے لیا تھا اُس سے زیادہ عہدنامہ برلن نے اُن سے دوسرون کو دلادیا۔ انگلستان اپنی کوششون مین کامیاب ہوا اُسنے اپنے تعلقات ڈارڈنیلز کو محفوظ رکھا روس جہان سے آیا تھا وہان چلا گیا اُسنے تنہا جس اقتدار کو سلطانی حکومت مین سین اسٹیفنو کے عہدنامہ کے بموجب قائم کیا تھا وہ عہدنامہ برلن سے سب سلطنتون مین مشترک ہو گیا۔

لارڈ بیکنسفیلڈ اور لارڈ سالسبری جب بعد ترتیب عہدنامہ برلن واپس گئے تو اُنکے وزارت کے کاروبار پر لبرل نکتہ چینیون نے یہ اعتراض شروع کیے کہ یہ ترکی حفاظت کا بیڑہ اُٹھا کر انگلستان سے برلن گئے تھے وہان جاکر ترکون کا ملک تقسیم کرآئے اُنھون نے بجواب اسکے کہا کہ ترکون کی سلطنت سے کانٹے نکل گئے اور اب پھول ہی پھول رہگئے ہین۔ الغرض عہدنامہ برلن سے ترکون کو جو نقصان اُٹھانا پڑا اُس سے بالکل توقع تھی کہ یہ حکومت اب قائم رہیگی مگر سلطان عبدالحمید کی روشن دماغی اور بیدار مغزی اور مستقل انتظام سے اُس صدمہ کا اثر کامل طور پر نہین ہوا۔

روس ترکون سے کیون جنگ کرتا رہا۔

جو لڑائیان ایام جہالت مین ترکون سے روس نے کی ہین اُنسے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ ہندوستان یا اور مشرقی تعلقات سے اُن لڑائیون کی ضرورت تھی۔ زمانہ ماضیہ مین ترکون نے روسیون پر متواتر حملے کیے تھے اور بعض

روسی مقبوضات پر اُنھون نے قبضہ کر رکھا تھا روس بدلہ لینے کی غرض سے جنگ کیا کرتا تھا اُن جنگون کا ایک سبب مذہبی تعصب بھی تھا مگر جس زمانے سے کہ ہندوستان مین انگلستان کا اقتدار بڑھا اور روسیون نے وسط ایشیا مین ترقی کی - جہازرانی کا زمانہ شروع ہوا تو روس و ترک کی لڑائیون کے باب مین بیان کیا گیا کہ روسی پالسی ہے کہ اگر ترکی حکومت پر روس کا قبضہ ہو جاے تو سمندر کا ایک بڑا حصہ روس کے قابو مین ہو جائیگا وہ وسط ایشیا سے پیشقدمی کر کے ہندوستان پر حملہ آور ہوگا اس خیال کو پیٹر اعظم کی وصیت[۵] سے زیادہ تقویت ہوئی ہے بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ روسیونکی توجہ ہندوستان کیجانب اُسی وصیت پر مبنی ہے - پیٹر اعظم نے خود ہی ایران سے جھگڑا کیا تھا اور بعدہ ملکہ کیتھرائن نے ایران پر چڑھائی کی - غرضکہ قسطنطنیہ اور ہندوستان اور ایران پر پیٹر اعظم کے وقت سے ہوتے چلے ہوے ہین وہ اسی وصیت نامے کے نتائج مین شمار ہو سکتے ہین - ایک شہنشاہ دپول نامے روس مین گذرا ہے

[۵] اس وصیت نامہ کا لب لباب یہ ہے کہ ہماری اولاد اور جانشینون پر واضح ہو کہ خداوند عالم نے قوم روس کو تمام یورپ کی بادشاہی شایان کی ہے چنانچہ اسکی کوششین ہمیشہ اسطرح پر چاہیین (۱) روسی ہمیشہ جنگ وجدال مین سرگرم رہین تاکہ عزم سرد نہو (۲) جنگ کے وقت نامی گرامی جنرلان یوروپ اور صلح کے وقت کامل فاضلان و دستکاران وقت جمع رہنا چاہیے (۳) یوروپ اور خاصکر جرمن کے ہر جھگڑے وفساد مین دخل دینا چاہیے (۴) پولینڈ مین ہمیشہ تنازعہ کرتے رہین اور اسکے نوابون کی مدد کر کے ہمیشہ فوج روس کے داخل کرنیکی تدبیرین کرین بلکہ اُسکا ملک نواح کے حاکمون مین تقسیم کر کے کمزور کردین (۵) سویڈن کو ڈنمارک سے علیحدہ کر کے جہانتک قابو چلے لے لین (۶) روسی شہزادون کی جرمن کی شہزادیون سے شادی ہونے مین بڑا مطلب ہے (۷) انگلستان سے تعلق رکھنے مین تجارتی فائدہ اور بحری قوت مین مدد ہوگی (۸) سلطنت روس کو بحیرہ بالٹک اور بحر اسود پر بڑھانا چاہیے کہ دونون سمندر روس کے قبضہ مین آجائین اس سے سلطنت روس کی بڑی حفاظت ہوگی (۹) قسطنطنیہ دارالسلطنت ترک اور ملک ہندوستان کے لینے کی ہمیشہ کوشش رہے کیونکہ جوان دونون ملکو پر حکمرانی کریگا وہ تمام دنیا کا فرمانبردار ہوگا - پس لازم ہے کہ ہمیشہ ترک و ایران سے دشمنی قائم رکھین (۱۰) جو یونانی کہ اسٹریا اور ترکی اور پولینڈ مین منتشر آباد ہین اُنکی ہر جگہہ مہربانی اور ہمدردی کرنا چاہیے تاکہ وہ صرف روسیون کو پشت پناہ سمجھین - (۱۱) جبکہ شہنشاہ ترک اور ایران اور پولینڈ محکوم ہو جائین تو شاہ اسٹریا و فرانس سے اس شرط پر دوستی کرین کہ ہم تینون ملکر تمام شاہون کو زیر کرین اس بات کو ایک اگر منظور کرے اور دوسرا منظور نکرے تو ایک کے ساتھ دوسرے کو شکست دین اور اگر دونون نامنظور کرین تو کسی ترکیب سے آپس مین نزاع برپا کر کے کمزور کردین (۱۲) چونکہ اُسوقت روسیون کو بڑی ترقی حاصل ہوگی اسلیے فوج کثیر سے اسٹریا کو گھیر لینا چاہیے جس سے اسکو شکست ہو جائے اُسوقت کل یوروپ مفتوح ہو جائے گا اور تمام دنیا مین صرف روس ہی شہنشاہ کہلائے گا ؎

کہ وہ اسی وصیت نامہ کی بناپر خواب دیکھا کرتا تھا کہ ہندوستان کو فتح کرنا چاہیے - عرصہ ہوا کہ اخبار لندن ٹائمز مین ایک آرٹکل روسی شہنشاہون کی نسبت لکھا گیا تھا اسمین پول کے تذکرے مین بیان کیا گیا تھا کہ ایک دن اسکو یہ جنون ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر دریاے والگا سے باین قصد عبور کیا کہ ہندوستان کو فتح کرلینا چاہیے - نپولین اول شہنشاہ فرانس اور شہنشاہ روس سے دریاے نیوا پر ۱۸۰۷ء کو ملاقات ہوئی تھی اور قرار پایا تھا کہ باتفاق فرانس وروس ہندوستان پر حملہ ہو - یوروپ مین انگلستان نے نپولین کو شکست دی بلکہ اسکو قید کرلیا تھا مگر اسنے یہ خیال رکھا کہ فرانسیسی اور روسی پیشقدمی بجانب ہندوستان کا انتظام کیا جاے - وصیت نامے کے متعلق جس قدر عملی کارروائیان روس کیجانب سے ہوئی ہین اسی زمانے سے انگلستان ہوشیار ہوگیا ہے اور سمجھ گیا کہ ٹرکی اور ایران مین اگر روس کامیاب ہوگا تو اسکا نتیجہ ہندوستان کے واسطے نہایت ہی خراب ہوگا - انھین خیالات سے انگلستان ان ملکون کا ضرر اپنا ضرر سمجھا کیا ہے اور روس کی کوششین اپنی پالسی کے مفید ہوا کی ہین -

انگلستان ۱۸۷۷ء کی روس و ٹرکی جنگون مین ترکون کا کیون شریک نہوا

اسمین شک نہین کہ انگلستان مین مسٹر ڈسرائیلی کی وزارت بدل وجان ترکون کی شرکت چاہتی تھی مگر قوم کے بڑے بڑے سرگروہ لبرل مانع تھے کہ ترکون کی شرکت نکیجاے اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر ترک شرکتی جنگ کرینگے تو روس کے شریک کوئی اور طاقت ہو جائیگی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر انگلستان یوروپ کی کسی جنگ مین مبتلا ہوگیا تو روس ہندوستان کیجانب پیشقدمی کی دھمکی دے گا بس ان وجوہ سے وہ ترکون کی شرکت سے باز رہا مگر اسنے ترکون کی خیرخواہی اور بہتری سے منہ نہین موڑا اور سچا دوست رہا - روس کو بجز اس کامیابی کے کہ اسنے ترکون کو مغلوب کردیا گویا ایک اور دشمن کو زیر کیا اور کسی قسم کی کامیابی نہین ہوئی - برلن کے عہدنامے سے جو مقصد انگلستان کا تھا وہ تکمیل پاگیا تھا مگر عہدنامہ جن رعایتی وسائل سے مرتب کیا گیا ان سے مترشح ہوتا تھا کہ پھر پیچیدگیان پڑینگی - چنانچہ ایک عرصے سے بلگیریا کے معاملات جیسے پیچیدہ ہورہے ہین وہ اسی عہدنامہ کی رعایتی ترتیب کا نتیجہ ہین -

اس عہدنامہ کے بعد کیا ہوا

جب عہدنامہ پر عمل کیا گیا تو آسٹریا کو بوسینا اور ہرزی گوینا کے مسلمانون سے جنگ کرنا پڑی وہان کے اکثر عیسائی بھی مسلمانون کی شرکت کرتے تھے شہزادہ مانٹی نگرو کو البانیا کے مسلمانون سے جنگ کی ضرورت ہوئی کیونکہ البانیا مانٹی نگرو کو دیا گیا تھا اور البانیا کے مسلمان نہین چاہتے تھے کہ اسکی اطاعت کرین - ترکون پر فرض کیا گیا کہ وہ بغاوت دور کرکے مانٹی نگرو کو البانیا دلوادین - یونان کو جوکچھہ حاصل ہوا تھا وہ اسنے لے لیا - روسی قبضہ قرص وارد ہان سے مسلمانون

ہجرت کی کیونکہ تمام ترکی مسلمان رعایا روس کے جبر و ظلم سے آگاہ تھی اُنھون نے روس کی رعایا ہونے مین اپنے جان و مال کا نقصان سمجھا۔

ترکون کو عہدنامہ برلن سے گھاٹی ملکین کے دمانون پر جو حق ملا تھا وہ حاصل نہ ہوا اس سبب سے اُنھون نے ایران کو کچھہ نہین دیا اور یونان کے بقیہ حق دینے مین تامل کیا۔

مصری تعلقات۔ حکومت مصر کو عہدنامہ برلن سے کچھہ تعلق نتھا مگر برلن کے تقسیم ملک سے یوروپ کی کارروائی کا اثر ضرور تھا کہ مصری معاملات پر پڑے۔ مصر کی حکومت کا ایک حصہ افریقہ مین تھا اُسمین فرانس کی مداخلت زیادہ تھی مگر معاملات وہان کے ایسے پیچیدہ ہوگئے تھے کہ انگلستان و فرانس دونون کا اقتدار ہوا۔ جبکہ اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کو فرانس و انگلستان نے باتفاق معزول کردیا تو مصری حکومت کے واسطے توفیق پاشا کا انتخاب ہوا۔ سلطان نے حلیم پاشا کو پیش کیا لیکن ناپسند کیا گیا۔

عربی پاشا کی بغاوت سے توفیق پاشا کا زور کم ہوگیا تھا یہانتک کہ وہ کنارہ کش ہوکر انگریزی جہاز پر آگئے۔ فرانس و انگلستان کے جنگی جہاز نہر سوئز مین داخل ہوگئے تھے فرانس اُسوقت تک انگلستان کا برابر شریک رہا۔ جبتک کہ انگلستان کے جہازون کو اسکندریہ پر گولہ اندازی کا حکم نہین ملا انگلستان کو فرانس جنگ مین مبتلا کرکے فوراً علیحدہ ہوگیا۔ انگلستان نے جان و مال کو تصدق کرکے عربی پاشا کے شور و شر کو دور کیا بعد گرفتاری عربی پاشا توفیق پاشا پھر بحال ہوے۔ توفیق پاشا کیجانب سے انگلستان سوڈان کے معاملات مین پھنس گیا صدہا اور ہزارہا سپاہیون اور بہادر جنرلون کا خون اُس سرزمین مین گرا۔ مگر انگلستان کی جنگی کارروائی سے مہدی اور اُسکے جانشینون کو جرارت نہوئی کہ وہ مصر کو اپنے قبضے مین کرلین۔ اگر انگلستان امداد نکرتا تو مصری حکومت کا چراغ گُل ہوجاتا۔ باوجود اسقدر صرف جان و مال کے جو انگلستان نے خاص مصر کی حفاظت کیواسطے کیا تھا مناسب تھا کہ تنہا انگلستان کا اقتدار مصر پر قائم رہتا۔ مگر یوروپ کی متفقہ مداخلت کا اثر مصری معاملات مین بھی ہوا ایک کانفرنس نے خاص مصر کے لیے قسطنطنیہ مین نشست کی۔ انگلستان کیجانب سے اُسمین یہ دعوی پیش ہوا کہ نہر سوئز مین انگلستان کا اقتدار بحال رکھا جاے۔ لیکن شاہون کے سفیرون نے اُسکو تسلیم نہین کیا۔ اور سب طاقتون کی جہازی آمد و رفت جائز رکھی گئی۔ مصری قضیہ سے سب بادشاہون کا تعلق مصر سے ہوگیا روس و جرمن و آسٹریا جنکو مصر سے ایسا تعلق نتھا وہ بھی شامل ہوے۔ بصلاح و مشورہ یوروپ انگلستان کی فوج کا قیام مصر مین ہوا۔ مگر مشروط تھا باین شرط کہ بعد امن و امان اور انتظام مصر فوج نہین رہیگی۔ سلطان کو انگلش فوج کا قیام ناگوار تھا اور فرانس کو بھی پسند نتھا سلطان ہمیشہ

اسی خیال مین تھے کہ کب انگلش فوج واپس جائیگی - انگلستان کو نہر سوئز سے بڑا تعلق ہے کیونکہ انگلستان
اور ہندوستان کی راہ ہے اور جبکہ اُسنے خدیو سے کئی کرور روپیہ دے کر نہر کے حصے خریدے تو اُسکا حق
سب سے بڑھکر ہے اگر نہر نہوتی تو وہ مصر سے بھی کچھ تعلق نرکھتا - نہر کے ہونے سے اُسکو مصر مین اپنا اقتدار
رکھنا ضرور ہے اور جبتک مصر پر اقتدار نرکھا جای نہر پر کامل اثر نہین ہو سکتا - واقعات سے ثابت ہوتا ہے
کہ چونکہ حکومت مصر اور نہر کے متعلق شاہان یوروپ کو بھی تعلق ہو گیا ہے لہذا مصر کا فیصلہ خواہ آج ہو
یا جب کبھی - تنہا انگلستان کے مفید نہین ہو سکتا - فرانس انگلستان کی مصری حکمت عملیون کیوجہ سے
بدظن ہو گیا تھا اور انگلستان کو خیال تھا اور ہے کہ بوجہ ضعف ترکی حکومت کے ایسا نہو کہ جب کل فوج
انگلش مصر کو خالی کر دے تو فرانس اُسی طور سے قبضہ کر لے جیسا کہ اوسنے ٹونس پر قبضہ کیا تھا - فرانس
وانگلستان کے مصری اُلجھے ہوے تعلقات دیکھکر پرنس بسمارک نے اپنا منشا ظاہر کیا کہ انگلستان کو
مناسب ہے کہ مصر سلطان کے حوالے کر دے اُنکو خیال تھا کہ فرانس کا اقتدار مصر مین نہو - حال مین فرانس
نے اس امر پر زور دیا - کہ انگلستان اپنی فوج کے اُٹھا لینے کی تاریخ مقرر کرے اور غالبًا ابھی گفتگو
ہو رہی ہے مگر اُسکا سرکاری طور پر کچھ نتیجہ ظاہر نہین ہوا - ہان کسی قدر فوج کی واپسی کا انتظام ہو رہا ہے
مصر پر انگلستان کا اقتدار واجبی ہے کیونکہ تخت خدیو کو اُسنے محفوظ رکھا ہے اور سلطان کے حقوق کا
سچا محافظ بھی وہی ہو سکتا ہے مگر روسی اور دوسری سلطنتون کے سبب سے خصوصًا فرانس کی وجہ سے
وہ قبضہ نہین کر سکتا اور نہ فرانس تنہا اُسپر قابض ہو سکتا ہے -

پھر عہدنامہ برلن سے خلاف ہونا مصر کا اُلجھاو تو جو کچھ تھا وہ تھا - بلگیریا کی حالت یکایک
بدل گئی - پرنس الگزنڈر نے رومیلیا پر برخلاف عہدنامۂ برلن قبضہ کرنا چاہا اور چند مقامات پر بھی قبضہ
کر لیا - یہ بیجا مداخلت ۱۸۸۵ع کے اخیر مین شروع ہوئی تھی سرویہ نے بلگیریا سے جنگ کی باہم عیسائیون مین
خوب کُشت و خون ہوا - والی سرویہ کو شکست ملی اور پرنس الگزنڈر فتحیاب ہوا - انگلستان کی تائید سے
سلطان اور پرنس الگزنڈر کے درمیان عہدنامہ ہوا اور رومیلیا کا الحاق بلگیریا سے ہو گیا تھا - روس نے
اس اقرارنامے کو تسلیم نکیا - وہ اگر تسلیم کر لیتا تو ترکون کے مُضر جو مقاصد آئندہ روسی کامیابی کے واسطے
تھے وہ جاتے رہتے - رومیلیا کا بلگیریا سے الحاق صرف عہدنامہ برلن ہی کے خلاف نتھا بلکہ اس لحاظ سے
روس کے مفید نتھا کہ پرنس الگزنڈر کی انگلستان اور سلطان نے تائید کی تھی اور بلگیریا اور سلطان کے
اتحاد سے آئندہ روسی پیشقدمی کا انسداد ہوتا تھا - اس صورت مین شہزادہ الگزنڈر جیسا شخص انگلستان
کے ہوتے روس یا کسی اور سلطنت کے نہین ہو سکتے تھے - پس روس کی مرضی کے خلاف بالکل بلگیریا کے معاملے

کی کارروائی ہوئی اور جب ایک ماتحت شہزادے نے عہدنامہ برلن کے خلاف کیا تو روس کو زیادہ خلاف کرنے کا موقع ملا - اُسنے بندرگاہ باطوم کی آزادی دور کی - یہ بندرگاہ عہدنامہ برلن نے اُسکو دیا تھا اور شرط تھی کہ آزاد رہے مگر جب عہدنامون کے خلاف کرنے کا موسم آیا تو روس کب چوکنے والا تھا - بلگیریا مین روسی ایجنٹون نے سازش شروع کی اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ شہزادہ الگزنڈر کو اُسکی فوج نے معزول کردیا اور روسی سفارت سے استدعا کی کہ شہنشاہ روس اپنے ظل عاطفت مین ہمکو قبول فرمائین فوج اور بلگیریا کی رعایا کچھ سمجھی یا تو اُسکو سمجھایا گیا کہ اُسنے پھر شہزادہ الگزنڈر کو واپس طلب کیا - اور اُنکی واپسی پر بڑی دھوم دھام ہوئی - اُنھون نے اپنی واپسی کی اطلاع شہنشاہ روس کو کی جسمین عاجزی کا برتاؤ تھا - بجواب اسکے شہنشاہ نے انکو چشم نمائی کی کہ تمھاری واپسی ہمکو ہرگز پسند نہین - وہ اس دھمکی سے تخت چھوڑ کر چلدیے - انگلستان کے اخبارات خصوصاً اخبار ٹائمز نے اپنے خاص آرٹکل مین لکھا تھا کہ بلگیریا مین روسی پالیسی کو فتح ہوئی اور انگلستان کی پالسی کو شکست ملی - روس نے بلگیریا مین اپنا ایک معتمد کو روانہ کیا کہ وہ بلگیریا کی حالت لکھے - اور اخیر مین اپنا ایک شہزادہ منگریلیا منتخب کیا - جرمن اور ترکی اور فرانس نے اس شہزادے کے انتخاب کو قبول کرلیا - آسٹریا اور انگلستان نے اسکو قبول نہین کیا - خاص بلگیریا کی ریجنسی نے اُسکو تسلیم نکیا تھا - روس اپنے شہزادے کے واسطے اصرار کرتا رہا اور سلطان نے اُسکی تائید بھی کی - بلگیریا کی ریجنسی نے جن معتمدون کو یورپ کے سلاطین کے پاس بھیجا اُنکی گشت کا نتیجہ بھی بلگیریا والون کے واسطے کچھ مفید نظر نہین آیا بجز انگلستان اور آسٹریا کے یوروپ کے کل سلاطین نے روس کی پالسی کی تائید کی -

ان واقعات کا کیا نتیجہ ہوا - اگر واقعات پر بخوبی غور کیا جاے تو روس کو بمقابلہ انگلستان کے کامیابی ہوئی تھی - خود روس اور اُسکے ہواخواہون نے سلطان کو مصری معاملات پیش کرکے اور بلگیریا کا نشیب و فراز سمجھا کر بھڑکا دیا - اور جبکہ سلطان نے روسی مقاصد بلگیریا کی اعانت کی اور سرکلر مین اسکا اظہار کیا تو اس سے انکار کیونکر ہوسکتا ہے کہ سلطان اور روس مین اتفاق نہین ہوا تھا - یہ سوال کہ بلگیریا کی تقدیر مین کیا ہے واقعات پر محول ہے اور موجودہ واقعات سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آخرکار جرمن آسٹریا کو راضی کردے گا - اور روس کا شہزادہ مقرر ہوگا یا روس بلگیریا پر قابض ہوجائیگا - اُسکا قبضہ بلگیریا یا اُسکا اقتدار رومیلیا پر بھی حاوی ہوگا اُسکا اثر رفتہ رفتہ انگلستان کے بالکل خلاف ہوگا روس اگر برلن کے عہدنامے کے وقت واپس چلا گیا تھا تو پھر اب واپس آنے والا ہے عہدنامہ برلن کی ترمیم شاہون کے افعال و اقوال سے خود ہی ہوجائیگی - آسٹریا کو روس کے خلاف جنگ کرنا ضرور ہے کیونکہ روسی قبضہ بلگیریا سے رومیلیا اور سرویہ کا قائم رہنا سمجھ مین نہین آتا - ایک زبردست شہنشاہ راستہ مین کیون

خس وخاشاک کو رہنے دے گا- آسٹریا کا اقتدار بلقن کی ریاستون مین ذرا بھی نرہیگا وہ آج تو جنگ پر آمادہ ہے لیکن اگر پرنس بسمارک نے اسکو راضی کرلیا تو وہ خاموش رہیگی- آسٹریا کا کچھہ اعتبار نہین ہے وہ پرنس بسمارک کے کہنے سننے مین بہت ہے-

انگلستان کے کیا فرائض ہین ترکون نے انگلستان کے اتحاد سے ناحق چشم پوشی کی اور اپنے قدیمی دشمن سے اتفاق کرنے کا ارادہ کیا ہے- روس کی دوستی پر کیا اعتبار ہے وہ آج بلگیریا پر سلطانی اتفاق اور دیگر سلاطین کی تائید سے قبضہ کرے گا اور کل قسطنطنیہ پر حملہ کردے گا اسکا حملہ تو انگلستان کی حمایت سے رکا ہوا تھا- جب انگلستان علیحدہ ہو جاے گا تو ترکون کا سرپرست بظاہر کوئی معلوم نہین ہوتا- روسی اقتدار بلگیریا اور رومیلیا سے انگلستان کے مشرقی تعلقات ہی پر صدمہ کا اندیشہ نہوگا بلکہ اسکی قربت سے ترکون کا عدم وجود دونون یورپ مین مساوی ہوجایگا ترکون نے انگلستان کے چھوڑنے کا ارادہ کیا تھا مگر انگلستان نے ترکون کو نہین چھوڑا تھا- اب ترک اپنے نفع و نقصان کے ذمہ دار ہونگے- سوال یہ ہے کہ آئندہ انگلستان کی کیا حالت ہوگی- اسکی ایک حالت یہ ہے کہ جنگ یا تدبیر سے روس کے قدم بلگیریا مین نہ جمنے دے اور دوسری حالت یہ ہے کہ سکوت اختیار کرے اگر اسنے سکوت کیا اور روس بلگیریا اور رومیلیا پر حاوی ہوگیا اور سلطان کو سبز باغ دکھا کر اپنا کرلیا تو اس روسی پالسی کے نتایج مشرقی تعلقات انگلستان کے واسطے نہایت ہی درجہ خوفناک ہونگے

روسی پالسی اور روس کی کامیابی جس منشا سے شہنشاہ الگزنڈر دوم روس نے ترک سے جنگ کی تھی اور اسمین ظفریاب ہوا تھا- مگر انگلستان کی حسن تدابیر سے اسکا منشا پورا نہین ہوا تھا اس منشا اور اس خواہش اور غرض کو شہنشاہ الگزنڈر سوم پورا کرنا چاہتے ہین- یوروپ کے واقعات مین روس کے خلاف تبدلات واقع نہین ہوتے ہین- بلکہ انگلستان کے خلاف معلوم ہوتے ہین انگلستان و فرانس اور ترکی اتحاد کا یہ نتیجہ تھا کہ ترکون کی حکومت محفوظ رہی تھی اور انگلستان کے حقوق پر بھی صدمہ نتھا وہ اتحاد جاتا رہا- تو روس و جرمن آسٹریا کے اتفاق کا یہ نتیجہ ہوا کہ روس نے ترکون کو زیر کیا اور انکی مغلوبیت نے سلطان کا اتحاد روس سے کردیا اور اب روس صرف جرمن کے اتفاق سے کامیابی کی کوشش کر رہا ہے-

انگلستان کی پالسی انگلستان اگر وسط ایشیا سے روسی پیشقدمی کا اندیشہ نکرتا- اور قومی اختلاف کو خیال مین نہ لاتا تو اسکو اسی وقت روس سے جنگ کرنا تھی جبکہ اسنے ترکون پر چڑھائی کی تھی مگر وہ خاموش رہا اور ترک تنہا روس سے جنگ کیا کیے- روس کی فتحیابی پر انگلستان کو زیبا تھا کہ وہ

اپنی پالسی کا اس طریق سے اظہار کرتا کہ تمام صوبجات ترک ترکون کے ماتحت رہتے روس یا یوروپ کی اور سلطنتون سے کچھ واسطہ نرہتا۔ مگر انگلستان نے نہ جنگ کی اور نہ ترکی صوبجات بلگیریا وغیرہ کی بابت کانگریس برلن مین ایسا انتظام کرایا کہ آیندہ اُسکا اقتدار دربار ترکی مین بدستور رہتا۔ اگر وہ جنگ کرتا تو سلطان اور انگلستان کے مابین اتحاد کو وقتاً فوقتاً ترقی ہوتی رہتی اور جبکہ وہ بوجوہات جنگ نکرسکا اور عیسائی صوبجات ترکون کے ماتحت رکھنے مین اُسکی جانب سے بعدگی تمام کوشش عمل مین نہ آئی تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جن اغراض کے واسطے انگلستان کوشش کرتا تھا وہ عہدنامہ برلن کی بدولت اُسکو حاصل ہوگئی تھین مگر وہ اغراض اُسی مغلوب سلطان کے اختیار مین تھین جنکو روس آج اپنا کرکے اور اُن صوبون کو بھڑکا کر وہ اغراض حاصل کرنے پر آمادہ ہوگیا ہے۔ روس کی عہدشکنی کی شکایت جرمن و فرانس کوئی نہین کرتا۔ بلکہ اُسکی پالسی کی تائید ہورہی ہے۔ انگلستان حق بجانب شاکی ہے مگر وہ شور و غوغا روسی تائید کا یوروپ مین ہے کہ نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سُنتا ہے۔ اگر تمام یوروپین سلطنتین متفق ہوکر انگلستان کی موید ہون اور روس سے کہین کہ عہدشکنی ہرگز زیبا نہین ہے تو روس بلگیریا مین کچھ بھی نکرسکے لیکن بجز انگلستان اور اسٹریا کے اور سلطنتین روس کی تائید کررہی ہاین جس سے کہ بجز روسی کامیابی کے اور کسی طرح کا نتیجہ پیدا ہونیکی امید نہین ہوسکتی۔

باب دُوم

روس و انگلستان کے ایرانی تعلّقات

پیٹر اعظم کے وصیت نامے مین روم و ہندوستان اور ایران کا بھی تذکرہ ہے۔ ہمنے باب اول مین ذکر کیا ہے کہ ترکی سلطنت پر حملہ آوری سے روس کو کیا غرض ہے۔ روس سلطان کی حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور اُسکی یہ بھی خواہش ہے کہ انگلستان کے بحری راستون مین رخنہ پیدا کرکے سرحد کیجانب سے ہندوستان پر دباؤ ڈالے۔ ہرچند کہ وہ انگلستان کی خداداد بحری قوت کے مقابلے مین کامیاب نہوگا مگر اُسکی پیچیدہ پالیسیون اور بحری و بری رفتار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا منشا ملک گیری اور خاص ہندوستان پر پیشقدمی کا ہے۔ جس چالاکی اور بے اعتدالی او غرض سے اُسکا برتاو ترکون کے ساتھ ہے وہی برتاو اُنھین اغراض سے وابستہ ایرانیون کے ساتھ ہے۔ وہ ایران کو بھی ہضم کرنا چاہتا ہے اور ایرانی اقتدار سے ہندوستان پر اثر پھونچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب وصیت نامہ

مرتب ہوا تھا پھر اسپر مقتضائے زمانہ عمل ہوا۔ دوسرا زمانہ وہ تھا جب نپولین اول فرانس اور ایک روسی شہنشاہ مین باہمی سمجھوتہ ہوا کہ ایران مین ہوکر ہندوستان پر چڑھائی ہو۔ تیسرا زمانہ وہ تھا جب وسط ایشیا مین پیشقدمی ہوئی۔ اور روسی اشتعالک سے ایران نے ہرات کلید ہندوستان کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ ان زمانون کی مجموعی کارروائی اور وصیت نامے کی عملی خصوصیات سے جو نتیجہ مدبران یوروپ اور ایشیا خصوصًا انگلستان کے مدبرون نے نکالا وہ واجبی تھا۔ انگلستان نے روس کی رفتار کی غرض پہلے ہی سے سمجھ رکھی تھی۔ اُسنے سلطنت ٹرکی اور ایران اور وسط ایشیا مین ہمیشہ سے روسی اقتدار کو روکا ہے کیونکہ انگلستان سمجھتا تھا کہ اگر روس ان ممالک مین اپنا قبض و تصرف کامل کرلے گا تو وصیت نامے مین جو سلطنت بلفظ ہندوستان تعبیر کی گئی ہے اُسپر قبضہ کرنے کا ارادہ کرے گا جس زمانے سے اس خیال کی بنیاد ہوئی ہے اُسوقت سے یہ دونو سلطنتین ایکدوسرے کی چال ڈھال کو بنظر مخالفانہ دیکھ رہی ہین اور زمانے کے ساتھ ساتھ اُنکی حکمت عملیان بھی بدلتی آئی ہین۔ اس زمانے مین دونون کی پولیٹکل کارروائیون مین جو فرق اور امتیاز پیدا ہوگیا ہے اُسمین سے ایک امتیازی حالت ہمنے باب اول مین بیان کی ہے۔ اور دوسری حالت باب ہذا مین لکھتے ہین اور تیسرے افغانی سرحدی تعلقات آئندہ باب سوم مین لکھین گے۔

ایرانی تعلقات ایران سے روسی پولیٹکل تعلقات کا آغاز پیٹر اعظم کے زمانے سے ہوا۔ شاہ سلطان حسین صفوی کی عدم قابلیت سے افاغنہ نے ایران کو فتح کرلیا تھا۔ اشرف و محمود سرداران افاغنہ کے نام خطبہ و سکہ ایران کا ہوا۔ شہنشاہ پیٹر اعظم نے محمود کے پاس سفیر بھیجا اور اُسکی معرفت محمود کو بادشاہ ایران قرار دیا۔ روسی سفیر نے محمود سے بیان کیا کہ گورنمنٹ ایران کے ہاتھ سے جو نقصان روسیون کو پہونچا ہے اُسکا تدارک اب شہنشاہ روس کو منظور ہے۔ سرجان سلکم صاحب لکھتے ہین کہ جب ایران مین ابتری پھیلی تو شہنشاہ روس نے موقع پاکر یہ ارادہ کیا کہ بحر کیسپین کے مغربی ساحل پر قبضہ کرکے اپنے ملک سے تجارت کو ترقی دینا چاہیے۔ چنانچہ اُسنے اول اول تیس۳۰ ہزار آدمیون کی فوج جمع کی۔ اتفاق سے شہر استراخان مین جو قوم کاسک اور قلماق رہتی تھی وہ شاہی فوج کی شریک ہوگئی۔ چونکہ اس سے پہلے روسی رعایا کو مقام سماکی مین لسغی قوم کے ہاتھ سے سخت مضرت پہنچی تھی اور خان خوارزم نے اُس روسی کاروان کو لوٹ لیا تھا جو چین سے واپس جاتا تھا۔ پس ان باتون کو شہنشاہ روس نے اپنے ارادون کا سبب قرار دیا اور حسب ضابطہ والی ایران یعنے محمود سے اُن نقصانونکا تدارک چاہا جو خان خوارزم اور لسغیون کی بدولت روسیون کو ہوا تھا۔ محمود نے جواب دیا کہ ابھی تک

قوم لسنی پر مجھے اختیار حاصل نہین ہے اگر مین اُنپر حاوی ہوتا تو بیشک اُن سے تدارک چاہتا۔ شہنشاہ روس کو جب محمود کے جواب سے اطلاع ہوئی فوراً وہ اپنی فوج کا سپہ سالار ہوا اور ۲۹- جولائی ۱۷۲۲ع کو دریاے والگا سے بسواری جہاز روانہ ہوکر داغستان کے نواح مین پہنچا اور ایک اشتہار جاری کیا کہ ہمارا ارادہ اپنی ملکی وسعت دینے کا نہین ہے- یہان ہم صرف تجارت کی غرض سے آئے ہین اسکے بعد وہ دریاے والگا کے کنارے کنارے ہوتا ہوا شہر دربند کیجانب روانہ ہوا اور اُسپر قبضہ کرلیا- شہر دربند کے حاکم کو اُسنے بدستور بحال رکھا اور دو ہزار سپاہی قلعہ کی محافظت کے واسطے مقرر کردیے- اس فتح کے بعد شہنشاہ مقام استراخان مین واپس گیا اور یہ ارادہ کیا کہ اگلے موسم کے آغاز مین ہم اپنے منصوبونکو پورا کرینگے- سلطان حسین صفوی کے بیٹے طہماسپ نے شاہی خطاب اختیار کیا تھا وہ ساعی تھا کہ اپنے بزرگون کا تاج پھر حاصل ہوجاے اُسکو جب یہ معلوم ہوا کہ صوبہ گیلان اور شہر بکو پر روسیون نے قبضہ کرلیا تو اُسنے شہنشاہ روس سے ایک عہدنامہ کیا کہ جسوقت شہنشاہ روس افغانون کو ایران سے نکال کر طہماسپ کو تخت ایران پر مسلط کردے تو اُسے ایران کی عملداری سے شہر دربند اور باکو داغستان شروان اور گیلان اور مازندران اور استرآباد اس صلے مین دیدیا جاویگا اور روسی فوج کی امداد اور رسد رسانی بخوبی ہوگی اور تجارت بھی قبول کیجائیگی مگر ترک برابر ایران پر حملہ کررہے تھے اسوجہ سے اس عہدنامہ کا کچھ اثر مترتب نہوا شہنشاہ روس نے اس عہدنامہ کا بالکل خیال نکیا کیونکہ اُسنے ترکون سے ایک تقسیم نامہ کیا جسکی روسے بحر کیسپین کے تمام کنارے ترکمانون کے ملک سے لیکر دریاے کر اور اسپیر تک اُن حدود مین داخل تھے جو روسیون نے اپنے واسطے رکھے تھے اور سلطنت روم کے صوبے ایک ایسے خط سے محدود کیے گئے تھے جو دریاے کر اور اسپیر کے کنارون سے لیکر اردبیل سے تین میل کے فاصلے پر شہر تبریز کے قریب ہوتا ہوا ہمدان تک اور وہان سے صوبہ کرمان شاہ تک پہنچا تھا اور شرط تھی کہ اگر طہماسپ ان شرائط کو منظور کرے تو وہ ہمارے تقسیم نامے کے علاوہ ایران کے باقیماندہ صوبونپر حکومت قائم کرکے ہمیشہ اُسکا انتظام اور بندوبست کرتا رہے اور اگر منظور نکرے تو ہم اسکو بالکل معطل کرکے باقیماندہ صوبون پر اپنا قبضہ کرلیا جاوے اور ایران کے امن و آمان کے واسطے وہ شخص تخت پر بٹھایا جاے جو مقبول طرفین ہو اور جسکو گورنمنٹ روم و روس قابل اور مستحق خیال کرین اور یہ التزام کیا جاے کہ محمود کے کسی نامہ و پیام پر التفات نکیا جاے کیونکہ افغان ایران کی سلطنت سے محض اجنبی اور علحدہ خیال رہنے کے لائق ہین- ترکون نے اس تقسیم نامہ پر عمل نہ کیا اور نہ روسیون اور ترکون کے اتفاق سے افغانونکا اخراج سرزمین ایران سے ہوا بلکہ ترکون نے تمام ان صوبون پر بھی قبضہ کرلیا تھا جو تقسیم نامہ

مین روس کے قرار پائے تھے۔ پیٹر اعظم کے انتقال کے بعد اُسکے جانشین نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ جو منصوبے شہنشاہ پیٹر نے ایران کی نسبت کیے تھے وہ پورے کیے جائین۔ اُسوقت تک جو کچھ فتوحات بحیرہ کیسپین کے کنارے گورنمنٹ روس کو حاصل ہوئی تھین وہ ترکون کی فتوحات کی نسبت بہت کم تھین۔ یہانتک کہ علاوہ اسکے وہ صوبے بھی ترکون کے قبضہ اختیار مین آگئے تھے۔ جنکو اُنھون نے سابق مین عہدنامے کے ذریعے سے تقسیم کرکے اپنا قرار دیا تھا۔ ترکون نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر روسیون سے درخواست کی کہ وہ ایران سے افاغنہ کے نکالنے مین اُنکی امداد کرین۔ مگر علیحضرت ترک نے اُنکی ایسی درخواست نہایت ناپسند کی کہ بمقابلہ مسلمانون کے ایک عیسائی سے درخواست کی گئی۔ اس زمانے سے روس و ترک مین بابت ایران پھر کوئی تقسیم نامہ نہین ہوا دونون کے کام علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔ یہ حالات ہمنے ملکم صاحب کی تاریخ ایران حصہ چہارم سے لیے ہین۔ اُنکی تاریخ کا پانچوان حصہ ہمارے پاس اسوقت موجود نہین ہے مگر ایک ایرانی نے ۱۸۳۸ء مین جو کتاب روس و انگلینڈ کے ایرانی تعلقات کی بابت لکھی ہے اُسمین سرجان ملکم صاحب کی تاریخ سے بہت بڑا حصہ نقل کیا ہے اُسی معتبر اور معتمد کتاب سے ہم واقعات کا ترجمہ کرنا چاہتے ہین۔ ۱۷۸۱ء مین چار روسی جنگی جہاز استراخان سے روانہ ہوکر استرآباد مین داخل ہوے۔ افسر جہازات نے آقا محمد خان والی ایران سے درخواست کی کہ ایک مکان دریاے دلی کے کنارے طیار کرے منشا یہ تھا کہ ایک قلعہ بنائے اور اٹھارہ توپین اُسمین رکھے۔ آقا محمد خان نے اُسکی درخواست قبول کی۔ اُسنے قلعہ بنایا اور توپین لگائین جب آقا محمد خان کو معلوم ہوا کہ چالاکی سے بجاے مکان کے قلعہ بنایا گیا اور توپون سے آراستہ کیا گیا تو اُسنے اُس افسر اور اُسکے ہمراہی اور افسرون کو بہانہ دعوت بلایا اور سبکو قید کرلیا اور اُنکو خوف دلایا کہ اگر قلعہ کو منہدم نکروگے تو سب کو تہ تیغ کردونگا۔ اُس افسر نے فوراً حکم دیا کہ قلعہ منہدم کردیا جاے اور اُسکی توپین اوتار کر جہاز پر لیجائین۔ اس واقعے کو چندہی دن گذرے تھے کہ ہرکیولس والی گرجستان جو عیسائی مذہب رکھتا تھا مگر صدہا سال سے یعنے شاہ اسمٰعیل صفوی کے وقت سے وہ اور اُسکے آبا و اجداد مطیع اور خراج گذار سلطنت ایران کے تھے۔ اُسنے ایران کی حالت ابتر دیکھکر روس کی اطاعت قبول کی اور بہانہ کیا کہ مین نے مسلمانون کے ظلم و جفا سے یہ فعل کیا۔ آقا محمد کو نہایت رنج ہوا۔ کیونکہ گرجستان کا زرخیز صوبہ اُسکی حکومت سے خارج ہوتا تھا اُسنے ۱۷۹۵ء مین ارادہ کیا کہ ہرکیولس کو سزا دے اُسی سال بماہ اپریل کثرت سے لشکر طہران مین جمع کیا اور چڑھائی کرکے طفلس کو فتح کیا اور قتل عام کا حکم دیدیا۔ اُسکے سپاہیون نے تمام علماے نصاریٰ کو قتل کیا اور پندرہ ہزار عورتون اور لڑکون کو پکڑکر فروخت کرڈالا۔ اس افسوسناک واقعے سے روس برہم ہوا۔ مگر اُسکی یہ

یہ بھی اپنے مطلب کے واسطے تھی نہ کہ عیسائیون کی ہمدردی کی غرض سے۔ آقا محمد خان جبکہ خراسان
مین تھا تو ملکہ کیتھرائن نے روسی لشکر کو حکم دیا ۱۷۹۶ء مین گرجستان پھر روس کے قبضے مین آگیا۔
آقا محمد خان خراسان سے بعزم گرجستان روانہ ہوا۔ اور اُسنے قلعہ شیشہ کو لی لیا مگر اُسکے دو آدمیون نے اُسکو ہلاک کیا
۱۷۹۶ء مین ماہ نومبر ملکہ کیتھرائن روس کا انتقال ہوا اور اُسکا جانشین پال ہوا۔ اُسنے ۱۸۰۱ء
و ۱۸۰۳ء مین مینگریلیا اور ایمریٹیا و گنجہ و قراباغ و شروان و تمام گرجستان کو شامل ملک روس کر دیا
۱۸۰۲ء مین ایک روسی جنرل کو وہان کا گورنر مقرر کیا۔ یہ زمانہ فتح علی شاہ کا تھا اُسنے اپنے ولیعہد
عباس مرزا کو حکم دیا کہ روسیون سے جنگ کرے مگر اُسکو ایروان مین شکست ملی اور روسی جنرل ززنیف
جو گورنر گرجستان کا بھی تھا اُسوقت قتل ہوا جبکہ وہ باکو بہ کے محاصرے مین مشغول تھا۔ ۱۸۰۵ء مین
روسی جہازات نے لنگران مین لنگر کیا اور مظفر خان تالیشی کی اعانت کی اُسوقت روسی مقام انزلی
مین آگئے اور رشت کی طرف روانہ ہوے لیکن گیلان کے آدمیون نے انکو شکست دی۔ ۱۸۰۸ء مین
روسی جنرل گودوچ نے ایروان کا محاصرہ کیا اُسنے فتح نپائی اور مجبور ہوکر واپس ہوا۔ ۱۸۱۰ء مین ماہ
مئی شہزادہ محمد علی مرزا کو حکم ہوا کہ بغداد سے اپنا لشکر لیکر روانہ ہو اور عباس مرزا دوسرے لشکر کے سپہ سالار
تھے شاہزادہ محمد علی مرزا پشت دیوار طفلس تک پہنچ گیا تھا مگر مقام گنجہ مین اُنکو زک ملی۔
علے ہذا القیاس شہزادہ عباس مرزا نے مراجعت کی۔ ۱۸۱۱ء مین ایرانی لشکر نے بیفائدہ حرکت کی تھی
اُسکا کوئی نتیجہ نتھا۔ ۱۸۱۰ء مین چند افسران انگریز اس غرض سے مقرر ہوے تھے کہ افواج ایران کا
انتظام کرین انکا تقرر بخواہش شاہ ایران اسی جہت سے تھا کہ انگلستان روس کی پیشقدمی ایران مین
پسند نہین کرتا تھا۔ اِن افسرون مین سے سر جارج اوسلی صاحب درمیان عباس مرزا و وکیل روس
متوسط تھے مگر اُن سے کچھ نہوا آخرکار وہ طہران مین چلے آئے اور حکم کیا کہ جو انگلش افسر فوج ایران
مین ہین وہ شاہ ایران کی خدمت نکرین۔ دو افسرون نے اس حکم کو تسلیم نکیا۔ سر جارج اوسلی
نے اُنکی نسبت کہا کہ اگر آدمی چاہتے ہین کہ اپنے سر کو دیوار سے ٹکرائین مین اُنکو اُنکے ارادے سے
باز نہین رکھتا۔ پس لشکر ایران بجانب رود ارس روانہ ہوا اور ۳۱ - ماہ اکتوبر ۱۸۱۲ء مین ایرانیونکو
روس سے شکست فاحش ملی اور تمام اسباب و خیمہ خرگاہ ایرانیون کا روس نے چھین لیا پھر روسیون
نے شبخون مارا اور بالکل ایرانیون کو پسپا کر دیا۔ عباس مرزا نے افسران انگریزی کی باتون کی سماعت
نہ کی آخرکار شکست پائی۔ لفٹنٹ لینڈسی نے سات توپین روسیون کے واسطے چھوڑ دین اور

۱ فتح علی شاہ کی نسبت بعض مورخین کا خیال ہے کہ انکی اشتعالک سے یہ واقعہ ہوا تھا ۱۲ ۞ ۞

پھر ترکردو توپین لے لین اور سپہ اسٹن اردبیل مین مرگئے - اسی سال ایرانیون نے فتح پائی اور روسیون کو لنگران سے نکالدیا- مگر پھر روسیون نے اُسی سال لنگران کو لے لیا-

آخرالامر بتوسط سرگور اوسلی درمیان ایران وروس کے صلحنامہ بمقام گلستان ۲۴- ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ء مین ہوا- اس مصالحہ سے روس گرجستان و منگریلیا و آمیرشیا و گنجہ و قراباغ و شکے و شروان و تالش پر قابض ہوگیا اور ایرانیون کو دریاے کیسپین مین جہازرانی سے ممنوع کیا- شمالی ایران کے حدود غیرمعین اور نامحدود تھے- اگست ۱۸۲۶ء مین ایک شہزادہ سفیر ہوکر طہران مین آیا اور اُسنے حدبندی کی نسبت گفتگو کی- مگر عباس مرزانے اُسکے کردار و گفتار سے نتیجہ خلاف نکالا- عباس مرزا نے سمجھ کر جنگ کی غرض سے سبقت کی اور ۱۸۲۶ء مین روس و ایرانیون مین پھر جنگ شروع ہوگئی اس جنگ مین ایرانیون کو بالکل ناکامی ہوئی- روس فتحیاب ہوا اور گلستان کے عہدنامے مین جو کچھ اُسکو ملا تھا اور جو اقتدار اُسکا تسلیم کیا گیا تھا اُس سے بڑھکر ترکمانچی کے عہدنامے سے اُسکا اقتدار ایران مین قائم ہوگیا یہ عہدنامہ ۲۲- فروری ۱۸۲۸ء کو ہوا تھا- پندرہ کرور تومان خرچہ جنگ روس کا ہوا اور سخت ترین شرط یہ تھی کہ دریاے کیسپین مین ایرانی جنگی جہاز آمدورفت نرکھین گویا تجارتی اور ایرانی جنگی جہازون کی آمدورفت بالکل موقوف ہوگئی- ایک انگریزی مورخ کا قول ہے کہ جو خرچہ جنگ معرفت انگریزی سفیر کے روس کو دیا گیا اُسمین وہ سکے بھی تھے جو نادرشاہ ہندوستان سے لیگیا تھا

پھر ایک روسی سفیر کا واقعہ ہوا- وہ روسی سفیر تازہ وارد تھا اُسنے اُن عورتون کو طلب کیا جو روسی جدید صوبون کی تھین تاکہ اُنسے دریافت کرے کہ ایرانیون نے اُن سے کیا سلوک کیا- دو عورتین ایرانی اُسکے پاس بھیجدی گئین- اُنکو ایرانی مُلّاؤن نے طلب کیا- سفیر نے دینے سے انکار کیا- مُلّاؤن کے وعظ نے عوام کو بھڑکا کر روسی سفارت کا محاصرہ کرادیا- یہان تک کہ اُن لوگون نے روسی سفیر کو پکڑ کر اُسکو مار ڈالا اور برہنہ کرکے اُسکی نعش کو ایک جگہہ ڈالدیا- فتح علی شاہ و عباس مرزا کو روسیون کیجانب سے خوف ہوا- مگر شہنشاہ نکلس روس اُس زمانے مین ترکون سے جنگ کرنے مین مشغول تھا اور ایک سفارت ایران کی اُسکے پاس گئی تھی کہ اُسنے اس واقعے کا اثر کچھہ ہونے نہ دیا-

مورخ انگریز لکھتا ہے کہ جب عباس مرزا انگلستان کی طرف سے محروم رہا تو اُسنے اپنے کو روس کی آغوش مین ڈالدیا اور بعد اُسکے یہ بیان کیا ہے کہ معاہدہ گلستان کی پانچوین شرط مین یہ تھا کہ شہنشاہ روس بعوض اسکے کہ جو کچھہ اُنکو ملا ہے اور معاہدہ مذکور مین شرط ہے اپنے کو متعہد کرتے ہین کہ ہر ایک شہزادہ ایران کی تائید کرینگے جسکو کہ شاہ ایران اپنی جانشینی کے واسطے قرار دین مگر معاہدہ ترکمانچی

مین عباس مرزا کی خصوصیت کی تائید کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ شہنشاہ روس عباس مرزا کی جانشینی قبول کرینگے۔ دونون عہدنامون مین ہے کہ ہمیشہ دوستی و یکجہتی روس و ایران مین رہیگی مگر فرس و مرو کا قبضہ اُن شرطون مین داخل نہین تھا۔

روسیون کی ایران سے عہدشکنی جس زمانے سے کہ روسیون کا تعلق ایران سے ہوا خود شہنشاہ پیٹر اعظم نے شاہ طہماسپ سے جو معاہدہ افاغنہ کے اخراج کا کیا تھا اُس سے منحرف ہو کر ترکون سے قسمت نامہ ایران کا مرتب کرایا اگرچہ پیٹر اعظم کی اُس عہدشکنی کا نتیجہ کامیابی نہوا کیونکہ ترکون نے اُسکو چکمہ دیکر ان صوبجات پر قبضہ کر لیا تھا۔ جو قسمت نامے مین روسیون کے قرار پائے تھے مگر روس کی وعدہ خلافی ایرانیون اور افاغنہ کو بخوبی معلوم ہو گئی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ اگر شاہ طہماسپ کی حمایت روس کرتا اور اُسکی کوشش سے افغان ایران سے نکال دیے جاتے تو روس خاص ایران کے ساتھ وہی بدسلوکی کرتا جو نادرشاہ نے اخیر بادشاہ صفویہ کے ساتھ کی تھی۔ ملکہ کیتھرائن نے والی گرجستان سے کہ وہ عیسائی تھا اور اُسکی عیسائی رعایا سے ہمدردی کی یا کی کہ حمایت کے پردے مین اُسکا سارا ملک اگر مسلمانون کے قبضے سے نکال لیا تھا تو اپنے قبضے مین کر لیا۔ یہ صحیح ہے کہ ایرانیون نے اُس ملک مین عیسائیون کو قتل کیا تھا۔ اُسکا ثمرہ اُنکو مل گیا تھا۔ مگر روس نے ہٹ دھرمی کا کام کیا کہ ہم مذہبی کا خیال مطلق نکیا اور ہمیشہ کے واسطے اُسکے ملک پر قبضہ کر لیا۔

جب روسیون کی عہدشکنی کی کیفیت یہ تھی کہ ایک عیسائی بادشاہ کا ملک غصب کر لیا تو مسلمانون کو اُسکی ہمدردی اور حمایت اور قول قرار پر کیا توقع ہو سکتی ہے۔ عباس مرزا کی حرکات جسوقت تک کہ روس کے مخالف رہین گلستان کے عہدنامے مین اُسنے عام طور پر شہزادگان ایران کی جانشینی کی تائید کی۔ مگر جبکہ عباس مرزا نے روس کے مقاصد کی تائید کی۔ روس ترکمانچی کے عہدنامے مین اُنکی جانشینی کا خصوصیت کے ساتھ موید ہوا۔

تعلقات ایران و انگلستان ۱۵۶۱ء سے انگلستان کا تعلق ایران سے سمجھا جاتا ہے یعنے اُسوقت سے کہ ملکہ الزبتھ نے شاہ طہماسپ اول کو نامہ لکھا تھا۔ اور ایک عہدنامہ بھی ۱۷۶۳ء کو درمیان کریم خان زند و کمپنی کے ہوا تھا مگر زیادہ تر تعلق انگلستان کا ایران سے اُس زمانے سے ہوا جبکہ سر جان ملکم سفارت لے کر ایران گئے تھے۔ ۱۷۹۹ء مین جناب ولزلی صاحب ویسراے ہند نے ارادہ کیا تھا کہ سفارت انگلش ایران مین جا کر شاہ ایران سے باین اغراض معاہدہ کرے (۱) یہ کہ ہندوستان کو تاخت و تاراج افاغنہ سے محفوظ رکھا جاے (۲) ایران مین غلبہ فرانس کا ہونے پاے (۳)

تجارت انگریزون کی ایران مین پُر رونق ہو۔ سر جان ملکم اس سفارت کے واسطے منتخب ہوے۔
بماہ مئی سنہ ۱۸۰۰ء وہ بندر بوشہر مین داخل ہوے وہ بیش بہا تحفہ و تحائف شاہ ایران و ارکین دولت کے واسطے لے گئے تھے۔ فتح علی شاہ اس زمانے مین ایران کے بادشاہ تھے اُنھون نے ایرا ئی چار کرور روپیہ کے جواہرات سے اپنے کو مزین کر کے ملکم صاحب سے ملاقات کی تھی۔ انگلستان کے تحفہ و تحائف منظور ہوے شاہ نے حاجی ابراہیم خان کو مقرر کیا کہ وہ سرجان ملکم کے ہمراہ ایک معاہدے کو مرتب کرین۔ اس عرصے مین زمان شاہ والی کابل مرگیا اور جو اندیشہ انگریزون کو افاغنہ کے حملے کا تھا وہ بھی گویا مرگیا مگر شرائط معاہدہ کی فرانس اور افاغنہ دونون کے واسطے پہلے سے ہو چکی تھین انگریزون کو فرانسیسی حملۂ ہندوستان کا بھی دغدغہ تھا اور افاغنہ کے حملے کا بھی۔ اسواسطے ذیل کی شرائط مرتب ہوئین (۱) اگر بادشاہ افغانستان کا ارادہ ہند پر حملہ کرنے کا ہو تو شاہ ایران اپنا لشکر یکجا کر افاغنہ کو پائمال و تباہ و حقیر کرین (۲) اگر بادشاہ افغانستان ایران سے صلح کرے اور افغانستان اور ایران مین معاہدہ ہو تو اس معاہدے مین ایک شرط یہ ہو کہ افاغنہ تاخت و حملہ ملک بادشاہ انگلینڈ سے دست بردار ہون (۳) بادشاہان افغانستان سے جو بادشاہ یا قوم فرانسیس اگر بادشاہ ایران سے جنگ شروع کرے بادشاہ انگلستان کو چاہیے کہ ساز و سامان جنگ کا جس قدر کہ ممکن ہو کسی بندر ایران مین واسطے دولت ایران کے سپرد کرے (۴) جس وقت کہ قوم فرانسیس قصد کرے کہ اپنا لشکر کسی جزیرہ سواحل ایران مین مقیم کرے سپاہ متحد ایران و انگلستان بھیجی جاے کہ دونون متفق ہو کر اُس لشکر کو نکال دین اور اگر کوئی ذی وقعت فرانسیسی چاہے کہ کسی بندر یا جزیرہ ایران مین اپنی سکونت کرے تو اُسکی امید پوری نہونا چاہیے۔

یہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ء مین ہوا تھا یعنے قبل اسکے کہ نپولین اول فرانس نے مشہور و معروف جنگ روس سے کی اور صلح کر کے دونون نے باتفاق ہندوستان پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ مذکورہ بالا عہدنامہ درمیان ایران و انگلستان صرف فرانس کے اندیشے سے سنہ ۱۸۰۱ء مین ہوا تھا کہ ملک ہندوستان فرانس کے سیلاب سے محفوظ رکھا جاے مگر جو معاہدہ بعدہٗ ایران سے ہوا اُسمین روس و فرانس دونون کے اثر کا لحاظ تھا جبتک کہ نپولین اول کا دورہ رہا انگلستان روس و فرانس سے غافل نہین رہا اسکی برابر کوشش رہی کہ ایران مین فرانس کا رسوخ نہو کہ فرانس و روس ہندوستان پر حملہ آور ہون مگر فرانس کا اقتدار سنہ ۱۸۰۸ء تک ایسا ہو گیا تھا کہ جب لارڈ منٹو گورنر جنرل ہند نے دوبارہ سرجان ملکم کو ایران بھیجا تو ملکم کو اجازت نہ ملی کہ ایران سے آگے بڑھین۔ یہ قضیہ پیش ہی تھا کہ انگلستان نے سر ہرفرڈ کو سفیر کر کے ایران بھیجا

ملکم صاحب تو فرانسیسیون کے اقتدار کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے تھے مگر سر ہرفرڈ نے بالکل خوف نہ کیا اور برابر چلے گئے۔ فرانسیسی سفارت جسنے ایرانی دربار مین بڑا رسوخ پیدا کر لیا تھا وہ بعد صلح نپولین ایران سے روسی مخالفت کی انسداد کا وعدہ نہین کرتی تھی لہذا وہ سفارت طہران سے چلی گئی مگر سر ہرفرڈ اور مرزا محمد شفیع وزیر اعظم نے جس معاہدے کو ترتیب دیا تھا اُسمین ایک شرط کی بابت دونون سے نہایت سخت کلامی ہوئی[1] اگرچہ اس معاہدے پر دستخط ہوگئے تھے لیکن گورنر جنرل ہند نے اسکو قبول نکیا اسواسطے کہ اُنکی راے مین تھا کہ ہند سے ایران مین سفیر جانا نہ کہ انگلستان سے پھر ویسراے نے سرجان ملکم کو روانہ کیا لیکن کچھ نہوا۔

بعد اسکے ۱۸۱۴ء مین مسٹر الیس اور مسٹر مرے کا تقرر ہوا کہ شاہ فارس سے معاہدہ کرین۔ انگلستان ایران مین اپنے اقتدار کے قیام کے لیے کوشش کر رہا تھا اور دوسری جانب یوروپ مین اُسنے ۱۸۱۵ء مین بمقام واٹرلو نپولین اعظم کو شکست دے کر مقید کر لیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جس طرح زمان شاہ انتقال سے افاغنہ کے عدم حملہ ہند سے اطمینان ہوگیا تھا اُسی طرح نپولین اعظم کے قید ہوجانے سے فرانس و روس کا معاہدہ بغرض حملہ ہند واجب العمل نرہا تھا۔ مسٹر الیس اور مسٹر مرے اور مرزا محمد شفیع اور مرزا عبدالوہاب کی معرفت جو معاہدہ طہران مین ۲۵ نومبر ۱۸۱۴ء کو ہوا تھا اُسمین فرانسیسی خصوصیت مثل سابق کے عہدنامون کے نہین رکھی گئی بلکہ عمومیت ملحوظ تھی۔ فرانس و ایران سے توناچاقی ہوگئی تھی کیونکہ جب نپولین نے روس سے جنگ کی تھی تو ایران کو روس کے خلاف برانگیختہ کیا تھا اور جب صلح ہوگئی تو فرانس روس کے خلاف ایران کی خواہش کو کیونکر پورا کرسکتا تھا۔ اسیواسطے فرانسیسی سفارت کو ایران مین ناکامی ہوئی۔ مگر جو عہدنامہ طہران مین ہوا اُسمین فرانس کی خصوصیت اس جہت سے نہین رکھی گئی کہ اُسکا اقتدار مملکت فارس مین براے نام رہگیا تھا اور یوروپ مین نپولین اول کے مقابلے مین انگلستان کو ایسے وسائل حاصل ہوگئے تھے کہ اُسکو یقین تھا کہ نپولین کی شان و شوکت

---

[1] مرزا محمد شفیع نے مسٹر الفرڈ سے کہا کہ تو اسجگہہ اسواسطے آیا ہے کہ ہمکو فریب دے۔ صاحب ممدوح نہایت ناخوش اور غصہ ہوے۔ انھون نے کہا کہ اے پیر مرد خرف تیری کیا جراءت ہے کہ ایسی باتین مجھسے کرتا ہے حالانکہ اس مکان مین نایب مناب اور وکیل بادشاہ انگلستان کا ہون۔ اگر بادشاہ ایران کا لحاظ نہوتا تو مین تیرے سر کو دیوار سے ٹکرا دیتا اور دماغ نکالدیتا۔ اگر تیرے دماغ ہوتا پس مرزا محمد شفیع کو دھکا دیا اور چراغ گل کرکے اپنے مکان پر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد وزیر اعظم مرزا شفیع کے نوکر صاحب موصوف کے قیامگاہ پر آئے اور مسودہ معاہدہ کا طلب کیا اور غل و شور شروع کیا مسٹر الفرڈ کھڑے ہوگئے اور کہا کہ او رفیقان اگر ایسی جگہہ کھڑے رہوگے اور اسی طرح غوغا کرتے رہوگے مین بخوبی زدوکوب کرونگا۔ مرزا شفیع کے نوکر چلے گئے اور باہم مکالمہ کرتے تھے کہ یہ فرنگی دیوانہ ہوگیا ہے یا نشہ مین ہے ۱۲ ماخوذ از کتاب مصنفہ مرزا اسمٰعیل وردی اصفہانی۔ صفحہ ۱۰۲۔ ۱۲

چند روزہ ہے اور اُسکی تقدیر مین ہے کہ یا وہ ہلاک ہوگا اور یا مقید- چنانچہ جب وہ مقید ہوگیا تھا تو انگلستان کا ایرانی معاہدہ مذکورہ بالا جسمین فرانس کا ذکر نہین ہے تنہا روس ہی کے انسداد کے لیے رہگیا تھا- فرانس کیجانب اندیشہ نرہا تھا اور اگر کسی قدر اندیشہ تھا تو عہدنامے کے الفاظ جو عموماً روس فرانس دونون پر حاوی تھے اور ایران و انگلستان کے مفید تھے اُن سے انگلستان کے مقاصد کی تائید ہوسکتی تھی- طہران کا پولیٹیکل عہدنامہ عام دشمنان انگلستان کے لیے تھا مگر جب روس نے ایران سے جنگ کی تو اسکے مفہوم کا مصداق تنہا روس ہوگیا تھا- طہران کا معاہدہ ذیل کی شرائط سے مشروط تھا-

(۱) انگلستان فوج سے ایران کی مدد کریگا یا مبلغ دو لاکھ تومان سالانہ ایران کو دے گا بشرطیکہ کوئی دشمن ایران پر حملہ کرے اور مشروط باین شرط کہ ایران جنگ وجدال کی ابتدا نکرے-

(۲) اگر دول یوروپ سے کوئی دولت باوجود اسکے کہ درمیان انگلستان اور اُس دولت کے صلح و آشتی ہو- ایران سے جنگ کرے تاہم انگلستان متعہد ہے کہ ایران کی مدد کرے یا بلشکر یا بتومان نقد

(۳) اگر افاغنہ ہند پر حملہ کرین ایران متعہد ہے کہ بمقابلہ افغان لشکر بھیجے- (۴) باغیان ایران جو انگلش کے ممالک محروسہ مین ہین دولت انگلش وعدہ کرتی ہے کہ اُنکو اپنے ملک سے خارج کریگی اگر وہ بخوشی خارج نہونگے اُنکو گرفتار کرکے ایران مین بھیجدیگی- شرط ۴ و ۶ و ۹- جنکی نسبت ہم آئندہ بحث کرینگے اُنکا ترجمہ یہ ہے- شرط ۴- مدد بسپاہ یا بہ مبلغ دو لاکھ تومان سالانہ چاہیے کہ انگلستان ایران کو دے مشروط باین کہ ایران جنگ مین سبقت نکرے اور بنائے خصومت نہو- ولیکن مبلغ مذکور مدامی نہین ہین- شرط ۶- جس صورت مین کہ کوئی دولت دول یوروپ سے جس سے کہ انگلستان سے صلح و آشتی ہے ایران سے جنگ کرے انگلستان متعہد ہے کہ بسپاہ یا بہ مبلغ ایران کی مدد کرے- شرط ۹- اگر ایران و افغانستان مین جنگ ہو انگلستان کسی وجہ سے مداخلت نکریگا بجز اسکے کہ اُسکی مداخلت اور اُسکے توسط کی درخواست نہو- یہ معاہدہ انگلستان کے اقتدار کے واسطے کافی تھا- مگر روسیون نے حدود بندی کے معاملے مین جو جنگ آخر مین ایران سے کی اور فتحیاب ہوا- اُس جنگ کی نسبت انگلستان نے خیال کیا کہ اسمین ایران ہی نے سبقت کی تھی- فتح علی شاہ سے کہا گیا کہ شرط ۴ و ۶ معاہدہ طہران سے خارج ہو- اور صرف دو لاکھ تومان انگلستان نے ایران کو دیے کہ یہ روسیونکو دیدیے جاوین- روس اور ایران سے طہرانی معاہدے کے بارہ برس کے بعد وہ ایرانی شکست نصیب جنگ ہوئی تھی- حسب شرائط ۴- انگلستان دو حالتون سے ایک کا پابند تھا یا فوج سے مدد دیتا یا دو لاکھ تومان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے ایک فرض کو بارہ برس تک سالانہ پورا کیا- ایرانی سبقت

کے سبب سے اُسنے فوج سے اعانت نہین کی تھی۔ روس نے پندرہ کرور تومان کا خرچہ جنگ ایران کے ذمہ کیا
صرف دو لاکھ تومان یعنی جس قدر کہ امداد سالانہ ایران کو دیے جاتے تھے وہ انگلستان نے دیکر گویا انگلستان
ایران کی امداد سے دست کش ہوگیا۔ انگلستان نے کوئی وعدہ نہین کیا تھا کہ اگر ایران پر کوئی سلطنت
حملہ کریگی تو اُسکا خرچہ جنگ انگلستان پورا ادا کردیگا یا کسی قدر خرچہ دیگا۔ ہان انگلستان کو زیبا تھا
کہ جب بسبقت ایران کے باعث سے اُسنے فوج کی امداد سے چشم پوشی کی تھی تو یہ روپیہ بھی دیتا کیونکہ
دونون قسم کی اعانت مشروط تھی کہ ایرانی سبقت نکرین۔ روپیہ کی اعانت تو ایسی صورت مین بغرض
استحکام دوست سلطنت کے ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی معاہدے مین فوجی اعانت کا بھی ذکر ہو تو جنگ کے وقت
روپیہ کے امداد کی کچھہ ضرورت نہین۔ انگلستان فوجی اعانت کرتا ایرانی سبقت سے اُسنے وہ اعانت
نہین کی جو انگلش فوج سے تعلق رکھتی تھی اور ضرور تھی۔ بلکہ ایک سال کا روپیہ دیا جسکی کوئی ضرورت
تھی انگلستان کا فوجی امداد کے وقت انگلش فوج سے اعانت نکرنا اور جبکہ ایرانی سبقت کے باعث سے
انگلستان کنارہ کش ہوگیا تھا تو اُسکا روپیہ دینا اور شرط ۴ و ۶ کے خارج کرنے کی تحریک کرنا خاص اس امر کا
ثبوت ہے کہ انگلستان نے روس کے راضی رکھنے کے واسطے کوشش کی اور دونون شرطون کو معاہدہ طہران سے
خارج کراکر اپنے کو ایرانی ذمہ داریون سے سبکدوش کرلیا۔ روس نے بعد فتح جبکہ پندرہ کرور کا خرچہ
ایران سے طلب کیا تھا تو اُسنے کہا تھا کہ تا وقتیکہ شاہ ایران انگلش معاہدہ طہران سے اُن دو شرطون کو
باطل و منسوخ نکرینگے اور اس فعل پر راضی نہونگے تو مطالبہ جس شرط سے مشروط ہے وہ پورا نہوگا جیساکہ مرزا اسمٰعیل
اصفہانی اپنی کتاب مین ایک انگریزی مورخ کی سند پر لکھتے ہین کہ پندرہ کرور کا روسی مطالبہ مشروط تھا
کہ شاہ ایران راضی ہون اور دو شرط معاہدہ طہران سے خارج کرین اور یہ دو شرطین وہی تھین جنکی نسبت
انگلستان متعہد ہوا تھا کہ جب ایران پر دشمن حملہ کرے تو وہ ایران کی مدد کرے گا۔ انگلستان نے بوجہ
اسکے کہ اپنے کو آئندہ خطرات سے محفوظ کرے۔ ایرانی عہد و پیمان کو شکست کیا اور اپنے ایک قدیمی دوست
کو چھوڑ دیا جس حال مین کہ وہ پریشان تھا اور اسیواسطے انگلستان کے اقتدار اور غلبہ ایران مین خلل
آگیا روس کی خواہش کو گویا انگلستان نے پورا کیا۔ اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ روس نے کوشش کامیاب
کی ہوگی کہ ایک جانب تو روسی گورنمنٹ سے انگلستان اتحاد و یکجہتی کا وعدہ کرتا ہے اور دوسری جانب
ایران سے روس کے خلاف معاہدہ کیا ہے۔ پس انھین وجوہ سے انگلستان نے بنظر حزم و احتیاط اور
عاقبت اندیشی اپنے کو مخالف روس شرائط کا پابند نکیا۔ اس نقض شرائط پر انگریزون نے بحث کی ہے
مسٹر کیننگ لکھتے ہین کہ نقض معاہدہ کی وجہ یہ تھی کہ ایران نے روس کے ساتھہ جنگ کرنے مین ابتدا

کی تھی مگر سر جسٹین شیل جواب دیتے ہین کہ اس جنگ کی تحریک روس کے تکبر وغیرہ ورکی۔
روس چاہتا تھا کہ ایران مین اُسکو غلبہ ہو اور اُسنے ایک حصہ ایران پر قبضہ کر لیا تھا اور قبضہ کرنا
چاہتا تھا۔ مرزا اسمٰعیل ملکم صاحب کی تحریر کی سند پر تحریر کرتے ہین کہ انگلستان کی رفتار نہ برخلاف حزم
و احتیاط و دور اندیشی و تدبیر تھی۔ بلکہ برخلاف انصاف تھی۔ کسواسطے کہ اُسی دن سے زور قوت
و شان و شوکت انگلستان کی ایران مین کم ہوگئی اور روسیون کے اقتدار کا نشو و نما شروع ہوا۔
اس اقتدار مین روس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد شاہ بادشاہ ایران نے اپنی تخت نشینی کے زمانے مین روسی
مشورہ اور تحریک سے ہرات پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ فروری ۱۸۳۳ء مین روس نے اپنے ایک ملازم
فرانسیسی کو طہران مین بھیجا تھا کہ محمد شاہ کو ہرات پر چڑھائی کی ترغیب دے۔ کامران والی ہرات نے
خراسان اور سیستان مین ایرانیون کو نہایت تکلیف دی تھی۔ اور عباس مرزا کے عہد کو توڑا تھا اِن جہت
سے ایران کا حق تھا کہ کامران پر فوج کشی کرے مگر کامران کی معذرت اور خوشامد سے ایران کا ارادہ
قوہ سے فعل مین نہین آیا تھا جس وقت کہ محمد شاہ نے کامران کی معذرت کو تسلیم نہین کیا اور ہرات
پر قبضہ کرنے کی حرص سے روانہ ہوا تو یہ روانگی اُسکی روس سے تحریص و ترغیب سے تھی۔ انگلستان ایران
کی بہبود کے واسطے ہمیشہ نصیحت کرتا تھا کہ ایران ملک گیری کے خیال سے درگذر کرے اور اپنے کو خارجی
جنگون سے ضعیف نکرے روس اسکے بالعکس مشورہ دیتا تھا۔ روس کی خواہش تھی کہ ایران ضعیف
ہو اور اگر فتحمند ہو تو انگلستان کا مقابلہ کرے روس کامیاب ہوا اور اُسکے ایجنٹون نے ایران کو سبز باغ
دکھا کر ہرات پر چڑھائی کرائی۔ انگلستان ایران کی اس کارروائی کو جو تحریک روس ہوئی
تھی کب پسند کرتا تھا۔ وہ ہرات کلید ہندوستان پر ایرانی قبضہ نہین چاہتا تھا۔ انگلستان
بظاہر ایران کو روک نہین سکتا تھا۔ کیونکہ وہ شرط نہم معاہدہ طہران کا پابند تھا۔ اسواسطے جس انگریزی
مورخ نے لکھا ہے کہ اگر ہم متوسط ہوتے اور ایران کو ایسے حملہ ہرات سے روکتے تو ہم شرط نہم معاہدہ
طہران کے توڑنے والے ہوتے ۱۸۳۸ء مین فوج کشی عمل مین آئی۔ محمد شاہ خود کمانڈر تھے۔
۵ تاریخ ماہ مذکور کو آصف الدولہ نے غوریان پر قبضہ کیا اور اُسی مہینے کی ۲۲ تاریخ کو ہرات کا
محاصرہ ہوگیا۔ ہرات کا محاصرہ بہت دنون رہا۔ مگر ایک انگریز پاٹنگر نے افاغنہ کیجانب سے وہ کار نمایان
کیے کہ ایرانی کامیاب نہو سکے اور آخر کار جب ہندوستان سے انگریزی فوج خلیج فارس پہنچی اور
مقام خرک کو انگریزون نے لے لیا اور محمد شاہ پر زور ڈالا گیا کہ اگر ہرات کے محاصرے سے دست بردار
نہونگے تو تعلقات گورنمنٹ انگلستان اور ایران نہایت نازک ہو جائینگے۔ اسی نامہ و پیام

وتخویف نے اثر کیا اور ۹ ستمبر کو ایرانی لشکر نے ہرات کو چھوڑ دیا۔ روسیون کو ناکامی ہوئی لیکن
انھون نے یہ تدبیر کی کہ روسی حاکم اورنبرگ نے ایک کپتان کو بھیجا کہ انگریزون کے خلاف قندہار و کابل
مین فتنہ برپا کرائے اور ادہر ایک جزیرۂ ایران پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۸۴۲ع مین یار محمد خان
وزیر کامران نے کامران کو قتل کیا اور خود ہرات کا حاکم ہو گیا اُسنے سرداران وشہزادگان سدوزئی
کو ملک سے نکالدیا وہ ۸ جنوری سنہ ۱۸۵۱ع کو مر گیا وہ تا مرگ ایرانی حکومت کی پیروی کرتا رہا۔ اسکے
بعد اسکا لڑکا سید محمد خان اُسکا جانشین ہوا۔ یہ جدید والی ہرات ایران کا مطیع رہا۔ اسنے چند
بزرگان ہرات کو گرفتار کر کے مشہد بھجدیا تھا۔ سید محمد خان کو گویا ایران نے ہرات کے تخت پر بٹھایا تھا
ایرانیون کو موقع ملا کہ ہرات پر قبضہ کر لین لیکن کوئی حیلہ نتھا کہ وہ کامیاب ہوتے آخر کو کہن دل خان سردار
برکزئی نے قندہار سے بجانب فرح حرکت کی اسکے دفعیہ کے واسطے عباس قلیخان مشہد سے ہرات کی طرف
روانہ ہوا۔ ایرانیون نے سنہ ۱۸۵۲ع مین قلعہ ہرات کو لے لیا۔ اور کسی قدر ایرانی فوج غوریان مین بھی بھیجی
انگلستان نے مداخلت کی اور بعد بحث ومباحثہ کے ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۵۳ع کو درمیان ایران وانگلستان
معاہدہ ہوا۔ اس معاہدے سے ایران پابند کیا گیا کہ کبھی اپنا لشکر ہرات مین نہ بھیجے اور کسی طرح کی مداخلت
ہرات کے معاملات مین نکرے۔ ایران اپنا خطبہ وسکہ ہرات سے موقوف کرے اور کوئی سفیر ہرات مین
نرکھے اور خوانین ہراتی جو طہران یا مشہد مین بطور قیدیون کے ہین اُنکو رہا کرے۔ اس عہدنامے کے
اثر سے چندے ایران نے ہرات پر دعوی نہین کیا۔ سنہ ۱۸۵۵ع مین ہرات مین پھر انقلاب ہوا۔ محمد یوسف
ایک شہزادہ قبیلہ سدوزئی[۱] سے تھا وہ حاجی فیروز والی نخستین ہرات کا پوتا تھا سنہ ۱۸۴۲ع مین وہ قتل
کامران کے واقعے مین یار محمد خان کی خصومت سے مشہد بھاگ گیا تھا۔ چند سال تک مشہد مین رہا اور
پھر بی نظام فوج ایران کا افسر ہو گیا تھا اور بحکم شہزادہ مراد مرزا حاکم خراسان شہر جام حدود ہرات مین
رہتا تھا۔ سنہ ۱۸۵۵ع مین چند ہراتی سرگروہون نے اسکو طلب کیا تھا اور اس طلبی کی وجہ یہ تھی کہ سید محمد خان

[۱] اس قوم کا رب النوع ایک شخص سدو نامی تھا وہ عباس اعظم صفوی کے دربار مین اسواسطے گیا تھا کہ شاہ کیجانب سے جو گورنر قندہار کا تھا وہ افغان پر نہایت ظلم وجبر کرتا تھا۔ سدو نی بادشاہ کے حضور مین فصاحت وبلاغت سے تقریر کی عباس نے اسکی تقریر کو بگوش دل سنا اور صرف اسکی درخواست ہی منظور نہین کی بلکہ اسکو اسکے فرقہ کا حاکم کیا اور تحریری فرمان کے ذریعے یہ حکم بھیجا کہ یہ شخص اپنی قوم مین بزرگ شمار کیا جاوے۔ یہ فرقہ عباس اعظم کا نہایت ممنون ومشکور ہوا اور سدو کو اپنا معظم ومکرم قرار دیا۔ سدو کی اولاد سدوزئی کے نام سے مشہور ہے افغان اسکو قوم ابدالی کی ایک مقدس شاخ سمجھتے تھے جسپر تلوار اُٹھانا حرام بلکہ قتل وغیرہ کا انتقام بھی ناجائز جانتے تھے ۱۲ ملکم صاحب کی تاریخ ایران حصہ چہارم

نے انپر ظلم کیا تھا مگر اُسکے پاس ساز و سامان نتھا وہ نہین گیا۔ ۱۸۵۵ء مین جب ہراتیون نے اُسکو
طلب کیا تو وہ ہرات چلا گیا اور اُسنے سید محمد خان کو ہلاک کیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایران نے
شہزادہ مذکور کی حرکات کو پسند کیا کیونکہ اُسکے ارادے کے واسطے یہ اچھا سبب ہو گیا تھا۔ پس شاہ ایران
ناصر الدین شاہ کو مثل اپنے باپ کے خیال ہوا کہ اپنی حکومت کو افغانستان کیجانب وسعت دین اور صدر اعظم
نے بھی ترغیب دی لہذا فوراً بہانہ واسطے لینے ہرات کے کیا گیا۔ کہن دل خان والی قندھار ۱۸۵۵ء مین
مر گیا اور بماہ اکتوبر دوست محمد خان اُسکا بھائی قندھار کی سمت روانہ ہوا اور اُس ملک کو اپنی حکومت کا
ضمیمہ کیا۔ کہن دل خان کے لڑکے دوست محمد خان کے شاکی تھے۔ وہ بھاگ کر طہران چلے گئے۔ انھون نے
گورنمنٹ ایران سے کہا کہ دوست محمد خان ہرات پر قبضہ کرنے کے ارادے مین ہے۔ شاہ ایران کے ارادہ
کی اس کہنے سے تائید ہوئی اور آخر بحکم شاہ سلطان مراد مرزا نے مارچ ۱۸۵۶ء مین ہرات پر حملہ کیا
انگریزی گورنمنٹ نے معرفت اپنے سفیر مسٹر مرے کے شاہ کی گورنمنٹ سے کہا کہ ہرات پر حملہ باعث نقض
معاہدہ ہے مگر وزیر اعظم ایران نے کچھہ سماعت نکی اور مسٹر مرے اور اُن لوگون کو نہایت تکلیف دی
جو گورنمنٹ انگلش کے ظل حمایت مین تھے۔ شہر ہرات پر ایرانیون نے قبضہ کر لیا اور شاہ کے فرمان سے
اُس صوبے کا الحاق حکومت ایران سے ہو گیا۔ مگر انگلستان ہرگز پسند نہین کر سکتا تھا کہ ہرات کلید
ہندوستان کو اُس شاہ کے پاس رہنے دے جسکے باپ کو روس نے ہرات کے فتح کر لینے پر آمادہ کیا تھا
نومبر ۱۸۵۶ء کو گورنر جنرل ہند کیجانب سے اعلان جنگ کا ہوا۔ جسکا منشا یہ تھا کہ ایران نے معاہدہ شکست کیا
اور ہرات پر قبضہ کیا۔ ایران پر انگلستان کی فوج کشی ہوئی۔ ایرانیون سے چند مقام پر جنگ ہوئی
مگر انگریز ہی فتحیاب رہے۔ ۱۸۵۷ء کو ہندوستان مین مفسدون نے غدر کیا۔ جنرل اُٹرم جنکو ایران مین
انگلش فوج کی کمان سپرد تھی اُنکی فوج کی ضرورت ہندوستان مین ہوئی۔ بقرائن معلوم ہوتا ہے
کہ انگلش گورنمنٹ کو ہندوستانی بغاوت نے ہندوستان کی طرف زیادہ متوجہ کر دیا۔ اور ہندوستان
مین امن و آمان قائم کرنے کی ضرورت ہوئی اور ایرانیون پر انگریزی فوج کی پیشقدمی اور فتحمندی کا اثر ہوا
لہذا پیرس دار الحکومت فرانس مین ۴۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو ایران سے ایک معاہدہ ہوا۔ معاہدہ ہذا
مین شاہ ایران متعہد ہوے کہ اپنی فوج ہرات سے واپس بلالین اور ہرات کے دعوے سے ہمیشہ
کے واسطے دست بردار ہون۔ وہ کبھی ایرانی سکہ و خطبہ کا دعوی افسران ہرات سے نکرین اور نہ اُنسے
کی اطاعت کی تدبیر عمل مین لائین۔ افغانستان کے امور داخلیہ مین کبھی مداخلت نکرین اور دستخط
اور قبول کرین کہ کبھی وہ ہرات کے الحاق کا ارادہ نکرینگے۔ تمام ہراتی قیدیون کو بغیر مطالبۂ زر رہا کر دینگے

اور جس قیمر مسٹر مرے کی اہانت ہوئی اُس سے یہ عذر خواہی پیش آئین اور اُسکو بکمال حرمت و وقار طہران مین داخل کرین - وزیر اعظم ایران کو چاہیے کہ ایک خط شاہ کی طرف سے مسٹر مرے کو لکھے اور عذر خواہی کرے اور چند کلمے شاہ اپنے قلم سے عذر خواہی کے لکھین اور مضمون اس خط کا طبع ہو کر طہران مین مشتہر ہو - جب مسٹر مرے طہران مین آئین تو صدر اعظم کو مناسب ہے کہ بکمال اعزاز انکا استقبال کرین اور دوستی قدیم کو جدید کرین - اس معاہدہ کی شرط چہارم مین یہ ہے کہ انگلستان کو کوئی حق نہین ہے کہ حمایت کرے کسی رعیت ایران کی اگر وہ بخط مستقیم ملازم سفارت انگریزی نہو مشروط باین شرط کہ کسی دولت خارجیہ کو بھی یہ حق نہو -

روس کا اقتدار ایران مین روس کا آخری معاہدہ اُسکے واسطے نہایت مفید ہوا - انگلستان کا طہرانی عہدنامہ اسکے قبل کا تھا - اگر انگلستان روس کے خلاف فوج سے ایران کی مدد کرتا تو روس کو ہرگز موقع نہ ملتا کہ وہ ایسا معاہدہ ایران سے کرتا جس سے انگلش اقتدار گھٹ جاتا اور روس کا اقتدار بڑھتا - انگلستان نے خود ہی اُس معاہدہ کی دو شرطون کو خارج کیا اور ایران کی امداد دست بردار ہوا - ایران کو بجز اسکے اور کیا چارہ تھا کہ جب ایک دوست سے اُسکو امید اعانت کی نرہے تو دوسرے مخالف روس کو اپنا دوست کرے - ہرات کی بابت جو چھیڑ چھاڑ ہوئی وہ روسی شگوفہ تھا اور جب انگلستان نے محمد شاہ کے زمانے مین مداخلت کی اور ایرانی فوج واپس آئی تو ایران کو انگلستان کیجانب سے اور بھی مایوسی اور رنج ہوا - روس نے اپنے مطلب کے واسطے ایران اور انگلستان مین نااتفاقی پیدا کرنے مین تو کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا - روس و ایران مین آخری معاہدے کے بعد کوئی جنگ نہین ہوئی - اُسنے انگلستان اور ایران کے اتحاد کو دور کرنے اور تنہا اپنے اقتدار کے قائم کرنے کے واسطے ایران سے جنگ کی تھی - جب اپنی خواہش کے مطابق اُسنے ایران سے عہدنامہ لکھوالیا اور انگلستان نے اعانت سے چشم پوشی کی تو پھر روس کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ایران کو تنگ کرتا - اُسنے چالاکی سے انگلستان و ایران مین ہرات کی بابت مناقشہ کرا دیا - یہانتک کہ پھر انگلش گورنمنٹ نے ایران سے جنگ کی - اس جنگ اور انگلستان کی کوشش سے ہرچند کہ ہرات ایران کو نصیب نہین ہوا - مگر ایران و انگلستان کا اتحاد بھی جیسا کہ چاہیے باقی نہین رہا - جو عہدنامہ ہرات کی بابت ہوا اُسمین صرف ہرات کے تعلقات کا ذکر ہے کچھ اتحاد فیمابین دولت ایران اور انگلش کا تذکرہ نہین ہے - محمد شاہ کے حملۂ ہرات پر جس طرز سے انگلش مداخلت ہوئی اُس سے معاہدہ طہران کی شرط ۹ شکست ہوگئی انگلستان پر نقض معاہدہ کا الزام قائم کیا جاتا ہے مگر ایران نے بھی نقض معاہدہ کیا وہ معاہدہ ۱۸۵۳ع کا پابند تھا مگر عہد شکنی

کرکے اُسنے ۱۸۵۶ء مین ہرات پر قبضہ کرلیا- ہرات مین محمد یوسف کا جاتا اگرچہ ایرانیون کے حملے
کے واسطے عمدہ سبب تھا مگر امیر دوست محمد خان کا ارادہ حملہ ہرات پر صحیح تھا- پس ایرانی نہین چاہتے
تھے کہ اُس ملک پر جس سے کہ ایران کو تعلق رہا امیر دوست محمد خان قبضہ کرے اُنھون نے خود ہی سبقت
کی اور ہرات پر قبضہ کیا مگر انگلش گورنمنٹ نے ایران کا قبضہ اسلیے جائز رکھا کہ ایرانی حرکات مین
روسیون کی حکمت عملی کا اثر تھا- بعدہ جب دوست محمد خان نے ہرات پر قبضہ کیا تو اُسکا قبضہ
قائم رہا- اور ۱۸۵۵ء مین جو صلحنامہ امیر دوست محمد خان سے ہوا تھا اُسی وقت سے دوست محمد خان
کی حکومت برٹش گورنمنٹ نے تسلیم کرلی تھی- قبیلہ برک زئی کی ہراتی حکومت کو غالبًا اسوجہ سے
برٹش گورنمنٹ نے جائز رکھا تھا کہ اُسکو روس سے تعلق نتھا اور ایران کی حکومت ہرات مین اس جہت
سے تسلیم نہوئی کہ درمیان ایران و انگلستان کے اخیر معاہدہ روس سے وہ تعلق نہ تھا جو اطمینان کے
قابل ہوتا بلکہ اُس زمانے مین ایران کا ہرات پر قبضہ بعینہ روسی قبضہ سمجھا جاتا تھا جس زمانے مین
یہ معاملات ہوتے تھے روس بہت دور تھا- سمرقند اور خیوا اور قوقند کو اُسنے فتح نہین کیا تھا بعد
فتحیابی کے اُسکو ہرات سے قربت ہوتی گئی اور جب اُسنے مرو لے لیا اور پل خاتون اور سرخس وغیرہ
مقامات کو خواہ ایرانیون نے دیدیا یا اُسنے قبضہ کرلیا اور ایران نے اُس قبضہ کو تسلیم کیا تو روس ہرات کے
پاس آگیا روسی قربت سے واقعات بدل گئے انگلستان جنگ کابل مین ہرات ایران کو دیتا تھا مگر
روس نے اُسکو تسلیم نہ کیا اور نہ ایران ہی کو یہ عطیہ بوجہ خوف روس منظور تھا- روس کب پسند کرتا کہ
ایران انگلستان کا عطیہ قبول کرے اور انگلستان و ایران مین اتحاد ہو- روس کو یہانتک ہرات
سے قربت ہوئی کہ اُسنے ۱۸۸۵ء مین پنجدیہ پر جنگ کرکے قبضہ کرلیا اور سرحدی تصفیہ جو میدان مرغاب کی
بابت ہوا اُسمین ایک حصہ مع پنجدیہ صوبہ ہرات سے روس کے قبضہ مین ہوگیا- سرزمین پنجدیہ کی نسبت
بحث کیجاتی تھی کہ یہ ہرات مین نہین ہے مگر ہمارے نزدیک اخبار ٹائمز آف انڈیا کے کارسپانڈنٹ
نے جس تحقیق سے ثابت کیا تھا کہ از روے کاغذات کے پنجدیہ عملداری افغانستان مین شامل ہے وہ
صحیح ہے- تاریخ روضۃ الصفا مین پنجدیہ کا نام ہے اور جو لڑائیان اقوام اوزبک اور ہرات کے حاکمون سے
اُس زمانے مین ہوئی تھین اُنسے پایا جاتا ہے کہ جسکے قبضہ مین ہرات رہتا تھا اُسکی حکومت مین پنجدیہ وغیرہ
مقامات تھے روسی اقتدار سے ایران کی خواہش ہرات کی نسبت خواب وخیال ہوگئی اور جو جھگڑا
انگلستان نے ہرات کے واسطے ایران سے کیا تھا اور اپنے مفید تصفیہ کرایا تھا- اُن عہود و مواثیق کی وقعت
کاغذی نقش ونگار سے زیادہ نہین ہے- انگلستان روسی سازش ایران کے سبب ایران سے

مناقشہ کرتا تھا وہ مناقشہ ایران بوجہ پیشقدمی روس جاتا رہا اور بجاے اسکے روس خود ہی ہرات کے قریب پہونچ گیا۔ روس سے بھی انگلستان نے ہرات کے واسطے جھگڑا کیا تھا اور بمشکل روس کے پنجہ آہنی سے بچا لیا تھا۔ پس ایران اور انگلستان و روس کے تعلقات جس بوقلمونی سے ازمنہ مختلفہ مین رہے ہین اُن سے بجز اسکے اور نتیجہ پیدا نہین ہو سکتا کہ بمقابلہ روس کے انگلستان کا اقتدار ایران مین اُس طرز پر نہین ہے جیسا کہ عہدنامہ طہران کے بعد ہوا تھا۔ روس نے ایران مین اپنی حکمت عملیون سے اپنے مفید نتائج پیدا کر لیے ہین اور انگلستان کی اعانت سے جب ایران محروم ہو گیا تو اسکے واسطے بجز اسکے چارہ نتھا کہ وہ روس سے متفق ہو جاے اور خراسان کے متعلق جن مقامات کو وہ طلب کرے وہ روس کے حوالے کرے۔

باب سوم

افغانستان سے روس و انگلستان کے تعلقات

۱۷۴۷ء مین جب نادر شاہ نے انتقال کیا تھا۔ فوراً احمد شاہ ابدالی نے مختلف قبائل افغانستان کی اعانت سے ایک زبردست سلطنت قائم کر لی۔ احمد شاہ نے ہرات کو فتح کیا تھا۔ چالیس برس کے بعد احمد شاہ کے پوتے زمان شاہ نے انگلستان کو دھمکیان دی تھین جسکا بیان باب دوم مین کیا ہے۔ بعد وفات زمان شاہ کے ایک ایرانی مُلاّ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۰۹ء مین انگلستان نے شاہ شجاع سے بھی ایک معاہدہ کیا تھا کہ اگر فرانس یا ایرانی ہند پر حملہ کرین تو افغان اُن سے لڑین اور آگے نہ بڑھنے دین۔ وہ ایرانی لکھتا ہے کہ مین اسکی تحقیقات نہین کرتا اور نہ میرے پاس ایسی کتابین ہین کہ مین انگلش اور ایران کے پیچیدہ تعلقات کے سلجھانے مین کامیاب ہون۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ اگر انگلش گورنمنٹ نے شاہ شجاع سے معاہدہ کیا تھا تو کیا تعجب ہے۔ کسواسطے کہ فرانس کا اقتدار ایران مین ایسا ہو گیا تھا کہ ۱۸۰۸ء مین جب ملکم نے دوبارہ ایران کا سفر اختیار کیا تھا تو فرانسیسون کی وجہ سے وہ بوشہر سے آگے نہ بڑھنے پائے تھے گورنمنٹ انگلش نے مناسب کیا اگر معاہدہ مذکور فرانس اور ایران کی مخالفانہ حالت سے کر لیا تھا۔ اِس معاہدہ کے بعد جو معاہدہ ۱۸۱۴ء مین ایران سے ہوا اُسمین افاغنہ کا خوف کچھ بھی ظاہر نہین کیا گیا ہے جیسا کہ حاجی ابراہیم اور ملکم کے معاہدہ ۱۸۰۱ء مین ظاہر کیا گیا تھا جبکہ ایران اور انگلستان کے تعلقات مین ضعف آگیا اور ایران اور روس کی متفقہ

کارروائیون سے افغانستان مین اثر پھونچنے کا اندیشہ ہوا تو افغانستان اور انگلستان سے عہد و پیمان کا زمانہ آیا شاہ شجاع کی حکومت برک زئی قبیلہ نے دور کر دی تھی وہ پنجاب مین تھے۔ دوست محمد خان کے سپرد افغانستان کی امارت تھی۔ ۱۸۳۶ء سے امیر دوست محمد خان اور برٹش گورنمنٹ سے معاملت کا آغاز سمجھنا چاہیے۔ شروع موسم گرما سنہ مذکور مین امیر دوست محمد خان نے لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل ہند کو محبت نامہ لکھا۔ آخر مین لکھا تھا کہ آپ مجھکو اور میرے ملک کو اپنا ہی تصور کرینگے لارڈ موصوف نے دوستانہ الفاظ مین جواب دیا اور امید ظاہر کی کہ افغانستان متفق اور سرسبز ملک رہے گا۔ اسکے بعد ایک سفارتی گروہ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کابل بھیجا گیا۔ تاکہ امیر سے معاملات تجارت مین گفتگو کرے۔ گورنر جنرل نے یہ بھی امیر کو لکھا تھا کہ دوست من آپ واقف ہین کہ گورنمنٹ انگریزی غیر ریاستون مین مداخلت کرنے کی عادی نہین ہے اس سفارت کا استقبال کیا گیا سفارت کو معلوم ہوا کہ پشاور کے نکلجانے سے امیر دوست محمد خان نہایت ناراض ہین انکو سکھون سے مقابلہ کرنیکی قوت نتھی امیر نے برٹش گورنمنٹ سے مشورہ طلب کیا اور اسکے عوض مین وعدہ کیا کہ تمھارے پولیٹکل اور تجارتی خیالات کو ترقی دون گا۔ ایک اور معاملے مین امیر نے حد درجہ کی سعدرت کی اور انکسار ظاہر کیا اور کہا کہ مین رنجیت سنگہ سے معافی کا خواستگار ہون اور وعدہ کرونگا کہ اگر پشاور مجھے ملجا تو مین اُسکا خراج لاہور مین داخل کرتا رہون گا۔ امیر دوست محمد خان کے اظہار سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ بدل و جان انگلش گورنمنٹ سے اتحاد کرنا چاہتے ہین وہ قندھار کے سردارون کو جدا رکھنا چاہتے تھے۔ قندھاری سردارون نے ایران سے دوستی پیدا کرلی۔ برٹش سفارت کی تجویزون کو ویسرائے نے پسند نہ کیا بلکہ اُسپر چشم نمائی ہوئی کہ ہدایت سے بڑھکر کام کیا ادھر قندھار کے سردارون نے ایران سے اتحاد کیا تھا اور شاہ اور اُنمین باضابطہ عہدنامہ ہوا تھا اور اُس عہدنامہ کی ذمہ داری روس نے لی تھی۔ دسمبر ۱۸۳۷ء مین وکٹوویچہ کابل مین آیا اُسکے داخلہ کی گورنمنٹ ہند کو رپورٹ ہوئی۔ جب انگریزون کی طرف سے دوست محمد خان کو مایوسی ہوئی تو اُنھون نے ایران سے اتحاد کرنا چاہا۔ یہ ساری باتین باشتعالک روس کے تھین۔ ۱۸۳۹ء کی جنگ افغانستان اسوجہ سے ہوئی تھی کہ امیر دوست محمد خان کی رفتار قابل اطمینان نتھی اور یہ کہ ایک روسی کابل مین آیا تھا جسنے کہ امیر اور شاہ ایران مین اتحاد کرا کر روس کے مفید کارروائی کرنا چاہی تھی پس ضرور تھا کہ امیر دوست محمد خان افغانستان کی حکومت سے محروم کیے جاتے اور بجاے اُنکے شاہ شجاع تخت نشین کابل ہوتے جنپر کہ برٹش گورنمنٹ کا بمقابلۂ دوست محمد خان زیادہ اعتبار تھا۔ انگلستان

شاہ شجاع کو بعد جنگ و جدل کابل مین داخل ہوا۔ شاہ شجاع کو حکومت کابل سپرد کی۔
دوست محمد خان بطور پولیٹیکل قیدی ہندوستان مین آئے۔ اگر معاملہ کی صورت ایسی ہی رہتی تو
برٹش کا اقتدار افغانستان مین بخوبی قائم ہو جاتا مگر اکبر خان خلف دوست محمد خان نے کثرت
سے اقوام کوہی کو جمع کرکے انگریزی فوج پر حملہ کیا اور انگریزی فوج کو سخت نقصان پہونچایا
شاہ شجاع کو بھی قتل کیا پھر جنرل پالک نے بڑی دلیری و شجاعت سے افغانستان مین فتح حاصل کی
اور انگریزی فوج بفتح و فیروزی ہندوستان مین واپس آئی یہ جنگ روس کے اندیشہ سے ہوئی
تھی۔ کالیر صاحب بھی اپنی تاریخ انگلستان مین لکھتے ہین کہ ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۲ء تک افغانستان
مین بازار قتال گرم رہا۔ اس جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ انگریزون کو شبہہ ہوا کہ مبادا شہنشاہ روس کا
یہ ارادہ ہو کہ ہندوستان مین ہماری سلطنت دبائے لہذا ضرور ہے کہ افغانستان مین ایسے شخص کو
بادشاہ کرے جو ہمسے موافق ہو اسواسطے کہ یہ ملک ہندوستان اور ایران کے درمیان واقع ہے
اور شاہ ایران ہمیشہ سے شہنشاہ روس سے موافق ہے ایسا نہو کہ وہ روسیون کو ہندوستان
مین آنے کی راہ اپنے ملک سے دیدے۔ امیر دوست محمد خان جس وقت کہ گورنر جنرل سے
رخصت ہو کر اپنے ملک مین واپس جانے لگے تو بروقت رخصت کے انھون نے گورنر جنرل سے کہا
کہ مین ہندوستان مین آیا مینے تمھاری گورنمنٹ کو خوب دیکھا۔ تمھارے قلعے تمھارے سلح خانے
تمھارے جہاز سب قابل تعریف ہین مین کلکتہ آیا اور تمھاری دولتمندی دیکھکر بہت متحیر ہوا تمھاری
املاک تمھاری بازار تمھاری ٹکسال قابل تعریف ہے مگر مجھے حیرت ہوئی کہ ایسی عقیل اور آسودہ قوم کابل
ایسے ویران مقام پر جہان پتھر اور پہاڑون کے سوا کچھ نہین ہے قبضہ کرنے کا قصد کرے یہ جنگ
جو دوست محمد خان سے شاہ شجاع کی حقیقت کے پردے مین ہوئی تھی اس سے درحقیقت برٹش گورنمنٹ کا
یہ قصد تھا کہ وہ ملک فتح کرکے ہندوستان مین شامل کرے وہ جنگ تو اسواسطے ہوئی تھی کہ دوست محمد خان
کی رفتار روس و ایران کی پالیسی کے مطابق اور برٹش گورنمنٹ کے مخالف تھی مگر محمد اکبر خان کی
فتنہ پردازی اور افاغنہ کی متفقہ سرگرمی سے انگلستان کی حکمت عملی کے مطابق اسکا وہ منشا
پورا نہوا جسکے واسطے اسنے جنگ کی تھی۔ شاہ شجاع کی تقدیر مین نتھا کہ وہ پھر افغانستان کے
شاہ ہون انکی قسمت مین تھا کہ وہ کابل مین ہلاک ہون امیر دوست محمد خان کی امارت کو پھر
نشو ونما ہوا۔ ظاہرا انسے اسوقت تک کوئی عہدنامہ نہوا تھا اور نہ مجبورانہ اور مطیعانہ حالت سے
کابل واپس گئے تھے اسی وجہ سے انکی رفتار انگلستان کی پالیسی کے مطابق تھی گو انکا تعلق

روس وایران سے۔ اس جنگ کے بعد وہ نہین رہا۔ جیسا کہ قبل جنگ ہوگیا تھا مگر وہ انگریزی گورنمنٹ سے
بھی لائق اطمینان تعلق نرکھتے تھے اُنھون نے ہندوستان مین انگریزی جلال وجبروت مشاہدہ کیا تھا
مگر سنہ ۱۸۴۸ع مین اُنھون نے مخالفت کی اور پشاور پر قبضہ کرلیا۔ اور دو ہزار سوار برٹش گورنمنٹ کے
خلاف سکھون کی اعانت کے واسطے بھیجے پھر ۱۸۵۵ع مین امیر دوست محمد خان سے عہدنامہ ہوا مگر
اُس معاہدہ کی پابندی اُنھون نے نہ کی ۱۸۵۷ع مین ہنگام غدر وہ پھر پشاور پر حملہ کرنیوالے تھے
سردار اعظم خان کی صلاح اور مشورے سے باز رہے تھے تمام فوج امیر کی طرفدار تھی بعد وفات
امیر دوست محمد خان کسی قدر عرصہ تک امن رہا مگر پھر وہ باہمی کشت وخون ہوا جسکا آخری نتیجہ
امیر شیر علیخان کی امارت تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے اُس زمانہ کی حکمت عملی کے بموجب کہ سرداران کابل
کی جنگ وجدل کا نتیجہ جس سردار کے مفید ہو اُسکی تسلیم وتائید برٹش گورنمنٹ کے ذمہ ہے امیر شیر علیخان کی
امارت سے اپنا تعلق قائم کیا اُنکے ماہوار وظیفہ مین بھی ایک معتدبہ رقم مقرر ہوئی۔ اُنھون نے بدخشان
پر قبضہ کیا اُنکی تائید ہوئی وہ انبالہ مین آئے اُن سے اور لارڈ میو مرحوم سے بڑے شوق اور ذوق
سے ملاقات ہوئی۔ اُس زمانہ مین کوئی نہین کہتا تھا کہ امیر شیر علیخان کی رفتار مخالفانہ ہوجائیگی
عبداللہ جان کی ولیعہدی برٹش گورنمنٹ تسلیم نہین کرتی تھی اُسکا یہ منشا تھا کہ سردار یعقوب خان
ولیعہد ہون۔ امیر کو منظور تھا کہ عبداللہ جان ولیعہد ہون۔ یہ بھی ایک قضیہ تھا کہ شیر علیخان
کی مخالفت کی تائید مین پیش کیا جاتا تھا مگر اس قضیہ نے برٹش کو ۱۸۷۸ع کی جنگ مین مبتلا
نہ کیا تھا۔ اس مقدمہ یا اور اسی قسم کے معاملات کا فیصلہ تو شیر علیخان کی وفات کے بعد جوکچھ
ہوتا وہ ہوتا۔ ۱۸۷۸ع کی جنگ اسی روسی سازش سے ہوئی تھی جسکا سابق مین ذکر ہوچکا ہے۔
اس جنگ اور ۱۸۳۸ع کی جنگ مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔ روس اُس زمانے مین بہت دور تھا
ایرانی مٹی کے ذریعے سے وہ کابل مین شکار کھیلنا چاہتا تھا۔ اُسکو افغانستان سے ایسی
قربت وسط ایشیا کے لحاظ سے نتھی جیسی کہ ۱۸۷۸ع مین بجانب اکسس بلاواسطہ ایران ہوگئی تھی۔
اُسنے ترکون کی جنگ کی وجہ سے امیر شیر علیخان کی انگلستان سے منحرفانہ قابلیت دیکھکر
اُن سے خط وکتابت کرکے اپنا کرنا چاہا تھا۔ اور جبکہ یوروپ مین انگلستان نے ترکون کے حق
مین بسرگرمی تمام حمایت کی تو روس نے کسی قدر فوج دریائے اکسس پر جمع کی اور اپنا
ایک سفیر کابل مین بھیجدیا۔ اس سفارت کے بھیجنے سے روسی اشارہ دھمکی کا تھا کہ اگر انگلستان
اور روس سے یوروپ مین جنگ ہوگی یا انگلستان ترکون کی تائید مین روس کو بالکل محروم

کرنا چاہیگا تو امیر شیر علیخان کی سازش سے عملداری ہندوستان کو دھمکی دیجائے گی روس کی یہ بھی غرض ثابت ہوتی تھی کہ اگر یوروپ مین تصفیہ ہو جاے گا تو انگلستان کو افغانستان سے جنگ کرنا پڑے گی - یوروپ مین روس سے جنگ نہوئی مگر اسکی دوسری غرض حاصل ہوگئی کہ انگلستان و افغانستان مین جنگ کرا دی - امیر شیر علیخان نے انگلستان کے تمام احسان فراموش کر دیے اور جنگ پر آمادہ ہوگئے - جنگ کا آغاز ہوا - روسی سفیر کافور ہوگیا - انگریزی فوج نے ہر مقام پر فوج افغان کو زک دی یہانتک کہ امیر شیر علیخان نے راہ فرار اختیار کی یعقوب خان کو قید خانے سے رہا کرا کر ان سے قسم لی کہ مین روس سے فوجی اعانت لینے جاتا ہون تمھارے سپرد حکومت ہے شیر علیخان مزار شریف مین مرگیا - امیر یعقوبخان سے صلحنامہ گندمک ہوا یہ صلحنامہ نہایت درجہ قدر کے لائق تھا - کیونکہ اس سے انگلش کا سرحدی اقتدار افغانستان مین ایسا ہوگیا تھا کہ اگر وہ صلحنامہ عملی طریق سے قائم رہتا تو قندھار اور دوسری جانب درۂ خیبر وغیرہ گھاٹیون اور فوجی مقامات پر انگریزی قبضہ ہو جاتا نہایت عمدہ فوجی مقامات انگلش کے قبضہ مین آجاتے کہ اونکی وجہ سے کابل پر دباؤ رہتا اور روسی پیشقدمی پر مفید انگلستان اثر ہوتا مگر کوگناری کا واقعہ قتل دوبارہ انگریزی فوج کی نقل و حرکت کا باعث ہوا - یعقوبخان کی اس قتل مین سازش پائی گئی - وہ قید کر کے بھیجدیے گئے - عہدنامہ گندمک کا اثر بھی باطل ہوگیا - امارت کے واسطے تجویز ہوا کہ سرداران کابل سے کسی کا انتخاب ہو - عبدالرحمنخان جو امیر شیر علیخان سے زک پاکر بمقام تاشقند روسیون کے پاس چلے گئے تھے اور دس برس تک روسی وظیفہ خوار رہے - جب شیر علیخان اور برٹش گورنمنٹ سے اتحاد تھا تو عبدالرحمنخان کا شمار مخالفین افغانستان و انگلستان مین ہوتا تھا مگر افغانستان کی جنگ اور ابتری حکومت کو سنکر وہ روسی لشکر سے چلدیے اور اوزبکون کی جمعیت لے کر وہ افغانستان کی عملداری مین آگئے - کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ اس امید سے چلے تھے کہ کابل کا تخت انگلستان نے انھین کے واسطے خالی رکھا تھا مگر انکو خود کسی قسم کی اطلاع نتھی کہ وہ اس طریق سے کامیاب ہونگے جس طریق سے کہ انگلستان نے انکو کامیابی کا موقع دیا - انکو خود انگلستان نے کابل کا امیر تسلیم کیا انسے عہدنامہ گندمک کی تسلیم و تصدیق نہ کرائی فوجون کی واپسی کا حکم ہوا وزراے لبرل کے حکم سے وہ تمام مقامات پھر امارت کابل کے سپرد کر دیے گئے جو عہدنامہ گندمک سے انگلش کو حاصل ہوگئے تھے بیان کیا گیا تھا کہ اگر وہ مقامات امیر عبدالرحمن خان کو ندیے جاتے تو وہ کابل کی امارت پر راضی نتھے انکو پوری حکومت عطا کی گئی

لبرل وزیرون نے کنسرویٹیو کے افغانی کاروبار مین جو مذکورہ بالا اصلاح کی وہ اس توقع سے تھی
کہ امیر پر ثابت ہو جائیگا کہ انگلستان نے اُنکی کیسی سرپرستی کی کہ اُنکو تمام افغانستان کا مالک کیا
اور اُنھین کی جدید امارت کے بھروسے پر اپنے اُس اقتدار سے باز رہا جو عہدنامہ گندمک سے اُسکو
حاصل ہو گیا تھا - یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ روس و انگلستان کے مابین سابق مین قرارداد ہو گئی تھی
کہ ہندوستان اور روسی عملداری کے درمیان افغانستان کی ریاست آزاد رہے ان تمام
باتون کے خیال سے افغانستان کی حالت بدستور رکھی گئی - صرف امیرون مین عزل و نصب عمل مین آیا
۲۹ - اگست ۱۸۸۵ء کے اخبار پانیر مین ایک لائق یوروپین مضمون نگار نے افغانستان کی جنگ کا
نتیجہ انگلستان کے مفید نہین پیدا کیا وہ لکھتا ہے کہ بیس کرور مصارف کثیر اور ہزارہا جانین ضایع ہونیکے بعد
ہمکو افاغنہ کی عداوت حاصل ہونے کے سوا کچھہ نہ ملا - ہم تسلیم کرتے ہین کہ امیر عبدالرحمنخان کو کابل کا
تخت انگلستان کی بدولت ملا اور اس امر کو بھی قبول کرتے ہین کہ امیر شیر علیخان کا جو وظیفہ تھا وہ
اُنکے واسطے بھی بحال کیا گیا اور مراعات کے مدارج بڑھا دیے گئے - دربار راولپنڈی مین عبدالرحمنخان
بھی آئے مگر یہ احسان اور تمام مراعات امیر کے ذات خاص کے واسطے ہین - تمام افاغنہ کے سرگروہون
کے لیے نہین ہین - امیر موجودہ کی نسبت تاوقتی کہ اُنکی رفتار سے کسی طرح کا اندیشہ پیدا نہو کوئی اور
فتویٰ نہین ہوسکتا اُنکو انگلستان کا دوست رہنا چاہیے یہ تو ہمارا خیال ہے ورنہ بہت سے صاحبان
انگریز ایسے ہین کہ اُنکو بالکل امیر عبدالرحمنخان پر بھروسہ نہین ہے اُنکی راے ہے کہ عبدالرحمن خان کا
روس مدتون حامی و سرپرست رہا اُنکو کیون امیر کیا گیا اُنکو یہ بھی اندیشہ ہے کہ آج تو جہانتک ہوگا
امیر دوستی کے پردے مین بخوبی انگلش سے روپیہ حاصل کرینگے کہین وقت پر یہ بھی وہ کارروائی نکرین
جسکے مرتکب امیر شیر علیخان ہوے تھے - خیر خواہ امیر عبدالرحمن خان دوست ہون یا نہون مگر گورنمنٹ
انگریزی کچھہ اُنھین کے بھروسہ پر نہین ہے بلکہ اوسنے سرحدی مقامات پر لائق اطمینان تیاریان
کر رکھی ہین - افغانستان مین جس حکمت عملی کا عملدرآمد ایک مدت سے ہو رہا ہے اُسکی غایت
یہی ہے کہ وہ ملک موجودہ زمانہ مین روس اور ہندوستان کے درمیان ہے - اور طرفین کی
موجودگی سے افغانستان کی عملداری بیم ورجا کے عالم مین رہا کی ہے اُسکو اگر ایک جانب سے
خوف ہوگا تو دوسرے جانب کی حمایت کی خواہش کریگی اور جب دوسری طرف سے دہشت ہوگی
تو اُس طرف کی حمایت پر توقع ہوگی - جلیل القدر مورخ فارس یعنی ملکم صاحب لکھتے ہین کہ (کوئی
زمانہ ایسا نتھا کہ طرفین سے کسی سلطنت پر اس قوم کو قوت اور حمایت نہو) انگلستان نے اُس

خیال ہے کہ روس کی رفتار ہندوستان کی جانب ہے افغانستان کو اپنا کر رکھا ہے وہ سمجھتا ہے کہ
اگر افغانستان سے بے اعتنائی ہوگی تو وہ روس کے آغوش مین ہو جائیگا جب ہندوستان مین
مسلمانون کی حکومت تھی تو ایران اور ہندوستان کی حکومتون کے درمیان افغانستان کی
بیم و رجا کی حالت تھی ہمارا خیال عرصہ دراز تک یہ رہا کہ مغلیہ حکومت ہند کا قبضہ افغانستان مین
بزور تیغ اور توحد مذہبی کی قوت سے تھا مگر ملکم صاحب اسکے خلاف ثابت کرتے ہین ان کی
راے ہے کہ عباس صفوی کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ اسکے جانشینون اور ہندوستان کے
بادشاہون کے درمیان ملک افغانستان کی بابت لڑائی جھگڑا پیدا ہوا اور وہ اسی وحشی قوم کا زمانہ
تھا حالانکہ یہ قوم اہل سنت جماعت کا عقیدہ رکھتی تھی۔ مگر ہندوستان کے بادشاہون کے مقابلے مین
ایران کے شیعہ بادشاہون کی اطاعت و تابعداری کو اسلیے زیادہ پسند کرتی تھی کہ ہندوستان کی
سلطنت بہ نسبت ایران کی سلطنت کے بہت سخت اصول و قوانین پر مشتمل تھی اب نہ ایران مین وہ
صفویہ شاہ رہے اور نہ ہندوستان مین مغل۔ جو حق ایران کو افغانستان مین جھگڑے کا حاصل تھا
وہ روس کا ہوگیا ہے اور ایران بطور ایک دست نگر روس کے ہے ہندوستان مین اگر سر الفرڈ لایل صاحب
حال لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے قول پر خیال کرین کہ ہندوستان کو انگلستان نے مغلیہ
شاہون سے حاصل نہین کیا بلکہ مرہٹون سے لیا ہے تو انگلستان مرہٹون کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔
اور اگر اس دلیل کو تسلیم نکرین بشرطیکہ مورخین یورپ اسکو تسلیم نہ کرائین تو ہند مین انگلستان
مسلمان بادشاہون کا قائم مقام ہوسکتا ہے جبتکہ اقتدار افغانستان تک رہا۔ روس و انگلستان
اور ایران اور ہندوستان کے مسلمان اور عیسائی بادشاہون مین صرف اسی قدر مذہبی فرق ہے۔
کہ وہ اسلام کے لحاظ سے متحد تھے اور فرقون کے اعتبار سے سنی اور شیعہ تھے۔ روس و انگلستان عیسائیت
کی حیثیت سے ایک ہین۔ فرقون کی خصوصیت سے انگلستان پروٹسٹنٹ ہے۔ اور روس کلیسائے
یونان کا معتقد ہے۔ ہرچند افغان مذہبی لحاظ سے روس و انگلستان کو مساوی جانتے ہین مگر وہ بوجہ
قرب روس و انگلستان اس امر کی تحقیقات کے درپئے ضرور ہونگے کہ ان دونون عیسائی حکومتون کا
برتاؤ اپنے مفتوحہ ممالک مین کیا ہے۔ ہماری ہمیشہ سے راے ہے کہ انگلستان بلحاظ پولٹیکل مصالح
کے ہندوستان مین ان ہندوستانی پالیسیون کو اختیار کرے جو روسیون کی انتظامی پالیسیون
سے برتر اور افضل ہون وہ ان انتظامات کو ترک کرے جو عام فہم نہین ہین اور بحث و مباحثہ اور تاویلات
کے محتاج ہین اور پچھلی حکومتون کے انتظامی حالات کے پہلو بہ پہلو نہین ہین۔ جنکے عادی ہندوستانی

رہے ہین قبل اسکے کہ افاغنہ مفتوحہ ریاستون پر نظر کیجاے ہم انھین کے قومی عادات و اطوار
انکے امیر کی اقتداری کیفیات کو دیکھنا چاہتے ہین - تنہا امیر کا تعلق گو اچھا ہی مگر ان عظیم مقاصد کے
حصول کے واسطے کافی نہین ہو سکتا جنکی حاجت گورنمنٹ کو روس کے مقابل ہے تا وقتیکہ تمام
افغانستان کے مختلف قبائل کے سرگروہون کی تالیف نہوگی اور وہ ایکدل ہوکر انگلستان کا
کلمہ نہ پڑھین گے ذاتی اعانت امیر سے تکمیل مقاصد غیر ممکن ہے جس رقبہ کو حدتک افاغنہ کا ملک
بحیثیت جغرافیہ کہا جاتا ہے اُسمین ایسے بڑے بڑے خوانین موروثی جاگیردار اور رئیس موجود ہین
جنکو اپنے قبیلے کے کثیر التعداد آدمیون پر وہ اقتدار حاصل ہے کہ وہ بجاے خویش آزاد و خود مختار ہین
تمام رقبۂ افغانستان مین تین قسم کی حکومت پائی جاتی ہے - ایک علماء - دوسری امیر - تیسری
خوانین کی - ظاہر ہے کہ نہ امیر نے انکو اپنا کرلیا ہے اور نہ ہماری گورنمنٹ نے اُنکو اپنا طرفدار
بنانے مین کوئی خاص فکر کی ہے - انھین خوانین اور قبائل مین بہت سے وہ لوگ ہین جو متواتر
افغانی انقلاب حکومت مین معزول و منصوب امیران کابل کے ہمدرد ہین مثلاً ایوب خان اور
یعقوب خان اور شیر علیخان اور امیر حال عبدالرحمن خان وغیرہ - انمین سے کوئی قبیلہ کسی کا اور کوئی
کسی کا حامی ہے - انمین سے یا انکے بھائیون مین سے جس کسی کو امارت نصیب ہوگئی اُسنے ضرور ان قبیلون پر
ظلم کیا جنکی رفتار اُسکے مخالف تھی - انتظام افغانستان کی نسبت جب کبھی ذکر ہوتا ہے کہ فلان امیر نے
عمدہ انتظام کیا تو اُسکے معنی یہی ہوتے ہین کہ سرسری امن و آمان بوجہ اسکے ہوگیا کہ اُس امیر کے
خلاف انصاف جابرانہ داروگیر سے امن ہوا اور نہ سختی اور بے اعتدالی کے انتظام سے عموماً ناراضی
رہتی ہے وہ موقع کے منتظر رہتے ہین - جب کبھی موقع آجاتا ہے امارت کی تخریب مین دریغ نہین کرتے -
افاغنہ مین صرف امارت کے واسطے کسی جنگ مین عموماً جوش پیدا نہین ہوا - ۱۸۷۸ء کی جنگ مین برٹش
گورنمنٹ نے صرف امیر کی مخالفانہ رفتار سے قومون کو مطلع کیا تھا اشتہار جنگ اور دیگر اشتہارات
مین قومون کے سکوت کے واسطے یہی بیان ہوا تھا کہ اس جنگ سے اُنکے حقوق کو صدمہ نہ پہونچیگا
اُنھون نے صرف انھین اشتہارات کے الفاظ پر قناعت کرکے سکوت نہین کیا تھا انھون نے
بہت کچھ لیکر خاموشی اختیار کی تھی جس وقت کہ افغان امارت کو شکست ملی اور گورنمنٹ انگریزی
فتحیاب ہوئی تو انگریزون کی موجودگی افغانستان سے وہ جاہلانہ مذہبی جوش پیدا ہوا کہ جسکے
سبب سے جنگی اور ملکی پیچیدگیون کا آغاز ہوا - باوجود اسکے کہ اول جنگ کے بعد دوسری جنگ تجربے
سے کی گئی تھی مگر امارت اور قومون کے اقتدار کا علحدہ علحدہ جلوہ نظر آیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عظمت و

شان قومون اور اُنکے ملاؤن کی افغانستان مین ہے وہ امارت کی شان وشوکت سے بدرجہا
بڑھی ہوئی ہے ملک افغانستان امارت کا محتاج ہے مگر اُسکی امارت ایسی ہو کہ اُسکے متعلق خوانین کی
ایک مقتدر کونسل ہو اُسمین مختلف خوانین کی جانب سے خان اور علما بطور وکیل ہون تاکہ امارت اور
قومون کے ملکی اور مذہبی حقوق کا بغیر کسی نزاع کے فیصلہ ہو جایا کرے جس امارت کو یہ وسائل حاصل ہو جائینگے
اُسکو استقلال اور ثبات ہے - کونسل کے اقتدار مین امیران کابل کا انتخاب بھی ہو اس سے جو کشت وخون
امیرون کے عزل ونصب مین ہوتا ہے وہ نہوا کرے گا - پھر ہم کہتے ہین کونسل کی خیالی ترتیب تو بخوبی
ہو سکتی ہے مگر اُسکی عملی ترتیب نہایت مشکل ہے - افغانستان مین ہر فرد وحشیانہ ارادے کا خواہان ہوتا
ہے اُسمین قومیت نہین ہے مذہبی اثر زیادہ ہے اور وہی مجبورانہ صورت مین اُنکو متفق کر دیا کرتا ہے کونسل
کی ترتیب قومی اتفاق اور شائستگی کا نتیجہ ہوتی ہے اور جب وہ غیر مقصود ہے تو کسی کونسل کی اُمید
افغانستان مین نہین ہو سکتی - سرجان ملکم اُنکو بہادر اور زور آور قوم جانتے ہین مگر باہمی نا اتفاقی سے اُنکا
زور اور اُنکی قوت سب فنا پذیر ہے - سوال ہے کہ کیا انگلستان نے تمام افغانی قومون کے سربرآوردہ
اشخاص کے ساتھ اعانت کر کے اُنکو اپنا گرویدہ کر لیا ہے یا تنہا امیر پر مراعات رہی ہین جہانتک کہ انگلستان
کی پالیسی پر غور ہوتا ہے اُس سے صرف حمایت امارت کابل مترشح ہے - دوسرون کے طرفدار بنانے مین
بہت کم بلکہ کچھ بھی کوشش نہین کیجاتی مناسب ہے کہ اس ضروری اور کار آمد پالیسی پر بھی غور ہو اور
اُسکا برتاؤ عموماً افغانستان مین کیا جاوے - امیر کی نسبت ہم صرف یہی کہہ سکتے ہین کہ آج اُنپر
جہانتک اعتبار کیا جاتا ہے وہ لائق اطمینان ہو مگر تا وقتیکہ وقت پر اُنکی آزمائش نہو وسائل اعتبار
تصوری ہین اُنکی عملی تصدیق نہین ہو سکتی -

افاغنہ کے اصلی اور مقبوضہ ممالک تمدنی جغرافیہ کے لحاظ سے افغانستان کا اطلاق
قندھار غزنین - کابل اور جلال آباد کرم وغیرہ کو ہی مقامات پر ہو سکتا ہے یہی سکونتی مقام افاغنہ
کے ہین اور یہی اصلی ملک افغانستان ہو سکتا ہے اوزبک ریاستون مین اوزبک اور دیگر مخلوط النسل
فارسی وغیرہ قومین رہتی ہین بدخشان اور بلخ میمنہ وغیرہ اور صوبہ ہرات یہ افغانون کے مقبوضہ
ممالک ہین اُنپر افغانستان کا لفظ صادق نہین آسکتا -

افاغنہ کے مقبوضہ صوبجات کی حالت رپورٹ ڈیوس صاحب اور ۱۸۸۵ء کے اخبار پانیر مین جو مضمون کسی
زبردست انشا پرداز کا بابت اوزبک ریاستون کے چھپا ہے اُس سے
مقبوضہ ریاستہاے افغان کے حالات درج ہوتے ہین -

ضلع ہرات - چار ایماق یعنی ہزارہ - جمشیدی - فیروزکوہی - تیمنی - ہرات مین رہتے ہین - یہ قوم کے افغان نہین ہین اول تین فرقے تو اس مثلث مین آباد ہین - جو ہری رود اور مرغاب اور خشک سے قائم ہوا ہے صرف تیمنی ہرات کو خراج دیتے ہین انکو ہرات کے افغان حاکمون سے محبت نہین ہے انکا دل یہی گواہی دے گا کہ افاغنہ کی نہین بلکہ ایرانیون کی طرفداری کرین بیرونجات سے مدد نہ ملنے کی وجہ سے چار ایماق افاغنہ کی حکومت سے سرتابی نہ کرسکے - باشندگان شہر ہرات زیادہ اولاد اہل فارس سے ہین انکے خیالات اور باشندگان فارس کے خیالات ایک ہین جو افغان اس شہر مین پیدا ہوے ہین انکے خیالات افاغنہ کی نسبت اس شہر کے ایسے باشندون کے خیالات سے کہ جو اہل فارس کی اولاد ہین زیادہ تر مخالف ہین - یہ لوگ قندھار سے آئے ہوے ایک کابلی کو جس قدر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اس قدر شہر ہرات کے قدیم باشندے نہین دیکھتے ہرات پر افغانون کی حکومت انکے سپاہیون کے تلوار کے زور سے قائم ہے - افغانون کی ظالمانہ حکومت سے وہ بدل متنفر ہین اور اس سے نجات پانے کے لیے دعائین مانگتے ہین -

میمنہ بندیہ کے پورب کی طرف پہلے میمنہ کی ریاست ہے - باشندگان میمنہ زیادہ تر اوذبک تاجیک اور ہراتی ہین اسکی فتح کے وقت سے تھوڑے افغان بھی وہان سکونت پذیر ہوے ہین - ۱۸۴۶ء مین ہرات کے یار محمد خان نے اول اس شہر کو فتح کیا تھا - ۱۸۵۳ء تک یہ شہر انکے دخل مین رہا - یار محمد خان کی وفات کے بعد ۱۸۵۵ء مین گورنر ترکستان سردار محمد افضل خان نے اسکو فتح کیا - ۱۸۶۸ء مین میمنہ نے آزادی حاصل کی مگر ۱۸۷۶ء کے مارچ مہینے مین نائب میر عالم خان نے اسکو پھر فتح کیا - چھ مہینے تک باشندون نے نہایت دلیرانہ طور پر اپنے شہر کی محافظت کی قلعہ بند فوج کے سات ہزار سے آٹھ ہزار سپاہی تک مارے گئے - شہر لوٹا گیا اور پندرہ ہزار باشندے تہ تیغ ہوے - ۱۸۷۹ء کے آخر مین میمنہ نے پھر آزادی حاصل کی - مگر ۱۸۸۳ء مین پھر سردار محمد اسحاق خان نے فتح کرلیا -

اندخوئی - اس شہر کے باشندے زیادہ تر اہل فارس کی اولاد ہین مگر انمین اوذبک اور تاجیک و ترکمان مخلوط ہو گئے ہین - ۱۸۴۶ء مین ہرات کے یار محمد خان نے اس شہر کو فتح کیا اور لوٹ لیا - ۱۸۵۳ء تک یہ شہر انکے دخل مین رہا - ۱۸۵۵ء مین وہ سردار محمد افضل خان کے دخل مین آیا - ۱۸۵۶ء مین یہان بغاوت ہوئی اور آخر کار ۱۸۵۹ء مین افغانون کے قبضے مین آیا -

آقچہ - یہ ریاست اوذبک ۱۸۵۰ء تک خود مختار رہی بعد ازان افغانون نے اس شہر پر قبضہ کرلیا

چند مہینے کے بعد بغاوت ہوئی مگر فرو کی گئی - اوزبک لوگون کی کسی شخص نے تائید نہین کی ورنہ وہ لوگ پھر بغاوت کرتے تائید نہ پانے سے مایوس ہوکر وہ اپنی بدقسمتی پر شاکر ہو بیٹھے -

شیرغان - یہ اوزبک ریاست جبتک خودمختار رہی نہایت اچھی حالت مین تھی مگر افغانون کے دخل مین آکر ویران ہوگئی جسوقت میمنہ فتح ہوا تھا یہ بھی فتح ہوا تھا - یا محمد خان کی وفات کے بعد ۱۸۵۵ء مین شیرغان بلخ کا تابع ہوا - آزادی حاصل کرنے کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی گئی مگر ایک مین بھی کامیابی نہوئی - ۱۸۵۹ء مین سردار محمد افضل خان نے اُس شہر کو فتح کرلیا - سردار موصوف کی ظالمانہ حکومت اُس شہر کی بربادی اور ویرانگی کا باعث ہوئی -

اوزبک باشندے دریائے آکسس کو عبور کرکے بخارا مین جاکر پناہ گزین ہوے -

سرپل - ۱۸۵۹ء مین افغانون نے اس ریاست کو فتح کرلیا - قبل اسکے یہ ریاست مدتون تک نصف آزاد حالت مین رہی -

خلم - موجودہ صدی کے شروع مین اس ریاست کے فرمانروا کی حکومت قندز و بلخ تک تھی وہ حاکم کابل کا بنام نہاد فرمان بردار تھا اور اس بہانہ سے بلخ کے درانی گورنر پر حکومت کرتا تھا وہ ۱۸۱۷ء مین مرگیا - اُسکے لڑکون مین خانہ جنگی شروع ہوئی اس جنگ نے اس ریاست کو ایسا کمزور کردیا کہ امیر دوست محمد خان اُسکو اپنے قبضے مین لایا - ۱۸۴۰ء مین خلم اور کابل مین جنگ ہوئی تین لڑائیون مین جنمین حاکم خلم کو فتح ہوئی افغانی فوج اس ریاست سے چلی آئی -

۱۸۴۰ء مین حاکم خلم نے شکست پائی اور گرفتار ہوا - ۱۸۵۰ء مین وہ قید سے بھاگا - اور پھر افغانون کے خلاف خلم و بدخشان مین بغاوت پیدا ہوئی - اور افغان وہان سے بھاگ کھڑے ہوے - انھون نے پھر دریائے آکسس کو عبور کیا اور افغانون کو بڑی اذیت دی - ۱۸۵۵ء مین انکی حکومت مین ریاست کا خزانہ سات لاکھ روپیہ تھا اور اُسکی فوج گیارہ ہزار سوار اور پیدل تھی -

قندز - یہ ایک بڑی ریاست تھی جسکی وسعت کوہ ہندوکش تک تھی - ۱۸۳۰ء مین اس ریاست کے فرمانروا امیر مراد بیگ تھے جو فرقۂ کتاغان اوزبک کے سردار تھے - ۱۸۵۰ء مین یہ ریاست امیر کابل کی حکومت مین آئی - کئی برس کے بعد حاکم ریاست نے بغاوت کی مگر افاغنہ نے شکست دے کر ریاست پر دخل کرلیا - امیر دوست محمد خان کی وفات کے بعد اُنکے بیٹون کے درمیان امارت افغانستان کے لیے خانہ جنگی ہوئی - چونکہ حاکم قندز دوست محمد خان کے کسی ایک بیٹے کے شریک ہوجاتے تھے - اسلیے ریاست مذکور مین بھی شر و فساد پیدا ہوتا تھا - ۱۸۶۹ء مین مناسب سمجھا گیا

کہ یہ ریاست سلطان مراد کے حوالے کیجاے اور اُن سے سالانہ خراج طلب کیا جاے قندز کا خراج قریب چار لاکھ روپیہ کے تھا اور اُسکی فوج قریب چھہ ہزار سوار کے تھی۔

بدخشان۔ اس ریاست کے قدیم باشندے تاجیک تھے جو فارس سے آئے تھے قندز کے میر مراد بیگ نے اس ریاست پر دخل کر لیا اور شیعہ باشندون پر بڑا ظلم شروع کیا اس ریاست کا خراج قریب چھہ لاکھ روپیہ کے ہے اور اُسکی فوج دس ہزار سپاہ تک پھونچ سکتی ہے۔

بلخ۔ پہلے براے نام باج گذار ریاست بخارا تھا لیکن ۱۸۵۰ء سے وہ زیر حکم محمد افضل خان فرزند امیر کابل ہوا۔

جس زمانے مین کہ افغان نے ملک فارس کو فتح کر لیا تھا تو اُنکے ظلم وجبر کے کارنامے ایران مین ایسی ہوے کہ آج اُنکے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ شیخ علی حزین کے تذکرہ سیاحت مین جو اُنھون نے اپنے قلم سے لکھا ہے افاغنہ کے مظالم وتعدیات کا ذکر درج ہے۔ شیخ موصوف نے بچشم اُن مظالم کو دیکھا اور لکھا ہے سر جان ملکم تحریر کرتے ہین کہ سات برس کے عرصے مین کیسے کیسے انقلاب ایران مین واقع ہوے دس لاکھ کے قریب ایرانی ہلاک ہوے افغانون کی بدولت وہان کے نہایت عمدہ عمدہ صوبے ویران وبرباد ہوگئے اور بلند سی بلند عجیب وغریب عمارتین اور مکانات جو آسمان سے باتین کرتے تھے زمین کے برابر ہوگئے۔ جو ملک اور صوبے اس وحشی قوم کے ہاتھ آئے یہانتک تباہ وویران ہوے کہ آئندہ اُسکی آبادی کا نقشہ بھی عالم خیال مین نرہا۔ کوئی قانون یا قاعدہ اُس قوم مین ایسا تھا جو ملکی نظم ونسق مین کارآمد ہوتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہو کہ افغان کی حکومت اپنے ممالک مفتوحہ مین بمنزلہ اَنبربیل کے ہوئی جس سے کسی کو فائدہ نہین پھونچا۔ بلکہ جس درخت پر وہ بیل پھیلتی ہے اُسکے اثر سے اُسکی سبزی بالکل جاتی رہتی ہے۔ جن صوبون پر اب افغان قابض ہین اُنمین بھی جبریہ حکومت ہے مالگذاری زیادہ کی گئی ہے اور تجارتی کاروبار مین محصول زیادہ ہے۔ مفتوحہ قوم کی حیثیت سے جو سُنّی اُن صوبون مین سکونت رکھتے ہین اُن سے اگر مذہبی تعصب سے نہین مگر مغلوبہ اور غیر قوم ہونے کے اعتبار سے سختی کے ساتھ افاغنہ کا برتاؤ ہے شیعہ تو گویا اسی واسطے اونکے شکنجہ حکومت مین آگئے ہین کہ جہانتک اُن سے بدسلوکی کیجائے وہ افغان کی حکومت مین درست ہے امارت کابل کا انھین مفتوحہ صوبون پر قابو ہے اور ایک بڑا ذریعہ آمدنی کا انھین صوبون کی وجہ سے ہے اصلی افغانی صوبون سے امیر کو بہت کم حاصلات ہے۔ بلکہ افغان قوم ایسی آزادی پسند ہے کہ امیر کا جبروت اُنکی نظر و نمین ایسا نہین ہے جیسا کہ مفتوحہ قوم کی نظر مین ہے وہ امیر کو کیا دیتے ہین اگر

اُن سے پائین تو لے لین جب اوذبک ریاستون اور ہرات کے قریب کسی زبردست سلطنت کا اقتدار
نتھا وہ مغلوبہ اقوام مجبور تھین جب زمانے سے کہ روس اُنکا ہمسایہ ہوا - اور اُسکا حکومتی اثر ان مظلوم
قومون پر پہونچا تو اُس سے بجز اسکے اور کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے کہ روس کی عظمت کو خود بخود اُن قومون
مین ترقی ہو اور روس سازش کرکے افغان کی حکومت سے اُنکو آزاد کرے انگلستان کی عملداری
ہندوستان سے وہ قومین دور ہین اگر قریب ہوتین تو افغانی حکومت کا دامن چھوڑکر وہ ہندوستان
سے تعلق پیدا کرتین اب وہ افغان کے تحت حکومت سے نکل کر سواے روسی سایہ کے اور کہان جا سکتی
ہین جیمس منزر انگریزی اخبار مین اوذبک ریاستون کا حال لکھا ہے اُسی مضمون کے ذیل مین اس
زبردست لکھنے والے نے اپنی راے مطابق واقعات جس طریق سے ظاہر کی ہے اُسکو ہم اس مقام پر
اسواسطے لکھتے ہین کہ ہماری مذکورہ بالا بیان کی تصدیق و تائید ہو - جب سے بدخشان و بلخ و میمنہ
ہرات وغیرہ ریاستین افغانستان کے دخل مین آئی ہین افغان فاتحین نے اپنے محکومون پر برابر ظلم و تشدد
کیا ہے ان ریاستون مین اتحاد و اتفاق نہونے کے سبب اور نیز ان ریاستون کے حکمرانون مین
خانہ جنگی ہونے کے باعث یہ ریاستین یکے بعد دیگرے امیر افغانستان یا اُنکے سردارون کے تابع ہوگئی
ہین - باوجود اسکے ریاست خلم تین مرتبہ افغانون سے جنگ آزما ہوئی اور تین مرتبہ فتح پائی - ہراتی
اوذبک - بدخشانی - سب کے سب ایک دوسرے کے بعد افغانون کا ظلم برداشت کر چکے - اُنکے ملک
لوٹے گئے - باشندے قتل کیے گئے - بہت سے غلامی مین بھیجے گئے - اور باقی دریاے آکسس کے پار جاکر
پناہ گزین ہوے - یہ سب لوگ اُسدن کے منتظر ہین کہ جس دن اُنکو اپنے ظالم حاکمون کے ہاتھ سے نجات
ملیگی - تمام آنکھین اُسوقت سے روس کی طرف لگی ہوئی ہین گروڈی کوف جو سات آٹھ برس قبل
اس ملک مین آیا تھا لکھتا ہے کہ افغان فاتحون نے ان لوگون کو بالکل پاؤن کے نیچے روند ڈالا ہے
اُنمین جان باقی نہین ہے افغان ان مظلومون کو حیوان سے بھی بدتر سمجھتے ہین - اکثر دیکھنے مین آیا ہے
کہ افغان ان بیچارون کی چابک اور رائفل کے کندے سے خبر لیتے ہین مین نے اکثر افغان سپاہیونکو
تلاش نوکری مین در بدر پھرتے دیکھا ہے یہ اوذبک بیچارون کو مار پیٹ کر کھانا وصول کرتے ہین -
ہزارون آدمیون کی زبانی اور اُن روسی مسلمان تاجرون کی زبانی جو مزار شریف مین زیارت کے لیے
آتے ہین روسی گورنمنٹ کے عدل و انصاف کی تعریف سنکر اوذبک یہی تمنا ظاہر کرتے ہین کہ ہم
وہان جائین مین جہان گیا وہان میری خاطر و مدارات ہوئی - بہت سے اوذبک افغان سپاہیونکی
نظر بچا کر مجھسے پوچھتے تھے کہ کیا روسی جلد آنے والے ہین خدا کرے کہ ہماری نجات کے دن جلد آئین

سچ کہیے کیا روسی لوگ افغانستان مین آنے والے ہین کیا آپ کے پیچھے روسی فوج نہین آتی ہے خیوا مین چالیس ہزار غلامون کے رہا کر دینے سے شمالی فارس کے باشندے بہت خوش ہوے ہین تقی ترکمانون کی اطاعت اور الحاق مرو سے بہت سے ہراتیون اور اوزبک کو آزادی ملی ہے اور اب ترکمانون کے ظلم کا خوف اُنکے دل سے جاتا رہا ہے روس نے وسط ایشیا مین ڈیڑھ لاکھ غلامون کو آزاد کر دیا ہے یہ افواہ کہ روسیون نے سارق اور سلور ترکمانون کو سات برس کی مالیہ معاف کر دی ہے ہرات اور افغانی ترکستان اور بدخشان مین بڑی تاثیر پیدا کریگی اوزبک بھی خیال کرینگے کہ روسیون نے جب دوسرون پر مہربانی کی ہے تب اُنپر بھی ضرور مہربانی کرینگے یہ لوگ روسیون کے شریک بنجائینگے اور اپنے ملک سے افغانون کے نکالنے کی کوشش کرینگے روسی فوج کے پھونچتے ہی افغانی ترکستان فتح ہو جائیگا اور افغان کوہ ہندوکش کے جنوبی جانب نکالدیے جائینگے اگر روسی فوج ہرات مین پھونچیگی تو اُس شہر کی بھی یہی گت ہوگی اگرچہ چند ملاؤن نے ہرات مین انگریزی افسرون کے لیے دعا مانگی تھی مگر اُس سے یہ دریافت نہین ہو سکتا ہے کہ شیعہ باشندے افغانون کو کسقدر نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور اُنکی ظالمانہ حکومت سے نجات پانے کے کس قدر خواہشمند ہین۔

انگلستان افغانستان کی کیون حمایت کرتا ہے

اکثر لوگون کا بیان ہے کہ انگلستان ہمیشہ مظلوم کا حامی رہا اور اُسکے رحم کا مقتضا یہ رہا کہ وہ ظالم دوست تھا مگر افغانستان کی حمایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اُنکی حکومت کا حامی ہے اور چاہتا ہے کہ وہ قائم رہے۔ بیشک انگلستان افغان کی حکومت کی حمایت کرتا ہے۔ مگر اُسکی یہ حمایت پولیٹکل وجوہ سے ہے اور ہندوستان کی حفاظت کے واسطے اگر وہ افغان کا سینہ سپر ہو تو روسی اقتدار افغانستان سے اندیشہ ضرر کا ہے۔ اسواسطے انگلستان نے ۱۸۸۴ء مین ایک کمیشن روانہ کی کہ روس افغان کی سرحد کا تصفیہ ہو جاے۔ مگر روس نے اپنی کمیشن کے بھیجنے مین وہ لیت ولعل ظاہر کیا کہ کمیشن روانہ نہ کی۔ تاوقتیکہ پل خاتون اور پنجدیہ پر قبضہ نہ کر لیا۔ بجاے روانگی کمیشن ایم لیسر کو انگلستان سے بھیجا تھا۔ اُنھون نے روس کی جانب سے انگلستان مین دعوے پیش کیا کہ بدغیس روس کو ملنا چاہیے مدبران انگلش نے روسی دعوی سے انکار کیا۔ روس نے یہ دعوی ۱۸۷۲ و ۱۸۷۳ء کے تصفیہ کے خلاف کیا تھا۔ اُس زمانے مین پل خاتون تک روسی سرحد قرار پائی تھی۔ اور تاوقتیکہ روس و انگلستان کی متفقہ کمیشن تصفیہ نہ کرتی روس پیشقدمی نہین کر سکتا تھا۔ مگر اُسنے خلاف اقرار پیشقدمی کی

اور جنگ کر کے پنجدیہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جبتک اپنے واسطے مراعات کا اقرار نہ کرا لیا اُسوقت تک
کشیدگی [redacted] نہین کی۔ روسی قبضہ پنجدیہ کے بعد جو تصفیہ کمیشن کے ذریعے سے ہوا وہ روس کے مفید تھا
۱۸۸۵ء کی رفتار روس سے روس کی نیت کا اثبات ہوگیا تھا۔ انگلستان نے بڑی سرگرمی سے جنگ
کی تیاریان کین اور روس بھی جنگ کے واسطے آمادہ ہوگیا تھا۔ اُسوقت طرفین مین جنگی طوفان
جوش مار رہا تھا کہ یکایک یہ صدا سننے مین آئی کہ جرمن و اسٹریا و فرانس یورپ مین جنگ پسند
نہین کرتے۔ ان سلطنتون کے سفیرون نے سلطان پر بھی زور دیا کہ انگلستان کے جنگی جہازات کو وہ
اپنے مقبوضات سے بغرض جنگ روس گذرنے کی اجازت نہ دین۔ اُنکی اِس کوشش کا منشا یہ تھا کہ
یورپ مین انگلستان و روس سے جنگ نہو۔ ایشیا مین دونون زور آزمائی کر لین۔ اگر بنظر غور
دیکھا جاے تو سلاطین یورپ مین بجز گورمنٹ اٹلی کے اور کسی سلطنت کی رفتار انگلستان کی رفتار
کی تائید مین نہتھی۔ جرمن و اسٹریا کی کوششون کا منشا سمجھا جاتا تھا کہ اگر انگلستان یورپ مین
روس سے جنگ نہ کرنے پائے تو روس کے مفید سرحدی تصفیہ ہو جائیگا اور آخر کو انگلستان روسی مقاصد کو
تسلیم کریگا۔ جن سلاطین نے یوروپ مین جنگ کو روکا۔ اُس روک سے روس کی تائید ہوئی اور
یہ تائید اُس ملاقات کا نتیجہ تھی جو قبل شورش ۱۸۵۷ء کے شہنشاہان روس و جرمن و اسٹریا مین
ہوئی تھی۔ سرحدی تصفیہ روس کے مفید ہوا تھا۔ اور وہ تصفیہ بھی دوام کے واسطے نتھا بلکہ
ہنگامی اور سرزمین مرغاب کا فیصلہ تھا۔ خم آب کے فیصلہ کے واسطے قرار پایا تھا کہ بذریعہ کمیشن نہو
انگلستان و روس سفارتی ذریعہ سے کر لینگے۔ باوجود تصفیہ کے پھر روس کے قول و فعل کا اعتبار
نہین۔ بعض مدبرین کا خیال ہے کہ روس ایک علمی سرحد قائم کرنا چاہتا ہے اور وہ فطرتی علمی سرحد
اُسوقت روس کے مفید قائم ہو سکتی ہے جبکہ ہرات اور کوہ ہندوکش تک اُسکی عملداری ہو جاے۔
۱۸۸۵ء کے رسالہ نینٹینتھ سنچوری مین ایک عالمانہ راے درج ہے۔ مضمون نگار نے ثابت کیا ہے
کہ فطرتی سرحد روس کے کن مقامات پر ختم ہوگی۔ اُسکا بیان ہے کہ افغانستان ایک عرصہ تک
انگلستان و روس کے درمیان تنازع کی ہڈی رہیگا یعنی جسطرح دو کتے ایک ہڈی پر دوڑتے ہین اسیطرح
افغانستان پر انگلستان و روس مدت تک تنازع کرتے رہینگے اور اگر کسی روز فریقین نے اس ملک
کے دو حصہ کر لیے تو کوئی جغرافیہ یا علم طبیعات کے دلائل مانع نہونگے فرضی تقسیم کر لینے کا تو سب کو اختیار
ہے۔ مگر جو بات قانون قدرت کی طرف سے مقرر ہے وہ کبھی بدل نہین سکتی۔ فطرتی سرحد کوہ
ہندوکش اور پاراپامیسس کے قریب ہو کر گذری ہے اور اسی سے ضرور افغانی ترکستان روسی ترکستان سے

بلحاظ ناچاہیے تنغنان اور بدخشان اور واخان اور دیگر مختصر ریاستون کی نسبت جو پامیر کے مغرب مین ہین بلحاظ قدرتی ضرورتون اور قومون کی غیر مہذبانہ رفتار اور آزادی پسند خیالات کے فتنہ و فساد کا ہونا ضرور ہے لہذا اسکا نتیجہ بھی ضروریہ ہوتا ہے کہ یہ ریاستین اسی سلطنت کے مطیع ہو جاوین جسنے کہ قریب قریب کل سبزہ زار اور پامیر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جب روس نے خوارزم پر چڑھائی کی تھی تو اسکے معنی یہی تھے کہ اب مرو پر قبضہ کیا جائیگا۔ اور جیسے ہی کہ بحیرہ کاسپین کے مشرقی جانب روس کے قدم جمے کہ فی الفور گوک ٹیپ اور مرو اور سارمان پنجدہ کا مفتوح ہوجانا درحقیقت کسی طرح ٹل نہین سکتا تھا۔ روس اسوقت تک ہرگز نہ تھمے گا۔ جبتک کہ وہ اس میدان کے انتہاے حدود یعنے قاف الہند اور کوہستان ہندوکش تک نہ پہونچ جائے گا۔ راقم مضمون کی راے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب روس عملداری افغانستان سے اوزبک ریاستون پر قبضہ کرے گا تو وہ اسی فطرتی سرحد پر قناعت کرے گا۔ مگر دور اندیش اشخاص کی راے اسکے خلاف ہے وہ خیال کرتے ہین کہ روس کو ہرگز قناعت نہوگی وہ ان افغانی مفتوحہ مقامات کو مع صوبۂ ہرات لیکر سارے افغانستان پر قبضہ کرنے کی تدبیرین کرے گا۔ پس اگر جنگ کرکے روس خلاف عہد و پیمان و قرارداد سابقہ افغانی ترکستان و ہرات کو فتح کرلے۔ یہ اور بات ہے مگر ایسی علمی اور فطرتی سرحد کو انگلستان ہرگز نہ تسلیم نہ کرے گا کہ روس اوزبک ریاستون و ہرات پر قابض ہو۔

الغرض روسی رفتار سے پایا جاتا ہے کہ عنقریب کسی نہ کسی وقت روس اُن تمام صوبون پر قبضہ کرنیکی کوشش کرے گا جو افغان نے فتح کرلیے ہاین اور جنکا ذکر افغان کے مقبوضہ ممالک مین ہمنے کیا ہے۔ روس جب کبھی افغانستان کی جانب پیشقدمی کرے گا تو افغانی مفتوحہ رعایا اسکی طرفدار ہوگی اخبار پانیر کے مضمون نگار کی راے قابل تسلیم ہے جو اُسنے روس کی پیشقدمی افغانستان کی نسبت ظاہر کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ روس ہرات و ہندوکش پر ایسی قومون مین بڑھ سکتا ہے جو افاغنہ سے نفرت اور عداوت رکھتی ہین اور اُن چڑھائی کرنے والون کو وہ قومین خوشی سے اپنا حامی اور ظالمون کے پنجہ سے نجات دہندہ خیال کرینگی۔ روس یہان قیام کرکے اپنی حکومت کو مضبوط کرسکتا ہے اور باشندون کو لطف و عطایا سے بالکل اپنا بنالے گا کہ وہ دل و جان سے اسکے کامون مین شریک ہونگے۔ روس کو اور جنوبی جانب بڑھنے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ روسی گو کیسی ہی حکومت کرین تاہم بمقابلہ افغان حکومت کے اوزبک وغیرہ کو آزادی ہوگی کیا یہ تمام باتین روسیون کے مفید نہین ہین اگر ترنبد ترکستان پہاڑون کے جنوب بڑھے تو ہزارہ

بمقابلہ افاغنہ کے خوشی سے انکا ساتھ دینگے۔ نو بند بھاگمان پنج شہر وادیون کے باشندون کی قابو مین ہندوکش کی اٹھارہ گھاٹیان ہین یہ سب مقامات افاغنہ کے برخلاف ہین اور علاقہ کوہستان بھی برخلاف ہین اگر روس شمالی جانب آجائے تو وہ ضرور روس کے طرفدار ہونگے اصل حقیقت یہ ہے کہ کاسکون کو خاص افاغنہ سے مقابلہ جب پیش آئے گا کہ وہ خود حوالی کابل مین پہونچین۔ کافرستان بھی بمقابلہ افاغنہ کے روس کا خیر مقدم کرے گا۔ ان گھاٹیون سے جو شمالی جانب اس ملک کے بدخشان ترکمان کنار کی طرف ہین کون واقف ہے اگر قبضہ کیا اور افغانستان مین روسی نوآبادیان قائم ہوئین تو ہندوستان اور ہماری حکومت کے لیے بہت سی خرابیون کا ثبوت ہوگا۔

اگر روس نے افغانستان پر چڑھائی کی تو انگلستان کی کیا پالیسی ہوگی

یہ نہایت پیچیدہ اور اہم مسئلہ ہے کہ بشرط جنگ افغان و روس انگلستان کیا پالیسی اختیار کرے گا۔ راولپنڈی کے دربار مین جو گفتگو امیر عبدالرحمن خان اور وائسرائے سے ہوئی اسکے متعلق سرکاری کاغذات آجتک مشتہر نہین ہوے اسلیے کوئی قطعی راے قرار نہین پا سکتی کہ انگلستان کیا کرے گا۔ مگر انگلش اہل الراے مین دو فریق ہین۔ ایک کی راے ہے کہ نہ ہرات کلید ہندوستان ہے اور نہ افغان کی اعانت بمقابلہ روس کرنا چاہیے۔ دوسرے کا خیال ہے کہ افغانستان کی اعانت واجب ہے اور ہرات پر روس کا قبضہ باعث صدمہ ہند ہے۔ منجملہ ان اشخاص کے جو اس بات کے قائل ہین کہ صرف استحفاظ سرحد ہندوستان کی پالیسی پر عمل کرنا چاہیے اور افغانستان کو اسی کی تقدیر پر چھوڑ دینا چاہیے۔ ایک میجر جنرل گرین کے سی-ایس-آئی- بھی ہین۔ صاحب موصوف نے جو مضمون اس باب خاص مین مئی ۱۸۸۵ء کے پرچہ نین ٹینتھ سنچوری مین بعنوان دیوار ہند لکھا تھا اسمین انھون نے ثابت کیا ہے کہ ہرات کلید ہند نہین ہے انکی تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ حفاظت سرحد واجب ہے افغانستان کے قبضہ سے روس ہندوستان کو ضرر نہین پہونچا سکتا۔ وہ لکھتے ہین کہ اب مین صرف اس بات کو تصور کرکے انصاف پر بخوبی محول کرتا ہون کہ وہ خود انصاف کرکے بتادے کہ آیا یہ بات کسی طرح عقل مین آسکتی ہے کہ ایک ایسا امیر جو اپنی آبادی کو اچھی طرح روٹی نہین کھلا سکتا بسبب اسمین روس کے مانند کوئی اتنا بڑا مہمان جائیگا تو اسکو وہ کیونکر کھلا سکے گا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ تھوڑے عرصے کے بعد ہم یہ خیال کرینگے کہ روس نے تمام افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ مگر مین نہین سمجھتا ہون کہ اگر کل افغانستان روس کے قبضے مین آبھی گیا تو روس کو کیا فائدہ ہوگا جہان او مفلس اور محتاج ملک اسکے قبضہ مین ہین

وہان یہ بھی ملک اُسکے قبضہ مین آجائیگا۔ بجز اسکے کہ اُسکو ایک مفسدہ پرداز رعیت پر حکومت کرنا پڑے اور اُس ملک کے انتظام مین زر خطیر صرف کرنا پڑے اور کیا چارہ ہے۔ انھین واقف کار یوروپین اہل الرا ے کی تقلید سے ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ انگلستان ہندوستان کی حفاظت کیواسطے سرحدات کو فوجی انتظام سے مستحکم کرے اور اگر روس اور افغانستان سے جنگ ہو جو ایک نہ ایک زمانہ مین ضرور ہوگی تو اُس جنگ کے حالتون کے نتیجہ پر غور کرتا رہے اور اپنی اور افاغنہ کی حالتون کے مطابق اپنی پالیسی کو قائم کرے کچھ ضرورت نہین کہ اگر افغان امداد و اعانت کے واسطے اُسکو طلب کرین تو وہ افغانستان مین گھسکر روس سے جنگ کا ارادہ کرے کیونکہ تمام افغان روس و انگلستان کو مساوی جانتے ہین۔ انگلستان اُنپر کیونکر بھروسہ کرسکتا ہے کہ وہ اُسکو اپنا حامی اور دوست سمجھ کر اُسکی اعانت کی قدر کرینگے اگر انگلستان اسکا پابند ہوگا اور اُسکی اعانت کے سایہ مین افغان قومی اور مذہبی اور حب الوطنی کے جوش مین آکر روس سے مقابلہ کرینگے تو گو روس اور افغان کا مقابلہ نہین ہے۔ افغان زیر ہو جائینگے مگر روس کو بھی وہ قوت باقی نرہیگی کہ مدتہاے دراز تک وہ خاص عظیم الشان سلطنت انگلش سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کرے۔ ترکمانون اور دیگر تاتاری قومون کو اگرچہ وسط ایشیا مین اُسنے رام کر لیا ہے مگر افاغنہ کی خصلتین عجیب و غریب ہین وہ ہمیشہ روس کو تنگ کرتے رہینگے۔ یہانتک کہ اُسکو بھی معلوم ہو جائیگا کہ عجیب الخصلت قوم سے پالا پڑا کہ جسکی انتظامی حالتون سے فرصت نہین دوسرے ملک پر چڑھائی کیا ہو سکتی ہے۔

باب چہارم

ہندوستان کے متعلق

ہمنے ثابت کیا ہے کہ اِس اونیسوین صدی مین انگلستان نے کس ترکیب و ترتیب سے ہندوستان کو روس و نپولین اعظم کے ارادون سے محفوظ رکھا۔ انگلستان برابر کوشش کرتا رہا کہ ایران و ترکی اور افغانستان مین روس یا نپولین کا اقتدار نہو جاے کہ انگلستان کی مقبوضات ایشیائی کو ضرر پھونچے مگر بوقلمونی روزگار اور مختلف معاملات ملکی کے اولٹ پھیر سے ہرچند کہ انگلستان کا اقتدار بمقابلۂ روس انگلستان کے مفید ایران اور سلطنت عثمانیہ مین اُس طریق سے ثابت نہین ہوسکتا جیسا کہ زمانہ سابق مین تھا اور افغانستان مین جن مقاصد ملکی کے حصول کے واسطے وہ ساعی تھا اُنمین بھی جیسی کہ چاہیے کامیابی بیان نہین کیجاتی مگر وہ تمام کوششین انگلستان کی اُس زمانہ کے

لحاظ سے تعین - زمانہ حال مین روسی رفتار جس طرز سے ہے اُسکے روکنے کے لیے وہ تدبیرین کر رہا ہے۔
یوروپ مین قسطنطنیہ ہندوستان کا باب اور ایشیا مین ہرات کلید ہند بیان کیجاتی ہے - امنین سے
اگر کلید ہرات انگلستان کے قابو مین نرہے تو کچھ مضائقہ نہین لیکن بحری راستہ ہندوستان اور
انگلستان کا ضرور محفوظ رکھنا چاہیے یہ بحری راستہ انگلستان کے قابو مین رہسکتا ہے - کیونکہ انگلستان
کو اپنے جنگی جہازون سے ایسی عدد اور قوت حاصل ہے کہ سمندر مین کوئی یورپین طاقت تنہا اُسکا
مقابلہ نہین کر سکتی مگر اسی کے ساتھ انگلستان کا یہ بھی فرض ہے کہ روس اور دیگر یوروپین
سلطنتون مین اتحاد اور اتفاق نہونے پائے اور اگر اتفاق ہوا ہو تو اُنمین نا اتفاقی پیدا کرنے کی
کوشش کرتا رہے اگر وہ انگلستان کے معین و مددگار نہون تو روس کی یہی نہون افغانستان سے
جو راستے ہندوستان مین آنے کے ہین اُنکے قریب انگلستان نے سرحدی مقامات مین ایسا فوجی
استحکام کیا ہے کہ اُنمین سے غنیم کا گذرنا محال ہے - غرضکہ سالہا سال سے یہ قصہ سنا جاتا ہے کہ انگلستان
و روس خاص ہندوستان کے واسطے ایک دوسرے سے خلاف کوشش کر رہے ہین - انگلستان
جس نیت سے روسی پیشقدمی وسط ایشیا مین ہوئی اُس سے بخوبی آگاہ تھا اور روس بھی واقف تھا
کہ کس نیت سے انگلستان اس پیشقدمی کو اچھا نہین جانتا - نتیجہ اس کوشش و کشمش کا یہ ہوا
کہ جب روس افغانستان کا ہمسایہ ہوگیا تو کابل[لہ] روس و انگلستان کی عملداری کے درمیان بطور
ایک دیوار کے ہوگیا - اُسطرف روس فوجی سڑکون اور ریلوے کے اجرا مین مشغول ہے اور ادھر
گورنمنٹ انگریزی سرحدون کے مضبوط کرنے مین سرگرم ہے - افغانستان کی روسی قربت سے
غیر ممکن ہے کہ روس و افغان مین جنگ نہو کسواسطے کہ دونون مین مذہبی اور قومی تفاوت و
شائستگی اور غیر شائستگی کے لحاظ سے کوئی توقع نہین کہ روس کو چھیڑ چھاڑ کا موقع نہ ملے - پس
بالفرض اگر روس افغانستان مین اہی گیا تو سوال ہے کہ وہ ہندوستان مین آنے کے واسطے کن
راستون کو اختیار کریگا - اس باب مین اختلاف ہے - بعض کی راے ہے کہ وہ گھاٹی بولن مین
ہوکر نہین آسکتا - وہ کہتے ہین کہ نادر شاہ و زمان شاہ نے خیبر ہی کو پسند کیا تھا اُنکا یہ بھی خیال ہے کہ
جن لوگون نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہندوکش کی گھاٹیون کی مشکلات آسان ہونگی روسی فوج

[لہ] بیچ افغانستان دو عظیم الشان سلطنتون کے درمیان واقع ہے تو اُسکی وجہ سے بعض مدبران یوروپ کا یہ بھی خیال
ہے کہ روس و انگلستان سے جنگ ہوگی - دونون عیسائی ہین اُن سے اتفاق ہو جائیگا - اور دونون سلطنتین متفق
ہوکر مسلمانون کی عملداری واقع ایشیا مین تہذیب و شائستگی پھیلائینگی "

کیونکر افغانی ترکستان سے پشاور کی جانب بڑھ سکتی ہے - اُنکی غلطی ہے - وہ کہتے ہین کہ سکندر ذوالقرنین بختیاریہ سے کابل مین درہ خاوک ہوکر آیا تھا چنگیز خان جب جلال الدینخان سے لڑا تھا تو اُسنے اُنھین گھاٹیون کا استعمال کیا تھا - تیمور لنگ نے جب دہلی پر چڑھائی کی تھی تو وہ تھل سے گئے تھے اور شیر سے واپس آئے تھے - سنہ ۱۵۰۴ء مین جب بابر بادشاہ قپچاق ہوکر اس پہاڑ سے ہوکر اوترے تو اکثر اُنھون نے درہ شیر کا استعمال کیا تھا - امیر شیر علیخان اور اُنکے بھائی جب تخت کابل کے واسطے لڑے تھے ہمیشہ انھین گھاٹیون کا استعمال اونھون نے کیا تھا -

وہ یہ بھی لکھتے ہین کہ جنرل چرنیف اور جنرل اسکوبلوف اور جنرل ڈوما ئیل اور ہر ایک روسی جسنے کہ ہندوستان پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہی بیان کیا ہے کہ بامیان سے کابل کو جانا چاہیے اور وہان سے جلال آباد خیبر ہوتے ہوے پشاور کو جائین - کابل سے مشرق جانب دو راستے آگے بڑھنے کے ہین اور جب جلال آباد پہونچے تو وہان سے تین راستے ہین - اور علاوہ ازین خیبر کی شاخ مین ہوکر تین راستے ہین - بعض کا خیال ہے کہ وہ گلگٹ کی طرف سے آسکتا ہے اونکا قول ہے کہ جب مہاراجہ کشمیر کے سپاہی آیا جایا کرتے ہین تو دوسرا کیونکر نہین آسکتا -

بعض کہتے ہین کہ جس جانب سے کمیشن سرحدی سنہ ۱۸۹۴ء مین گئی تھی اودھر سے روسی قطع ہوکر آسکتے ہین - ان رایون مین اختلاف ہے مگر انگریزی گورنمنٹ نے کل راہون کا انتظام بغرض انسداد بخوبی کیا ہے اور استحکام کر رہی ہے - ہمارا خیال ہے کہ میجر جنرل گرین صاحب نے ان سرحدات کی بخوبی تشریح کی ہے - وہ لکھتے ہین کہ اب ہمکو اولاً اس موجودہ ہندوستانی سرحد کی تحقیقات کرنا چاہیے - یہ سرحد جنوب مین بحر سندھ اور کراچی سے شروع ہوئی ہے اور شمال مین پشاور تک منتہی ہوتی ہے اس کل لمبائی کے کنارے کنارے جو درحقیقت ایک مسافت سات سو پچاس میل کی ہے برابر سلسلہ کوہ سلیمان - ممتد معلوم ہوتی ہے - یہ سلسلہ پہاڑون کا اس اثنائے طوالت مین ایک اس کیفیت پر پایا جاتا ہے کہ نہ اُسکی اونچائی ایک سان حالت پر اور نہ ہمواری ایک طور کی ہے اور خود ان پہاڑون مین بہت سے درون کے زخم لگے ہوئے ہین - انمین دو درے بہت مشہور ہین ایک کو درۂ بولن اور دوسرے کو درۂ خیبر کہتے ہین یہ دونون پشاور کے شمال ہمالیہ سے مل گئے ہین - مشرق سمت ان پہاڑون کے دامن مین جہان تک اُسکی لمبائی ہے اُسکے متصل ایک تختہ بیابان کا ایسا چلا گیا ہے جسکے کنارے پر کچھ مزروعہ زمین نہایت سرسبز اور شاداب بطور جھالر کے ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے - اسکے بعد دریاے سندھ ملتا ہے جو اپنے دہانہ سے پشاور کے

آگے تک نہایت عمیق ہے - یہ مقام اٹک تک لمبا چلا گیا ہے - اس پہاڑی سلسلہ کے مغرب جانب درہ خیبر اور درہ بولن کے درمیان افغانستان واقع ہے - یہ وہ ملک ہے کہ ہم اسکے اور اسکے باشندون کی حالت سے بخوبی واقف ہین اس مقام پر مجھے گریٹ ڈیوک آف ولنگٹن کا فقرہ یاد آتا ہے کہ یہ درحقیقت ایک وہ ملک ہے جسمین اگر تھوڑی فوج ہو تو ماری جاے اور بڑی ہو تو بھوک کے مارے مرجاے -

جنوبی قطعہ سے میدان بلوچستان شروع ہوتا ہے اور قطعہ سے اُس درہ تک دو سو میل مسافت ہسکی ناپ لی گئی ہے - مگر اس میدان کی سطح ہر مقام پر یکسان نہین ثابت ہوتی ہے کہ اسکی بلندی سمندر کی سطح سے چار ہزار فیٹ بلند ہے مگر بعض مقامات مین چھ ہزار آٹھ سو فیٹ تک بھی اسکی بلندی پہونچی ہے - یہ میدان مملکت برٹش سے بوجہ چند قابل گذار درون کے متصل ہے جو ہمارے ہندوستون کے قبضہ مین ہین - ممکن ہے کہ ایسے میدان کے کنارے ہم اپنے یوروپین سپاہیون کی فوجین عمدہ طور سے قائم رکھہ سکین - کیونکہ یہانکی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے اور قدرتی کیفیات کا بڑا لطف ہے - اور یہ فوج اسلیے تیار رہیگی کہ اگر ذرا بھی کھٹکا ہو تو فی الفور فوج قطعہ مین جمع کی جا سکے اور قطعہ درحقیقت ایک ایسا مقام ہوگا کہ اگر ریل جاری کیجائے تو کراچی بندر سے صرف اڑتالیس گھنٹہ مین پہونچنا ممکن ہوگا اور تین ہفتہ کے عرصہ مین خود لندن سے یہان تک پہونچ جائینگے یہ مقام اگر تیار ہوگیا تو اس سے ہم بائین طرف بھی اپنی خوبی حفاظت کرلینگے کیونکہ کوئی فوج خواہ کیسی ہی کثرت سے کیون نہو مگر ان کسی بیابانون مین جو بلوچستان سے مغرب سمت واقع ہین اور وسعت مین بحر ہند تک چلے گئے ہین گذر کر ہرگز ہندوستان کی طرف نہین بڑھ سکتی - اب اسکے بعد سمجھنا چاہیے کہ ہم باقیماندہ چار سو میل کے پنجابی سرحد کی حفاظت کرین جو متھن کوٹ اور پشاور کے درمیان واقع ہے اور سلسلہ کوہ سلیمان کے دامن کے کنارے کنارے بڑھتی ہوئی چلی گئی ہے - میرا خیال ہے کہ اس سرحد پر برٹش گورنمنٹ کو بڑے بڑے قلعے بنا دینا چاہیے تاکہ مذکورہ بالا درون پر اُسکے ذریعہ سے حکومت حاصل ہو سکے شلاً درہ متھن کوٹ و درہ غازیخان و درہ اسماعیل خان و درہ بنون و کوہاٹ و پشاور اور آخری درہ یعنے پشاور سے کل اُن راہون کی نگرانی ہو سکتی ہے جو درہ خیبر سے نکلی ہین - اور اس سرحد کے پیچھے ہمکو دریاے سندھ ملتا ہے - یہ دریا کسی مقام پر پایاب نہین ہے بلکہ نہایت مرتبہ عمیق ہے اور موسم گرما مین یہ دریا کمال طغیانی پر ہوتا ہے اور اسکا پاٹ بہت بڑا ہوتا ہے حتی کہ بعض مقام پر یہ چالیس

کہ اسکا پاٹ چار پانچ میل تک کا ہے یہ رونق دار دریا ہے ایسا ممکن ہے کہ اسکی نگرانی اور حراست بہت سی آہنی توپون اور تیز تارپیڈو کی کشتیون سے کیجائے۔ پٹنا ور ہمارا داہنا حفاظت گاہ ہے اگر داہنی طرف سے کوئی غنیم حملہ کرے تو ہم بہت اچھی طرح سے اپنی حفاظت کر سکتے ہین اور اس مقام پر علاوہ قلعہ کے ایک بہت مضبوط چھاؤنی بھی بنا سکتے ہین اور چونکہ ریل کی سڑک ہم اس مقام تک بنا چکے ہین اسوجہ سے ہم جسوقت دیکھینگے کہ کوئی فوج درۂ خیبر سے نکلتی ہے تو ہم فی الفور شمالی ہندوستان سے بڑے بڑے چشمے مدد کے حاصل کر سکینگے اور بجز ایک ذرا سے علمی اشارے کے بھاری فوجین وہان سے غنیم کے مقابلہ کے لیے منگا سکینگے ۔ اور دوسری حد جو ہماری قطع کی طرف سے ہے اُس راہ سے ہم براہ کراچی نہ صرف مدد منگا سکتے ہین ۔ بلکہ براہ راست انگلستان سے بھی مدد حاصل کر سکتے ہین ہمکو لازم ہے کہ ہم اپنی تھیلیون مین کل ایسا سرمایہ اور اسباب جو انگلستان اور ہندوستان ہمارے لیے مہیا کر سکتا ہے اور ان دونون کے علاوہ جو ہمارے اور مقبوضات سے مہیا ہو سکتا ہے موجود رکھین ۔ ان عمدہ اور مناسب حالتون مین خیال کر سکتا ہون کہ ہم لوگ نہایت مطمئن رہ سکتے ہین اور اپنی قوت کو نہایت اعلے درجہ پر پھونچا سکتے ہین اور اگر لڑائی ہو جاے تو ہم روس کو اجازت دے سکتے ہین کہ جو خراب کام چاہے کرے ہمکو کچھہ پروا نہین ہے ۔ ان سرحدی مقامات کا بہت بڑا حصہ مستحکم کر لیا گیا ہے اور جو باقی ہے وہ مستحکم ہو رہا ہے پس جس زمانے مین کل سرحدی مقامات مین آہنی دیوار ہو جائیگی اور جہانتک ریل جاری نہین ہے ریلین بند ہو جائینگی تو اُسوقت روس ہندوستان کی جانب کبھی رُخ نہین کر سکتا سرحدی فوجی انتظامات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انگلستان جس خیالی دنیا مین روسی پیشقدمی کی جانچ عرصہ سے کر رہا تھا ۔ اُس سے نکل کر عملی دنیا مین آگیا ہے ۔ اور مختلف سرحدی مقامات مین وہ اپنی کو جنگی حیثیت سے اُس طریق پر قائم کرنا چاہتا ہے کہ اگر کبھی جنگ کی نوبت آئے تو وہ سرحدی جنگ پر قناعت کرے۔

انگلستان اپنی فوج مین کیون ترقی نہین کرتا

دنیا مین یہ شہرت ہے کہ انگلستان کے پاس اُسقدر فوج نہین ہے جس قدر کہ دیگر شاہان یورپ خصوصاً اسکے رقیب اعظم روس کے پاس ہے ۔ مگر لوگون کی اس خیال مین غلطی ہے کہ انگلستان کے پاس اسقدر فوجی قوت نہین ہے کہ روس سے مقابلہ کرکے کامیاب ہو ۔ اسمین شک نہین کہ روس دنیا مین سب سے بڑھکر فوجی سلطنت ہے مگر کیا وہ اپنی کل فوج جسکا لاکھون مین شمار ہے سرحدات ہندوستان کی

لا سکتا ہے۔ وہ کل فوج کیا پانچ لاکھہ فوج بھی نہین لا سکتا۔ پس جسقدر فوج وہ لا سکتا ہے اُسکے مقابلے مین انگلستان نے اپنی فوج کا انتظام کر لیا ہے۔ اگر یہ کافی نہوگی تو ہندوستانی ریاستون کی فوج مین بشرطیکہ ابھی سے انگریزی فوج کے طریقے سے انتظام ہو۔ انگلستان کی فوج کی تعداد بہت بڑھ سکتی ہے۔ ابھی سے لازم ہے کہ تمام پولیس کو علیحدہ کرکے اُسکو فوج مین شامل کر لیا جائے اور قواعد سے آراستہ کیا جاے۔ بجاے اُسکے جدید پولیس بھرتی ہو۔ اسمین دو فائدے ہین۔ ایک تو یہ ہے کہ پولیس کی ترقی فوج مین ہوگی اور اُسکو اعزاز فوجی نصیب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ صدہا اور ہزارہا ہندوستانی ملازم ہو جائینگے۔ اب ہمکو یہ دیکھنا باقی ہے کہ روس و انگلستان کی اپنے اپنے مقبوضہ ممالک مین کیا انتظامی پالیسی ہے۔ انگلستان کا انتظام تو اُسکے مفتوحہ ممالک مین ایسے حکیمانہ و فلسفیانہ اصول سے ہوتا ہے کہ ہرگز اُسکو جاہل رعایا اور علوم مشرقی کا جاننے والا سمجھہ نہین سکتا اور جب اُسکو اُسکے سمجھنے کی قابلیت ہی نہین ہے اور جن مختلف شخصی سلطنتون کی آب و ہوا مین اُسنے پرورش پائی اور اُسکا عادی ہو رہا ہے تو گو کیسا ہی عمدہ انتظام انتظامی مجوزین کے نزدیک ہو مگر چونکہ اُسکی خواہشات کے مطابق نہین ہے وہ ہرگز اُسکو اچھا نہ سمجھے گا۔ ہندوستان مین مختلف قومون اور مختلف مذاہب کے مقلدین کا وہ مجمع ہے کہ دنیا مین شاید ہی کسی سلطنت مین اسطرح مذاہب کی بوقلمونی اور مختلف الاغراض اقوام ہون۔ انگلستان کا فخر بجا ہے کہ اُسنے جن وسائل سے اپنے کو معراج ترقی پر پہونچایا تھا اُنھین وسائل کا مستحق ہندوستان کے باشندون کو کر دیا۔ وہ اپنے ساتھہ جس قدر تہذیب اور شائستگی کا سرمایہ اور اخلاقی اور تمدنی برکات لایا تھا اُن سب نعمتون مین ہمکو بھی شریک کیا۔ انگلستان نے بخل نہین کیا بلکہ نہایت درجے کی سیرچشمی اور فیاضی سے ہمکو موقع عطا کیا۔ کہ ہم اُسکی حکومت مین جہانتک ممکن ہو ترقی کرکے انگلش قوم کے مساوی ہو جائین۔ ہندوستان مین جن قومون نے حکومت کی ہے وہ اس عظیم بار کی کہان متحمل ہوئی تھین جسکا ذمہ انگلستان نے لیا ہے۔ انگلستان نے جس انتظامی پالیسی کو ہندوستان کی رعایا کے اعتبار سے اختیار کیا ہے اُس سے بڑھکر اور کوئی انتظامی پالیسی نتھی مگر جو عملی فرق پیدا ہو گیا ہے اُسی کا اثر ہے کہ ہندوستانی بمقابلہ انگریزی قوم کے کچھہ فائدہ حاصل نہین کر سکتے۔ ایک تجارتی معاملہ ہے کہ انگریزونکی صنعت و حرفت سے جو اشیا کہ انگلستان مین تیار ہوتی ہین اُسکو انگلستان کا حکومتی اقتدار کیونکر روک سکتا تھا کہ اُنکی خرید و فروخت ہندوستان مین نہو اس سبب سے ہندوستانیون کے

پیشۂ تجارت کو جو ضرر پہونچا وہ ضرر انگریزی حکومت کی وجہ سے نہین ہے بلکہ اُنکی عدم قابلیت کا نیتجہ ہے کیونکہ اُنکا علمی مرتبہ اس فاتح قوم کے برابر نتھا جو ہندوستان مین تجارت بھی کرتی ہے۔ ویسی اہل حرفہ اس بات کو نہین سمجھتے کہ اگر وہ بھی علمی ترقی کرکے انگریزون کے برابر ہو جائین تو اُنکو بھی تجارتی حق اُسی طرح حاصل ہو سکتا ہے جس طرح پر کہ انگریزون کو حاصل ہے۔ وہ آپ اپنی ترقی کی فکر نہین کرتے اور ناواقفیت سے گورنمنٹ پر الزام رکھتے ہین اُنکا قول ہے کہ اسی انگریزی حکومت سے ہندوستانی پیشہ ور تباہ ہو گئے ہین۔ جن مہذبانہ اصول ملکی سے انگلستان میں حکومت کرتا ہے وہ ہندو شاہون اور مسلمان شہنشاہون کے زمانے مین ہمارے خواب و خیال مین تھے وہ تمام حکومتین شخصی تھین اور اس قسم کی حکومتون کا اثر ہماری ذاتی تنزل و ترقی کے واسطے مخصوص تھا۔ نہ ہندو شاہون نے اخلاق اور تمدن کا سرمایہ اپنی رعایا کو دیا تھا۔ اور نہ مسلمان فاتحون نے اُن سے چھین لیا تھا۔ تاریخ ہمکو دونون کی رفتار ایک ہی قسم کی بتاتی ہے۔ سواے شرعی حکومتی امتیاز کے اور اُن حکومتون مین کوئی امتیاز ایسا نتھا کہ دونون قومون کی حکومتون سے رعایا اپنی بہتری اور بہبود کا سبق حاصل کر لیتی امن و آمان بالکل مفقود تھا۔ طوائف الملوکی اور خانہ جنگیون کا طوفان جوش مار رہا تھا۔ رعایا کی راحت و آسایش کا کچھہ سامان نتھا متواتر لڑائیون سے اُنکا خواب و خور حرام تھا۔ اُن حکومتون کے ہنگامی امن مین رعایا کے واسطے سامان ترقی کا حکومت کی جانب سے کیا تھا کہ وہ ترقی کرتی۔ جنگ کی حالتون مین پریشانی اور خانہ بربادی کے سوا کیا تھا۔ حکومتون کے انقلاب کا نیتجہ اور خانہ جنگیون کا اثر اور بدانتظامی اور بے ترتیبی کی مضر حالتون سے تمام رعایا کی طبایع انقلاب پسند ہو گئے تھے اور قاعدہ ہے کہ جب شخصی حکومت ہوتی ہے تو رعایا کی حالت بجنسہ بھیڑون کی ریوڑ کے ہو جاتی ہے رعایا اپنے حقوق سے بالکل بیخبر رہتی ہے اُسکو امورات سلطنت مین کسی قسم کی مداخلت نہین ہوتی یہ حالت ہندوستان کی زمانہ سابق مین تھی اُس زمانے مین زبان و قلم کو آزادی نتھی اور نہ کارآمد تعلیم کا رواج تھا غرضکہ رعایا اُن وسائل پر قادر نتھی کہ بادشاہون کے ظلم و انصاف مین امتیاز کر سکتی۔ حکومتون کی بدانتظامی اور عمدہ اصول انتظامی پر عمل نہونے اور خانہ جنگیون اور طوائف الملوکی سے ہر چند کہ ملک ابتر اور خراب حالتون مین تھا مگر اُس زمانے کی لوٹ مار اور بے انتظامی اور متواتر قتال و جدال سے رعایا کی حیثیات مین عظیم تغیر و تبدل ہو جایا کرتا تھا جسکا نیتجہ امیر سے غریب اور غریب سے امیر ہو جانا تھا۔ بادشاہون کو بھی کثرت سے فوج رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی اُسمین صدہا اور ہزارہا آدمی نوکر

ہو جانے تھے حکومت کی بے انتظامی سے مالی صیغون مین بھی ابتری تھی اور اسی بے انتظامی اور ابتری کی وجہ سے حکام کو زیادہ ملازم اور کاروباری آدمیون کے رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اُن لوگون کا نوچ کھسوٹ پیشہ تھا اُنکو دوسرون کی حیثیت بگاڑکر اپنی حیثیت درست کرنا خوب آتا تھا۔ پس جس سلطنت کی رعایا اس مضرآب وہوا مین پرورش پا رہی ہو اور اُسکو ظلمتناک حالت مین ہمیشہ سے رہنے کا اتفاق ہوا ہو اور بے انتظامیان اُسکے فوائد کی باعث ہون اُس رعایا پر تو وہی گورنمنٹ اُسکے نزدیک حکومت کرنے کے قابل ہے کہ اُن غیر مہذبانہ حکومتی اصول کے صفات سے موصوف ہو جسکے عادی اُسکے سابق کے فرمانروا تھے۔ انگلستان نے اُسی زمانہ مین شخصی حکومت کی دستار فضیلت کو گویا اُتار کر پھینک دیا تھا جبکہ اُسنے اپنی پارلیمنٹری حکومت قائم کرلی تھی وہ تنہا شاہی اقتدار قومی حقوق سے مشترک ہو گیا تھا اور جبکہ انگلش قوم نے اپنے بادشاہون کے اقتدار پر فتح پائی تو ضرور تھا کہ وہ روز افزون حیرت انگیز ترقی کرتی جب انگلستان ہندوستان مین آیا تھا تو تاجرانہ لباس مین تھا مگر انگلش قوم اپنے ملک مین ہر امر مین ترقی کر رہی تھی۔ ہندوستان مین تجارتی کارروائیان برائے نام تھین اُس پردے مین پولیٹیکل خواہشین مستور تھین اور آئندہ کی کامیابی کے واسطے وہ زمانہ تالیف قلوب اور میل لاپ کا تھا۔ جبکہ یکے بعد دیگرے قومی کوششون اور قوم کی بہادری اور دلیری اور انگریزی مدبرون کی روشن دماغی سے ملک قبضہ مین آگیا تو یہ ملک کمپنی کے سپرد تھا وہ تاجرون کی جماعت تاجرانہ حیثیات سے اس سلطنت کی منتظم تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار جس حصّہ سلطنت تک محدود تھا اُسمین رعایا کے پاس ہتھیار تھے۔ اُس زمانے مین نہ اسقدر عدالتون کی کثرت تھی اور نہ بے انتہا قوانین تھے۔ صاحبان انگریز بہت کم تشریف لاتے تھے۔ سول سروس کی بحث نتھی۔ ہندوستانی اپنے حقوق کے حاصل کرنے مین یہ جوش و خروش ظاہر نہین کرتے تھے اور نہ انگریزون کو اپنے حقوق کے قائم کرنے کا کچھہ خیال تھا۔ کمپنی کا تجارتی انتظام تھا۔ یہ انگریزی ناظم اور ٹھیکہ دار لوٹ مار سے اپنے منافع کو نہین بڑھاتے تھے۔ بلکہ اُسکا انتظام ایسا اعتدالی تخفیف کے ساتھ تھا کہ اسکو زیادہ تر ہندوستانیون سے سول اور فوجی کام لیکر اپنے ٹھیکہ مین بچت ہو جایا کرتی تھی۔ اُسکا تجارتی ملکی کاروبار ہندوستانیون کے طبایع کے مطابق تھا۔ رؤسا خود مختار کے لیے وہ حکومت ضررناک تھی۔ کیونکہ جن چند ریاستون کو صدمہ پھونچا وہ اُسی تجارتی حکومت کا نتیجہ تھا۔ الغرض ایک زمانہ تو وہ تھا کہ جسمین انگریزون کو اپنے قیام اور

آئندہ کامیابی کی امید کیواسطے کوشش کرنا پڑی تھین اور دوسرا زمانہ تھا کہ اسمین ملک گیری اور وسعت ملکی کی غرض سے انتظام ملک کا ضرور تھا - یہ زمانہ انتظام ملکی اور جنگ دونون کا تھا - دیسی ریاستون سے جس طرز پر کمپنی نے تعلقات قائم کیے تھے اور جن اغراض سے مابین ایسٹ انڈیا کمپنی اور ریاستون کے عہود و مواثیق ہوئے تھے وہی آجتک ہاین - ہم اپنی مشرقی تاریخون سے ثابت کرسکتے ہین کہ مغلیہ حکومت مین صوبہ دار اور راجے مہاراجے خود یا اُنکے وکیل بادشاہون کے دربار مین حاضر رہتے تھے اُن سے عہد تھا جسکا یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ جب کسی خارجی یا داخلی غنیم سے مقابلہ ہو تو وہ اپنی فوج سے اعانت کرین - کمپنی کے زمانے مین اسکے برعکس انتظامی پروسٹ ہوا - ہم سمجھتے ہین کہ یہ پالیسی اس سبب سے اختیار نہین کیگئی کہ انگلستان کا اقتدار تمام ہندوستان پر حاوی ہوگیا تھا اسکو کیا حاجت تھی کہ اُس زمانے مین جبکہ کسی بیرونی غنیم کا اندیشہ نہ تھا - ریاستون کے اعانتی احسان کو قبول کرتی وہ بجاے اسکے کہ اُن سے اعانت کا اقرار کرائی اُسنے خود ہی ریاستون کی فوجون کو محدود کیا اور اُن سے اعانت کا اقرار کیا - ایسٹ انڈیا کمپنی کے اخیر عہد مین افسوسناک واقعہ کا غدر ہوا جو ۱۸۵۷ء کا غدر بیان کیا جاتا ہے - یہ بغاوت ایک حصہ فوج ہندوستانی کے مذہبی تعصب اور جاہلانہ حرکات کا نتیجہ تھی کسی آزاد رئیس یا کسی متوسط درجہ والے امیر کی باغیون کے کردار و گفتار مین شرکت نتھی - خود انگریزی دیسی فوج نے بغاوت کی تھی اور اُسی کو اس کیفر کردار کی سزا واجبی دی گئی - کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہ غدر متفقہ دیسی اقوام نے اس غرض سے کیا تھا کہ اُنکو اپنے حقوق کے مطالبہ مین ناکامی ہوئی تھی کمپنی کا انتظام اُنکی خواہشون کے موافق تھا - یہ غدر تو دیسی فوج کی مذہبی جہالت اور بعض افسران کمپنی کی کارروائی اور پادریون کی مذہبی کارستانیون سے ہوا تھا - کتاب اسباب بغاوت مصنفہ مولوی سید احمد خانصاحب مین جن وجوہ بغاوت پر بحث ہے اُس بحث کو لائق مصنف نے نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ بغاوت کے اسباب کیا تھے - ایک اور انگریزی کتاب کا فارسی ترجمہ ایران کے اخبار اخبار اطلاع مین ہماری نظر سے گذرا ہے اُس کتاب کی مصنفہ ایک یوروپین عورت ہے جسنے ابتدا سے انتہا تک غدر کی حالتون کو مشاہدہ کیا ہے اُسنے بھی کسی قدر فرق کے ساتھ اُنھین اسباب بغاوت کو لکھا ہے جسکو کہ سید احمد خانصاحب نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے - یہ کسی نے نہین لکھا اور نہ ثابت کرسکتا تھا کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ ہندوستان کی مختلف قومون کے اتفاق کا نتیجہ تھا اور

یہ کہ علاوہ اس حصہ باغی فوج کے جسکا مقصد بھی قومی نتھا بلکہ جاہلانہ خواہشات کا پابند تھا قومی حقوق کے حصول کے واسطے کل قومون نے یہ فعل کیا ہو۔ کمپنی کی حکومت نے اقوام ہند کی مذہبی حالت کی اصلاح کا انتظام ذرا بھی نہ کیا تھا نصرانی اور اسلام اور ہندو دھرم کی عجیب وغریب رفتار کی دونون مغلوب مذاہب کو اس غالب مذہب کی نسبت یہ غلط اندیشہ تھا کہ پادریون کی مذہبی کارروائی کے پردے مین انکے دین وایمان کا سرمایہ تلف ہو جائیگا لہذا اس مشرقی مذہبی تاریخی خیالات کی قوت جو مشرقی باشندون کے دل ودماغ مین سمائی ہوئی تھی کہ جب غیر مذہب والون کو غلبہ ہوتا ہے تو انکی یہی اول پالیسی ہوتی ہے کہ مفتوحہ ممالک کے باشندون کا مذہب نیست ونابود کر دیا جاے اور یہ کہ کمپنی کی حکومت کا اثر مذہبی اصلاح پر محمول تھا۔ انھین سے جہلا کا ایک فوجی حصہ یعنی وہ مذہبی تعصبات سے اُن حرکات کا مرتکب ہوا تھا جنکو ہمیشہ مطیع اور عاقبت اندیش اشخاص تاریخ مین بنظر نفرت دیکھتے رہین گے۔ راے کنہیا لال صاحب سابق اگزیکٹو انجنیر لاہور نے بھی ایک کتاب بغاوت ہند تالیف کی ہے مگر اس کتاب سے یقیناً گورنمنٹ کو کسی طرح کا فائدہ نہ پہونچا ہوگا کیونکہ بعد تسلط ہندو اور مسلمانون نے ایک دوسرے پر بغاوت کا الزام رکھنا چاہا تھا اور مقصود یہ تھا کہ ان مین سے جس قوم کا جوڑ چل جاے وہ گورنمنٹ کی نظرون مین سرخرو ہوگی اور دوسری معتوب۔ راے کنہیا لال کی کتاب بھی انھین تعصبات اور نفسانیت کا مجموعہ ہے۔ انھون نے شاہ ایران کا ایک اشتہار بغیر تحقیق کے اپنی کتاب مین نقل کر دیا ہے کہ وہ بھی ایک سبب بغاوت کا قرار پائے اور مسلمانون ہی پر وار کیا ہی مگر انکی کتاب مین ایسے ضعیف دلائل ہین اور واقعات کا انضباط اس طریق سے ہے کہ وہ ہرگز بمقابلہ اسباب بغاوت مصنفہ مولوی سید احمد خان صاحب لائق لحاظ نہین ہوسکتے۔ ہندوستانیون کی کتابون اور ان کتابون مین جو انگریزون نے اسباب بغاوت کی نسبت تصنیف کی ہین گو کیسے ہی دلائل حاکم و محکوم اقوام کے موافق ومخالف ہون مگر واقعات غدر نے دیسیون کا اعتبار جو کمپنی کے زمانہ مین انگریزون کے نزدیک تھا وہ کھو دیا۔ غدر کا ایک زمانہ تھا جس سے کہ انگریزی حکومت نے سبق حاصل کیا تھا۔ ۱۸۵۸ء مین کمپنی کی حکومت جاتی رہی اور جناب ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ ہوئی۔ ہرچند کہ خود انگریزی فوج کے ایک حصہ دیسی سپاہیون نے غدر کا طوفان بےتمیزی برپا کیا تھا مگر انگلش مدبرون نے وہ عجیب وغریب استقرار کیا کہ جس سے عموماً ہندوستانیونکا اعتبار جاتا رہا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ تمام دیسیون کو ہتھیار سے محروم کر دیا گیا۔ کمپنی نے جو انتظام

عوام ہندوستان کے مفید کر رکھا تھا اُسکی اصلاح دیسیون کے اعتبار کی نظر سے بعد غدر
کیونکر ہوسکتی تھی وہ اصلاح واقعات بے اعتباری اور کسی قدر تالیف ملکی سے تھی۔
انگلش قومی اقتدار کا جلوہ انگلستان تک محدود تھا۔ ہندوستان مین چند عاملانہ عہدے
انگریزون کے سپرد تھے باقی ہندوستانی سستے داموں پر کمپنی کا کام کرتے تھے نہ عدالتین اسقدر
تھین اور نہ ٹکس اس زمانہ کے طریق پر تھے۔ جب تاج کی حکومت ہوئی تو ایک عظیم سیلاب
امتحانی سول سرونٹون کا تمام ہندوستان مین پھیل گیا۔ کثرت سے عدالتین مقرر ہوئین۔
فلسفیانہ قوانین جاری ہونا شروع ہوے۔ غرضکہ ملازمت اور دیگر شعبون کا انتظام اور ہی
رنگ پر کیا گیا۔ انگریزی زبان کو ترقی دی گئی۔ آزادی کا نشو ونما ہوا۔ اعلی ملازمت کے واسطے
انگلستان مین امتحان قرار پایا مگر جس قدر انگریزی کی ترقی ہندوستان مین ہوتی گئی سول سروس
کی عمر کی شرط سخت ہی گئی۔ ۱۸۵۸ء کے قیصرانہ اشتہار مین وعدہ کیا گیا تھا کہ بغیر امتیاز کالے
اور گورے کے اعلے عہدے دیے جائینگے۔ جبکہ ہندوستانیون نے انگریزی زبان مین ترقی کی اور
ترقی کرتے جاتے ہین اور اُنکو اپنے حقوق کی معرفت حاصل ہوئی۔ اور چند دیسیون نے سول سروس
کا امتحان پاس کر لیا تو اُنکو اپنے حقوق کے مطالبہ کا حق حاصل ہوا۔ یہ حصہ دیسیون کا تعلیم یافتہ
کہا جاتا ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس مقام پر غیر تعلیم یافتہ اشخاص کے حقوق پر بھی نظر کرلین اور
پھر دیکھینگے یہ غوغا کیا ہے اور گورنمنٹ اور تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ اشخاص کے بحث و
مباحثہ کے متعلق ایک محاکمہ لکھین۔ براعظم ہند مین چھہ فریق رعایا کے ہین جنکا کہ تعلق
حکومتون سے رہا ہے اور اب بھی ہے۔

ملازمت پیشہ۔ تجارت پیشہ۔ رئیس وخودمختار۔ جاگیردار۔ زمیندار و
زراعت پیشہ یعنے کاشتکار۔ مذہبی پیشوا یعنے علماء

(ملازمت پیشہ)

سابق کی حکومتون مین ملازمت کا صیغہ ایسا وسیع تھا کہ بادشاہون کو بضرورت فوجی
اور مالی کامون مین کثرت سے عام آدمیون کو نوکر رکھنا پڑتا تھا۔ اُنکو نوکری سے ایسا تعلق
ہوگیا تھا کہ زراعت بہت کم لوگ کرتے زمین کی بیقدری تھی اور سرکاری مالگذاری کم تھی
اور بوجہ بے انتظامی کے ملازمون کی زیادہ ضرورت ہوتی تھی اور وہ ملازم مرفہ الحال
ہوجاتے تھے۔ انگلش کے زمانے مین اس خوبی اور روشن دماغی سے انتظام کیا گیا کہ فوج قلت

ساتھ رکھنے کی ضرورت ہوئی اور مالی کامون مین بھی بمقابلہ سابق کے ملازمون کے بہت تخفیف
ہوگئی - نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے آدمی بیکار ہوگئے اور جب تکلیف نے انکو تنگ کیا تو انھون نے
گورنمنٹ انگریزی پر غصہ کیا اور ابتک برابر شکایتین کر رہے ہاین وہ سمجھتے نہین کہ گورنمنٹ منتظم
ہے اور جب اسکی انتظامی قوت سے جو کام آگے دس آدمیون سے بھی نہین ہوسکتا تھا - اب
دو آدمیون سے بخوبی انجام پا جاتا ہے - علی ہذا القیاس فوجی ملازمت ہے کہ شاہان اسلام کو
لکھو کھا فوج رکھنے کی ضرورت تھی - انگریزی گورنمنٹ کو حسن انتظامی سے قریب دو لاکھ
فوج رکھنے کی ضرورت ہے تو وہ گورنمنٹ کیون مصارف کے بار کی متحمل ہو اور اسکو رعایا پر
ٹکس قایم کرنے کی ضرورت ہو اسقدر تجارتی کارخانے جیسے کہ ریلوے ہے زمانہ سابق مین کہان
تھے کہ جن مین صدہا اور ہزارہا ہندوستانیون کا تعلق ہے اور پھر کل سرکاری محکمون مین لکھوکھا
ہندوستانی ملازم ہاین - غیر تعلیم یافتہ اشخاص جنکی زمانہ سابق مین قدر تھی وہ بوجہ عمدہ انتظام
انگلش گورنمنٹ کی ملازمت سے محروم ہوگئے انمین سے بہتون نے زراعت شروع کردی اور
اکثرون نے ناچیز اشیا کی تجارت سے بسر اوقات کی - ہندوستان مین تجارت اور زراعت
مسلمانون کے زمانے مین برائے نام تھی ملازمت کا چرچا تھا اور عظیم طبقہ رعایا کا ملازم پیشہ تھا
انگلش گورنمنٹ کی انتظامی ترتیب سے ملازمت کی حالت کو اسدرجے کم عوام نہین سمجھتے جیسا کہ
انکا خیال تھا پچھلے زمانے کی نسبت تھا - انکو کتنا ہی سمجھاؤ کہ ریلوے اور تار برقی اور دیگر جدید دفاتر
اور عدالتین اسقدر سابق مین کہان تھین کہ انمین ہندوستانی کثرت سے نوکر ہونگے یہ
تو انگریزون کے زمانے مین ہوئی ہاین مگر انکی زبان پر یہی جاری ہے کہ انگریزی حکومت مین
روزگار حکم عنقا رکھتا ہے - اگر بنظر انصاف دیکھا جاے تو موجودہ گورنمنٹ کا ملازمت کے باب مین
کچھہ قصور نہین ہے - انگریز بجز اسکے کہ چند بڑے افسری کے عہدون پر منصوب ہاین انسے اتر کر
چھوٹے بڑے عہدون پر ہندوستانی ہی ہاین انگریزی زبان کا رواج جس زمانہ مین شروع ہوا تھا
اس زبان کے سکھانے اور اسکے ذریعے سے تعلیم دینے کا گو یہ مقصد ابتدائی صحیح ہو یا نہو کہ ہندوستانی
انگریزی پڑھہ کر صرف قابل اور لائق ہوجائین اور انگریزی تعلیم سے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ ملازم بھی
ہون مگر ہندوستانیون کا مقصد تحصیل انگریزی سے حصول ملازمت ہی تھا اور آج بھی یہی مقصود
ثابت ہوتا ہے - اب خیال کرو تو ایک جانب وہ لوگ جو انگریزی نہین پڑھے ہاین جا بیجا غل و شور
کر رہے ہاین - کہ انگریزی راج مین نوکری نہین ہے دوسری جانب انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کو

ہر سال ترقی ہوتی جاتی ہے اور ہزارہا ہندوستانی انگریزی تعلیم مین پاس ہوتے جاتے ہین انھون نے کسی صنعت اور حرفت کے اسکول مین تعلیم نہین پائی کہ وہ ملازمت سرکاری کی خواہش نہ کرتے ہون وہ بھی نوکری کے واسطے ہاتھ پھیلائے ہوے ہین۔ سوال ہے کہ کیا یہ منتظم گورنمنٹ اس سلطنت مین جسمین ساڑھے پچیس کرور آدمی رہتے ہین اور ہر صوبہ صنعت اور حرفت سے عرا بلا ضرورت ملازمت کے صیغہ کو وسعت دے سکتے ہین ہرگز نہین۔ جبکہ گورنمنٹ ایسا نہین کرسکتی توصیغہ ملازمت کی وسعت کے باب مین سفارش بے سود اور محض فضول ہے۔

ہندوستانی ملازمت کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کی رفتار بھی قابل اعتراض ہے جن عہدون کو گورنمنٹ دینا نہین چاہتی ہے یا بلا ضرورت چھوٹی نوکریون مین وسعت نہین دیسکتی ہے تو انکی نسبت وعدون کی کیا حاجت ہے۔ ایک وعدہ ۱۸۵۸ء کے اشتہار مین بلا امتیاز عہدون کے دینے کا تھا اس اشتہار کے وعدے کے بموجب ہندوستانیون نے انگریزی مین قابلیت پیدا کی اور ولایت مین جاکر اکثرون نے سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ قطع نظر بحث شرط عمر کے یہ امر ضرور ہے کہ جو دیسی سول سروس کا امتحان پاس کرلے اسکو موجب قواعد ملازمت ملکی عاملانہ اور منتظمانہ عہدے ملنا چاہیین۔ مگر سوال ہے کہ جس قدر دیسی اشخاص سول سرونٹ ہین اُن کو کیون نہین عاملانہ عہدے عطا ہوتے جس سے ہماری مراد کلکٹری وڈپٹی کمشنری وغیرہ عہدون سے ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ چاردانگ ہند مین ایک شور وغوغا بپا ہے۔ اینگلو انڈین اور دیسی اخبارات بحث اور مباحثہ کررہے ہین مگر دیسی سول سروس اسسٹنٹ کمشنری سے عاملانہ عہدے پر منصوب نہین ہوتا۔ اشتہاری وعدہ اور حکیمانہ شاہی فیاضی نے مدت سے یہ جھگڑا پیدا کر رکھا ہے مگر اس بات پر بالکل خیال نہین کیا جاتا ہے کہ غیر قوم اور غیر مذہب کی حکومت مین مفتوحہ یا مغلوب قوم کے اعتباری وسائل کیا ہین۔ ہم انگریزون کی قوم مین نہین ہین ہم انکے مذہب مین نہین ہین وہ حاکم ہین اور ہم محکوم گو اُنپر اور ہمپر فاتح اور مفتوح کا لفظ صادق نہ آتا ہو ان متضاد حالتون سے غیر ممکن ہے کہ عالم دعقیل حکومت انگلش وہ عاملانہ عہدے دیسیون کو عطا کرے جو انگلش قوم کے واسطے ہین۔ دیسیون کو گورنمنٹ انگریزی وہی عہدے دے سکتی ہے جنکا تعلق ملکی نظم ونسق سے نہین ہے۔ عاملانہ عہدون کا استحقاق توجب تک قومی ومذہبی امتیاز باقی ہے اور حاکم ومحکوم یا فاتح ومفتوح کے اعتبار اور عدم اعتبار کی حالتین فرق کے ساتھ قائم ہین لائق تسلیم نہین ہوسکتا۔ ہم دیسیون کا یہ خیال صحیح ہے کہ سول سروس کے امتحان میں

کچھہ امتیاز نہین ہے۔ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی رعایا ولایتی اور ہندوستانی دونون کو بعد حصول وسائل امتحان امتحان دینے کا حق حاصل ہے اور بعد کامیابی امتحان پاس شدہ اشخاص کا یہ بھی حق ہے کہ انکو عاملانہ عہدے عطا ہون مگر ایک بڑا امتیاز تصور اور عملی تصدیق کا ہے۔ تصورات کے اعتبار سے تو ہندوستانیون کو امیدوار کر دیا گیا ہے کہ تم منتظمانہ اور عاملانہ عہدے حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن حکومت عملی تصدیق اُن مراعات کی نہین کر سکتی جنکا ذکر ہم نے کیا ہے۔ بادشاہون نے اپنے ملک مین متحد القوم و متحد المذہب اشخاص کا لحاظ رکھا ہے اور انکو اپنا مشیر اور شریک حکومت کیا ہے۔ مگر جن غیر ممالک پر انھون نے قبضہ کیا کو باشندے اُنھین کی قوم اور اُنکے مذہب مین کیون نتھے تاہم اُنھون نے بخیال ملکی مصلحتون کے انکو ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھا اور یہی چاہا کہ انکو کسی طرح کا حکومتی شرف اور اعزاز حاصل نہو۔ اُنکے اقتدار بڑھانے مین اُنھون نے پہلوتہی کی ہے جہانکہ وہ حاکم قوم یا فاتح بادشاہ جسنے کہ غیر ملک کو فتح کیا یا اُسپر قبضہ کیا اُسکے اور اُسکی رعایا کے درمیان قومی اور مذہبی عادات اور خصلتون مین زمین آسمان کا فرق ہے وہ اُن افعال کا کیونکر مرتکب ہو سکتا ہے جسکی شہادت دنیا کی تاریخ مین مشکل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ فاتحان انگلستان نے اپنے مفتوحہ ملک کی رعایا کو ملکی اور فوجی عہدون کے دینے مین تامل کیا تھا ایران مین جب صفویہ خاندان کو حکومتی عروج ہوا تھا تو اُسنے سادات کو امتیازی عہدے دیے تھے۔ افاغنہ ایران کے فاتح تھے اُنھون نے بھی مفتوحہ اشخاص کو عہدے دینے مین مذمت کیا تھا۔ نادر شاہ نے جن پٹھانون کا قلع وقمع کر دیا تھا اُنکو فوجی اور ملکی عہدے دیے۔ اور آخر کو اُنھین پٹھانون نے اُسے ہلاک کیا اور ابدالی نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ہندوستان مین اسلامی حکومت نے مفتوحہ ممالک کے باشندون کے ساتھہ منتظمانہ عہدے دیکر مراعات کی تھی مگر باوجود اسکے کہ اُس حکومت مین قومی شرکت تھی اور وہ شخصی تھی تاہم مسلمانون کا نمبر بمقابلہ ہندوون کے بڑھا ہوا تھا۔ پس جبکہ مفتوحہ اور فاتح اقوام کی نیرنگیان تاریخ سے اس قسم کی ثابت ہوتی ہین تو برٹش حکومت بھی عاملانہ عہدون کے دینے مین اگر پہلوتہی کرے تو اُسپر کیا الزام عاید ہو سکتا ہے وہ مجبور ہے کہ کیا کرے برٹش گورمنٹ کو مناسب ہے کہ وہ عاملانہ عہدون کو اپنی قوم کے واسطے مخصوص کر دے اور باقی عہدہ ہاے ججی وغیرہ پردیسیون کو منصوب کرے اگر وہ ایسا کرے تو اُسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا مگر ہم دیکھتے ہین کہ وہ قواعد ملازمت ملکی مین ترمیم کرنا نہین چاہتی اور نہ اسکو خصوصیتی عہدون کا انتظام مدنظر ہے

وہ قواعد ملازمت ملکی کو عام طور پر رکھنا چاہتی ہے اور عملی حالت مفید دیسی سول سروس کے نہین ہوسکتی۔ پس اسی وجہ سے شکایت انگیز غوغا تعلیم یافتہ جماعت مین رہتا ہے۔ تا وقتیکہ تخصیصی ترمیم بہ نسبت عاملانہ عہدون کے نہوگی اور ایک صاف پالیسی دیسی سول سرونٹون کے واسطے دیوانی عدالتون مین اعلےٰ عہدے عطا کرنے کی نسبت اختیار نکیجائیگی اُس شکایت آمیز قیل و قال کے سلسلہ کی طوالت مین کچھ بھی کمی نہوگی جو اعلےٰ عہدون کے باب مین درمیان حاکم و محکوم کے ہے۔ ہمنے فرض کیا کہ اگر عاملانہ عہدے دیسیون کو دیے بھی گئے تو کیا تعلیم یافتہ جماعت سے دیسی پاس شدگان امتحان سول سروس خاموش رہین گے مثلاً دیسی سول سرونٹ کو ڈپٹی کمشنری اور کلکٹری کا عہدہ دیدیا گیا۔ اب اُسکو اور اُسکے حامیون کی یہ خواہش ہوگی کہ کمشنری کا عہدہ ملے اور جب کمشنری کا عہدہ ملے گا تو چیف کمشنری اور لفٹننٹ گورنری کی خواہش کریگا اور جب ان خواہشون مین ناکام رہے گا تو جس شکایت کے دور کرنے کی غرض سے اُسکو ایک عاملانہ عہدہ ملا تھا وہ بدستور رہیگی۔ الغرض اگر تعلیم یافتہ اشخاص کو وہ حقوق بھی حاصل ہوجائین جنکے کہ وہ مدعی ہین تو کوئی حجت قائم نہین ہوسکتی کہ اُنکا اطمینان ہوجائیگا۔ اُنکا اطمینان تو بجز اسکے نہین ہوسکتا کہ اُنکے واسطے اور انگلش قوم کے لیے عاملانہ اور غیر عاملانہ عہدے مخصوص اور محدود کر دیے جائین اور شائستہ طریق سے سمجھا کر اس جھگڑے سے انگریزی گورنمنٹ سبکدوش ہو۔ غیر تعلیم یافتہ جماعت کا ایک بڑا حصہ سرکاری دفترون اور انگریزی تجارتی محکمون مین ملازم ہے۔ وہ کاروبار کی حیثیت سے نوکر ہین ان نوکرون کے سوا اگر گورنمنٹ ازراہ فیاضی ارادہ کرے کہ اور لوگ منتخب ہون اور وعدہ کرے کہ وہ بھی سرکاری ملازم ہونگے تو بجز وعدون کے اُنکا ایفا تا وقتیکہ سرکاری محکمون مین وسعت نہ دیجائے۔ محال ہے۔ دیسی سرکاری فوج مین کمان افسر یوروپین ہین۔ ہندوستانی بحث کرتے ہین کہ یوروپین فوج مین یوروپین افسر رہین مگر ہندوستانی فوج مین دیسی کمانیر ہون مگر جن وجوہ سے عاملانہ عہدے ہندوستانیونکو گورنمنٹ نہین دے سکتے۔ اُنھین وجوہ سے اعلےٰ فوجی عہدون کے دینے مین مجبوری ہے۔

کیا روس اپنے مفتوحہ ممالک کی رعایا کو اعزازی عہدے عطا کرتا ہے

جب کبھی یہ صدا سُننے مین آجاتی ہے کہ روسی گورنمنٹ بخلاف انگریزی گورنمنٹ کے فوجی اور ملکی عہدہ ہائے جلیلہ سے روسی مفتوحہ رعایا کو محروم نہین رکھتی۔ جنرل علیخانوف نظیراً پیش کیا جاتا ہے کہ وہ مرو کا گورنر ہے اسی طرح سے شاید دو تین اور مسلمان روسی فوج مین ہین مگر بجز انکے جنکی نسبت

خیال کیا جاتا ہے کہ روسیون کے ہنگامی پالیسی وسط ایشیا کا نتیجہ ہے - روسیون کے کسی حصہ ملک
مین کبھی سُننے مین نہین آیا کہ کوئی مسلمان کسی اعلےٰ عہدہ ملکی اور فوجی پر منصوب ہو کوہ قاف کے
اُس حصہ ملک پر اگر غور کیا جاے جو روسیون نے ایران اور ترک سے جنگ کر کے حاصل کیا ہے
تو اُسمین کوئی مسلمان کسی جلیل القدر عہدے پر نہین ہے - جبتک کہ روسیون نے تعلیم مین ترقی
نہ کی تھی - وہ بعالم مجبوری دوسرے یوروپین ممالک کے باشندون کو عہدے دیدیا کرتے تھے مگر
جہانتک کہ اس زمانے مین وہ علمی ترقی کرتے جاتے ہین غیر ملک کے عیسائی باشندون کی
ملازمت سے کنارہ کش ہوتے جاتے ہین - فوج اور ملک اور سفارتی کاروبار مین بجز روس
عیسائیون کی اور قوم کے لوگ النادر کالمعدوم کے حساب مین ہین - روس کا ملکی انتظامی طریق
اور انگلش کے انتظامی طریق مین فرق ہے - روس متعدد عدالتون کا تحمل نہین ہو سکتا - اسکو
ترقی افواج کا سودا ہے - انگلش گورنمنٹ ضرورت کے واسطے فوج قلت کے ساتھ رکھتی ہے
اور رعایا کی تہذیب و شائستگی اور اُسکی عدالت کا اس گورنمنٹ کو نہایت خیال رہتا ہے -
وسط ایشیا مین جن قومون کو روس نے زیر کیا ہے اُنکا پیشہ قطاع الطریقی تھا وہ جنگجو قومین
تھین اُنمین اکثر قبیلے شبان تھے - جب روسیون نے اُنکو مغلوب کیا تو اُنکا پیشہ رہزنی کا جاتا رہا
اور چونکہ روسی عدالتون اور دیگر رفاہ عام کامون کے شوقین تھے اُنکو فوجی مذاق تھا لہذا
بہت سے تاتاری فوجی ملازم ہوگئے اور بہت سے لوگ ابھی سواے رہزنی کے بدستور اپنا اپنا
پیشہ کرتے ہین - روسی مقبوضات وسط ایشیا چار ریاستون سے مرکب تھے - ریاست خوقند -
بخارا - خوارزم - اور مرو - انمین سے کوئی حکومت زراعت کے متعلق جیسا کہ چاہیے نہ تھی - انمین سے
بعض کی حکومت کا حصہ چرواہون اور تجارتی پیشہ دوکاندارون اور بردہ فروشی کے متعلق تھا
اور مرو کے ترکمان قبیلون کی حکومت کی بُنیاد تو رہزنی اور بردہ فروشی کی بازار پر تھی - خوقند
اور مرو کی حکومت روسیون نے ضبط کر لی ہے اور بخارا اور خوارزم کے بادشاہون کو براے نام
امیران ملک بنا رکھا ہے - اگر بخارا اور خوارزم کو مستثنیٰ کر دیا جاے کہ اُن ملکون کی رعایا
مسلمان حاکمون کے سپرد ہے - روس سے کیا واسطہ - تو روس کی آمدنی زراعت سے کیا بلکہ چرواہون
کے محصول سے زیادہ متصور ہو سکتی ہے - روس ایک تو بکثرت عدالتون کو قائم نہین کرتا -
اور دوسرے ایسی قلیل رعایا کے واسطے جسکے کاروبار نہایت محدود ہین - زیادہ عدالتون کی
کیا ضرورت تھی - قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے اُنکا انصاف اُنھین کے سرگروہون کے

سپرد کر رکھا ہے اور مالیہ وغیرہ اپنے اہلکارون سے وصول کر لیتا ہے۔ نہ کوئی ڈپٹی کمشنر ہے نہ جج اور نہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر اگر یہ عہدے ہوتے تب بھی روس انہین سے معاملہ اور قسرانہ عہدہ مفتوحہ مسلمانون کو نہ دیتا۔ جنرل یا کمانڈنٹ وغیرہ کا عہدہ جنگی مہمات ۔ روسیون سے بمقابلہ ہماری عادل گورنمنٹ کے باشندگان و طالبیان خواہ مخواہ ہی سبز باغ دکھایا ہے۔ ورنہ مفتوحہ ممالک کے باشندون کے ساتھ اُس فیاضی سے اُسکا برتاؤ ہرگز نہین جیسا کہ انگلستان گورنمنٹ کا ہے۔

ہندوستان مین قوانین و عدالتہاے انگریزی

ہندوستان مین عدالتون کی کثرت اور قوانین کا طول و دفتر اس طریق سے ہے کہ دنیا کی کسی سلطنت مین نہین ہے قوانین کی وضع کرنے والی ایک کونسل ہے کہ اُسکے آنریبل ممبرون کا یہی کام ہے کہ وہ جدید مسودات قانون کے مرتب کیا کرین اور اُس کونسل مین پیش کرکے بعد بحث جیکہا شدہ فلسفیانہ منظور کرایا کرین۔ ہند کی تمام برٹش عدالتین اور دیگر سرکاری دفتر اور کل برٹش رعایا انھین قوانین کی پابند ہے۔ ہم اس امر سے بخوبی واقف ہین کہ گورنمنٹ کی نیت عدالتونکی کثرت اور قوانین کے طول طویل سلسلے سے بھی یہ نہ تھی اور نہ اب ہے کہ انصاف بیچکر رعایا سے روپیہ وصول کرے اور خزانے کو مالا مال کرے بلکہ اُسنے کسی قدر رعایا سے اور معتدبہ قدر اپنے خزانے سے خرچ کرکے عدالتون کو قائم کیا ہے اور قوانین کا پابند ملک کو کیا ہے کہ وسائل انصاف کو وسعت ہو اور [illegible] کی حلقون مین جو لیے [illegible] رعایا کی معدلت کے باب مین بھی وہ دور ہو جاوے مگر جو اثر کہ قوانین اور عدالتون سے ہوا ہے وہ ملتا ہے اُس سے نہایت افسوس ہے۔ قوانین نہایت درجہ مشکل اور پیچیدہ اصول پر مبنی ہوتے ہین۔ ملک اُنکو سمجھ نہین سکتا اور جب انھین قوانین اور ضوابط سے رعایا کا انصاف عدالتون کے متعلق کر رکھا ہے تو وہ رعایا جو قوانین کو نہین سمجھی ہے اور نہ اپنا انصاف عدالت سے کرا سکتی ہے۔ اور نہ عدالت پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ اگر ایک فریق جو قانون سے واقف ہو اصالتًا عدالت سے انصاف کا خواستگار ہو اور دوسرا فریق وکیل کرکے اپنے مقدمہ کی پیروی کرے تو جس فریق کا وکیل ہے اسکو قانونی تجربے سے اپنے مقدمہ مین زیادہ تر کامیابی کی امید بمقابلہ اُس قانون سے ناواقف فریق کے ہے جو حق پر تھا۔ مگر قانون نہ جانتا تھا۔ اسواسطے اسکو یہ سزا ملی کہ قانون نے اسکو [illegible] عدالت قانون دان ہے اور ایک فرقہ وکیلون کا ہے کہ وہ قانون جانتا ہے۔ [illegible]

بغیر اس عصا کے عدالت مین نہین جا سکتے کیونکہ دوسرے کو خیال ہے کہ اصالتاً ہمارا حق ہرگز کامیاب
نہوگا تاوقتیکہ کسی وکیل کی وکالت روپیہ صرف کر کے پہلے خرید نہ کر لین - تھوڑا عرصہ ہوا کہ اخبارون
مین یہ خبر مشتہر ہوئی تھی کہ فرانس نے اپنی سلطنت مین وکالت کو یک قلم موقوف کر دیا ہے اور
اصالتاً اہل مقدمہ کو پیروی مقدمات کی اجازت دیدی معلوم نہین کہ اس خبر کی وقعت کہانتک
ہے لیکن اگر ہندوستان مین بھی اسپر عمل ہو تو غیر مناسب نہین ہے مگر اس ملک مین اسپر عمل
کرنا نہایت دشوار ہے کیونکہ رعایا کا انصاف جن قانونی کتب کے متعلق کیا گیا ہے جبتک انکی
عام فہم اصلاح نہوگی اوسوقت تک رعایا کو گو کیسی ہی چہ میگوئیان کیون نکرے مگر اسکے
وکیلون کی ضرورت مقدمات مین ضرور رہے گی - عدالتون کی کثرت اور وسایل معدلت کی ترقی
کا مقتضا تھا کہ انصاف کے ذریعے سہل ہوتے مگر رعایا کا خیال ہے کہ زمانہ سابق مین ایک تو
بہت سی عدالتین نتھین اور اگر ایک دو عدالتین تھین تو ان سے فصل خصومات غیر ممکن تھا -
زبردست کے مقابلے مین زیردست کا انصاف شاذ و نادر ہوتا تھا مگر اب مصارف بہت بڑھ گئے
ہین اور جس قدر عدالتون کی ترقی ہوئی اوسیقدر صرف بڑھتا ہے - ایک زمانہ مین زبردست
کی بھی غریب زیردست کو کامیابی سے باز رکھتی تھی - اس زمانے مین زبردست کا مول اور اسکا
اقتدار غریب کا انصاف نہین ہونے دیتا - رعایا کا قول ہے کہ اس زمانے مین جو مقدمہ جیتا وہ گویا
ہار گیا اور جو ہارا وہ مر گیا - انصاف کی قیمت زیادہ ہو گئی ہے - اور رعایا اسکی خریداری سے مجبور ہے
عدالتون کی کارروائی کے متعلق اس امر پر بھی غور کرنا ہے کہ انگریزی اجلاس سے کچھ صدمہ
پہونچتا ہے یا نہین - ہمارا خیال ہے کہ انگریزون کے سپرد اعلے اجلاس ہین - ابتداے انصاف
اور دار وگیر اور ضابطہ کی کارروائی دیوانی اور فوجداری اور مال مین ہندوستانیون کے
متعلق ہے - اول انھین سے بطور منکر نکیر کے سابقہ پڑتا ہے - پس ہندوستانی ہندوستانی کو
لوٹ لیتا ہے - یوروپین اجلاس سے کیا ضرر پہونچتا ہے - وہ جسوقت مقدمہ فیصل کرتا ہے اسکا
فیصلہ بے لوث اور بے عیب ہوتا ہے - مگر حضرات ہندوستانی اور انمین وہ کیڑے مکوڑے جو نقل
وغیرہ کے دینے کے واسطے اور دیگر ترتیب دفاتر کے کامون پر مقرر ہین مقدمہ والے سے جبتک
نہ تو کوئی رقم حاصل نہین کر لیتے اسکا کام قانونی حکم سے بغیر لیے نہین کرتے - یوروپین افسر یا کوئی
ایماندار دیسی نگران رشوت کا کیا علاج کر سکتا ہے جس طرح شریعت اسلام مین منع ہے کہ راشی و
مرتشی دونون قابل جہنم ہین - موجودہ قانون کے فتوے سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ راشی و مرتشی دونو

قابل چلنے کے نہین - یہ خوف ایسا ہے کہ رشوت دینے والا ہرگز ضابطہ سے تحقیقات کرانے کی
کوشش نہ کرے گا اور نہ ثبوت دینے پر آمادہ ہوگا اور جب ثبوت ہی نہ دے گا تو تحقیقات نہین
ہوسکتی اور جب تحقیقات کا ذریعہ گم ہے تو رشوت لینے والا ہرگز مجرم نہین ہو سکتا - اسی خیال نے
رشوت کے بازار کو گرم کر رکھا ہے اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ دیسی دیسی کا شکار کر رہا ہے -
اسٹامپ[1] اور کورٹ فیس سے محتاج اور غریب کی دادرسی دشوار ہوگئی - اکثر دیکھا گیا ہے
کہ دولتمند اور مقتدر شخص نے کسی غریب کا حق زبردستی ہضم کرلیا ہے مگر وہ مفلس بوجہ نہونے روپیہ
کے بذریعہ عدالت اپنے حق کے حاصل کرنے مین مجبور رہا - بصیغہ مفلسی نالش کی اجازت ہرچند کہ
قانون نے دے رکھی ہے مگر بوجہ اسکے بہت ہی کم بمنزلہ عدم افلاس کے صیغہ مین نالش دائر ہوتی
کہ مفلس کا مفلس قرار پانا دشوار ہے اور حکام ایسی نالشون کو ایسا حقیر اور بے وقعت سمجھتے ہین کہ
اُسکے فیصلہ سے بے پروا ہو جاتے ہین اور اسکے علاوہ ایک سبب اور بھی ہے کہ تنہا نالش سے کیا
ہو سکتا ہے اور بھی وسائل ہین مثلاً گواہون کا بہم پہونچانا کہ بغیر صرف زر کچھ نہین ہو سکتا - بس
مفلس مجبور ہے اسکو بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے بقول شخصے کہ جب مفلس خدا کے گھر یعنے کعبہ سے محروم
کیا گیا ہے تو اُسکے یا اُسکے حق کی عدالتون مین کیا وقعت ہو - یہی وجوہ ہین کہ عدالتی سالانہ
نقشون مین بھی بصیغہ مفلسی منفصلہ اور مرجوعہ مقدمات کا شاذ ہی ذکر ہوتا ہے - اسی کی ذیل مین
یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مفلس کا مقدمہ یونہین نہ فیصل کر دیا جائیگا بعد کامیابی اُس سے عدالتی
خرچہ وصول کیا جائیگا - مگر قانون نے اسکا بھی انتظام کرلیا ہے کہ جب مفلس ناکام رہے تو ڈگری یافتہ
فریق کا خرچہ اُسی کے ذمہ ہے اور مفلس سے کیا وصول ہوتا - لہذا اسکا خرچہ بھی اُسی ڈگری یافتہ
فریق سے وصول کرلیا جاتا ہے - یہ وجوہ و اسباب ایسے ہین کہ بجاے اسکے کہ عدالتونکی کثرت
اور سرکاری جوڈیشل مصارف سے ملک فیضیاب ہوتا - اور رعایا کا انصاف سہل طریقون سے
ہو جاتا اور رعایا عدالتون کی قدردان ہوتی - اُلٹی رعایا کو شکایت ہے کہ انصاف
گران قیمت ہے اور کہ انصاف نہین ہوتا - اسکا اثر نہایت خراب ہو رہا ہے - یہ بھی عدالتون کا
کام ہے کہ حاکم و محکوم کے مقدمات بغیر امتیاز ہوا کرین - ہم نہایت خلوص اور خیرخواہی سے بیان
کرنا چاہتے ہین کہ جب کبھی کسی یوروپین کے مقابلے مین ہندوستانی کا مقدمہ ہوتا ہے تو یوروپین

[1] عرصہ ہوا کہ ایک مضمون مولوی سید امیر علیخان صاحب بہادر نجم الہند بیرسٹر ایٹ لا کلکتہ نے رسالہ نینٹینتھ سنچری
مین معاملات ہندوستان کی بابت لکھا تھا - اسمین مضمون نے بھی اسٹامپ کی شکایت کی تھی ۱۲ منہ

جہاں میں سے اگر رعایتی فیصلہ ہوا تو عموماً ہندوستانی جماعتوں میں شکایت کے سوا اور کچھ سمجھنے میں نہیں آتا۔

تجارت۔ تجارت کے باب میں جو کچھ ہم نے اوپر بطور نظیر کے ذکر کیا ہے وہی ہمارا خیال ہے کہ تجارتی کاروبار میں انگریزوں کا کچھ بھی قصور نہیں ہے۔ ہم آپ ہی کچھ نہیں کرنا چاہتے۔

(معاملات ریاستہائے ہند) دیسی خود مختار ریاستوں کو جو امن و امان اور بہبود برٹش کے عہد میں نصیب ہوا خصوصاً تاج کے زمانہ سے جیسا موقع ترقی کا انکو ملا کبھی نہ ملا تھا جس زمانہ تک کہ مسلمان ہندوستان میں نہ آئے تھے ریاستیں باہم ایک دوسرے کی مقبوضات پر قبضہ کرنے کی غرض سے جنگ کیا کرتی تھیں۔ ہر طرف بازار کشت و خون گرم تھا۔ دیسی ریاستوں کی رعایا کی ہلاکی امن میں آسائش و آرام بوجہ ناقص انتظام تھی اور متواتر خانہ جنگیوں اور دار و گیر سے رعایا کو سخت تکلیف رہتی تھی۔ مسلمانوں کے زمانے میں رئیسوں سے جو باہمی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں انہیں کچھ بھی اصلاح ہوئی تھی۔ مسلمان بادشاہوں کی خانہ جنگیاں کچھ کم نہ تھیں۔ پھر رئیسوں سے انکو فوج لینے کی ضرورت ہوتی تھی اور رئیس خود بھی جنگ کرتے تھے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ سلطنت کے واسطے نہایت مضر ہوتا تھا۔ کمپنی کے زمانے میں ملکی وسعت کا موسم تھا۔ اسمیں دو ایک ریاستیں اگر ضبط ہوگئیں تو وہ زمانہ بھی گذر گیا۔ جب سے حکومت ہندوستان کی تاج کو تفویض ہوئی جناب لارڈ کیننگ نے بذریعہ ایک فرمان شاہی کے اطمینان دلادیا کہ آئندہ سے باقی ریاستیں ضبط نہ کیجائینگی۔ ہاں اگر رئیس رعایا کو تکلیف دیگا اور عیش و عشرت میں مبتلا رہے گا اور انتظام نکریگا تو وہ حکومت سے محروم کردیا جائیگا اور اسی کے خاندان سے کسی دوسرے کو اسکا جانشین کردیا جائے گا۔ اس اشتہار کے بعد کوئی ریاست ضبط نہیں ہوئی۔ بلکہ ٹونک اور بڑودہ کے انقلابی نتائج نے اس فرمان کی عملی پابندیوں کو ثابت کردیا ہے۔ ان دیسی ریاستوں کے رئیسوں کے ساتھ جنکی موروثی ریاستیں نہ تھیں بلکہ جس اعلی گورنمنٹ سلطان کے قائم مقام انگریزی گورنمنٹ ہے اسکے ضعف کے زمانے میں وہ صوبہ دار مالک ریاست ہوگئے تھے انگریزی گورنمنٹ نے یہ سلوک کیا کہ ان کی ریاستوں کو بھی قائم رکھا اور مثل اور موروثی ریاستوں کے انکو بھی حق حاصل ہوگیا۔

انگریزی گورنمنٹ اگر انکو نہ قائم رکھتی تو حق بجانب تھا۔ کیونکہ انکو تو کوئی حق حاصل تھا۔ ملازمت کے صیغہ میں تھے۔ اور بعدہ موقع پاکر مالک بن بیٹھے تھے۔ کیا اس انگریزی شاہنشاہی کا

حق نتھا کہ وہ ان ریاستون کو بے تکرار اُسنے انکے ساتھہ مراعات کین اور انکی ریاست و عظمت
و شان کو برقرار رکھا - نہ انکو یہ شاہانہ عیش کبھی نصیب تھی اور نہ انکی رعایا کو یہ برکات امن
جو آج گورنمنٹ کے زمانے مین ہین - رئیسون کے باہمی حقوق کا ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ
ایک رئیس دوسرے رئیس پر دست درازی نہین کر سکتا اور اسکے خراب نتیجون سے انکی رعایا کو
محفوظ کیا - وہ فوجی اور مالی امداد بھی انکو نہین دینا پڑتی جو سابق مین بحالت ضرورت جنگ
بادشاہون کو دینا پڑتی تھی - اس احسان اور مراعات گورنمنٹ انگریزی کی قدر رؤسا
خود مختار کرتے ہین اور انکی خیرخواہی کا عملی ثبوت ۱۸۸۵ع سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جب روس سے
انگریزی گورنمنٹ آمادہ بجنگ ہوئی تھی تو تمام رؤسا خود مختار نے جوش خیرخواہی کا اظہار کیا تھا
اور جان اور مال اور فوجی امداد دینے پر آمادہ ہوگئے تھے - ۱۸۵۷ع کے پُرآشوب زمانے مین
ہندوستانی ریاستون نے وفاداری و جان نثاری کا ثبوت دیا اور ان واقعات سے ثابت
ہوسکتا ہے کہ جب کبھی گورنمنٹ انگریزی کا کسی بیرونی دشمن سے مقابلہ ہوگا تو ہندوستانی
ریاستین بدل و جان گورنمنٹ کی شریک ہونگی - ہم واقف ہین کہ رزیڈنٹون کا جن مقامات
دیسی ریاستون مین تقرر ہے انکے خلاف بھی کبھی کبھی سوچا جایا کرتا ہے اور چونکہ وہ قیصری گورنمنٹ کیطرف
سے قائم مقام ریاستون مین ہین لہذا انپر نگرانی فرض ہے مگر اس افسرانہ نگرانی کا نتیجہ اگرچہ
رئیسون کے مفید ہی کیون نہو لیکن وہ اپنے فوائد کو نہین سمجھتے اور اپنی عادتون مین اصلاح کو
برا جانتے ہین - پس نافہمی سے اگر وہ ہنگامی طریق سے ناراض ہون تو انکا ناراض ہونا
انھین کے فرائض ملکداری اور حکمرانی کے مضر ہے - گورنمنٹ تو انکے انتظام کی مصلح ہے
وہ انکے اس خیال کی کہ اگر یورپین افسر نگران نہون تو جو چاہین وہ کرین کیونکر تائید کرسکتی ہے
ابھی رئیسون مین وہ قابلیت نہین ہے کہ بغیر اعانت اور مشورہ گورنمنٹ اور رزیڈنٹ کے
وہ اور انکے مشیر ریاستون مین عمدہ انتظام کرسکین - ریاستون مین رزیڈنٹون کا رہنا
رئیس اور اسکی رعایا کے واسطے نہایت مفید ہے - دیسی ریاستون کا اقتدار جس حد تک کہ
گورنمنٹ انگریزی نے قائم رکھا ہے اسکا تعلق تاریخی واقعات سے ہے یعنے عہدنامون سے
معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ حصہ ملک کا کسی رئیس سے لے لیا گیا ہے اور کچھہ حصہ ملک گورنمنٹ نے بجلدوے
خیرخواہی انکو دیا بھی ہے - اگر وہ گورنمنٹ کے اس عطیہ اور احسانات کی کچھہ قدر نکرین اور
اپنے ہی ملک کے حصہ کے نکلجانے پر لحاظ کرتے ہین تو یہ ایک خفیہ تاریخی راز ہے - ظاہر ہے کہ

انگریزون کو ہندوستان کی حکومت صرف ایک ہی بادشاہ دہلی سے حاصل نہین ہوئی تھی - آخر مین ہندوستان کی اسلامی شہنشاہی براے نام رہگئی تھی - تاریخ ہمکو یاد دلاتی ہے جس سے کوئی مورخ انکار نہین کرسکتا کہ جبتک مغلیہ تاج وتخت کا جلال وجبروت تھا اُسکے ملازم صوبہ دار اور دیگر مسلمان امرا جو کہ اُن خلیفہ[1] ہون کی بدولت خاک سے پاک ہوئے تھے مطیع وفرمان بردار تھے اور ہندو رئیس بھی حلقہ بگوش تھے ہر طرح پر وفاداری کی صدا ہر جانب سے بلند تھی مگر جبکہ اُس شاہی خاندان مین ضعف آگیا تو ہندو رئیس ہر شمار کیونکہ وہ غیر قوم اور غیر مذہب تھے اُنکا مذہب اور ہندو قوم مفتوح تھی مسلمان صوبہ دار او امرا کی حالتون پر غور کرو کہ وہ اُس خاندان کے تمام احسان بھول گئے اور خود مختار ریر ہوگئے - گویا اُس شاہی خاندان کے ہر عضو نے اُسکو جواب دیدیا تھا - مرہٹون کا اقتدار ترقی پر ہوا - یہ جنوبی سیلاب تمام ہندوستان مین پھیلا ہوا تھا - ابدالی سے جو شکست فاحش مرہٹون کو نصیب ہوئی تھی - اُس سے اُس بیمار شاہی خاندان کا کچھ مفید علاج نہوا تھا - مرہٹہ دارالسلطنت دلی کے قرب وجوار مین مار ڈالے گئے اور بھاگ کر دکن ہی گئے تھے - مرہٹہ اس زلزلہ سے اس سلطنت کے او حصون کی حکومت سے دست بردار ہوگئے تھے اور اس شکست نے انکو ایسا بے سروسامان کردیا تھا کہ وہ ہندوستان کے ہر حصہ کو خالی کرکے اپنے اصلی وطن مرہٹواری کو چلے گئے تھے - اُنکا اقتدار اگرچہ ایک حصہ ملک پر تھا مگر اوکے اور مقبوضات باقی تھے - جب ابدالی واپس گیا تو اُنھون نے پھر ریشہ دوانی شروع کی اور پھر ویسا ہی اقتدار حاصل کیا جیسا کہ قبل شکست پانی پت کے تھا - مگر انگریزی گورنمنٹ نے اپنے اقتدار سے مرہٹون کو دہلی اور آگرہ وغیرہ سے نکال باہر کیا اور شاہ مغلیہ کو ذلت وخواری سے بچا لیا - مسلمانون کے زوال کے بعد انگریزون کو عروج ہوا تھا - اٹھارھوین صدی کے وسط تک سلطنت مغلیہ تباہ ہوچکی تھی اور ایک صوبہ کے بعد دوسرا صوبہ انگریزون کے ہاتھ آتا گیا - پس موجودہ انگریزی حکومت کا مجموعہ کچھ دہلی کی اسلامی شہنشاہی کے ہاتھون سے انگریزون نے نہین چھین لیا تھا بلکہ غاصب صوبہ دارون اور غاصب اقوام مرہٹہ اور سکھون کے ہاتھون سے لے لیا ہے اگر انگریزی

---

[1] دیکھو جلد سوم وچہارم عہدنامجات متعلق بیان سیندھیا حکومت مرہٹہ پونا وخاندان ہیتو اور سر الفرڈ لائل صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی کا وہ مضمون جسکو کہ صاحب ممدوح نے ۱۸۷۶ء کے رسالہ لٹیا ایجیکل ریویو مین شائع کیا تھا حال مین صاحب موصوف کے متعدد مضامین کا ترجمہ باسم معلومات ایشیائی کے شائع ہوا ہے ۱۲ منہ

نسبت ملک گیری کی نہوتی تو مرہٹون اور سکھون اور ٹیپو اور فرانس اور مسلمانون سے آنکو جنگ کی ضرورت نہوتی - وہ بغیر حکومت تجارت نہ کر سکتے تھے اور جب اُنکی حکومت کا نشوونما ہوا تو اُنکی حکومت کا باعث صرف ایک ہی حکومت دہلی کا زوال نہین ہوا بلکہ اُنکا اقتداری مجموعہ چند صوبہ دارون اور غاصب قومون کی غاصبانہ ملکی حقوق کے تلف کردینے کا نتیجہ ہے یہ ایک تاریخی نزاع ہے اور جب انگریزی قوم غیرقوم اور غیرمذہب ہے اور ہندوستان کے تاریخی سلوکی انقلاب سے واقف ہے تو غیرممکن ہے کہ وہ دیسی روساکا اعتبار ایسا کرے کہ اُنکی ریاستون سے رزیڈنٹ موقوف اور اُنکو مطلق العنان کردے - انگلش گورنمنٹ اپنی قوت پر آپ بھروسہ کرسکتی ہے اور دوسرون کی قوت پر اُسکو ہرگز قطعی اور یقینی بھروسہ نہین ہوسکتا جبتک کہ وقت پر اُنکی آزمائش نہوجاے -

انگلستان نے دیسی خود مختار ریاستون کے ساتھ احسانات اور سلوک کیے ہین اور اُسکو امید ہے کہ جب کبھی ضرورت ہوگی تو جس طریق سے ۱۸۵۷ء مین دیسی ریاستون نے اظہار وفاداری وخیرخواہی کیا تھا اُن اقوال کو اپنے افعال سے مطابق کردکھائینگے -

روس کی حکومت مین ریاستون کے تعلقات

روس کی رفتار اپنی مفتوحہ ممالک مین غیرمذہب اور غیرقوم کی ریاستون کے متعلق تو درکنار خود عیسائی ریاستون اور شاہون کے متعلق ایسی مخالفانہ اور خودغرضی سے رہی ہے کہ کسی دوسری سلطنت کی نہین ہے پولینڈ کو اُسنے لے لیا اور کوہ قاف مین شمویل کی ریاست کو ضبط کیا اور گرجستان کی عیسائی حکومت پر ایرانیون نے کسی قدر ظلم کیا تھا - روس نے اُسکی حمایت کے بہانہ سے اُسکو ایران کی حکومت سے آزاد کرا لیا - اور پھر اُسکی حکومت کو اپنے ملک مین شامل کرلیا قوقند اور مرو سے اسلامی حکومت روسیون کی بدولت جاتی رہی اور جو جنگ آخر مین ترکون سے بلگیریا کی آزادی کی غرض سے روس نے کی تھی اُسمین فتحیابی کے بعد اُسکو آزادی سے کام کرنے کا موقع حاصل نہوا مگر چلتے چلتے رومانیا جسنے کہ روس کی اعانت کی تھی - اُسکے ملک کا ایک حصہ بسارابیہ پر روس نے زبردستی قبضہ کرہی لیا اور بلگیریا پر ابھی تک دانت ہے - بخارا اور خوارزم کی نسبت بعض اہل الراے کا خیال ہے کہ اُنھون نے روس سے جنگ بھی کی تاہم روس نے اُنکی حکومتون کو قائم رکھا مگر اُنکا قیام ہمارے نزدیک دوامی نہین ہے روس نے اُنکا شاہی درجہ گھٹا کر امیر کردیا اور بظاہر اُنکا عدم وجود مساوی ہے اسپر بھی اُسکو قناعت نہوگی اور جو مقاصد اُسکے ملک گیری کے

کے متعلق ہین جب اُنکا نتیجہ ظاہر ہو جائیگا تو جس ملکی پالیسی کو اُسنے اپنے نزدیک ہندوستان کی پالیسی کے مقابلے مین عمدہ قرار دے رکھا ہے وہ جاتی رہیگی اور ذرا سے اشارے مین اُن ریاستون کا بھی قلع قمع ہو جائے گا۔

(جاگیرداران) بہ جلدوے خیرخواہی یا بصلہ دیگر کار نمایان کے مسلمان شاہون نے مسلمانون کو جاگیرین عطا کی تھین اور ہندوؤن کی جاگیرون مین انقلاب کیا گیا تھا بہت سی جاگیرین ہندوؤن کی قائم رکھی گئی تھین اور بہت سی جاگیرین اُنکی ضبط ہوکر مسلمانون کے نذر ہوئین۔ لیکن یہ جاگیرین پشتہاپشت کے واسطے بعضون کو دیگئی تھین اور بعضون کے پاس حین حیاتی فرمان تھے۔ جاگیرین مذہبی امور اور دینی کامون کے واسطے تھین۔ بوجہ انقلاب حکومتون کے جاگیریافتہ اشخاص کی جاگیرون مین بھی تغیر وتبدل ہو گیا ہے۔ اور چونکہ زمین کی قدر بمقابلہ اعزاز ملازمت کم تھی۔ لہذا جاگیردارون کو بے پروائی تھی جب انگریزون کی حکومت ہوئی تو اُنھون نے اُن لوگون کی جاگیرون کو قائم رکھا جنکے تصرف مین وہ جاگیرین بہ فرمان تھین اور جنکی معافیان اور جاگیرین قبل حکومت انگریزون کے جاتی رہی تھین۔ اور جاگیردارون کی اولاد کے پاس کاغذات تھے اُن دستاویزون سے انکو بجز اسکے اور کوئی تمنا نہ تھی کہ تمادی عارض نہین ہے اگر اُس زمانہ کی گورنمنٹ حق سمجھے گی تو کامیابی ہو جائیگی ورنہ جب حق مؤید ہے تو زبردستی اُسپر قبضہ کرلینے مین کوئی جرم نہین ہو سکتا مگر جس زمانہ مین میعاد قانونی نتھی تو حق کا شنوا بھی کوئی نتھا زبردستی قبضہ کرلینا امر دیگر تھا اور سب سے بڑھکر یہ بات تھی کہ جاگیرون کی قدر نہ تھی۔ برٹش کے عہد مین زمین کی قدر ہوگئی اور پیداوار حاصل کرنے کے جو وسائل زمانہ شاہی مین لوگون کو حاصل تھے وہ جاتے رہے۔ اور اُنکی خدمات کی ضرورت نرہی وہ نہایت پریشان ہوے۔ جن جاگیردارون کی جاگیرین قائم تھین اور جو بعض خطابات تھے اُنمین سے بعض جاگیرون مین کسی قدر مداخلت ہوئی ہے مگر وہ جاگیرین اُنھین کے قبضہ مین ہین۔ باقی کثرت سے اشخاص بزرگون کے یادگار کا عذر رکھتے ہین۔ وہ بالکل خیال نہین رکھتے کہ ہمارے بزرگون کا ارضی سرمایہ قبل اقتدار برٹش گورنمنٹ کے تلف ہو چکا تھا وہ کہتے ہین کہ اگر حق کے واسطے قانونًا میعاد عارض نہ کیجاتی تو انگریزی وسائل انصاف کامیابی کے لیے کافی تھے۔

(زمیندار و مزارعین) ہندوستان مین گورنمنٹ کی شرح مالگذاری مختلف ہے بنگال کے

بعض مقصون مین بندوبست استمراری ہے- دیگر حصص برٹش انڈیا مین کہین سرکاری مالیہ
زیادہ ہے اور کہین کم - علاوہ اُن بنگالی حصص ملک کے جہان کہ استمراری بندوبست ہوا
شرح مالگذاری بمقابلہ زمانہ سابق جبکہ ہندو اور مسلمانون کی حکومت تھی زیادہ ہے اور یہ شرح
موجودہ دیسی ریاستون کی شرح مالگذاری سے بھی بڑھی ہوئی ہے- مسٹر ہینڈمین نے جو
کسی زمانہ مین پارلیمنٹ انگلستان کے ممبر تھے عرصہ کئی سال کا ہوا کہ ایک مضمون رسالہ
نینٹینتھ سنچوری مین لکھا تھا اسمین انھون نے تحریر کیا تھا کہ گورنمنٹ نے شرح مالگذاری زیادہ
کر رکھی ہے اسکا اثر زمیندار پر یہ ہوا کہ وہ اُس مالگذاری کے ادا کرنے کے اور اپنے ذاتی فائدے
کے واسطے کاشتکار پر اضافہ لگان کرتا رہتا ہے کاشتکار اُس لگان کے ادا کرنے اور اپنے
گذارے کے لیے زمین پر یہان تک کاشت کرتا ہے کہ اُس زمین کی قوت پیداوار سلب کے قریب
ہو جاتی ہے- ہمکو یاد ہے کہ صاحب ممدوح نے اُس مضمون مین ثابت کیا تھا کہ انھین اسباب سے
مزارعین ہند پریشان اور مفلس ہین علاوہ اسکے قابل ذکر یہ امر ہے کہ دیسی ریاستون کے
کاشتکار بمقابلہ انگریزی عملداری کے مزارعین کے مرفہ الحال ہین-

(علما و مذہبی پیشوا) دنیا کی ہر سلطنت مین علما اور مذہبی ہادیون کا اقتدار رہا ہے-
انگلستان مین پادریون کا اقتدار ایک زمانے مین تھا- ہندوستان مین ہندو اور مسلمان
بادشاہون نے اُنکی عظمت و شان کو تسلیم کیا تھا- شہنشاہ اکبر کو صلح کل کا لقب ابتدائے سلطنت
سے حاصل ہوا تھا بلکہ ابوالفضل اور فیضی نے اسکے تعصبات مذہبی کو دور کیا تھا جو آغاز حکومت اکبر
مین اپنے باپ شیخ مبارک کو مذہبی قضیون کے خوف سے بھگا کر صحرا نورد ہوتے تھے- شیخ مبارک نے
انحطاط اقتدار علما کے واسطے ایک محضر اُس زمانہ مین مرتب کیا تھا- جبکہ اکبر نہایت متعصب تھا
اور شیخ الاسلام کا جو تائید کیا کرتا تھا- اسی وجہ سے علمانے شیخ مبارک کے گرفتار کرانے کی
فکر کی تھی- باوجود اسکے کہ ابوالفضل اور فیضی کی وزارت مین اکبر متعصب المذہب تھا اور
ابوالفضل اُس زمانہ کے علما کو گندم نما جو فروش جانتا تھا تاہم علما کا اقتدار رکھا گیا کیونکہ اکبر
اور اُسکا وزیر علما کے منصب سے واقف تھا اُنھون نے علما اور مذہبی پیشواؤن کی جس طرح
سے عظمت کم کرنیکی فکر تھی وہ اُنکے ذاتی افکار کے متعلق تھی- رعایا نے اُنکی عظمت کم نہ کی
اس خوف سے اکبر اور اُسکا وزیر اپنے مقصد کی تکمیل مین ناکام رہا- جب اکبر مر گیا
تخت نشین ہوا تو تمام اکبری ملکی تنظیمی اصلاحات معہ دین اکبری معدوم ہو گئین

[illegible] عاطفت خلیہ رہا - انکا نشان کہ شاہی اقتدار پادریوں کی
شرارتی آلائش سے پاک ہو چکی تھا - ہندوستان جبتک کہ ہنی کی حکومت کے ساتھ دین علما اور
مذہبی ہادیوں کے مدارج پر [illegible] مگر [illegible] کس [illegible] کی حالت نہ
ہوگئی - ہم جانتے ہیں کہ [illegible] اور مذہبی [illegible] حالت [illegible] ہے یہ موجودہ زمانہ میں
ہے - قاضی اور مفتی اور علما اور ہادیان [illegible] سلطنت تھے - یا اپنی
[illegible] حکومت [illegible] قدر ہے کہ وہ رعایا اپنی
[illegible] تعظیم [illegible] مذہبی رعایا کی نظروں میں [illegible] - علمائے دین
[illegible] گورنمنٹ سے مذہبی برکات [illegible] اپنے طبائع پر برٹش گورنمنٹ کے
[illegible] حکومت کا اثر [illegible] ہے کہ وہ تعصب مذہبی سے حکومتوں میں تیار
پیدا نہیں [illegible] اصطلاح [illegible] عالم مذہب اور دیگر قوموں کے مذہبی ہادیوں کا
[illegible] ان کے خاص خاص تعلیم یافتہ فرقوں حقوق کا
[illegible] کے متعلق ہے اس ملک میں ابھی انکے
[illegible] قوت [illegible] ہے - ایک تعلیم یافتہ انگریزی گورنمنٹ کی
[illegible] ایک عالم مذہب کا گورنمنٹ کو اپنے مذہبی
[illegible] ہندوستان سے مذہبی قوت کو دور نہیں کر سکتی
[illegible] عوام [illegible] مذہبی اتحاد کو بغیر توسط کیونکر رکھ سکتی
ہے [illegible] ہندوستان [illegible] اپنے حقوق کی جانب گورنمنٹ کو توجہ دلاتے
[illegible] گورنمنٹ [illegible] انگریزی اخبارات کے صفحے سیاہ ہو رہے ہیں
[illegible] علما [illegible] اپنے حقوق کو گورنمنٹ پر ظاہر [illegible] کر سکتا بلکہ مذہبی
[illegible] گورنمنٹ کی [illegible] معاملات میں اعانت کر سکتا ہے اسکی جانب بالکل توجہ
[illegible] ہے [illegible] شکایتیں [illegible] اور
[illegible] دونوں میں [illegible] تعلیم یافتہ بھی ہے جو گذشتہ حکومتوں
[illegible] انتظامی ملک کے غیر [illegible] انگریزی حکومت میں
[illegible] ہے - اور [illegible] نہیں [illegible] کی ہے -
[illegible] زمیندار و جاگیردار و کاشتکار [illegible] سے ہند اور تعلیم یافتہ انگریزی دان [illegible]

کے عذرات اور شکایتین کچھ تو اس وجہ سے ہین کہ وہ برٹش کے پیچیدہ اور فلسفیانہ انتظام نہین سمجھتے اور کچھ اس سبب سے ہین کہ وہ اپنی کاہلی اور سستی دور نہین کرتے اور برٹش گورنمنٹ پر الزام رکھتے ہین - برٹش گورنمنٹ تو اُنکی واجبی شکایات کے اصلاح کی فکر کرتی ہے اور وہ اُنکی غیر واجبی شکایات کی ذریعہ اور شکایت کرنیوالون کے سمجھانے کے لیے کوئی ذریعہ رکھا ہے - عدالتون کی کارروائی اور ٹکس کے بارے کچھ بھی سیکرسی نہین ہے تمام اُنکی سمجھ مین یہ اصول اور دیگر اصول حکیمانہ نہین آتے اور گو اصول کیسے ہی عمدہ کیون نہون - مگر جب رعایا اُنکے سمجھنے کی قابلیت نہین رکھتی اور نہ مجوزان اور موجد حکیمانہ انتظام اُسکے سمجھانے کی فکر کرتے ہین تو اُنکا اثر اُلٹا ہوتا ہے - ایک قوی ذریعہ اخبارات[1] کا ہے - مگر اُنکی حالت عجیب و غریب ہے دیسی اخبارون مین لکھنے والون کی قابلیت خود ہی سمجھنے کی اور سمجھانے کی ابھی کم ہے وہ اورون کو کیا سمجھائینگے - رہے انگریزی اخبار اُنکی تحریر کا اثر محدود ہے - ہندوستان مین عام رائے کا دریافت کرنا گورنمنٹ کے واسطے نہایت دشوار ہے - انگریزون کی آبادیان نہین ہین وہ اس ملک مین ملازمت کے واسطے آتے ہین - جب اُنکی ملازمت کا سلسلہ قائم رہتا ہے وہ حاکمانہ اور فاتحانہ

---

[1] ہندوستان مین برٹش گورنمنٹ کی فیضان حکومت کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ دیسی مطابع کو آزادی حاصل ہے مگر آزادی کے ثمرات اور استعمال مین قابلیت اور لیاقت درکار ہے وہ ابتدا مین حاصل نہین ہوسکتی زمانہ کی رفتار کے ساتھ دیسیون کی انشاپردازی نے بھی ترقی کی ہے اور آثار ترقی سے پایا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ بہ برکت گورنمنٹ انگلشیہ اہل ہند انشاپردازی مین کامل ترقی کرینگے ہندوستان مین علاوہ انگریزی اخبارون کے جنکا اثر انگریزی جاننے والون تک محدود ہے - اردو زبان مین اودھ اخبار لکھنؤ مدتون سے ابھی تعلق ہے جن لوگون کو انگریزی معلوم نہین ہے اُنکے واسطے یہ اخبار اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے اس اخبار مین ولایت اور ہندوستان کے تقریباً کل انگریزی اخبارون کا ترجمہ چھپتا ہے گویا یورپ اور ایشیا کے حالات کا جام جہان نما ہے - اردو اخبارون مین اس شان و شوکت کا کوئی اخبار نہین جناب منشی نولکشور صاحب جنکی پولیٹکل معاملات و معلومات مین کامل روشن دماغی اور امور رفاہ عام مین خاص فیاضی زمانہ مین مشہور ہے اسکے پروپرائٹر ہین - اُنھون نے ہزارہا روپیہ صرف کر کے اس اودھ اخبار کو لندن ٹائمز بنا دیا اور گورنمنٹ کی خیرخواہی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا جسکے صلہ مین امسال یکم جنوری ۱۸۸۹ع کو گورنمنٹ سے خطاب سی آئی ای حاصل ہوا مبارک باد دوسرا پرچہ اودھ پنچ ہے جسکی وقعت و شہرت اظہر من الشمس ہے اسکے مالک منشی سجاد حسین صاحب رئیس کاکوری ہین اُنھون نے اپنی عالی دماغی و بلند خیالی سے جو مضامین اخلاقی و تمدنی و ملکی ظرافت کے پیرایہ مین لکھے خصوص روس و انگلستان کے باب مین اہل ہند کو نہایت پسند آئے - تیسرا پرچہ اخبار عام جسکے مالک پنڈت مکند رام صاحب ہین اُنکی راست بیانی اور شیوا زبانی سے یہ پرچہ نہایت ہر دلعزیز ہے اور بتعداد کثیر شایع ہوتا ہے - چوتھا پرچہ پنجاب ریویو ہے جسکے مالک پادری رجب علی صاحب ایک لائق و ذواق وقایع نگار ہین اُنھون نے جنوری و فروری ۱۸۸۹ع کے پرچون مین ایک مضمون روس و انگلستان کے متعلق لکھا ہے جو ان دونون سلطنتون کی آبادی اور وسعت اور آمدنی و قوت کا مقابلہ کر کے عجیب نتیجہ نکالا ہے - یون ہی اور بھی ملکی اخبار ہین مگر نہ ملک قدردان ہے نہ گورنمنٹ سرپرستی کرتی ہے اور نہ ذاتی مقدرت اسوجہ سے خودرو نباتات کی طرح اکثر نکلتے ہی نابود ہو جاتے ہین

طریق سے رہتے ہیں انکے اور ہمارے عادات و اطوار میں فرق ہے وہ اس جدید فلسفہ [illegible] اصول شائستگی کا سرمایہ اپنے ساتھ لاتے ہیں اسی مذاق کی بنیاد پر انصاف اور انتظام [illegible] بعد انقضاء [illegible] وغیرہ پھر اپنے وطن چلے جاتے ہیں وہ ہمارا ملک تو سطر رکھتے ہیں [illegible]

منشی محفوظ علی صاحب کا کو [illegible] اور تمہید [illegible] انکا مضمون کا جو حصہ اس بحث سے متعلق ہے وہ قابل [illegible] جناب [illegible] انگلو انڈین [illegible] اتحاد اور [illegible] سکو [illegible] لائق [illegible] الفاظ [illegible] کیا ہے

علاوہ [illegible] شمالی جو [illegible] صاحب حال لفٹننٹ گورنر مغربی و شمالی کے [illegible] کا [illegible] ترجمہ [illegible] صاحب ممدوح نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ [illegible] اقبال [illegible] دیکھ [illegible] انگریزوں کی آبادیاں ہندوستان میں ہوں اور انگریز [illegible] نو آبادی [illegible] ہمارے اور انکے اتحاد پیدا ہو [illegible] کی [illegible] خیالات کا [illegible] گورنمنٹ پر فرض [illegible] ضرور ہے کہ انگریزوں کی آبادیاں ہوں اور انگریز بغیر منصب ملازمت اور [illegible] عہدوں کے اس [illegible] بود و باش اختیار کریں پھر اس امر کی ضرورت ہوگی کہ ہم انکی عادات اختیار کریں اور وہ ہماری [illegible] ہمارے اور انکے اتحاد اور ربط و ضبط پیدا ہو سکتا ہے

[illegible] گورنمنٹ کا اخلاقی اور تمدنی قوت میں ترقی دینے سے مقصود یہ ہے کہ [illegible] انگلو انڈین [illegible] سلوک سے جو ناخوشی اہل ہند کے قلوب میں ترقی کر رہی ہے [illegible] علامت [illegible] انگریزوں کو ہر بات میں اپنی قومی امتیاز کے قائم رکھنے کا ایک [illegible] ترقی [illegible] جو ہمیشہ انکا ہم پایہ بنا سکتی ہے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے [illegible] باہمی [illegible] جھگڑے [illegible] لوگ جس قدر نیک نیت اور آزاد ہیں قومی حقوق [illegible] شخصی حکومت کی [illegible] قومی حکومت کا وجود دنیا میں [illegible] حقوق کا اختلاف چند خود غرض [illegible] شخصی [illegible] اگر ایک خود رائے غاصب [illegible] تو اس صورت میں [illegible] ۱۲

[illegible] خود رائے [illegible] جو [illegible] نے ہماری نسبت [illegible] تو ہم [illegible] اظہار محبت [illegible] ہیں [illegible] باہمی اختلاط کے ہمارے طبیعت [illegible] اغراض [illegible] زیادہ [illegible] انسانی [illegible] جسمانی آزادی اور آسائش ان زخموں کا [illegible] مرہم [illegible] ہماری [illegible] ان [illegible] اور تعصبات [illegible] جنکی ہم پولیٹکل حکومت میں [illegible] غرض [illegible] عدالت [illegible] تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ہم [illegible] ہماری [illegible] مختلف ہے کہ ہم خود اس بیماری کے پیدا کرنے والے ہیں [illegible] عجیب [illegible] باعث صرف ہماری لاپروائی و غفلت اور ناواقفیت یا صاف [illegible] خیال کیا ہے ۱۲ [illegible]

ہم اپنا مافی الضمیر اچھی طرح ظاہر کرسکتے ہیں اور یہی تجویز ذریعہ عام رائے کی دریافت کرنے کا سب اور
تاوقتیکہ یہ صورتیں پیدا نہ کیجائینگی ہمیشہ یہ شبہ باقی رہیگا اب ہندوستان میں جب مختلف قومون کی
آبادیان ہوگئی تھیں تو قاعدہ حکومت اتحاد و ارتباط بدون اشتراک قومی کے ممکن نہ تھا اور وہ اسکی
کے پابند ہوتے اس طریقہ سے کہ انگریز پابند ہیں تو انکو بھی تمامی ہوتی۔ اس زمانہ میں رعایا کی فلاح
کے متعلق گورنمنٹ کی عادت ایک رہی ہے لیکن اگر اس زمانہ میں رعایا کے متعلق کوئی گورنمنٹ
طرز حکومت اور اپنے اس نظم و نسق میں اصلاح اور تبدیل و تغیر کرنے کا قصد کرتی ہے جیسے کہ اسکی نیت
پیدا ہوتی ہے تو اسکا فرض ہے کہ وہ اس کام کو شروع کرے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر بات گورنمنٹ
نہیں کرسکتی اسکی تحریک اس سے کیجا۔ مثلاً یہ گورنمنٹ یا دنیا کی کوئی گورنمنٹ غیر مذاہب میں دخل دیکر ان
سے ملکی انتظام میں اصلاح نہیں کرسکتے۔ ہمارا خیال ہے کہ جہانتک انتظام کا اور صحیح طور پر باعث شکایت
رعایا ہیں خواہ وہ زراعت کے متعلق ہوں یا دیگر فریق رعایا کے متعلق ہوں جنکا ذکر پہلے صد میں لیا
انکی اصلاح مفید ہونا چاہیے کیونکہ موجودہ طریقہ انتظام برٹش کی ابتدا حکومت میں قوت کا پایہ کار پہلے
وہ ملک گیری اور وسعت ملکی کی غرض سے کوشش کرتی تھی یا جو انتظام بعد غدر ۱۸۵۷ء اسلوب پر
مگر اس زمانہ سے اس زمانہ میں تغیر عظیم ہوگیا ہے اور ہوتا جاتا ہے اور یہ کہ ایک رقیب اعظم روس کا سرپر
رہتا ہے گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کروڑہا روپیہ روس کے روکنے اور اسکے دفعیہ کے واسطے سرحد پر صرف
کررہی ہے۔ اور خود لارڈ رپن نے ولایت کے ایک جلسہ میں بیان کیا تھا کہ جو کچھ اعلیٰ گورنمنٹ نے
ہندوستان میں ہندوستانیوں کے مفید انتظامی اصلاحات کی غرض سے کرنی ظاہر کی تھی وہ
سرحدی معاملات کے خیال سے تھی۔ فوجی انتظام اور سرحدی انتظام اہم ہونا اور رعایا کے واجبی عذر
اور شکایات پر لحاظ نکرنا اور دونوں کی نسبت سے ہم پولیٹیکل پالیسی سے بالکل خلاف ہے۔
ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روس و انگلستان کی انتظامی پالیسیون میں فرق ہے۔ انگلستان کا فلسفہ
انتظام ایشیائی باشندون کے طبایع کے مطابق نہیں ہے روس کا انتظام ایشیائی طبایع کے مطابق ہے
مگر اس فرق میں ایک اور فرق پیدا کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ انگلستان کی انتظامی برکات
حکومت حکیمانہ اصول سے مرکب ہیں۔

بعض ہندوستانی جماعتون کا خیال ہے کہ اسکی قومی حکومت نے اسی کی قوم فیضیاب ہوتی
ہے۔ اسکے مقبوضات ایشیائی اسکی حکومت کے برکات سے محروم ہیں لیکن اگر ذرا غور کیا جاوے تو
معلوم ہوسکتا ہے کہ انگلستان کی حکومت میں ایک قدرتی اثر غیر ملکون میں قومی عروج اور

آزادانہ بحث و مباحثہ اور لیاقت و قابلیت پیدا کرنے کے واسطے ہے۔ جسکے پاس یہ سرمایہ موجود ہے وہ
اس سے فیضیابی کی امید جبھی کہ اسکی قوم کو بھی ہمکو بھی ہو گئی ہے تو ہم اسکی حقیقت کو جلد ہی سمجھ لین
اور ہمکو فوراً اسکا فائدہ نہ پہونچے۔ روس تو خود ہی کچھ نہین رکھتا اسکی مفتوحہ رعایا کو اس سے
فیض کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ انگلستان نے ہندوستان مین سوشل اور مالی یہانتک کہ پولٹکل
ترقی کے وسائل پیدا کر رکھے ہین اسنے جنگلی اور وحشی باشندون کو دور کیا اور امن و امان اور
آسائش اور آرام کے ذریعہ قائم کیے۔ مگر جب ان برکات سے روس کے معتقدات کو اطلاع ہوتی ہے تو وہ
اسکا جواب دیتے ہین کہ روس نے وسط ایشیا مین غلامون کو آزاد کرایا اور وحشی قومون کو ایسا
رام کیا کہ انکی قطاع الطریقی اور دیگر وحشیانہ حرکات دور ہو گئین اور اسنے بھی ملک مین امن
قائم کیا۔ انکا یہ جواب اگر تسلیم کر لیا جائے تو وہ اسکا کچھ جواب نہین دے سکتے کہ انگلستان نے جن
برکات کے حاصل کرنے کا ہمکو مستحق کیا ہے وہ روس کے مفتوحہ ممالک کی رعایا کے خواب و خیال مین
بھی نہین ہین۔ مسٹر ومبری سیاح وسط ایشیا نے جو مضمون رسالہ نائنٹینتھ سنچوری مین اس عنوان
سے مشتہر کرایا تھا کہ (روس ہندوستان کو فتح کر سکتا ہے یا نہین) اسمین ایک فقرہ لکھا تھا
کہ روس کا انتظام ایشیائی طبایع کے مطابق ہے انگلستان کا انتظام اسکے بالعکس ہم اسکو قبول کرتے ہین
مگر ہمارا عذر جو اسکے قبول کرنے کے متعلق ہے اس سے بھی کوئی انکار نہین کر سکتا۔ روس کی نسبت مشہور
ہے کہ وہ جیسا جنگ کی حالت مین ظالم ہے امن مین بھی اسکی یہی کیفیت ہے۔ کتاب (خارستان روس
جسکو کہ لکھنؤ کے ایک پنڈت صاحب نے لکھا تھا اسمین بھی روس کے مظالم و تعدیات کا تذکرہ ہے اور
حال مین منشی محفوظ علی صاحب نے اپنی کتاب کے ایک پورے باب مین روسی جبر و ظلم کی شکایت کی ہے
ان سے ثابت ہوتا ہے کہ روسی بڑے سفاک ہین۔ روسیون کی سفاکی اور ظلم و جبر تو اس سے ثابت ہے
کہ جن صوبجات ترک پر روس نے قبضہ کیا وہان کے مسلمان باشندون نے فوراً اپنے وطن کو ترک کر دیا۔
روس نے اس حصہ ملک مین نہ کسی مسجد کی شکست و ریخت کی مرمت کرائی اور نہ مسجدون مین کوئی ملا اپنے
خرچ سے مقرر کیا۔ وہ مسلمان روس کے ہتکھنڈون سے بوجہ قربت زیادہ واقف تھے وہ روس کو
ہوا سمجھے کہ اسکے آتے ہی فوراً مع عیال و اطفال بھاگ کھڑے ہوے وسط ایشیا مین خاصکر جب مرو پر
قبضہ کیا ہر اسکے خلاف انتظام ہے۔ اکثر سیاحون کا بیان ہے کہ مسجدون کی مرمت اور انمین ملا کا تقرر
روسی خرچ سے ہے اور مذہبی آزادی ہے بجاے اسکے کہ مسلمان اسکی حکومت سے نکل کر کابل یا ایران کی
عملداری مین چلے جاوین خود ان عملداریون مین اکثر قومون نے روس کی عملداری کو پسند کیا۔ روس

چالاکی سے یہ انتظام ہنگامی طور پر کر رکھا ہو ورنہ جو روس ایشیائے کوچک اور بلگیریا مین تھا وہی روس وسط ایشیا مین ہے - انگلستان کی شکایت اگر ہندوستانی کرتے ہین - تو خیرخواہانہ ہے - ان شکایت سے انکی غرض یہ نہین کہ خدانخواستہ برٹش حکومت کا سایہ انکے سرون سے جاتا رہے - وہ سمجھتے ہین اور انکو سمجھنا چاہیے کہ یہ شکایتین برکات حکومت اور قلم و زبان کی آزادی سے ہین - انگلستان نے آزادی کی نعمت اور دیگر وسائل ترقی کے عطا کرکے ان شکایتون کو خود پیدا کیا ہے - روس مین نہ یہ وسائل ہین اور نہ شکایتین سننے مین آتی ہین - پس سب سے عمدہ اور پسندیدہ پالیسی جو ہندوستان انگلستان کو بمقابلہ روس کے اختیار کرنا چاہیے - وہ یہی ہے کہ ریاستون کی فوجون کو بذریعہ یورپین افسرون کے قواعد سکھا کر درست کرے اور عہدنامون مین اصلاح کرکے مثل شرائط سابق کے ان سے اعانت کا اقرار کرائے - ان ہندوستانی فرقون کی واجبی شکایت کو اپنے سابق کے انتظام مین اصلاح کرکے دفع کرے - اگر وہ ایسا کرے تو واقعات انتظامی سے وہ دلون کو مسخر کرے گا اور اگر انتظامی اصلاحات مین اسکو تامل ہے تو ان شکایتون کا سلسلہ کبھی منقطع نہوگا - روس وسط ایشیا مین اور انگلستان سرحدی مقامات مین ریلوے کے جاری کرنے مین سرگرم ہین - انگلستان کی ریل پشاور تک جاری ہے - ادھر اسکو زیادہ وسعت نہین دی گئی - مگر قندھار ریلوے کو بخوبی وسعت ہوئی - ڈیرہ غازیخان کی ریل تیار ہو رہی ہے - روس نے بھی سرحدی ریلوے کو وسعت دی ہے - اسنے قلعہ میکسوسکی سے کاراچاچا سرخ کے قریب تک ریل بنالی - اور اسکی ریل کاراچاچا سے مرو ہوکر چارجوئی پھونچیگی - دونون گورنمنٹون کی کوششون سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جب دونون ریلین ملجائین گی - اور دنیا کے ایک بڑے حصہ تک ہندوستانی آمد و رفت کر سکین گے - ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روس ایک شاخ مشہد - ایران - اور دوسری ہرات - افغانستان - تک جاری کرے گا - اخبار ٹائمز آف انڈیا نے ثابت کیا ہے کہ روس نے ہندوستان کے پھاٹک پر ریل بنالی - اور جب ہرات کی سڑک بنجائیگی تو ہرات اور سینٹ پیٹرسبرگ کے درمیان بذریعہ ریل دس روز کی مسافت رہجائیگی - وہ لکھتا ہے کہ لندن سے بمبئی آنے مین اٹھارہ دن لگتے ہین اور لندن سے پشاور بائیس دن مین پھونچتے ہین - پس بجز اس فرق کے جو بہت بڑا فرق ہے - اور کسی طرح کا فرق انگلستان اور روس کی کوششون مین ریلوے کی بابت نہین ہے ۔

تتمہ

روس و انگلستان

اس زمانہ مین جنگ کن اغراض سے ہوتی ہے

جس زمانہ مین کہ یوروپ جہالت مین مبتلا تھا وہ بھی وحشیانہ جھگڑون مین مشغول تھا۔ مگر جبکہ اُسکا تاج حکومت اور تخت سلطنت تہذیب و شائستگی اور علمی و عقلی زر و جواہر سے مرصع ہوا تو اُسکے تمام افعال و اقوال ملکی اور جنگی جہالت اور وحشیانہ بیہودہ طریقون سے پاک ہوگئے۔ موجودہ زمانے مین یوروپ وحشیانہ طریق سے جنگ نہین کرتا۔ اُسکی جنگ شاہون اور انکی قومون کے مقاصد سے مشترک ہے۔ مثلاً انگلستان قوم کی ترقی اور اسکا فروغ ممکن نتھا جبتک کہ اُسکا قبضہ ہندوستان اور دیگر وسیع جزائر پر نہ ہوتا۔ انگلش صنعت اور حرفت سے بکثرت مال تیار ہوتا تھا۔ یہان تک کہ ملکی ضرورتون سے بڑھکر تجارتی مال ہو جاتا تھا۔ انگلستان کو ضرور ہوا کہ وہ مشرقی ممالک مین ملکی فتوحات حاصل کرے جب اُسنے ہندوستان اور اور جزائر کو فتح کیا تو اُسکا تجارتی مال فروخت ہونا شروع ہوا۔ اب علاوہ اُس آمدنی کے جو آراضی اور محصولات سے گورنمنٹ انگلش کو ہندوستان اور جزائر سے حاصل ہوتی ہے قوم انگلش کو علیحدہ منافع کثیر حاصل ہو رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ انگلش قوم بالکل تباہ و پریشان تھی۔ نہ علم کا سرمایہ رکھتی تھی اور نہ حکومتی اقتدار اُسکو حاصل تھا کہ اسکی حکومت عظیم سلطنتون مین شمار ہو سکتی۔ بطور چند گروہون کے محدود مقامات مین آباد تھی یا یہ زمانہ ہے کہ وہ قلیل گروہ کثیر ہوگیا اور اُسکو حکومت اور دولت حاصل ہے۔ انگلستان جب ملک فتح کرتا تھا تو صلح جو نتھا اب اُسکی قومی ضروریات سے بڑھکر اُسکو دنیا مین ملک مل گیا تو ضرور ہوا کہ وہ جنگجو صلح پسند اور ملک گیری سے کنارہ کش ہوکر برکات امن سے مستفید ہو جن اغراض ملکی اور حاجات قومی کی تحریک سے انگلستان نے غیر ممالک پر قبضہ کیا وہی خواہشات اور ضروریات دوسرے ترقی یافتہ شاہان یوروپ کو ہین۔ ایک قومی سبب جو شاہون کو اور قومون کو جنگ پر مجبور کرتا ہے یہ ہے کہ یوروپ مین قومون نے صنعت اور حرفت مین حیرت انگیز ترقی کی ہے وہ تجارتی مال تیار کرتی ہین اور انکو اُسکی فروخت کی ضرورت ہوتی ہے جس رقبہ ملک تک اُنکی حکومت محدود

ہوتی ہے وہان تجارتی مال ضرورت سے بدرجہا بڑھکر ہوتا ہے۔ تو وہین محرک ہوتی ہین کہ ملکی
گورنمنٹ جدید ملکون کو فتح کرے تو اُنکا مال وہین فروخت ہوا کرے۔ انھین ضرورتون سے قوم
اٹلی اور اسٹریا اور جرمن اور اسپین مجبور ہوئی ہین کہ نو آبادیان قائم کرین۔ تاکہ اُن آبادیون
مین تجارت کو فروغ ہو۔ روسی ساخت کے تجارتی اشیاء روسی ضرورتون سے
زیادہ ہین اور شہنشاہ روس کو اُنکی قوم غیر ملکون کے فتح کرنے کی تحریک کیا کرتی ہے۔
وسط ایشیا مین روسی پیشقدمی کا خاص سبب یہی سمجھ مین آتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہین کہ یوروپ
کی حکومتون کا اقتدار جہانتک کہ غیر ممالک پر حاوی ہے اُن ملکون مین ایک دوسری حکومت
بجز اپنے قومی تجارتی منافع کے دوسری قوم کے تجارتی مال کے آنے اور فروخت ہونے کو پسند
نہین کرتی تو کیونکر خیال ہو سکتا ہے کہ روس فتوحات ملکی سے احتراز کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک
روس کی خواہشات ملک گیری ترقی پر ہین اور انگلستان دنیا مین اپنی مفتوحہ ممالک کو
بامن محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ جبکہ روس و انگلستان کے مشرقی تعلقات مین قربت ہوتی جاتی
ہے اور ملکی ناموری اور اغراض قومی کا پاس ولحاظ دونون کو ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ روس
صرف وسط ایشیا مین قناعت کرے گا۔ یا مرغاب کی سرحد اُسکی قومی ضروریات کے لیے مکتفی
ہوگی۔ انگلستان ساڑھے پچیس کرور نفوس پر ہندوستان مین حکومت عطا کرتا ہے۔ علاوہ اُسکے
خود اپنے موروثی ملک انگلینڈ اور دیگر جزائر و ممالک مین اُسکی رعایا لکھوکھا ہے تجارت اور
اراضی کے محصولات اور ٹکسون سے کرورہا روپیہ کی آمدنی ہے۔ اور مصارف بھی کرورہا ہین۔
چنانچہ ۱۸۶۸ء کے بعد سے ہندوستان کے محاصل نے غالبًا ستر کرور کے قریب ترقی کی ہے مگر
خرچ بھی سال بسال بڑھتا گیا ہے۔
بجٹ کے خذر و مد کے علاوہ ایک اور مسئلہ پر بحث ہوا کرتی ہے۔ بیان ہے کہ شہنشاہ اکبر کو کل
پندرہ صوبون مین سالانہ چودہ کرور روپیہ سے زیادہ وصول ہوتا تھا۔ شاہجہان کے وقت مین
بائیس کرور تک محاصل ہو گیا تھا۔ یہ بیشی دکن کی تسخیر سے ہوئی تھی۔ اس رقم مین کشمیر و
افغانستان کے صوبون کی بھی مالگذاری شامل تھی ورنہ ہندکی مالگذاری صرف پونے اکیس کرور

سلہ ہندوستان کا کل رقبہ آراضی ۱۳۰۲۶۲۲۴ مربع میل ہے اور آبادی ۲۵۳۸۹۱۸۲۱ ہے۔ آراضی
لائق زراعت غیر کاشت افتادہ کی تعداد ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۱ ایکڑ ہے اور آراضی ویران ۱۲۰۰۰۰۰۰۰ ہے۔

ماخوذ از رسالہ تجارت و زراعت ۱۲

تھی۔ اورنگ زیب کی کل مالگذاری مع آمدنی تجارت اسّی کرور تھی۔ شاہ عالم کے عہد مین ۳۴ کرور تھی۔ مگر ہماری بحث کا مقصود یہ نہین کہ ہندوستان کی مالگذاری سابقہ کا مقابلہ انگریزی مالگذاری سے کرین اور بغیر اُس زمانہ کی حالت پر غور کیے ثابت کرین کہ شاہان مغلیہ کی آمدنی انگریزی مالگذاری سے زیادہ تھی۔ ہم اپنے مقصود کے خلاف اس مقام پر یہی بیان کرنا چاہتے ہین کہ جب گورنمنٹ انگریزی کی مالگذاری کی آمدنی اُس آمدنی سے کم ہے جو اکبر اور شاہجہان اور عالمگیر کے عہد مین تھی تو بھی اُس زمانے کے کاشتکارون کی حالت پر اگر غور کیا جاے تو عملی ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ مزارعین انگریزی زمانہ کے مزارعین سے زیادہ تر مرفہ الحال تھے۔[1]

الغرض گورنمنٹ انگریزی کو مختلف صیغون سے جو آمدنی ہندوستان مین حاصل ہوتی ہے بدرجہا سابق کی آمدنیون سے بڑھی ہوئی ہے۔ اسکے مقابلے مین مصارف بھی ہین مگر یہ بحث بطور جملہ معترضہ ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ انگلستان کی گورنمنٹ اور اسکی قوم کو ہندوستان اور انگلستان اور دیگر جزائر اور ملکون سے جس قدر تجارت سے منافع اور سرکاری مالگذاری اور اور صیغون سے آمدنی ہے وہ روس کو ایشیائی اور یورپی روس سے ہرگز حاصل نہین ہوتی۔ روس کی کُل آمدنی سوا ارب بیان کیجاتی ہے۔ جسمین سے اڑتیس کرور روپیہ محکمہ جنگ کا سالانہ صرف ہے اور قریب چار کرور کے مصارف فوج بحری اور اُسپر اور زیادہ سترہ کرور روپیہ سالانہ جنگی زیرباریون سے قرض مین جاتا ہے یعنی آمدنی مین پچاس کرور روپیہ تو صرف فوجی کاروبار مین صرف ہوتا ہے۔ پنجاب ریویو کے فاضل اڈیٹر نے ایک بسیط مضمون روس و انگلستان کی تجارتی اور سرکاری اور قومی آمدنیون اور دولتمندی کے سرچشمون کے بلکہ کُل یوروپین سلطنتون کی آمدنیون کے باب مین لکھا ہے۔

بعد مقابلہ ہر سلطنت کی آمدنی اور قومی دولتمندی کے اُسنے ثابت کیا ہے کہ حضور قیصرہ ہند کی گورنمنٹ اور انگلش قوم سے بڑھ کر یورپ اور ایشیا مین کوئی سلطنت اور قوم دولتمند نہین ہے اور دنیا مین جس کثرت سے انگلستان کی رعایا ہے یہانتک کہ کرورہا مین اُسکا شمار ہو سکتا ہے۔ اُسقدر رعایا دوسری سلطنت یوروپ کے سایۂ اقتدار مین نہین ہے۔ روس کا

[1] ابن بطوطہ اور دیگر اس زمانہ کے مورخین و سیاحون کے بیان سے اسکی شہادت بہم پہونچ سکتی ہے

نہ فرقون کا مباحثہ ومناقشہ ہے اور نہ روس کے امور سلطنت مین ویسی تعویق ہوتی ہے جیسے کہ انگلستان مین مشورہ کرتے کرتے دیر ہو جایا کرتی ہے۔ سید[1] خیر الدین نے شخصی اور پارلیمنٹری حکومت کے معائب اور محاسن بیان کرکے اس امر کا تذکرہ کیا ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ شخصی سلطنت مین اُسکے بادشاہ کو اختیار ہے کہ فوراً فوج کشی کا حکم صادر کرے اور پارلیمنٹری اور جمہوری حکومتون مین جبتک کہ کل مراتب کو قوم تسلیم نہ کرے اُسوقت تک کچھ ہو نہین سکتا۔

شہزادہ بسمارک نے بھی انگلستان پر اسی قسم کا طعنہ اُس زمانہ مین کیا تھا۔ جبکہ نوآبادیون کی نسبت سلطنت جرمنی اور انگلستان کے درمیان کسی قدر کشمکش ہو گئی تھی۔ بسمارک کی طعنہ آمیز اسپیچ فارن کا غذات کی نسبت تھی۔ ان سب تقریرون سے نتیجہ یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ انگلستان نہ فوراً جنگ کرسکتا ہے اور نہ صلح اور نہ انگلستان مین شخصی حکومت ہے۔ مگر انگلستان کا منصب صدارت عظمی ایسا مشکل اور دشوار ہے کہ کسی شخصی سلطنت یہانتک کہ جمہوری سلطنت فرانس وغیرہ کے پریسیڈنٹ کا بھی نہین ہو سکتا۔ انگلستان جب جنگ کرتا ہے تو اُسکا وزیر اعظم مشکلات مین پھنس جاتا ہے اُسکو جنگ کا انتظام اور اپنے ملک کے اعزاز قائم کرنے کی تدبیرین علٰحدہ کرنا پڑتی ہین اور قوم کو علٰحدہ سمجھانا ہوتا ہے۔ جس عالی دماغی سے وزیر اعظم انگلستان ملک کے بڑے بڑے کامون کو انجام دیتا ہے اور قومی قضیون کو طے کرتا ہے۔ جرمن اور روس کے وزیرون کو نہ وزیر اعظم انگلستان کی طرح محنت اور جفاکشی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ قوم کے سمجھانے اور قومی اختلافات دور کرنے کا خیال ہوتا ہے۔

روس و انگلستان کے طرز حکومت مین بحیثیت جنگ مذکورہ بالا فرق قابل تسلیم ہے مگر انگلستان کے اصول حکومت مین جو برکات ہین وہ شخصی حکومت مین ہرگز نہین ہین فقط

---

[1] کتاب نظم الممالک مین ۱۲

اعلان

کل حقوق اس کتاب کے محفوظ ہیں۔
کوئی صاحب بدون اجازتِ مصنف قصدِ طبع
نہ فرمائیں کہ بعوض نفع نقصان اٹھائیں گے

المشتہر۔ حافظ رضی عالم۔ لکھنؤ۔
قیصر باغ

حصہ اول

سلسلہ مضامین متعلقہ بحث

مسٹر ویلفرڈ بلنٹ کی اسپیچ در باب تعلیم مذہبی اور جو اڈریس
مسلمانان ہند کی جانب سے دئے گئے

مرتبہ منشی سید اکبر حسین منصف درجہ اول

علی گڈھ

حسب ارشاد جناب کنور محمد فیاض علی خاں صاحب رئیس
اسپیشل مجسٹریٹ پہاسو ضلع بلند شہر کے

سید المطابع میرٹھ میں چھپا

تمہید

سیلون اور کلکتہ مین بہی معزز اور ذی رتبہ مسلمانون کی جانب سے مسٹر بلنٹ کو ایڈریس دیے گئے اور اونہون نے اسپیچین کین۔ کلکتہ مین جو عظیم الشان جلسہ بہ اہتمام جناب نواب عبد اللطیف خانصاحب بہادر منعقد ہوا تہا اوسمین شہزادگان خاندان اودہ و میسور و جناب امیر الدولہ بہادر و دیگر اکابر بہی تشریف فرما تہے اور بہ سبب ایام میلہ نمایش کے ممالک مغربی و شمالی و اودہ و دیگر حصص ملک کے مسلمان بہی موجود تہے لیکن ان جلسونکی کوئی مکمل رپورٹ مشتہر نہین ہوئی۔ اور نہ اوسوقت مجہکو یہہ خیال تہا کہ یاد داشت لکہتا۔

اب معزز احباب کی فرمایش سے مین نے انگریزی اور اردو اخبارات کے فائل سے ترجمہ اور انتخاب کر کے اس مجموعہ کو مرتب کر دیا ہے۔ افسوس ہے کہ اسکے چہپنے مین بے انتہا دیر ہوئی اور اب وسکو بجاے (ٹائمز اوڈی دے) کے ایک ہسٹری کہنا چاہیے۔

ان ورقون مین کوئی نئی بات نہین ہے بجز اسکے کہ ایک انگریز نے سرگرمی سے مسلمانونکی مذہبی تعلیم کی حمایت کی ہے۔ لیکن یہی ایک نئی بات اس لئے کافی ہے کہ یہہ اوراق دلچسپی کے ساتہہ پڑہے جائین اور مختلف خیال و مذاق کے لوگ اوسپر طرح طرحکی رائین قایم کرین +

مسٹر بلنٹ کی عام پولٹیکل راے اور طرز طبیعت و انداز خیال سے اور اوس تعلق سے جو اونکو گورنمنٹ اور پارلیمنٹ انگلستان و معاملات مصر سے تہا یا ہے زیادہ واقفیت حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ اس سلسلہ تالیف کے حصص دوم و سوم و چہارم بہی پڑہے جائین حصہ چہارم مین سر لیپل گریفین صاحب کا وہ مشہور آرٹیکل مندرج ہے جو اونہون نے مسٹر بلنٹ کی تردید مین لکہا ہے +

سید اکبر حسین مصنف علی گڈہ
۱۲ - ۹ - ۸۶ ء

مسلمانون مین جو آج پیش نظر ہین اور جن پر گفتگو کیجاتی ہے

مسٹر و لیڈی بلنٹ بمقام پٹنہ جسکو مؤلف نے اخبار انڈین کرانیکل پٹنہ مطبوعہ ۱۴ جنوری ۱۸۸۴ء سے ترجمہ کیا

مسٹر بلنٹ صاحب معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے ۷ جنوری کو بروز دوشنبہ پٹنہ مین تشریف لائے اور ہمارے لائق اور معزز رئیس شہر قاضی سید رضا حسین کے مکان پر جو شہر کی عام آبادی مین واقع ہے قیام فرما ہوئے ۔ مسٹر بلنٹ صاحب نے بلا لحاظ اُن وقتون کے جو خلاف عادت ایک عالی رتبہ انگلشمین کو کسی شہر ہند کی عام آبادی کے وسط مین قیام کرنے سے ممکن ہین قاضی صاحب کے مکان مین قیام فرما کر اپنی اس خواہش کا بے انتہا خلوص ثابت کیا کہ مسلمانون کے خیالات کو اور جو کچھ اونپر گذرتی ہے اوسکو دریافت کرین فی الحقیقت سفر ہندوستان سے اصلی غرض صاحب ممدوح کی یہی ہے ۔ پٹنہ اور بانکے پور کے سر برآوردہ مسلمان ہمارے معزز مہمانون سے ملنے کو آئے اور اونکے دلربا طور وطریق اور غایت حسن اخلاق کو دیکھکر حیرت مین رہگئے ۔ خصوصاً لیڈی بلنٹ صاحبہ کی اندازِ دلجوئی مسلمانان تو نہایت ہی موثر قلب ہی ۔ ان دونون صاحبون مین کس قدر خلوص کے ساتھہ یہہ آرزو اور خواہش نمایان ہی کہ اسلام کی رونق گذشتہ جلد تر عود کرے ۔

جن مسلمانون سے آجتک کبھی انگریزون سے ہاتھہ ہی نہ ملایا تھا وہ بھی مسٹر بلنٹ صاحب سے ملنے گئے اور گویا مسٹر بلنٹ کا کلمہ پڑھتے ہوسے گھر پھرے - متصل شہر کے دیہات کو صاحب موصوف نے ملاحظہ فرمایا اور اس بات سے مطمئن ہوئے کہ ان دہقانون کی حالت بہ نسبت اُسی طبقہ خلائق ساکنان مدراس کے بہتر تھی - جناب نواب ولایت علیخان صاحب بہادر سی آئی اے نے صاحب موصوف کے لئے ایک ایوننگ پارٹی منعقد کی جسکو حضار جلسہ کی کثرت نے بڑی رونق دیدی اوس موقع پر مسٹر بلنٹ صاحب نے ایک اسپیچ یعنے تقریر کی جسکا سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک قایم رہا -

اہل پٹنہ کو بڑا تاسف ہوا کہ صاحب ممدوح زیادہ قیام نہ فرماسکے اور معہ لیڈی صاحبہ کے سہ شنبہ کے روز بنارس تشریف لے گئے جہان مہاراجہ صاحب بنارس اونکو اپنا مہمان عزیز بنائین گے وہان سے صاحب ممدوح الہ آباد تشریف لیجائینگے اور سر الفرڈ لائل صاحب لفٹنٹ گورنر کے ساتھہ چند روز قیام فرمائین گے بعدہ علی گڈہ کی طرف تشریف لیجائین گے ❊

اسپیچ مسٹر بلنٹ صاحب بمقام پٹنہ

اے حضرات - میرا دل مطمئن و مسرور ہے کہ مسلمانان ہند نے ہر مقام پر خصوصًا آج پٹنہ مین نہایت خلوص اور محبت سے میرا خیر مقدم کیا - جب مین نے عزم سفر ہند کیا تھا تو مجھہ سے مصر کے ایک عالم شیخ نے کہا تھا کہ آپ کے لئے ناممکن ہوگا کہ مسلمانان ہند کو اپنی ہمدردی کے خلوص و صدق کا یقین دلائے -

محض یہہ امر کہ آپ ایک انگریز ہین - آپکی طرف سے اُون لوگون کے دلپر مہر لگادیگا - لیکن یہہ معاملہ پیش نہین آیا اور مجھکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مین آجکی شب آپ لوگون مین بلا خطر اس بات سے کہ میرے نسبت غلط فہمی واقع ہو مین اپنی آزادی کے ساتھہ گفتگو

کر سکتا ہون - مجھسے یہہ استدعا کی گئی ہے کہ آپ لوگونکی حالت کی نسبت اپنی رائے
ظاہر کرون اور جن خرابیون نے آپ کو چارون طرف سے گھیر رکھا ہے اوسکے علاج
کی نسبت کچھہ کہون - میری رائے مین جو دو باتین اہم او ضروری ہین وہ یہہ ہین کہ اوّلاً
آپ لوگ باہم زیادہ تر متفق و متحد ہو جائین اور دوسرے یہہ کہ تعلیم و تربیت زیادہ تر عام کردین
مین دیکھتا ہون کہ مسلمانان ہند کو اپنی وقعت اور قوت قایم رکھنے کے لئے ہندوون سے
مقابلہ کرنا پڑیگا - اب ہر سال ملکی انتظام ہندوستانیون کے ہاتھہ مین زیادہ تفویض
ہوتا جائیگا اور وہ وقت بہی میری نظر مین ہے کہ کل انتظام ہندوستانیون ہی کے ہاتھہ
مین دیدیا جائیگا - لیکن مسلمانون نے اگر اسکے لئے طیاری نہ کی تو اس گھوڑدوڑ مین
پیچھے رہ جائینگے اور ہار جائینگے پس ضرور ہے کہ مسلمان لوگ بہ نسبت اس حالت
تفرقہ کے جس مین وہ اسوقت ہین ایک زیادہ تر مضبوط اور مجموعی حالت پیدا کرین
یہ سب اختلافات کے ان مین جو باہمی فاصلہ ہین ان فاصلون کو نہایت کم کردین اور
سب کے سب مل جلکر ایک مجموعی مستحکم حالت پیدا کرین - اسطور پر وہ اپنی کمی تعداد
کے نقص کو پورا کرلینگے - مجکو نہایت افسوس ہے کہ بعض امور مین جو رائے پر منحصر ہین مسلمانون
مین اختلاف پڑگیا ہے اور اونکے دو فرقے ہو گئے ہین - دونون فرقے اسلام کی ترقی چاہتے
ہین لیکن مختلف راہ سے - ایک فرقہ چاہتا ہے کہ خیالات و عادات مین یوروپین کے مشابہ ہوجائے -

---

[1] مسٹر بلنٹ صاحب نے مسلمانان ہند کی تعلیم کے باب مین جو کچھہ فرمایا ہے اور اوسکے لیے جو کوشش
کی ہے اور جو قیاسی نتائج ظاہر کی ہے اوسکی نسبت مسلمانون نے کچھہ غلط فہمی نہین کی وہ صدق دل سے انکا شکریہ ادا کیا ہے
لیکن فیوچر آف اسلام مین جو خیالات ظاہر کئے گئے ہین انسے مسلمانون کی طبیعت مین کچھہ جوش پیدا نہین ہوئی ہمین مصنف
کا اور ہمارا دونونکا قصور ہے مصنف کا یہہ قصور ہے کہ اوسنے مسٹر جون کی بات پر بہت زیادہ اعتماد کرلیا ہے
اور حد سے زیادہ اونکی ہمدردی کی ہے ہمارا یہہ قصور ہے کہ ہم ترکی اور عرب کی موجودہ اصلی حالات
اور انکی اقوام کے طبایع سے ناواقف ہین - [illegible]

دوسرا فریق چاہتا ہے کہ اسی قدیم بنیادون پر ترقی کی عمارتون کو قایم کرے جہانتک میری ذاتی راے کو تعلق ہے بہ نسبت فریق اول کے فریق دوم کے ساتھہ اتفاق اور ہمدردی کرتا ہون مجکو تو یوروپ مین اخلاق و تہذیب کے کچھ حالات معلوم ہین اور مین نے اونکو بہت نزدیک سے دیکھا ہے لہذا مین اونکو سراپا قابل ثنا و صفت نہین تصور کر سکتا۔ میری دانست مین مشرقی تہذیب اپنے لئے خود ایک آیندہ حالت رکھتی ہے اور وہ حالت بلحاظ اکثر امور کے زیادہ تر عمدہ معلوم ہوتی ہے بہرکیف ایک بات مین تو سب لوگ تسلیم کرلینگے کہ مشرق کو تفوق حاصل ہے۔ مشرق نے اُس ایمان کو (جو اُسکو ورثتًا ملا ہے) قایم رکھا ہے جسکو یوروپ نے کھو دیا ہے۔ اور مسلمانون نے جو خداے واحد پر سچا یقین رکھا ہے یہہ حقیقت مین ایک نعمت بے بہا ہے۔ مجکو رنج و الم ہوگا اگر اونکی یہہ نعمت خطرہ مین پڑ گئی اور مین اُن لوگون کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون جنکو یہہ اصرار ہے کہ مسلمانونکی تعلیم مین اسلامی تعلیم اور اسلامی انتظام سب پر مقدم ہے یہی وجہ ہے کہ آج مین اپنے ایک مسلمان دوست کو اس خیال سے بہیر رہا تہا کہ وہ اپنے بچہ کو انگلستان کے اسکول مین بہیجدے میری راے ہے کہ اسمین بڑا خطرہ ہے۔ جب لڑکا سن مناسب پر پہونچے اسکے اوضاع مستقل طور پر قایم ہو جائین اور اوسکا عقیدہ مضبوط اور مستحکم ہو جاے اوسوقت البتہ سفر یوروپ نقصان سے خالی ہوگا لیکن اُس سے پہلے۔ اسی طرح مین یہہ خیال کرتا ہون کہ گورنمنٹ نے جو اسکول و رکالج ہندوستان مین مہیا کردئے ہین اونکی حالت مسلمانون کے لئے بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ ہندوستانیون سے زیادہ کوئی خلقت اپنے اُستاد کا ادب نہین کرتی پس معلم کے مذہب یا لامذہبی کا اثر خواہ مخواہ شاگرد پر پڑتا ہے گو وہ معلم صرف ریاضیات ہی کی تعلیم دیتا ہو۔ میری دانست مین یونیورسٹی کلکتہ مین ایک مسلمان پروفیسر بہی نہین ہے جو لکچر دیتا ہو بلکہ خود مدرسہ مین بہی صاحب پریسیڈنٹ اور اوسکے نیچے درجے کے سب مدرس یوروپین ہین۔ اگر یہی حالت ہے تو یقینًا مسلمانون کو ضرور ہے کہ ہاتہہ پاون

بلادین اور اپنی تعلیم کا خود بندوبست کرین - اسوقت ایسے مسلمانون کے ملنے مین کچھہ دقت نہین ہے
جو ہر قسم کی تعلیم دے سکین لہذا میری یہہ تجویز ہے اور یہہ تجویز مین نے انجمن اسلامیہ کلکتہ مین بھی پیش
کی ہے کہ مسلمانان ہند خود اپنی ایک یونیورسٹی (دار العلم) قایم کرین جسکا نظم و نسق بالکل انہین
کے ہاتھہ مین ہو - مین آپ لوگونکو آگاہ کرتا ہون کہ ایسے اغراض کے لئے گورنمنٹ سے مدد
کی امید رکھنا بے فایدہ ہے - گورنمنٹ کا میلان طبع اس جانب ہے کہ مذہبی تعلیم کا حصہ [illegible]
کیا جاے - سلطنت صرف دنیاوی تعلیم کی مددگار ہے - لیکن مجھکو یقین ہے کہ جب یہہ مقصود
مسلمانونکے سامنے صاف طور پر پیش کیا جائیگا اور وہ دیکھین گے کہ ہمین اپنی مذہبی غرض حاصل
ہے تو مسلمان لوگ بہت خوشی سے مددگار ہو جائینگے اور بڑی بڑی رقمین اس کام کے لئے
دینگے - کلکتہ مین جب سے مین نے یہہ خیال ظاہر کیا ہے اسوقت سے اکثر ذی حیثیت اور دولتمند اشخاص
نے مجھہ سے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے اور مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اور بھی بہت سے مسلمان مخیر اور ایسی
پیش بہا تجویز مین شریک ہوکر اسکالرشپون اور پروفیسرونکی مستقل تنخواہین بذریعہ خاص سرمایہ
مجتمعہ کے مقرر کر دینگے جنکے ساتھہ اونکا نام گرامی ہمیشہ نیکی کے ساتھہ زندہ رہیگا اور جسکے ذریعہ سے
اونکے بچونکی سچی عمدہ تعلیم کا بندوبست ہو جائیگا جو تمام علوم دنیوی پر بھی حاوی ہوگی اور علم
دین بھی سکھاویگی - اس ذریعہ سے مسلمانون کے مذہبی خیال کا ایک مرکز بھی پیدا ہو جائیگا - اور
بوجہ اتحاد طریق تعلیم کے انکے ارادون اور عملون مین بھی ایک قسم کی یکسانی اور یکجہتی پیدا ہوگی جو

ملہ میری راے مین بہت دقت ہی بلکہ ناممکن ہے - اور اگر ممکن ہو بھی تاہم مقتضای عقل یہہ ہے کہ اعلی تعلیم کی غرض سے
انگریزی زبان انگریزہی سے سیکھی جاے - البتہ یہہ بندوبست ہونا چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو زیادہ تر مسلمان پروفیسر
و معلم ہون - مین جانتا ہون کہ کمیٹی مدرسۃ العلوم علیگڈھ بقدر امکان اس بندوبست کی موید ہے - سیمولف
مد جن لوگون نے مصنف کا یہہ مطلب سمجھا ہے کہ اس یونیورسٹی سے خلاف مذاہب رفع ہو جائیگا وہ غلطی پر ہین مصنف کا یہہ
نشا ہے اور یہی ہوسکتا ہے کہ جس مذہب کے بڑے بڑے علما کسی مقام پر جمع ہوکر اظہار خیالات شایستہ و مستند مین مصروف ہونگے وہ
جگہہ اس مذہب کے لوگونکی نظر مین خواہمخواہ وقعت رکھیگی اور یہہ بات ایسی روشن ہے کہ اسپر دلیل کی حاجت نہین سیمولف

اسوقت معدوم ہے۔ تین سال گذرے ہین سنے دیکھا تھا کہ علما قاہرہ ایسے ہی منصوبے کر رہے تھے تاکہ دار العلوم ازہر کی قدیمی عظمت و شان پھر عود کرے۔ اگر مصر مین اس خواب کی تعبیر پوری نہ ہوئی تو ہندوستان کے لیئے کونسا امر مانع ہے[1] کہ اسلام کی علمی و باطنی ترقیون مین علم پیشوائی بلند کرے۔ یہہ ایک بہت بڑی بات ہے جو مین نے زبان سے نکالی ہے اور اس لائق ہے کہ آپ لوگ اوسپر غور کرین مین تو آپ صاحبون مین ایک اجنبی محض ہون ور مسافرانہ وارد ہوا ہون مین اس سے زیادہ اور کیا کرسکتا ہون کہ آپ کو ایک صلاح بتا دون۔ پس میری یہہ خواہش ہے کہ مسلمان لوگ بلا توقف ایک کمیٹی خازن البضاعہ منعقد کرین۔ اور مجکو امید ہے کہ سب فریق اس بڑے مذہبی کام مین شریک ہونگے یہہ ایسا کام ہے جس سے اونمین علمی اتحاد بھی پیدا ہوگا جسکی اونکو نہایت ضرورت ہے فقط

مسٹر ولفرڈ بلنٹ و لیڈی بلنٹ اور مدارات

بمقام الہ آباد منقول از جام ہند مطبوعہ ۱۴ جنوری ۱۸۸۴ء

اس نام نامی سے تمام مسلمان ہندوستان کے واقف ہین اسلئے اونکے حالات لکھنے کی کوئی ضرورت نہین ہے ہم صرف اونکے واقعات تشریف آوری الہ آباد لکھتے ہین صاحب ممدوح و لیڈی صاحبہ ممدوحہ ۹ جنوری بروز چارشنبہ کو ساڑھے سات بجے رات کی ڈاک گاڑی پر مقام بنارس سے جہان وہ مہاراجہ صاحب بہادر کے مہمان تھے رونق بخش سٹیشن الہ آباد ہوئے اونکے استقبال کے واسطے جماعت کثیر عمائد مسلمانون کی اسٹیشن پر حاضر تھی اونکی تعداد قریب دو سو کے تھی۔

شاہ اسد علی صاحب و منشی مولا بخش صاحب وکلاے عدالت ہائیکورٹ و منشی امیر الدین صاحب بارسٹر و مولوی سید فرید الدین احمد خانصاحب رئیس کڑا و سب جج کانپور

---

[1] یہہ امر مانع ہے کہ علم دین کے حاصل کرنے والی عزت و معاش کا کوئی بندوبست نہین ہے۔ مذہبی آزادی صرف ایک دل خوش کن لفظ ہے۔ مولف

ونشی سید اکبر حسین صاحب وکیل الہ آباد و منصف علی گڈہ و دیگر عمائد و رؤسا موجود تھے اور
ایڈی کانگ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے ہی استقبال کے لئے تشریف لائے تھے
صاحب ممدوح معہ لیڈی صاحبہ پلیٹ فارم پر اونر گرجماعت مسلمانون سے نہایت خوشی
اور کشادہ پیشانی سے ملے اور مولوی فریدالدین احمد خانصاحب نے سبھونکو ملایا چونکہ اوسی روز
جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے ہان تقریب آمد بلنٹ صاحب کے عام عمائد انگریزون کی
کی دعوت تہی جس سے صاحب ممدوح جلد گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے اور ۱۱ جنوری جمعہ کو
میوہال مین ایک مجمع کثیر عمائد اہل اسلام کہ جس مین تمام علماء و اکابر ہر دو فریق اہل اسلام کے
جمع تہے - ایک اڈریس مولوی سید فریدالدین احمد صاحب نے از جانب مسلمانان شہر و
نواح الہ آباد پیش کیا اور اوسکا جواب جو مسٹر بلنٹ نے دیا اوسکا ترجمہ اوسی وقت مولوی
حشمت اللہ خان ایم اے جو زبردست فاضل ہین حاضرین کو سناتے گئے - مل اڈریس
کے پیشتر عربی نظم مدحیہ مولوی محمد حسین صاحب نے پڑہی - یہہ مجمع نہایت پرتکلف تہا گیاس
کی روشنی بکثرت تہی اور رؤسا اہل اسلام کی زرق برق لباس اونکے تقدس باطنی اونکی وجاہت
ظاہری اوس مکان عالیشان کو نہایت عظمت و رونق دی رہی تہی گیارہ بجے وہ جلسہ
برخاست ہوا - سید لیاقت حسین صاحب انسپکٹر شہر و حافظ مراد اللہ صاحب اوسکے
نائب کا انتظام وقت استقبال قابل تحسین تہا +

اڈریس مقام الہ آباد

جناب مسٹر ڈبلیو اس بلنٹ صاحب - ہم مسلمانان الہ آباد بحیثیت قایم مقامی جمیع مسلمانان
الہ آباد کے آج اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ آپ کا خیر مقدم کہین اور اپنی احسانمندی کے
خیالات کو جو آپکی نسبت ہمارے دلون مین ہین ظاہر کرین - آپ نے محض مسلمانونکی حالت
زار پر رحم کرکے ایک بڑا سفر اختیار کیا ہے اور مصارف اور تکلیفونکی پروا نہین کی -

آپ نے جو خاص کام اپنے ذمہ لیا ہے اُس سے بیشک مسلمانون کو اپنی خوش قسمتی پر ایک غیر معمولی خوشی ہے - آپ نے مسلمانون کو انگلش گورمنٹ کی وفادار رعایا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم نہایت خوشی سے آپ کو یقین دلاتے ہین کہ فی الواقع ہم لوگ اپنی قیصر ہند ملکہ معظمہ خلد اللہ ملکہا کی نہایت وفادار اور جان نثار رعایا ہین ہماری مذہبی تاریخ مین کوئی امر ایسا نہین ہے جو ہمارے دلون مین اِسکے خلاف کوئی خیال پیدا کر سکے - جو فوائد امن وآرام اور ترقی تہذیب کے ہمنے برٹش گورمنٹ کے ظل حمایت مین حاصل کیئے ہین وہ بلاشبہ ایسے ہین کہ ہم اِس گورمنٹ کے لئے جان ومال سے حاضر ہین - آپ نے جو کتاب مسمی بہ فیوچر آف اسلام مسلمانون کی مذہبی حمایت مین تصنیف فرمائی ہے اوسکی اس ملک مین بہت شہرت ہے اور ہم لوگ بہت شوق سے اُسکے ترجمہ کے شایع ہونے کے منتظر ہین - اگرچہ اُسکے مضامین ومطالب مندرجہ پر ہمکو ابہی پوری آگاہی نہین ہے - لیکن ہمکو دریافت ہوا ہے کہ آپ نے برٹش گورمنٹ کو صلاح دی ہے کہ وہ مسلمانون کی حامی مذہب بنجاے ؛

جناب من بحیثیت ایک انگلشمین ہونیکے بلاشبہ آپ پر فرض ہے کہ اپنی گورمنٹ کے استحکام اور نیکنامی کے لئے جس امر کو عمدہ اور مفید سمجھئے اُسکو اپنے ہم ملکون کے سامنے پیش کیجئے اور اُسپر زور دیجئے ہمکو اس باب مین کچھ زیادہ کہنا غیر ضروری ہے - لیکن آپکا یہ خیال بیشک بہت صحیح ہے کہ مسلمانون کو ایک آیندہ زندگی اور حالت جزا وسزا پر پورا یقین ہے اور اس سبب سے اونکو اپنے اُس مذہب کے قایم رکھنے کی بہت زیادہ فکر ہے جو صرف چند عقائد اور خیالات کا مجموعہ نہین ہے بلکہ جسکی صحیح اور سچی پابندی اس دنیاوی زندگی مین بہی عملی طور پر درستی اخلاق اور حسن معاشرت اور خیرخواہی خلائق اور گورمنٹ عادل کے ساتھ وفاداری کے لئے نہایت قوی اثر رکھتی ہے - ہم لوگ اپنے اس خیال کو بہی ظاہر کرنے سے باز نہین رہ سکتے کہ برٹش گورمنٹ نے نہایت نیکدلی اور فیاضی اور انصاف سے

ہم لوگونکو مثل دیگر اہل مذاہب عایای برٹش کے اپنی فرایض مذاہب کے بجالانے مین
پوری آزادی عطا کی ہے اور ہمارے دل اس سبب سے اطمینان اور شکر گذاری سے بہرے
ہوے ہین ۔ اب آخر مین ہملوگ جناب لیڈی بلنٹ صاحبہ کا شکریہ ہی نہایت سچے دل سے
ادا کرتے ہین کہ اُنہون نے تمام مصائب سفر برداشت کیے ہین اور کمال توجہ اور سرگرمی
سے آپ کے مقاصد کے برلانے مین آپکی شریک و معین ہین اس باب مین اُنکی نیکدلی
اور فیاضی اور مسلمانون کے ساتہہ ہمدردی یقیناً بے نظیر ہے ۔ ہم لوگ آپ کا اور لیڈی
بلنٹ صاحبہ کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتے ہین اور نہایت جوش دل سے یہہ دعا کرتے
ہین کہ خدا آپ صاحبون کو جزاے خیر عطا کرے اور آپ اپنی راہ سعی مین ہر قدم پر ہم
آغوش کامیابی ہون +

اسپیچ مقام الہ آباد جسکو مترجم فیوچر آف اسلام نے ترجمہ کیا

ای حضرات مین اس بات سے مایوس ہون کہ اُس بے حد عزت کا جو آپ
صاحبون نے آجکے دن جو آپ کا بڑا متبرک دن[1] ہے اور اُس خوشی کا جو آپ کے خطبہ
خیر مقدم سے آجکے شب مجکو حاصل ہوئی ہے کافی اور مناسب طور پر آپ صاحبون کا شکریہ
ادا کرسکون ۔ لیکن آپ لوگون نے جو یہہ یقین میری نسبت ظاہر کیا ہے وہ صحیح ہے کہ مین تمام تر
آپ صاحبونکی ساتہہ ہمدردی مین مصروف ہون اور آپ کے عمدہ اور اعلی مقاصد و اغراض
کے برلانے مین ہمہ تن مشغول ہون ۔ جب مین نے ابتداءً مسلمانون مین سیاحت شروع
کی تو مین افسوس کے ساتہہ اقرار کرتا ہون کہ میرا مقصود بجز سیر و سفر اور مشاہدہ عجائب و غرائب
عالم اور تبدیل آب ہوا کی جیسا کہ اور سیاحون کا مقصود ہوتا ہے اور کچہہ نہ تہا لیکن واقعات ایسے
پیش آگئے یا شاید یون کہنا چاہیے کہ خدا کی مرضی یہ ہوئی کہ مین نے اُن خدمتون پر زیادہ
توجہ کی جنکو مین بجا لا سکتا تہا ۔ جن لوگون مین مین نے سفر کیا اُنہون نے بڑی مہربانی کا

[1] بارہوین ربیع الاول +

برتاؤ مجھہ سے کیا اور اثنای سفر مین مسلمانون کی قوم کی بڑی شکرگذاری میرے دل مین محسوس ہونے لگی - آپ لوگونکی حسن معاشرت اور اخلاقی نیکیون نے اور آپ کے ذہنی قوا اور مذہبی خیالات نے میری توجہ کواپنی جانب رجوع کیا - مجھکو معلوم ہوا کہ بہت سی باتون مین نسبت اپنے ہم نسل آدمیون کے مین آپ لوگون کے ساتھہ زیادہ تر اتفاق اور ہمدردی کرتا ہون بعد اسکے تغیر واقعات نے میرے خیالات کو آپ لوگونکی پولیٹکل زندگی اور آپ لوگونکی امید وبیم اور خواہشون اور حوصلون کے دائرہ مین جگہہ دی سے مین یہہ سمجھا کہ مین ان باتون کو اچھے اہل ملک کو وضاحت کے ساتھہ سمجھا سکونگا اور اسطرح پر آپ کی ترقیونکا ممد ومعاون ہو سکونگا چنانچہ مین نے وہ کتاب فیوچر آف اسلام تصنیف کی جسکا ذکر آپ نے اپنے اڈریس مین کیا ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے آپکے مطالب کی تائید کرون اور انگریزونکو وہ امور صاف صاف بتا دون جو آپ سے اور آپ کے ذریعہ سے تمام دنیا سے متعلق اور قابل فیصلہ ہین - لیکن جو کچھہ تھوڑی سی دانشمندی اُس کتاب مین صرف ہوئی ہے اُسکے لئے آپ بہت کچھہ میری ثنا وصفت نہ کیجے باوجود اغلاط اور نقایص کے جو کچھہ باتین اُسمین مندرج ہین وہ خود آپ ہی لوگون سے مجھے ملین ہین یعنی اُن علمای مذہبی سے جن سے اکثر ملکون مین خصوصاً قاہرہ مین مجھہ سے گفتگو ہوئی اُنہین نے ان باتون کا مجھکو خیال دلایا ہے اُنکو ترتیب دینا اور اُن سے اخذ نتایج کرنا میرا کام تھا - بااین ہمہ آپ صاحبون نے جو میری ناچیز تصنیف کی قدر کی ہے اور اُسکو ترجمہ کیا ہے اور چھپوایا ہے اِسنے مجھکو اسقدر اُمید سے زیادہ مسرور ومطمئن کیا ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا آیندہ کی حالت خود آپ لوگون کے ہاتھہ ہے - لیکن اگر مین نے کسی طور پر آپ صاحبونکی خیرخواہی کی ہے تو آپ مطمئن رہئے کہ مین زمانہ آیندہ مین بھی آپ کی خدمت گذاری اور خیرطلبی مین مستعد ومصروف ہونگا - سواے اسکے اور کچھہ میری آرزو نہین ہے کہ آپ کو کامیاب وخوش حال دیکھون - یہہ دیکھون کہ اسوقت دنیا مین میدان ترقی مین کوششونکی گھوڑدوڑ جو ہورہی ہے اُسمین آپ لوگون نے دربائی کی قابلیت پیدا کرلی ہے - اور یہہ دیکھون کہ آپ سب پر سبقت

لیگی اور نجمند ہوے - ہندوستان مین بحیثیت ایک انگلشمین کے صرف چند الفاظ مین میں آپکو صلاح دونگا اور آجکی شب اسیقدر الفاظ کہونگا - انگلش گورنمنٹ نے جو حسن اتفاق سے آزادی دی رکہی ہے اور موئد ترقی ہے اُسکا فائدہ اٹہائیے - اپنے تئین تعلیم یافتہ بنائے اور اسطور پر اپنی حالت کو مضبوط کر لیجے - اب آخر مین پہر ایک مرتبہ اپنی طرف سے اور لیڈی این بلنٹ کی طرف سے آپ صاحبون کا شکریہ بوجہ اُس عزت کے ادا کرتا ہون جو آپ صاحبوان نے مجکو دی ہے - لیڈی این بلنٹ میرے ساتہہ آپ صاحبون کی سیاحت ملک مین تمام دعوتون کی شریک رہین ہین اور جسطرح مجکو آپ کے خیالات کے ساتہہ ہمدردی ہے اُسی طرح اُنکو میرے خیالات کے ساتہہ اتفاق اور ہمدردی ہے ٭

مدارات مقام لکہنو منقول از حامی ہند مطبوعہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۴ع

۱۵- جنوری کو صاحب ممدوح ۱۱ بجے دن کو مقام الہ آباد سے تشریف فرماے لکہنو ہوے کانپور کے دونون اسٹیشنون پر بکثرت عمائد اہل اسلام نے اُنکا استقبال کیا مولوی عبداللہ صاحب بلگرامی عالم مشہور نے ایک اڈریس زبان عربی مین اُنکے روبرو پیش کیا - صاحب ممدوح ساڑہے آٹہہ بجے شب کو لکہنو پہونچے - مولوی فریدالدین احمد خان صاحب بہی صاحب کے ہمراہ ہتے - اسٹیشن پر جناب امیرالدولہ سعیدالملک راجہ امیر حسن خانصاحب بہادر مستارجنگ اور بہت سے تعلقدار اور شاہزادگان اودہ و روسا و عمائد شہر نے نہایت تپاک سے استقبال کیا صاحب ممدوح راجہ صاحب معلی القاب کی کوٹہی مین فروکش ہوکر یہان جیسے جیسے معزز مہمان و میزبان کے شایان تہا اُسی طرح سامان دعوت و آرایش مکان بہی عمل مین آے -

۱۸- جنوری روز جمعہ کو ایک بہت بڑا جلسہ قیصر باغ کی بارہ دری مین ہوا کہ جسمین جماعت اہل اسلام لکہنو کی جانب سے صاحب ممدوح کو ایک ایڈریس دیا گیا جسکے جواب مین صاحب ممدوح نے بعد اداے شکریہ حاضرین نسبت تعلیم مسلمانان ہند تقریر دو گہنٹے سے زائد فرمائی -

تمام علمای فرنگی محل وخاندان اجتہاد مولانا دلدار علی صاحب مرحوم واکثر رؤسا وشاہزادگان والاشان اُس بارہ دری کو اپنے انوار ظاہری و باطنی سے رونق دے رہی تہی - سامنے جماعت مسلمانونکی تہی اور داہنی جانب یوروپین اور بائین جانب ہندو معززین رونق بخش ہتے اور اہل اسلام کی صف اول مین علما وشاہزادگان عالی شان جلوہ افروز ہتے اور اُسوقت آسمان جلسہ مین عظمت برس رہی تہی - صاحب ممدوح کی تقریر کا ترجمہ منشی ابوالحسن صاحب جو نہایت لائق اور مشہور مسلمان لکہنو کی ہین حاضرین بانکمین کو سنائے جاتے تہے حاضرین کو کے دلون پر جو اس مسلمان دوست کی تقریر کا اثر پڑا تہا شاید اب تک کسی واعظ جید کا بہی نہ پڑا ہوگا +

اسپیچ مسٹر بلنٹ صاحب بمقام لکہنو منقول از انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ

مطبوعہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۴ع

مین واسطے ادای شکریہ اُس اڈریس کے جس سے آپ نے مجہے عزت بخشی ہے اُٹہا ہون تو مجکو بڑا تعجب اور تشفی ہوتی ہے کہ لکہنو جیسے مشہور شہر مین جو مذہب اور علم کی نامی جگہ ہے سُنی اور شیعہ فرقون کے سرگروہون نے میرے ساتہ ایسا سلوک کیا ہے - تعجب کا لفظ مین نے اسواسطے بیان کیا ہے کہ ہندوستان کو آتے وقت مجہے ایسے اخلاق کی کم اُمید تہی اور سمجہتا تہا کہ ہندوستان کے چند آدمی اُس ہمدردی اور خیر طلبی کو سمجہینگے جو مجہے آپ کی نسبت ہے مگر یہہ بات بالکل خلاف توقع ظہور مین آئی کہ عام لوگون نے اُن خیالات کی قدر کی - چونکہ آپ نے باقتضای عنایت میرے خیالات اپنی بہبودی کے بارہ مین دریافت فرمای ہین اسلئے مین جتنی باتین اُس اڈریس کے متعلق ہین گزارش کرتا ہون پہلے آپ کو نسبت وفاداری سلطنت انگریزی کی جیسا کہ اڈریس مین تحریر ہے اور جو خدا نے آپ پر قایم کی ہے مبارکباد دیتا ہون - یہہ آئین لفظون کے مثل ہین جو پہلے آپ صاحبون مین سے ایک صاحب کی زبانی

کل شستی ہتے جنکو اپنے خاندان کے تعلق سے اندوہناک واقعات سے جنکو گذرے نہیں ہوسے ہوسے بہت تعلق تہا اور اسی کے سبب سے بڑا نقصان پہونچا تہا - ہم رزیڈنسی گروانڈ پر جا رہے ہتے کہ انہون نے پرانی عمارتون کی خوبصورتی دیکہکر کہا - افسوس ہے کہ اب یہی باقی رہگئی ہین ہم مسلمان اپنی تباہی اور پچہلی شان شوکت کو بہول گئے ہین اور اب آپ کو بہی پچہلی باتین بہول جانی چاہیین ان پرانی عمارتون سے وہ باتین یاد آتی ہین جنکا بہول جانا بہتر ہے -

مین سرکار انگریزی کی نسبت وفاداری سُنکر بہت خوش ہوا اسلئے کہ میری راے مین وفاداری کے ساتہہ شرایط کلی تسلیم کرنے مین آیندہ کی اُمیدین ہین اور مجہے حوصلہ ہوتا ہے کہ آپ سے ایسے ضروری معاملہ مین بات چیت کرون جو آپ کی پچہلی شان وشوکت کی حکایت سے زیادہ اہم ہے اور وہ معاملہ ہمارے پیشہ وحرفہ وترقی تعلیم کا ہے (نعرہ خوشی) اس سے بڑی اُمید ہوئی کہ آپ آزادی کی قدر کرتے ہین اور اپنی جماعت کی آیندہ کی بہلائی کے نسبت بات چیت کرنے کلو جمع اور ایک مسافر کی بات جو اس معاملہ کے متعلق ہے جی لگاکر سُننے کو آے ہین -

اِس امر کو تسلیم کروگے کہ اب تمکو کچہہ نئی بات کرنی چاہئے اور چونکہ ہم نے ان معاملات مین غور کیا ہے مجہے ضروری معلوم ہوتی ہین -

مین ہندوستان کی آیندہ حالت خیال کرتا ہون تو میری راے مین تمکو بہت کوشش کرنے ہوگی اگر تم اَور گروہون کی برابر اپنا مرتبہ قایم رکہنا چاہو گے - ہر سال بمقابلہ انگریزون کے ہندوستانیون کو زیادہ اختیارات ملینگے اور وہ دن بہت قریب ہے کہ تمام سول ایڈمنسٹریشن انہین کے ہاتہہ مین ہوگا ہندوستان کی تواریخ مین ایک نیا زمانہ شروع ہونیوالا ہے اور مین تمہاری حالت بہت ہی نازک پاتا ہون اگر تم وقت پر متنبہ اور مستعد نہ ہوا ور وہ تدبیرین نہ اختیار کرو جو تمہارے ساتہی اپنی اصلاح حال کے واسطے اختیار کرتے ہین - ہندوستان مین سفر کرتے ہوے ہمنے پارسی ہندو عیسائیون کی مستعدی کو دیکہا ہے مگر بتاؤ کہ تم مین کیون کم ہے اور وہ لوگ تعلیم سے اپنے تئین مضبوط کرتے جلتے ہین اور وہ تمہارے مقابلہ مین عقل

آزمائی کے لئے اپنے تئین طیار کرتے ہین مگر تم کچھہ خیال نہین کرتے ہو - مین تم سے اور دیگر یہہ بات کہتا ہون کہ تم اسپر غور کرو جس مین تمہارا بہت بڑا تعلق ہے - اگر تم اوروں کے ساتھہ اپنے تئین طیار نہ کروگے تو تم پیچھے رہ جاؤگے اور پھرایام گذشتہ پر پچھتاؤگے مگر وہ پچھتانا ایسا ہی بیکار ہوگا جیسا کہ پولیٹکل بدبختیون پر پچھتانا بیکار ہوا ہے

معلوم ہوتا ہے کہ تم اُس تعلیم کی ضرورت کو جسکا مین ذکر کرتا ہون تسلیم کرتے ہو اور اُسکے حاصل کرنے کی خواہش بھی رکھتے ہو مگر بوجہ اسکے کہ اُسکے جائز طور پر حاصل کرنے مین شک رکھتے ہو اب تک غیر مستعد رہے ہو - میری سمجھہ مین مسلمانون مین دو رائین ہین ایک یہہ کہ وہ اپنی عقلی ترقی یوروپ کی رسومات اور خیالات کی مشابہت مین سمجھتے ہین دوسرے رائے کے موجب وہ عقلی ترقی مذہب کو خطرہ مین ڈالے بغیر نہین کرسکتے ان دونون امور یعنی دنیوی علوم کے حاصل اور ایمان کے لحاظ مین میری رائے مین مقدم الذکر مین کم برائی ہے اور مسلمانونکو انکی تعلیم کے بارہ مین صلاح دیتے وقت مجھے یہہ کہنا لازم ہے کہ سب سے مقدم اُنکو ایمان کے حفظان کا خیال رکھنا ضرور ہے (نعرہ خوشی) لیکن تمکو میری بات کا مطلب غلط سمجھنا نہین چاہئے مین انگریز ہون اور یوروپین تعلیم اچھی طرح پائی ہے مین بخوبی واقف ہون کہ یوروپین تعلیم اُس تعلیم سے جو ہندوستان مین ہوتی ہے کیسی مرجح ہے مگر مین واقف ہون کہ اُسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور اسمین کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اُسکا نتیجہ ایمان کا استحکام نہین ہوتا -

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے نئے خیالات کا نتیجہ یوروپ مین بدعقیدتی بلکہ خدا تک پر اعتبار نہ کرنا ہوگیا ہے - اور مین کسی دنیاوی نفع کی خاطر تمکو اور تمہاری اولاد کو اُس خطرہ مین پڑنے کی صلاح نہ دونگا - مین خیال کرتا ہون کہ خدا پر ایمان لانا ایک بے بہا میراث ہے اور اسپر تمکو ہمیشہ قایم رہنا چاہئے (نعرہ خوشی) مین تم سے تمہارے بچون کے انگلستان بھیجنے کو نہین کہتا نہ اُس معاملہ مین تم سے سفارش کرتا ہون - مین تمہارے اُس شبہہ کی بھی ہمدردی کرتا ہون جو تم کو اُس تعلیم کی نسبت ہے جو منجانب سلطنت اس ملک مین ہوتی ہے - اگرچہ

وہان کوئی خاص لا مذہبی کی بات نہین ہے تو بھی اکثر و بیشتر مدارس مذہبی اصول سے معرا ہین اور ان سب مین ایسے علم ہین جو تمہارے مذہب کے نہین ہین اگر میرا علم صحیح ہے تو لندن یونیورسٹی مین کوئی ایک مسلمان پروفیسر بھی نہین ہے بلکہ ہوگلی کالج اور کلکتہ مدرسہ مین بھی انگریز پرنسپل اور ہر علم کی انگریز یا ہندو معلم ہین - مین یقین کرتا ہون کہ دنیا مین کوئی ملک ایسا نہین ہے جہان معلم کا رعب داب اور وقعت ایسی بڑی اور مقدس سمجھی جاتی ہو جیسی ہندوستان مین سمجھی جاتی ہے بلکہ تم مین مشہور ہے کہ لڑکے کے باپ کے بعد اسکا معلم بمرتبہ والدین (نعرہ خوشی) ایسی حالت مین ہندو یا عیسائی ایک مسلمان کا پسندیدہ معلم کیونکر ہو سکتا ہے (نعرہ خوشی) مین تمہارے شکوک اور بے اعتباری کی نسبت جو تمکو ان تعلیم گاہونکی نسبت ہے جو تمہاری اولاد کے واسطے بنائے گئے ہین ہمدردی کرتا ہون معہذا تعلیم کی بھی بڑی حاجت ہے اور وہ حاجت یوماً فیوماً بڑھتی جائیگی پس اب تمکو کیا کرنا مناسب ہے اور دنیاوی تعلیم کو ضروریات کے ساتھ کیسے تطبیق کر سکتے ہو - اس معاملہ مین تمکو ایک جماعت انگلستان کی کارروائی سے جنکا مرتبہ وہان ایسا ہی تھا جیسا تمہارا ہندوستان مین سبق حاصل کرنا چاہیئے - رومن کیتھولک انگلستان مین تمہاری ہی طرح تعداد قلیل اور تم ہی جیسے مفلس ہین - پچاس برس ہوئے انہون نے اپنی حالت مین ترقی کرنے کے واسطے بہت کوشش کی اور تمہاری طرح دنیاوی تعلیم کو مذہبی خیالات اپنے فرقہ کے ساتھ تطبیق کرنے کی ضرورت مین پاکر ایسے کالج اور یونیورسٹی قایم کی جسکا اصول بالکل مذہبی تھا اور معہذا لوگون کو کافی تعلیم بھی دے سکتے تھے +

ابتداءً ان مدارس کی تعلیم بمقابلہ اور مدارس کے گھٹی ہوئی تھی مگر ان کے لڑکے مذہب پر قایم رہے اور رفتہ رفتہ انہون نے سلسلہ تعلیم کی بھی اصلاح کرلی یہان تک کہ اب وہین اگر کچھ ہے بھی تو بہت تھوڑا فرق بمقابلہ اور مدارس سلطنت کے ہے غریب اور کم علم آدمی کیتھولک انگلستان کے اب ذی علم اور مرفہ الحال ہوگئے ہین اور روز بروز تعداد اور وقعت مین بڑھتے جاتے ہین - مین تم سے بھی ان کی پیروی کرنے کی درخواست کرتا ہون - تم بھی ویسا ہی کرو جیسا انہون نے کیا

اس معاملہ کو مذہبی معاملہ سمجھو اور تم بھی ایسے ہی کامیاب ہو گے جیسے وہ ہوے۔ اگرچہ ہندوستان کے بہت سے مسلمان مفلس ہین مگر باایہمہ بہت سے دولتمند بھی ہین چاہیے کہ وہ اپنی دولت خدا کے نام اور مذہب کے فائدہ کے واسطے دین اور اُس سے ایک بڑی یادگار اپنی گرمجوشی کی بنائین اور ایک محمدن یونیورسٹی قایم کرین (نعرہ خوشی) تمہاری واسطے یونیورسٹی قایم ہونے کے اغراض میرے خیال مین یہہ ہین۔ اول وہ تمام ہندوستان کیواسطے مذہبی خیالات کا مرکز ہو اور اوسکے طالب علم جو مذہبی امور مین خوب مستعد ہون تمام ہندوستانی مسلمانون مین مذہب مین تحریک کرین۔ باوصف اسکے وہ اور علوم سے بے بہرہ نہ ہون۔ ایسی یونیورسٹی مین جسکے قایم ہونے کی مین آرزو کرتا ہون تمام مفید علم اور ہنر داخل ہون آجکل میری سمجھہ مین تم مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو کسی علم کے پڑھنے سے خوف کرتا ہو یا کسی زبان کے سیکھنے کو مذہب کے مضر خیال کرتا ہو (نعرہ خوشی) پس مین خواہش کرتا ہون کہ ہر قسم کا علم پڑہایا جاوے جسکے واسطے لائق معلم بہم پہونچ سکین اور وہ تمام زبانین سکھائی جاوین جسکی ہندوستان مین کچہہ بھی وقعت ہے مگر اون خواندگیون کی زبان خاص کر انگریزی ہو جن سے اپنے تئین روزگار کے واسطے لائق بنانا مقصود ہو۔ اسطور پر مفید اور مذہبی علم عام طور پر شائع ہو گا اور تمام جماعت مین ایک حرکت پیدا ہو جاویگی۔

بیشک یہہ بات ٹہیک نہین ہے نہ تمہارے مذہب مین تجارت سے بچنے کا کوئی حکم ہے (نعرہ خوشی)۔ برخلاف اسکے مین بجا کہتا ہون کہ ابتداء زمانہ اسلام مین جب کا مین ذکر کر رہا ہون ہر عرب تجارت پیشہ تہا اور اب بھی عرب تجارت پیشہ ہین۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ عظیم اسلام نے مذہب اسلام صرف بزور شمشیر پہیلایا کیا یہہ ہندوستان مین ابتداءً فوجون کے ساتہہ آیا۔ نہین۔ تم پر خوب روشن ہے کہ وہ عرب تاجرون کے جہازون مین یہان آیا جنہون نے اپنے مذہب کا وعظ بھی کہا اور اپنا مال تجارتی فروخت کرنے مین بھی غفلت نہین کی (نعرہ خوشی) یہہ مسلمانون مین ایک پرانی بات ہے اور یہہ وہ بات ہے جسکے سبب سے مسلمان ایک مضبوط

قوم بنگلے -
چند ہفتہ ہوے مین سیلون مین پہلے آنے والونکی اولاد دیکھکر بہت خوش ہوا ہے مرفہ الحال ہین اوران مین اب تک عمدہ طریقہ تجارت کا جاری ہے - سیلون کے مسلمان اُس جزیرہ مین سب سے زیادہ خوش حال ہین - ہمکو یہہ خیال کرنا نہین چاہیے کہ ایسی یونیورسٹی کا قائم ہونا مسلمانون مین کوئی نئی یا غیر سمعی بات ہے اُس زمانہ کے کمال مین سیکڑون برس گذرے کہ قاہرہ مین بالکل یہی صورت تہی ابتدائے زمانہ اسلام مین ازہر کی یونیورسٹی اسی غرض سے قایم ہوئی تہی اور مسلمانون کی بہت سی پشتون کو بہترین دینی و دنیوی تعلیم جو اُسوقت معلوم تہی دیتے رہے تہے ازہر کچہہ مرکز ہی مرکز نہ تہا بلکہ اور علمون کا بڑا دارالعلم تہا اور جب تک مسلمانون مین یہہ تعلیم جاری رہی مسلمان مرفہ الحال رہے مگر چند روز سے دنیوی علوم کی تعلیم اُن مدارس مین موقوف ہوگئی -

اِس سے مجکو ایک اور خیال پیدا ہوتا ہے جو تم لوگونکی بہبودی کے متعلق ہے اور جسپر مین تم لوگونکی بڑی توجہ مایل کرونگا - مین دیکہتا ہون کہ تم مین پیشون اور حرفون کے اختیار کرنے کی نفرت ہے جسکی بدولت دولت پیدا ہوتی ہے - تم لوگ دو فرقون سے تعلق رکہتے ہو وہ جو دولتمند ہین اور کاہلی سے زندگی بسر کرتے ہین اور وہ جو غریب ہین اور اپنی قوت پیدا کرنی کے واسطے مزدوری کرتے ہین وہ خرید فروخت کرتے ہین شرم نہین کرتے اور اسواسطے دولت مند اور معزز ہین وہ گورنمنٹ یا کسی قسم کی نوکری پر اپنی معاش کا بہروسہ نہین رکہتے - میری تمنا یہہ ہے کہ ایک بار اور تم پیشہ تجارت اختیار کرو اور تمہاری یونیورسٹی مین ایک پروفیسر اس پیشہ کا مقرر ہوجائے چاہیے کہ ہر شخص تم مین اس مقدس کام مین مدد کرے - تمہارے بزرگون نے اپنے روپیہ سے مسجدین بنائین نہرین بنائین سدابرت مسافرون کو جاری کیے اور اپنے نام کے کُتبے اس امر کے یادگار مین لکہوائے کہ اُنکا روپیہ خدا کی راہ مین کیسے صرف ہوا - اب ہی وہی بات کرو - اب فیاضی کے ساتہہ آؤ - پروفیسری اور وظیفہ قائم کرو

جو تمہارے نام سے مشہور ہونگے اور اسطور پر اپنا نام بطور معاونان مذہب کے اونیشتون میں
مین یادگار چھوڑو - اسلام اچھے آدمیونکی مدد کا ایسا کبھی حاجتمند نہین تھا جیسا اب ہے -
مین منت کرتا ہون کہ تم اس عمدہ کام مین متفق ہو اور ایک دیرپا یادگار اپنی گرمجوشی کی اُسطور پر
چھوڑو جیسا کہ مین نے تجویز کیا ہے - اُن شہرون مین جہان جہان مین گیا ہون دولتمند
اور معزز لوگون نے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے اور اس معاملہ مین کارروائی کا وعدہ کیا ہے
پس تم بھی اُن سے پیچھے نرہو میری تجویز یہ ہے کہ تم ہر شہر مین کمیٹیان اس مقصد سے قایم کرو
اور وہان اپنی پسندیدگی ظاہر کرو اور چندہ جمع کرو - ضرورت بھی اشد ہے تمہارا کام بھی ایسا ہی
ہونا چاہیئے +

آخر مین دعا یہ ہے کہ خداوند کریم تم پر اپنی رحمت نازل کرے اُنہین ہمت دے جو ناتوان
ہین اُنہین روشن ضمیری عنایت فرمائے جو اندھے ہین مفلسون کو نجات فرشتون کو اطمینان بخشے اور
سب سے زیادہ امیرون کو ہمت دے کہ وہ اس مذہبی کام مین سرگرمی ظاہر کرین

(بلند نعرہای تحسین)

مسٹر اینڈ لیڈی بلنٹ بمقام علی گڈہ منقول از انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ

مطبوعہ ۲۲ - جنوری ۱۸۸۴ع

اُنیسوین جنوری کو ہمارے معزز مہمان لکھنؤ سے اودہ روہیلکھنڈ ٹرین مین علیگڈہ پہونچے -
بیسوین تاریخ کے بدل جانے سے جو پہلے سے اونکی تشریف آوری کے لئے مقرر تھی اُسوقت اس
ضلع کے وہ رئیس جو مفصل مین رہتے ہین علیگڈہ نہین پہونچ سکے - پھر بھی مسلمانون کا ایک بڑا
گروہ اٹیشن پر اُنکے استقبال کو موجود تھا سب نے مسٹر بلنٹ و لیڈی این بلنٹ کا ولکم کیا دونون
نہایت مہربانی سے حاضرین سے ملے مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سبجج علی گڈہ اُنکے میزبان
تھے وہ دونون معزز مہمان اپنے میزبان کے گھر تشریف لے گئے اور سب استقبال کرنے والے رخصت ہوئے

سہ پہر کو مسٹر و لیڈی این بلنٹ صاحب نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کا ملاحظہ کیا اور اوسکی عمارت بورڈنگ ہوسون کو دیکھکر نہایت پسند کیا طالب العلمون کے پڑہنے اور رہنے اور پنجگانہ نماز کی پابندی سنکر بہت خوش ہوے شام کو مولوی سمیع اللہ خان بہادر کے ہان ڈنر ہوا اونکے ساتہہ بہت سے مسلمان شریک تہے ۔ بیسوین تاریخ مسجد جامع علی گڈہ اور دیگر مقامات ورد و ایک گانون کے اور کاشتکارون کی طرز سکونت کے ملاحظہ کو تشریف لیگئے اوسی تاریخ شام کو سید احمد خان بہادر کے ہان مسٹر بلنٹ و لیڈی این بلنٹ کا ڈنر تہا جس مین حکام ضلع و لیڈیان اور معزز مسلمان شریک تہے اکیسوین جنوری کو مسٹر بلنٹ نے انسٹیٹیوٹ ہال مین بہت بڑے مجمع کے سامنے مسلمانونکی تعلیم پر لکچر دیا اسی تاریخ شام کو اس نواح کے مسلمانونکی طرف سے ڈنر دیا گیا جسکے پریسیڈنٹ سید احمد خان بہادر تہے اوس ڈنر پر حکام ضلع اور بہت سے معزز مسلمان شریک تہے انسٹیٹیوٹ ہال نہایت خوبی سے آراستہ کیا گیا تہا اور بہت خوشنما معلوم ہوتا تہا ۔

ڈنر کے ختم ہونے پر سید احمد خان بہادر نے ملکہ معظمہ کوین وکٹوریا امپرس آف انڈیا کا توسٹ پروپوز کیا جو نہایت لائلٹی اور سرگرمی سے پیا گیا ۔ بعد اوسکے سید احمد خان بہادر نے دوسرا توسٹ مسٹر بلنٹ کا پروپوز کیا اور پروپوز کرتے وقت اسطرح گفتگو کی ۔

جنٹلمین ۔ مین ایک ایسا توسٹ پروپوز کرنے کو ہون جسکو یوروپین اور نیٹو دونون نہایت خوشی اور سرگرمی سے پیوینگے وہ توسٹ ہے مسٹر بلنٹ کے لئے ۔ مسٹر بلنٹ جیسے کہ انگلش گورنمنٹ کے ترقی دولت و اقبال کے اور پالٹکس[۱] مین اوسکے زیادہ تر پاپلر[۲] ہونے کے سچے خواہشمند ہین ویسے ہی مسلمانون کے ساتہہ سمپتہی[۳] رکہتے ہین انہون نے اپنی عمر کا ایک حصہ مسلمانون کے ملک مین اور مسلمانون کے ساتہہ بسر کیا ہے اگر کوئی یوروپین جنٹلمین مسلمانونکے فیلنگ[۴] سے اور اونکے عادات سے اونکی رسم و رواج سے واقف ہوگا تو اوسنے زیادہ نہو گا ۔

ملک گیری و ملک داری کے متعلق مصلحت اور انتظام +

ے۲ دلپسند عام پسند + ے۳ ہمدردی + ے۴ طرز مزاج اور خیال اور دلپر جو گذرے وغیرہ وغیرہ

جنٹلمین - ہم مسلمانونکی یہہ خواہش ہے کہ مسلمانون مین اور انگلش نیشن مین ہمیشہ قایم رہے کوئی عجب بات نہین ہے کبہی کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ ہم مسلمانون مین اور انگلش نیشن مین کوئی معرکہ ایسا گذرا ہو کہ ہم مین اور اونمین کوئی بناے مخاصمت دشمنی وعداوت قایم ہوئی ہو انکو ہم سے بدلہ لینے کی رغبت ہو اور ہمکو اونکے عروج اقبال[۱] رشک حسد ہو - کروسیڈ کے زمانہ مین جو ایک زمانہ ہر قسم کی عداوتون کے برانگیختہ ہونے کا تہا انگلش کو بہت کم اُن معرکون[۲] سے تعلق[۳] تہا -

یہہ سچ ہے کہ ہمنے ہندوستان مین کئی صدیون تک شاہنشاہی کی ہے یہہ بہی سچ ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کی اوس شان وشوکت کو بہول نہین سکتے لیکن اگر یہہ خیال کسی شخص کے دل مین ہو کہ ہم مسلمانون کو انگلش نیشن کے ساتہہ اسوجہ سے کہ اونہون نے ہماری جگہہ ہندوستان کی حکومت حاصل کی ہمکو کچہہ حسد ورشک ہے تو وہ خیال محض بے اصل وبے بنیاد ہوگا - وہ زمانہ جبمین انگریزی حکومت ہندوستان مین قایم ہوئی ایک ایسا زمانہ تہا کہ بیچاری انڈیا بیوہ ہوچکی تہی اوسکو ایک شوہر کی ضرورت تہی اوسنے خود انگلش نیشن کو اپنا شوہر بنانا پسند کیا تہا تاکہ کاسپل کے عہدنامہ کے مطابق وہ دونون ملکر ایک تن ہون گے - مگر اسوقت اسپر کچہہ کہنا ضرور نہین ہے کہ انگلش نیشن نے اوس پاک وعدہ کو کہان تک پورا کیا - ہندوستان مین ہمنے اپنے ملک کی بہلائی کے لئے انگلش حکومت قایم کی - ہندوستان مین انگلش حکومت قایم ہونے مین ہم اور وہ مثل قینچی کے دو پلرون کے شریک تہے کوئی نہین کہہ سکتا کہ اون دونون مین سے کس نے زیادہ کام کیا ہے پس ہم مسلمانون کی نسبت ایسا خیال کرنا کہ ہم انگلش حکومت کو ایک ناگواری سے[۴]

---

[۱] یہہ بات مسٹر بلنٹ صاحب نے فیوچر آف اسلام مین انگریزونسے کہی ہے ۔

[۲] جہاد

[۳] یہہ خیال بہی مسٹر بلنٹ صاحب کی کتاب فیوچر آف اسلام مین مندرج ہے دیکہو صفحہ ۱۰۰ و ۱۴۰ فیوچر آف اسلام

[۴] ہندوستان

کیونکہ اوسمین اوس بات کی طرف اشارہ ہے جسکو مین درحقیقت اپنا سب سے زیادہ استحقاق آپ لوگون کو متوجہ کرنیکا سمجھتا ہون - یعنے یہہ کہ آپکے پیغمبر کے ملک مین جہان کہ مذہب اسلام اول ہی اول قایم ہوا مجھے سیاحت کرنے کا شرف حاصل ہوچکا ہے میری زندگی کے وقعات مین وہ زمانہ سب سے زیادہ خوش قسمتی کا تہا مین اپنی زندگی کے واقعات مین اوس سے زیادہ کسی واقعہ کو خوش قسمت نہین خیال کرتا جیسا کہ عرب جانے کو سمجھتا ہون کیونکہ یہہ بات عرب ہی مین حاصل ہوئی کہ میرے دل مین اوس سرزمین یعنی تمہاری زمین مقدس کا اثر سماگیا اور خداوند برحق کی وحدانیت کا یقین جسکو ایک غفلت آمیز زندگی کے واقعات نے دہندلا کر رکہا تہا ازسر نو تازہ ہوگیا - ملک عرب اوس یقین کا گہر ہے - تمام روے زمین پر اور کسی ملک مین وہ ایسے استحکام کے ساتہہ نہین پایا جاتا - یہہ وہ ملک ہے جسکو خداے تعالی نے خصوصیت کے ساتہہ اسواسطے پسند کیا ہے کہ بنی آدم کو اپنی قدرت کا ظہور دکہلاے - میرے خیال مین ہرگز ممکن نہین کہ کوئی شخص اُس ملک مین سفر کرے اور اوسکو بہت بڑا روحانی فائدہ نہ حاصل ہوے یہی وجہ ہے کہ آپکی ایڈریس نے میرے دل پر ایک بہت بڑا اثر پیدا کیا اور مجھے امید ہے کہ آپ لوگ میری دلی شکر گذاری کو سچا سمجہین گے -

اردو کی ایڈریس کی نسبت جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے مین زیادہ تفصیل کے ساتہہ گفتگو کرنا چاہتا ہون اوسمین علی گڈہ کالج کا ذکر کیا ہے جسکے سبب سے آپکا یہہ شہر نامی ہوگیا ہے اور جو ایسی کامیابی کے ساتہہ میرے معزز دوست مولوی سید احمد خان کی عقل اور استقلال کی بدولت قایم ہوا ہے - جسکو آپ سب صاحبون نے ایسی اچہی مدد دی ہے اور اوسپر دنیا بہر کی توجہ ہوگئی ہے - کل میرے مہمان نواز میزبان مولوی سمیع اللہ خان مجکو وہان لیگئے تہے اور مین خوشی سے اپنی راے ظاہر کرتا ہون کہ وہ اپنی تجویز اور تکمیل مین میری امید و خیال سے کہین بڑہا ہوا اور میرے ملک کے اس قسم کے مدارس کے بہمہ جہت ہم پلہ ہے -

طرز تعلیم اور جماعت معلمین بہی میرے ملک سے گہٹی ہوئی نہین ہین -

غرض زمانہ حال کی عمدہ تعلیم حاصل کرنے کے واسطے اوسمین کسی بات کی کمی نہین ہے -

ہم کافی طور پر اُسکے بانی کی اعلی صفات کی تعریف نہین کر سکتے وہ صفات جنکے سبب سے ایسی نمایان کامیابی حاصل ہوئی - آپ مجھے معاف کرین اگر مین آزادی کے ساتھ نسبت تعلیم انگریزی کی جو اس کالج مین ہوتی ہے بعض باتین بیان کرون اور بعض خطرے بیان کرون جو ایسی صورت مین پیش آنی ممکن ہین - آپ صاحب یہہ خیال نکرین کہ اسوقت مین اُن خطرون کو موجود دیکھتا ہون -

لیکن اگر اُسکی بہت احتیاط نہ کیجاویگی تو البتہ اُنکا پیش آجانا امکان مین ہے - مین دل سے آپ کی کامیابی کا خواہان ہون اور اسی واسطے مین اُنکو بیان کرتا ہون اور اُن خطرون کا خیال اسی واسطے ہوتا ہے کہ یہان کی تعلیم مکمل و ربہمہ وجوہ مثل ہماری ہی تعلیم کے ہے - آجکل کے طرز تعلیم مین یہہ بڑا خطرہ ہے کہ تعلیم مذہبی تعلیم عقلی کے ہمقدم نہین رہتی ہے چونکہ تم مین دنیاوی تعلیم کیطرف بہت توجہ کیجاتی ہے اسلئے دینی تعلیم کی طرف پوری توجہ اور فرصت صرف نہین کیجاتی اور ہم دیکھتے ہین کہ وہ لوگ جو بغیر اسکے اعلی درجہ کی تعلیم زمانہ حال کی پاتے ہین اپنے حسن عقیدہ کو ضائع کر دیتے ہین - یہہ ایک بہت بڑی بدقسمتی کی بات ہے میرا مطلب یہہ نہین کہ اس قسم کے واقعات یہان پیش آوینگے مگر البتہ اُنکا پیش آنا ممکن ہے - مثلاً تاریخ ہی کو دیکھو وہ کیا سکھاتی ہے اور یوروپ کے مصنفون نے جو تہسٹری بنائی ہے اُسمین تمہارے مذہب کی نسبت کیا بیان ہے اس سے یقیناً یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اُسکا بانی ایسا شخص تہا جسکو خدا نے واسطے تصفیہ مذہب کے مامور کیا تہا بلکہ اُس سے ایسی بات معلوم ہوتی ہے جو آپ کی مذہبی تواریخ سے بالکل مغائر ہے ایسے ہی یورپ مین فلسفہ کا حال ہے -

جب تک مذہبی تعلیم مین ایسی ہی کوشش نہوگی تو یوروپین فلاسفی اور لٹریچر کا علم مسلمان نوجوانون کو وقت مین ڈالدیگا - انگلستان مین بہی دقت اور خطرے ہمکو پیش آلیتے ہین اُن تمام مدارس مین جہان دنیاوی تعلیم کیطرف بہت توجہ کیجاتی ہے اس ضروری تعلیم کے نظرانداز ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے اگرچہ یہان یہہ خطرہ بہت گہٹ گیا ہے تو بہی آپ کو ہوشیار رہنا چاہئے - تاوقتیکہ اپنے علم سے بہی

بخوبی آگاہ ہون جوان آدمی یورپ مین لٹریچر بغیر خطرہ کے پڑہ نہین سکتے (نعرہ خوشی) اگرچہ یہہ معاملہ متعلق علیگڈہ کالج کے نہین ہے مگر آپ سے اُس خطرہ کا ذکر ہی کرونگا جو اُن نوجوانون کو پیش آتا ہے جو واسطے تکمیل تعلیم کے یوروپ کو جاتے ہین اس معاملہ کا مجکو بہت خیال ہے اگرچہ مین چند ایسے نوجوان آدمیون کو بہی جانتا ہون جو امتیاز کے ساتہہ مستثنیٰ رہے ہین - مسلمان نوجوان کو علاوہ عقلی خطرہ کے اور بہت سے خطرہ ہین گو یہہ اُن سب مین کم ہین اور اُنسے میری مراد وہ خطرے ہین جو اُنکی اخلاق زندگانی کو لاحق ہوتے ہین مین بخوبی واقف ہون کہ لندن اور پیرس مین نوجوان مسلمانون کو کیا خطرہ ہوتا ہے مین بہت سے ترک اور مصری لوگون کو جانتا ہون جنہون نے وہان تعلیم پائی ہے اور شاید ہی کوئی ہوگا جو اُس سے محفوظ رہا ہوگا +

ہندوستانی طالب علمون مین سے بعض ایسے ہین جنکا چال چلن اسقدر مضبوط ہے کہ اوسپر برا اثر کام نہین کرسکتا تو ہی یقیناً یہہ سمجہتا ہون کہ اُن مین زیادہ کو نقصان اور کم فائدہ ہوتا ہے برائی زیادہ پیدا ہوتی ہین - وہ وہان اچہی صحبت سے محروم اور بُری صحبت مین مبتلا ہوجاتے ہین اسواسطے میری راے مین مسلمان نوجوانون کو لندن بہیجنا اُنکو بڑے خطرہ مین ڈال دیتا ہے (نعرہ خوشی) مینے صرف تین طالب علم جو آجکل کیمبرج[1] مین ہین ایسے دیکہے ہین جو بالکل پسندیدہ طور پر زندگانی بسر کرتے ہین - اُنہون نے برائی سے اپنے تئین باز رکہا ہے اور طالب علمانہ زندگی بسر کرتے ہین - اسلئے مین آپ صاحبون مین سے اُن لوگون کو جو اپنے لڑکون کے انگلستان بہیجنے پر اصرار کرتے ہین وہین بہیجنے کی صلاح دونگا نہ کہ لندن اور پیرس بہیجنے کی - لیکن

[1] یعنے کیمبرج - یہہ خیال غلط ہے کہ مسٹر بلنٹ صاحب تعلیم انگلستان کے قطعاً مخالف ہین - حاجی محمد اسمعیل خانصاحب رئیس دتاؤلی سے امتحان سول سروس اور شرط عمر کی بنا پر جب آپنے گفتگو کی تو مسٹر بلنٹ نے تسلیم کیا کہ جن لڑکونکو امتحان سول سروس پیپر بضرورت کم عمری مین انگلستان جاینگے لیکن یہہ کہا کہ ایسے لڑکونکی تعداد بہت کم ہوگی مسٹر بلنٹ صاحب نے اپنی نیک نیتی اور صاف دلی سے اور بوجہ اُس حسن ظن کے جو اُنکو اسلام کے ساتہہ ہے یہہ سمجہہ لیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانونکی سوسیٹی بچون مین پورے پورے اخلاق پیدا کردیتی ہے - اگر اُنکا یہہ خیال صحیح نہین ہے تو اِسکا الزام کس پر ہے +

زیادہ تر مین یہہ صلاح دونگا کہ آپ انہین یہین تعلیم کیجیے اور جب بڑے ہو جائین اور اپنے چال چلن
مین پختہ اور عقیدہ مین راسخ ہو جائین تب واسطے سیر یورپ کے بھیجیے ۔ ایک اور بات مین بیان
کرتا ہون ۔ میری راے مین احکام مذہب کے واسطے ارکان مذہبی ادا کرنے سے زیادہ کوئی
بات فائدہ مند نہین ہے تمہاری روحانی بہتری کے واسطے روزہ نماز وغیرہ وقت پر ادا کرنا ضرور ہے
ہین اور مسلمان کو ظاہری طور پر انکی ادا کرنے سے عزت ہے اور مجھے بہت افسوس ہو اگر تم لوگ
اس امتیاز کو ضائع کر دو ۔ ان باتون سے غیر آدمیون کی نظرون مین ہی تمہاری عزت اور وقعت
ہوتی ہے ۔ مجھے ایک رومن کیتھولک پریسٹ کا قول جو اب رومن کیتھولک بشپ ہے خوب یاد ہے
جس شخص کو ملک جرمنی مین سفر کرتے وقت یہہ بات پیش آئی تھی وہ وائینا سے پراگ کو بسواری ریل
جاتے تھے ایک اسٹیشن پر گاڑی ٹھہری تو ایک مسلمان جو انکا ہم سفر تھا ریل سے اترا اور جھٹ پٹ
اپنا رومال بچھا کر نماز پڑھنے لگا وہ بشپ کہتے تھے کہ سب نے اسکی اس بات کو پسند کیا اور مجھے خود
بہی ہمیشہ یہہ بات یاد رہیگی اور مذہب اسلام کی ہمیشہ تعریف کرونگا ۔ مگر بہت تھوڑے ایسا نمونہ
قایم کر سکتے ہین اور وہ لوگ جو یوروپ مین جا کر وہان کے طریق اختیار کرتے ہین مجمع عام مین
نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہین جو میری سمجھہ مین بڑی بدقسمتی ہے اب مین بہت کچھہ کہہ چکا اور آپ صاحب
معاف کرین اگر مین نے اپنے حق سے زیادہ کہا ہو بیشک آپ لوگون کو بہترین تعلیم اپنے اولاد
کو دینے چاہیے اور مین آپ صاحبون مین سے کسیکی ہمت نہین توڑتا ۔ مگر جو میرا خیال ہے وہ
مین نے ظاہر کیا اور یہہ مجھہ پر فرض ہو گیا تھا بعد ازانکہ مجھسے اس بارہ مین میری راے دریافت
کی گئی تھی مین نے آپ صاحبون کے سامنے کچھہ خطرے دیکھے وہ صاف صاف
بیان کر دئے ۔ بہر حال تم کسی طریق پر اپنی ترقی کے واسطے کام کرو مین کامیابی
کا خواہان ہون ٭

جس وقت مسٹر بلنٹ صاحب اسپیچ فرماتے تھے ۔ لیڈی این بلنٹ صاحبہ نہایت تیز دستی سے انکی تقریر کو
لکہتی جاتی تھین ۔ ایسی لائق مدد جو ایک لائق و عالیخاندان عورت اپنے معزز شوہر کو دیتی تھی اسپر تمام حضار کی نگاہ پڑتی تھی ۔

مین آپ کی دولت مند ترقی یافتہ اور ذی علم ہونے کی خواہش رکھتا ہون تاکہ آپ ہندوستان کے آیندہ پولٹکل کام مین بہی لیاقت کے ساتہہ شریک ہون - مین آپ کا یہہ سب کچہہ ہونا چاہتا ہون مگر یہہ بہی چاہتا ہون کہ آپ سرگرم ممبر اُسی گروہ کے رہین جس سے آپ تعلق رکہتے ہین

مضمون مندرجہ بمبئی گزٹ

مطبوعہ ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء مترجمہ مولوی عبدالرشید خان صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول ہائکن پور ضلع علیگڈہ

محمدن یونیورسٹی

بحضور ہز ہائنس نظام دکن منجانب مسٹر بلنٹ ... دہلی ۴ جنوری ۱۸۸۴ء
وغیرہ - وغیرہ

جناب عالی - مین بموجب اپنے وعدہ کے حضور کی خدمت مین ایک خاکہ اسکیم مجوزہ یونیورسٹی کا بہیجتا ہون - اور مجہے یقین ہے کہ یہہ ایک موثر جماعت مسلمانان کلکتہ وشمالی ہند کے مقاصد کے موافق اور خود حضور کی منظوری کے قابل ہے ٭

اگر مجہہ سے آیندہ کوئی کام اس بارہ مین نکل سکے تو حضور مجہے حکم دین - لیکن مین جانتا ہون کہ آیندہ حالت وصورت اس تدبیر کی جسکو اکثرون نے پسند کیا ہے اب صرف ذات والا پر منحصر ہے - اس موقع پر مین صرف یہہ وعدہ کرتا ہون کہ اگر یہہ تجویز قرار واقعی صورت پذیر ہو

تو مین نہایت خوشی سے مبلغ تیس ہزار روپیہ بغرض تقرر عہدہ ایک پروفیسر کے حسب شرایط تجویزہ دونگا ۔

حضور کا فرمان بردار و عاجز خادم ۔ مین ہون
ڈبلیو ایس بلنٹ

تجویز ایک یونیورسٹی کی حیدر آباد مین

گذشتہ ۴۰ سال سے جو قابل افسوس زوال مسلمانان ہند (جنکی مردم شماری اس ملک مین روز افزون رہی ہے) کے مالی و اخلاقی مراتب مین جاری ہے اس سے اسلام دوست اشخاص کو یہہ سخت تشویش پیدا ہوئی ہے کہ کون وسائل ایسے ہین جو موجودہ خطرناک حالت سے بطریق احسن مسلمانون کو نکالکر باعث ترقی مدارج وخوشحالی ہوسکین ۔ اور مسلمانون کو ایک کارآمد اور موثر فرقہ اس سلطنت کے عروج کے ساتھہ بنائین ۔ یہہ تسلیم کیا گیاہے کہ یہہ زوال بالخصوص بوجہ تغیر ملکی حالت کے پیدا ہوا ۔ بجاے ایک عزیز اور حکمران قوم کے اب مسلمان منجملہ اُن فرقہ ہاے ہند کے ہین جنکا خیال سلطنت کو نہین ۔ اس زوال مالی اور اخلاقی کے ساتھہ مسلمانون کے حوصلے بہی پست ہوگئے ۔ زبان دفتر بجاے فارسی و اردو کے انگریزی ہوجانے ونیز دیگر خارجی و اتفاقی واقعات نے اُنکی مصیبتین اَور بڑہا دین ۔ اگرچہ اُن حالات پر مسلمان افسوس کرتے ہین مگر وہ واقف ہین کہ اب شکایت بیفائدہ ہے اُنکو یہہ توقع نہین رہی کہ ہندوستان کا پولٹیکل نظام انگریزی عملداری مین بدلیگا ۔ اور بعد تسلیم کرنے اس امر کے مسلمان یہہ بہی جانتے ہین کہ بمقتضاے اپنے حالات کے اُنکو نئی چال چلنا ضروری ہے اور یہہ الزام اس خیال سے بہی کچھہ خفیف نہین ہوتا کہ بلحاظ مصلحت وقت انتظام ملک سال بسال ہندوستانیون کے ہاتہہ مین زیادہ دیا جائیگا جس سے مختلف فرقہ ہای ہندوستان کو بوجہ مقابلہ باہمی موقع ترقی اس سلطنت مین حاصل ہوسکے ۔ ہان یہہ بہی مانا گیاہے کہ موجودہ صورت گذران باشندگان ہند مین جو کہ ذریعہ ترقی ہر فرقہ کا ہوسکے صرف اعلی تعلیم ہے ۔ اوصاف

خلقی سے اب ترقی نہین ملتی - بلکہ علم وعقل اکتسابی حصول سرکاری ملازمت مین زیادہ کارآمد ہوتے ہین - بغرض پانے اعلی ترقی کے علوم وفنون مغربی کا سیکھنا سخت ضروری ہے اوسط درجہ کے آدمیون اور شاید بہ استثنای کاشتکارون کے تمام فرقونکو اُن علوم وفنون سے کسی قدر واقف ہونا لازمی ہے - حقیقۃً ایسے بڑے گروہ کو جیسے کہ مسلمانان ہند ہین بغیر عام اشاعت علم کے آسودہ رہنے کی اُمید نہ کرنی چاہیئے اور نیز فرقہ اہل اسلام کا یہہ اصول نہین کہ علوم دینیہ چھوڑدئے جاوین یا آنکہ علوم دنیوی کا بطریق جائز سیکھنا اسلام کے کسی طرح مخالف ہو بخلاف اسکے یہہ بھی سچ ہے کہ مسلمان لوگ اسلام کو ایک بے بہا میراث جانتے ہین جو اُنکے بزرگون سے وراثۃً پہونچی ہے لہذا کسی دنیوی فائدہ کی غرض سے وہ اسلام کو خطرہ مین ڈالنا نہین چاہتے اُنکا عقیدہ ہے کہ مسلمانون کی عام بہبودی کی بنا صرف مذہب اسلام کے استحکام پر منحصر ہے اور مبحث تعلیم شخصی مین بھی اُنکا پہلا خیال استحکام مذہب ہوتا ہے - تمامی مسلمان باپ یہہ چاہتے ہین کہ اُنکی اولاد قبل حصول دیگر شی کے نعمت اسلام یعنی وحدانیت خدا اور رسالت رسول کے یقین سے بہرہ ور ہوجاوے پس یہہ صورت واقع ہوئی ہے کہ باوجود اس جاننے کے کہ اشد ضرورت تعلیم کی ہے ایک معزز جماعت مسلمانونکی اُس خالص دنیوی تعلیم سے جو گورنمنٹ کالجون مین ہندوؤ اور عیسائیون کو اُنکے ساتھہ دیجاتی ہے بہت کچھہ بچے ہین مسلمان وہانکی تعلیم سے اور زیادہ تر اُستادون سے خائف ہین اُنکا یہہ عقیدہ ہے کہ کوئی تعلیم بغیر مذہبی تعلیم کے عمدہ نہین ہوسکتی - اُنہین یقین ہے کہ جب تاریخ فلسفہ یا علوم مغربی غیر مذہب کے اُستاد سکھاوینگے تو مسلمان طلبہ کے عقائد مین ضرور خلل آجائیگا اونکو ہندوستان مین کوئی مدرسہ ایسا نظر نہین آتا کہ جس مین ان علوم ضروری کے سکھانے والے سب مسلمان ہون - انڈین یونیورسٹی مدرسہ کلکتہ - ہوگلی کالج - اور نیز خود مدرسۃ العلوم علی گڈہ مین بھی تکمیل شرائط بالا بالکل نہین ہوتی - انڈین یونیورسٹی مین اسوقت ایک پروفیسر بھی مسلمان نہین - مدرسہ کلکتہ مین پریزیڈنٹ واکثر پروفیسر انگریز ہین اور علی گڈہ مین بھی ایک انگریز پرنسپل و دیگر اُستاد انگریز و ہندو ہین - انمین سے

کسی ایک مقام پر ہی یہہ یقین نہین ہو سکتا کہ مسلمان طلبہ کو تعلیم بلا فساد عقیدہ مذہبی کے کامل ہو گی
بالآخر مسلمان پیشواؤن کے واسطے یہہ بہت ہی مفید خیال ہے کہ تمام ہندوستان مین مذہبی تعلیم کا
کوئی دار العلوم بطور مرجع کے ایسا نہین ہے جیسا کہ اَور بلاد کے مسلمان باشندون مین موجود ہے -
اگرچہ مردم شماری مین مسلمانان ہند بمقابلہ اَور ملک کے مسلمانون کے سب سے زیادہ ہین - تاہم
کوئی دار العلم ایسا نہین جو اُنکے مذہبی خیالات کا منبع ہو - اِسوقت مسلمانون مین کوئی مجمع علما
مجتہدین کا ایسا نہین جنکے مباحثے و درس تدریس سے اوستادان علم دین کے دماغی قوت کو
ترقی ہو جبکہ دوسرے فرقے مسلمانون کے سامنے روز افزون ترقی کرتے جاتے ہین تو مسلمانونکو
عدم موجودگی ایسے مجمع علما کا سخت خیال ہوتا ہے بمعائنہ اِن حالات کی تجویزات ذیل کی گئین ہین
اور اب بغرض اطلاع عام مسلمانون کے پیش کی جاتی ہین +

(۱) ہر ایک قصبہ و شہر مین ایک ایک پراونشل کمیٹی قایم ہو اور اُن مین یہہ تجویز ہو کہ کس جگہہ
اور کن اصول پر ایک ایسا وسیع سلسلہ تعلیم قایم ہو جو دینی و دنیوی ضروریات کو یکسان رفع کرے
اور وہ کمیٹی باین غرض چندہ جمع کرے +

(۲) بعد ازان ہر ایک پراونشل کمیٹی مین ایک ایک ممبر لیکر ایک سنٹرل کمیٹی وضع کیجائیگی جو
بحث بالا کا فیصلہ آخری کریگی +

(۳) اگر ممکن ہو ہز ہائینس نظام حیدرآباد کو سرپرست اس سنٹرل کمیٹی کا بنایا جاے
کیونکہ مسلمانان ہند مین وہ سب سے اعلیٰ رئیس ہین اور ایک عاجزانہ درخواست بغرض حصول
مقصد بالا بحضور ممدوح پیش ہو +

تجویزات ذیل بھی سوچی گئی ہین +++

(۱) یہہ سررشتہ تعلیم بصورت ایک یونیورسٹی کے ہو جسکا نام دکن یونیورسٹی ہو اور جسکو یہہ
اختیار ہو کہ علوم دینی و دنیوی مین سند عطا کرے اور اِن علوم کے اُستاد مقرر کرے یہہ اُسکا

کہ ہزہائنس نظام حیدرآباد ایک مکان بغرض یونیورسٹی ولکچر وغیرہ عطا فرما دین +

(۲) اس یونیورسٹی کے پاس ہر ایک صوبہ ہندیا اگر روپیہ کافی ہو تو ہر ایک بڑا شہر اپنے خرچ سے ایک ایک کالج وا ایک ایک بورڈنگ ہوس اپنے ممالک کے طلبہ کیواسطے بنائے جہان کہ طلبہ کو جائے سکونت (کہانا و اسباب نہین) بعوض معمولی فیس کے مل سکے گی ۔ ایسے کالج اُن ممالک یا شہرون کی ملک سمجھے جاینگے جو اُنکو تعمیر کرے اور اُنکا انتظام بہ تحت قواعد عام یونیورسٹی کے اُسی ممالک یا شہر کے باشندون کی غرض کے موافق ہوگا اسصورت مین ہر ایک ممالک یا شہر کا تعلیمی خرچ و انتظام خود اُسی کے ذمہ رہیگا +

(۳) ہندوستان کے نوابون رئیسون ۔ زمینداروں اور دولتمند سوداگرون سے درخواست کیجائے کہ وہ یونیورسٹی مین پروفیسر مقرر کرنیکے واسطے چندہ دین اور یہ عہدے قایم کرنے والے کے نام سے موسوم ہون ۔ یہہ روپیہ بطور مذہبی امانت کے منتظمان یونیورسٹی کے پاس رہے ۔ ایسے پروفیسر کی یہہ خدمت ہو گی کہ وہ عوام کو دینی تعلیم مفت دے ایک پروفیسر کا تقرر تیس ہزار روپیہ مین ہوگا اور اُسکے مقرر کرنے والے کا نام ہمیشہ یونیورسٹی مین قایم رہیگا ۔ مزید بران ایسے شخص کو خطاب فونڈر (بانی) کا دیا جائیگا اور یونیورسٹی کی خاص کونسل مین ایسے اشخاص رہین گے +

(۴) اسی طرح ایک درخواست متوسط الحیثیت اشخاص سے کیجائے کہ وہ بموجب شرایط بالا شرف دس ہزار روپیہ بغرض تقرر ایک اسکالرشپ کے دین اُنکا نام ہمیشہ یونیورسٹی مین یاد رہیگا ۔ یہہ اسکالرشپ بطور وظیفہ ۵۰ ماہواری کے اُن طلبہ کو ملا کرے جو بعد حصول سند دینی و دنیوی بغرض مدرسی مدرسہ ہاے ابتدائی منتخب کئے جائین ۔ اس تجویز سے مذہبی تعلیم تمام ملک مین اشاعت پا جائیگی ۔ تین اسکالرشپ مقرر کرنے والے کا وہ خطاب و مرتبہ ہوگا جو بانی ایک پروفیسر کا ہے +

(۵) شیعہ سنیون کی خاص تدبیر مذہبی تعلیم کی علیحدہ علیحدہ ہو +

(۶) ہز ہائنس نظام حیدرآباد سے درخواست کیجاوے کہ وہ یونیورسٹی کو ایک سند عطا فرماویں جو یونیورسٹی کے اجراے تمام قواعد کیواسطے مفید ہو +

(۷) اسی موقع پر ایک یادداشت بحضور ہز اکسلنسی ویسرائے ہند پیش ہو جسمین بعد اظہار مقاصد یونیورسٹی حصول الطاف خسروانہ کی التجا ہو +

جواب

(حیدرآباد - ۱۳ فروری ۱۸۸۳ء)

مائی ڈیر مسٹر بلنٹ - بجواب آپکے خط مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۳ء مشعر ارسال ایک خاکہ اسکیم مجوزہ محمدن یونیورسٹی کے بحکم ہز ہائنس نظام مین آپ کو مطلع کرتا ہون کہ حضور ممدوح اس تجویز کو دل سے پسند فرماتے ہین اور ہر ایک کوشش مین جو بغرض تکمیل اس مقصد کے کیجائیگی حضور ممدوح معین و مددگار رہونگے اسبارہ مین حضور ممدوح کو ہز اکسلنسی ویسراے ہند سے اس قلیل زمانہ قیام حیدرآباد مین موقع گفتگو ملا تہا اور طرز گفتگو سے پایا گیا کہ ہز اکسلنسی ویسراے ہند اس تجویز کی تائید پر آمادہ ہین +

مجھے یہہ بہی لکھنا ہے کہ ہز ہائنس نظام تجویز ہذا کو از بس باعث ترقی مسلمانان ہند جانتے ہین اور ہز ہائنس خوش ہونگے اگر حیدرآباد کو مرکز دار العلم بننے کی عزت دیجاوے - چونکہ آپ اس تجویز کے موجد ہین اور آپ نے دیگر روسا کی پسندیدگی کا یقین دلایا ہے - ہز ہائنس نظام کی خواہش تہی کہ آپکے زمانہ قیام ہند مین تکمیل ان مقاصد کی ہوتی - بہرصورت اگر آپ کو دیگر کاروبار سے فرصت ملے تو آپکے باردگر حیدرآباد تشریف لانے اور کار مرجوعہ مین مدد پانے سے ہز ہائنس خوش ہون گے - ہز ہائنس نظام بخوشی ظاہر فرماتے ہن کہ حضور ویسراے نے وعدہ تائید فرمایا ہے +

دستخط

سالار جنگ +

اس تمام گفت وشنود اور مکالمت و مراسلت کے اثر نے لکھنؤ مین ایک کمیٹی قایم کر دی - اُسکی چھپی ہوئی روئداد زبان انگریزی کسی نے میرے پاس بہی بہیجدی اگرچہ وہ ایک عملی کارروائی کے ناتمام بسم اللہ ہے لیکن اسوجہ سے کہ ان خیالی باتون سے جو پچہلے ورقون مین مندرج ہین اوسکو ایک صریحی تعلق ہے مین اُسکا ترجمہ بہی اطلاع مسلمانان کے لیے ان اوراق کے ساتہہ شامل کرتا ہون *

کارروائی جلسہ کمیٹی قومی تعلیم مسلمانان واقعہ امام بارہ مجتہد لکھنؤ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۸۴ع

جسکا اصل روداد مرتبہ زبان انگریزی سے مولوی عبدالرشید خانصاحب مدرس مدرسہ سکندرپور ضلع علی گڈہ نے ترجمہ کیا

حاضرین

عالیجناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر	پریزیڈنٹ میر مجلس
نواب محمد مہدی علی خانصاحب بہادر شاہ رضا حسین صاحب پریزیڈنٹ رفاہ عام لکھنؤ	وائس پریسیڈنٹ نائب میر مجلس
امیرالدولہ سعیدالملک راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بہادر ممتاز جنگ والی محمود آباد ضلع سیتاپور	آنریری سکرتری
مولوی سید ابوالحسن صاحب مترجم برٹش انڈین اسوسی ایشن	اسسٹنٹ سکرٹری

ممبران

مرزا محمد مجید مرزا بہادر خلف عالیجناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر -

نواب باقر علی خانصاحب بہادر نبیرہ نواب منورالدولہ بہادر سابق وزیر اودہ -

مرزا آغا علی خانصاحب بہادر سابق ناظم سلطان پور ملک اودہ -

نواب رضا حسین خانصاحب بہادر -

ملاذ العلما مولوی سید ابوالحسن صاحب مجتہد شیعہ +

مولوی محمد معین الدین صاحب }
مولوی فضل اللہ صاحب } مجتہد سنت وجماعت

مولوی سید علی نقی صاحب مدرس عربی کیننگ کالج

مولوی سید فریدالدین احمد خانصاحب بہادر سبجج کانپور

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

مولوی سید فریدالدین احمد خان بہادر سبجج کانپور نے کارروائی اجلاس شروع کی اور[1] ترجمہ اسپیچ مسٹر بلنٹ واقعہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۴ء مقام دہلی و ترجمہ خط صاحب موصوف موسومہ عالیجناب نظام حیدرآباد و ذکر ارسال اسکیم مجوزہ محمدن یونیورسٹی حیدرآباد کا وجواب مرسلہ عالیجناب نظام کمیٹی کے سامنے بآواز بلند پڑہا ایک بلیغ و دردمند اسپیچ مین مولویصاحب موصوف نے اسلام کی گذشتہ ترقی و موجودہ تنزل کا ذکر کیا اور اس بات پر زور دیا کہ دینی و دنیوی تعلیم مشترک کرنے سے مسلمان ترقی کر سکتے ہین - مولوی صاحب نے یہہ ثابت کیا کہ موجودہ تعلیم دنیوی انگریزی مدرسوں اور کالجون کی ازبس غیر مفید مسلمانون کے ہے اور علی ہذا محض دینی تعلیم بہی اُنکے دنیوی مطالب اغراض کے خلاف ہے - مولویصاحب موصوف نے بافسوس یہہ ظاہر کیا کہ عوام الناس کو یہہ غلط یقین ہوگیا ہے کہ مروجہ طریقہ تعلیم انگریزی اصول اسلام کے خلاف ہے اور تحصیل علم ریاضی و طبعیات سے مسلمان اپنے مذہبی عقاید کو حقیر و ذلیل خیال کرینگے - اور پہر علمای موجودہ جلسہ سے مخاطب ہوکر انہون نے دریافت کیا کہ آیا آپکے حکما و فقہا - تفتازانی - امام رازی - سید شریف جرجانی - امام غزالی رح کے

[1] نہیں معلوم کس اسپیچ کا ذکر ہے کیونکہ دہلی مین مسٹر بلنٹ صاحب کی کوئی اسپیچ اخبارات مین مشتہر نہین ہوئی - البتہ صاحب موصوف پرائیوٹ طور پر بعض معزز مسلمانون سے ملے اور انکے طریق عمل و طرز مزاج اور انداز گفتگو سے (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے) انکے ملنے والونکو معلوم ہوا کہ صاحب موصوف کو مذہب اسلام کی نسبت ایک دبا آگین او محبت آمیز خیال ہے +

اہل سنت و جماعت - اور امامیہ شیعہ مین محقق طوسی - میر باقر داماد - ملا صدر شیرازی شیخ بہاء الدین املی - سچے مسلمان اور باخدا لوگ نہین تہے - اور کیا یہ لوگ بانوجہ اسلام سے خارج ہوگئے کہ اونہون نے قدیم یونانی طریقہ فیثاغورث سقراط فلاطون ارسطا طالیس پر کتابین لکہی ہین +

مندرجہ ذیل رزرولیوشن پاس ہوے یہہ کہ

(۱) ایک عرضداشت بحضور نواب گورنر جنرل ارسال کیجاے اور بعد اظہار دلی شکریہ مسلمانان اودہ بابت توجہ خسروانہ کے جو تعلیم مسلمانان ہند پر مبذول ہی ہے تجویز محمدن یونیورسٹی کی تائید کی درخواست ہو +

(۲) کمیٹی ہذا اپنا دلی شکریہ عالیجناب نظام حیدرآباد کو بعوض اوس احسان کے ادا کرتی ہے جو بوجہ قبول فرمانے حمایت محمدن یونیورسٹی اور وعدہ امداد کی ہے +

(۳) بہترین شکریہ کے مستحق مسٹر ولفرڈ و لیڈی این بلنٹ ہین جنہون نے کہ مصائب سفر دراز صرف مسلمانون کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے اوٹہاے +

(۴) ایک عرضداشت بحضور نواب لفٹنٹ گورنر و چیف کمشنر مرسل ہو اور ظاہر کیا جاے کہ اخیر کامیابی مدرسہ اسلامیہ کی صرف آنکی اس توجہ پر منحصر ہے جو حضور ہز آنر کو تکمیل مقصد ہذا مین ہے اور التجا کیجاے کہ ہز آنر سرپرستی مقصد ہذا کی منظور فرمائین +

(۵) مذکورہ بالا عرضداشتین جسقدر جلد ممکن ہو لکہی جائین اور مرسل ہون +

(۶) ایک اسپشل کمیٹی بانیغرض وضع کیجاے کہ وہ تدابیر ضروری بغرض مجتمع کرنے تعلیم دینی و دنیوی مسلمانان اودہ کے سوچی اور تجاویز نسبت مقصد ہذا عمل مین لاے +

(۷) مندرجہ ذیل اشخاص بطور افسران و ممبران اسپشل کمیٹی منتخب کیے جائین اور آیندہ اضافہ کا ممبران کا اختیار رہے

عالیجناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر — پریذیڈنٹ

نواب مہدیعلیخان بہادر
نواب باقرعلیخان بہادر
نواب مہدی حسن خان بہادر عرف آغا ابو صاحب
آغا علی خان بہادر سابق ناظم سلطان پور
— وائس پریذیڈنٹ

امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ والی محمود آباد سیتا پور — آنریری سکرٹری

ممبران

ملاذ العلماء مولوی سید ابو الحسن صاحب ۔ مولانا سید علی محمد صاحب
مولانا سید ابو الحسن صاحب ۔ مولوی سید علی نقی صاحب ۔ مولوی سید علی صاحب ۔ مولوی مرزا رضا علی صاحب ۔ علماء شیعہ امامیہ
مولوی محمد معین الدین صاحب ۔ مولوی فضل اللہ صاحب ۔ مولوی محمد انور علی صاحب ۔
علماء اہل سنت وجماعت ۔ راجہ محمد کاظم حسین خانصاحب بہادر والی بلہاری ضلع بارہ بنکی ۔
و نواب راحت علی خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہردوئی ۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ
کارروائی جلسہ کے ختم ہونے پر مولوی محمد فریدالدین احمد خانصاحب بہادر نے ظاہر کیا کہ راجہ
امیر حسن خانصاحب بہادر نے ایک لاکھ روپیہ اور خود متکلم نے دس ہزار روپیہ بغرض امداد مدرسہ
اسلامیہ لکھنو کے بطور چندہ دئے ہیں ۔ اور بعد شکریہ میر مجلس کمیٹی برخاست ہوئی ۔

دیگر

جلسہ کارروائی قومی کمیٹی تعلیمی مسلمانان واقعہ قیصر باغ لکھنو منعقدہ

۱۸ ۔ مئی ۱۸۹۸ء

عالیجناب شاہزادہ سلیمان قدر بہادر — پریذیڈنٹ

نواب مہدی علیخان بہادر — وائس پریذیڈنٹ

امیر الدولہ راجہ امیر حسن خانصاحب بہادر — آنریری سکرٹری

مولوی سید ابو محسن صاحب مترجم بنگال لٹریری سوسائٹی اسسٹنٹ سکرٹری

ممبران

علماء اہل سنت و جماعت - علماء اہل شیعہ امامیہ و دیگر ممبران منتخبہ کمیٹی اول -

مولوی فرید الدین احمد خانصاحب بہادر سب جج کانپور

باجازت صدر انجمن مولوی سید فرید الدین احمد خانصاحب بہادر سب جج کانپور نے ایک اسپیچ دی جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اُنہون نے فرمایا کہ مسلمانان ہند جو کہ اعلیٰ درجہ کی سرسبز قوم تھی اب سخت معرض زوال مین ہین اور مجکو وجوہات زوال کا بیان کرنا چندان ضرور نہین کیونکہ حاضرین جلسہ کماس امر سے ناواقف ہین مین خیال کرتا ہون کہ ایک وقت تھا جبکہ مسلمان یونانیون سے افضل تھے بلکہ تمام یوروپ مین مسلمانونکی مانند کوئی شایق علم و ہنر نہ تھا۔ مسلمانون نے دنیا کو کھلا دیا کہ ہمارے علم و ہنر متقدمین سے بدرجہا بہتر ہی۔ مسلمانونکی اعلیٰ کامیابیان تاریخ مین موجود ہین اور اُنکی تصنیفون سے عمق اُنکی علمی اور تاریخی تحقیقات کا ظاہر ہوتا ہی جو موجودہ مصنفون مین نہین پایا جاتا واقعی کوئی بڑا بھاری سبب ہے جسکی وجہ سے مسلمان ایسی قابل افسوس حالت مین آپڑے ہین - اور بخیال میرے اصلی سبب زوال کا ناقص ذریعہ تعلیم ہے جسکی طرف مسلمانونکو بہت کم توجہ ہے +

یہہ مسلم ہے کہ گورنمنٹ ہند نے بغیر لحاظ رنگ و مذہب کے کافی و معقول وسایل التعلیم کے مہیا کئے اور یہہ بھی مسلم ہے کہ مسلمانان ہند اس تعلیم سے فائدہ نہ اُٹھا سکے - مسلمانونکی عدم توجہی کی توجیہ آسان ہے۔ اُنکو تعلیم کی نسبت خاص طرح کے خیالات ہین اور محض دنیوی تعلیم کو جو علی العموم ——— کالجون اور اسکولون مین ہوتی ہے اُسکو وہ ناپسند کرتے ہین اور بغیر شمول مذہبی خواندگی کے اُسے خوفناک جانتے ہین اور باینوجہ وہ سرکاری مدارس سے علیحدہ رہے - بلحاظ حالات موجودہ بعض ہمدرد و خیر خواہ مسلمانون نے اپنی اولاد کی تعلیم اپنی ہاتھہ مین لی ہے اُنکا خیال ہے کہ یہی صورت مطلب برآری کی ہے کیونکہ قوم اُس سرکاری تعلیم کو ناپسند کرتی ہے یہ بات بہت کچھہ طمانیت بخش ہے کہ اس کام کی طرف صرف اُمراہی متوجہ نہین ہین بلکہ اکثر غربا بھی شریک مین

اور یہہ کہ جناب گورنر جنرل بہادر ہند نے وعدہ اعانت محمدن یونیورسٹی کا کیا ہے جو حیدرآباد مین قایم ہونیوالی ہے - اسوقت بالخصوص مجکو یہہ خیال آتا ہے کہ شہر لکہنو جو علم و فضل کا گہوارہ اور مسلمانون کے علوم مذہبی کا مرکز ایک دراز عرصہ سے چلا آتا ہے اور جہانکہ ہر قسم کے عالم متبحر اور اُستاد کامل میسر تہے اُسمین ایک حالت زوال پہونچی اور اُسکو ایک ایسے مدرسہ کی ضرورت ہے جو مذہبی و دنیوی تعلیم عوام کو دے سکے - اور مین اس بیان کرنے سے خوش ہون کہ اس قسم کا مدرسہ راجہ امیر حسن خان بہادر والی محمود آباد نے لکہنو مین قایم کرنے کی تجویز کی ہے با اینہمہ کہ راجہ صاحب ممدوح ایک اعلیٰ درجہ کی امداد نقدی مدرسۃ العلوم علیگڈہ اور پرایویٹ اسکول کربلا کو یہہ چلاتے ہین - ایک بہت بڑی مقدار روپیہ کی بغرض کہولنے ایک ایسے مدرسہ کے بمقام لکہنو دیتے ہین اور مستحق اعلیٰ ترین شکریہ کمیٹی کے ہین - ۱۲ - اپریل ۱۹۰۸ء کو راجہ صاحب ممدوح نے ایک لاکہہ روپیہ لکہے اور اب پچاس ہزار روپیہ اور اضافہ کرتے ہین دیگر عمائد و شرفا سے بہی توقع ہے کہ وہ فیاضی سے اس مفید قومی کام مین معاون ہون - فیاضی سے مری مراد یہہ نہین ہے کہ کوئی شخص اپنی حیثیت سے زیادہ دے یا اس خیال سے کچہہ نہ دے کہ وہ مثل راجہ صاحب کے ایسی رقم کثیر نہین دے سکتا - جو شخص کہ ایک پیسہ بہی بغرض ترقی مقصد بالا دیگا وہ ایسے ہی شکریہ کا مستحق ہوگا جسطرح کہ ایک لاکہہ روپیہ والا +

ایک اور خاص امر ہے جسکے واسطے راجہ صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہین - یعنی راجہ صاحب اگرچہ خود شیعہ امامیہ ہین تاہم اپنے چندہ سے اہل سنت و جماعت و شیعہ امامیہ یعنی دونون کو ایک حق حصول تعلیم بخشتے ہین - یعنی ہر فریق اپنے اپنے مذہبی تعلیم یکسان حاصل کرے -

۱ - مسٹر بلنٹ صاحب اپنی کتاب فیوچر آف اسلام مین اسلام کی قوت اتحاد کے بابکے ذکر مین یہہ بہی لکہتے ہین کہ شیعہ و سنی مین مخالفت کم ہوتی جاتی ہے اور اُن لوگون نے سمجہہ لیا ہے کہ آپسمین لڑنے کے دن گئے اب اُس لڑائی کی فرصت نہین ہے - ہمارے لبرل راجہ صاحب اُس قول کی تصدیق کرتے ہین - اسلام کو مبارک ہو - قوم کو مبارک ہو -

بعد اختتام اسپیچ مندرجہ ذیل رزولیوشن مجوزہ مولوی سید فریدالدین احمد خانصاحب بہادر
بعد تائید نواب مہدی علی خانصاحب کمیٹی نے بالاتفاق منظور کئے +

(۱) یہہ کہ مجوزہ محمدن اسکول موسوم بہ مدرسہ اسلامیہ ہوا ور اسمین دو صیغہ ایک تعلیم مذہبی اور دوسرا صیغہ تعلیم دنیوی ہو +

(۲) صیغہ مذہبی کی دو شاخین ہون (الف) بغرض تعلیم اہل سنت وجماعت (ب)
(ب) بغرض تعلیم شیعہ امامیہ +

(۳) ہرایک صیغہ ماتحت زیرنگرانی اسپشل کمیٹی ہو جسکے پریزیڈنٹ وممبر وغیرہ اسی فرقہ کے ہون جیسا کہ وضع ہوا ہے +

(۴) صیغہ تعلیم دنیوی بھی زیر نگرانی ایک اسپشل کمیٹی کے رہے اور معہ کمیٹی مذہبی یہہ سب ملکر ایک بورڈ آف کنٹرول متصور ہو +

(۵) یہہ کہ ممبران بورڈ آف کنٹرول بہت ہی لایق وعمدہ منتخب ہون اور ہر طور پر انگریزی دان ممبر کو ترجیح دی جاوے یا اور کسی طرح پر لایق ثابت ہون +

(۶) صیغہ دوم یعنی علوم دنیوی مین وہ علوم وفنون پڑہاے جائین گے جو بورڈ آف کنٹرول تجویز کرے اور صیغہ اول یعنے علوم مذہبی مین وہ پڑہایا جائیگا جو علماے فرق تجویز کرین فقط

تام اون بزرگون کے جنکی تحریک و ارعانت

سے یہہ مجموعہ مرتب و طبع و مشتہر ہوا

جناب کنور محمد فیاض علی خانصاحب بہادر رئیس پہاسو ضلع بلندشہر۔
جناب کنور محمد عبدالغفور خانصاحب بہادر رئیس ہرم پور ضلع بلندشہر۔
ممتازالدولہ سعیدالملک راجہ امیرحسن خانصاحب بہادر والی محمودآباد۔
جناب کنور محمد اعظم علی خانصاحب بہادر رئیس خورجہ ضلع بلندشہر۔
جناب مولوی محمد عبدالشکور خانصاحب رئیس بھیکم پور ضلع علی گڈھ
جناب مولوی احمد سعید خانصاحب بہادر رئیس بھیکن پور ضلع علی گڈھ

حصہ دوم

مضامین مسٹر ولفرڈ اسکاون بلنٹ

جس مین مصنف کے مشہور آرٹیکل متعلقہ ہند کا ترجمہ مع ایک مختصر ریویو

مرتبہ منشی سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی شامل ہے

اور جسکو حسب فرمایش

جناب کنور عبد الغفور خان صاحب رئیس ہرم پور ضلع بلند شہر کے

مطبع بحر العلوم اخبار مشیر قیصر لکھنو مین باہتمام غلام محمد خان کے چھاپا گیا

۱۸۸۵ء

قیمت فی جلد .....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

مسٹر بلنٹ صاحب نے ہندوستان کی نسبت جو آرٹیکل انگلستان کی نامی گرامی رسالہ فورٹ نیٹلی ریویو مین طبع کرایا ہی اوسکی بہت شہرت ہی - سر لیپل گریفن صاحب نے اوسکا جواب زور شور سے لکھا ہی جسکی خبر اخبارات انگریزی نے پہلے ہی سے دینی شروع کی تھی - شاید وہ جواب بھی اوسی رسالہ مین چھپیگا اور یقیناً بہت جی لگاکر پڑھنے کے لایق ہوگا مسٹر بلنٹ نے ہندوستانیون کی بہت طرفداری کی ہی لہذا ناشکری ہی اگر ہم اون کو بُرا کہین بلکہ ہم انگریزی قوم کو مبارکباد دیتے ہین کہ اوس مین ایسے آزاد خیال لوگ موجود ہین جو اپنی قومی سلطنت کو استحکام کی ساتھ قائم رکھنے کے لئی اظہار رائے مین بڑے بڑے ذی اختیار گروہون کی ناخوشی کا کچھ خیال نہین کرتے اور بلاشبہہ ہم خود ایسی گورنمنٹ پر فخر کرتے ہین جسنے اپنی رعایا کے حقوق کے اظہار و حفاظت و حمایت کی لیے ایسی آزادانہ اور تند و تلخ بحثین جائز رکھین ہین لیکن مسٹر بلنٹ صاحب نے کسی قدر سختی کی ہی اور ایک غصہ انگیز طریقہ سے اظہار رائے کیا ہی - ہندوستانی رعایا ایسی غریب اور مطیع اور برٹش گورنمنٹ کی قدر شناس اور خیر طلب ہی جسکا نظیر نہین ہے البتہ ادب کے ساتھ ہملوگ

اپنی گورنمنٹ سے اپنے حقوق کو طلب کرتے ہیں اور امید ہے کہ ترقی تعلیم و تہذیب کے ساتھ ہماری گورنمنٹ ہمکو ہماری حقوق بتدریج عطا کریگی لیکن یہی شرط ہے کہ ہم اپنی علمی ترقی اور درستی تہذیب میں غفلت نہ کریں اور تھوڑی سی پولیٹکل لبرٹی اور دانشمندی سیکھیں ورنہ ایسے آرٹیکلوں کا کچھ اثر نہیں ہو سکتا اس آرٹیکل کا کچھ انتخاب پانیر سے چھاپا تھا اور اوسکا ترجمہ اخبارات میں مشتہر ہوا لیکن میں نے آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر کے انسٹیٹیوٹ اطلاع کے لئے اوس کا پورا ترجمہ کیا تھا اب اپنے دوستوں کے اصرار سے اطلاع عام کے لئے اس شذرہ تمہید کے ساتھ اوسکا مشتہر ہونا روا رکھتا ہوں سپلمنٹ صاحب کے دیگر مضامین و حالات حصہ اول میں زیر طبع ہیں۔

سید اکبر حسین

علی گڈھ

۲۳- مارچ ۱۸۸۵ء

یہ مضمون مصنفہ مسٹر بلنٹ مولف نی رسالہ بابت فورٹ نیٹلی ریویو ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۴ع مطبوعہ انگلستان سے ترجمہ کیا

موسم سرمائے گذشتہ مین مین نے ہندوستان کا سفر کیا اور وہ ایسے حالات مین ہوا جو ایک انگریز کے لیے ایک استثنائی حالت رکھتے ہین - اثنائے سفر مین جو خیالات میرے دل مین پیدا ہوے ہین مین اون کو جلد ظاہر کیا چاہتا ہون کیونکہ ابھی وہ میری طبیعت مین تازہ ہین اور جو مختلف پولیٹکل امور بالفعل گرما گرمی سے ہندوستانی اور ہندوستان کے انگریزی اخبارات مین زیر بحث ہین اون پر مختصر اپنی راے لکھتا ہون - بلاشبہہ ہندوستان کی حالت اہم بحث کے لایق ہوتی جاتی ہی اور اگرچہ اسوقت مصر کا معاملہ زیادہ تر پیش نظر ہو رہا ہے لیکن حقیقت مین ہندوستان کا معاملہ کہین زیادہ اہم ہی اور اسی لنسل موجودہ مین انگریزون کو اوس مسئلہ کا حل کرنا لازم پڑیگا - یہہ بات اچھی ہو خواہ بری بہرکیف ہماری قسمت بہ حیثیت شہنشاہی کے ہندوستانیون کی قسمت سی وابستہ ہی - ہمکو اونکے متعلق فرائض ادا کرنے ہین اور نیز ایسی احتیاطون کا عمل مین لانا ہی کہ اون سے غفلت کیجائی تو کلیتہً بربادی سلطنت کے اسباب پیدا ہو جائین - اس زمانہ مین میلان طبع اس جانب ہی کہ پولیٹکل امور التوا اور آہستگی مین ڈال دیئے جائین لیکن مصر کے معاملہ نے ہمکو اچھا سبق پڑھا دیا ہے اور مین چاہتا ہون کہ اس مضمون مین اون برائیون پر آگاہی اور خبرداری دیدون کہ جنسے چشم پوشی ہو رہی ہے لیکن وہ بڑھتی جاتی ہین اور ایک خاص وقت پر اسقدر بڑھ جائین گی کہ اگر اوسوقت کیسی ہی گورنمنٹ کیون نہ حکمران ہو اونکی اصلاح اوسکے اختیار سے بالکل باہر ہوگی -

جزیرہ لنکا یعنے سیلون سے مین نے اپنا سفر شروع کیا اور جنوبی ہندوستان مین

سیلون اگرچہ انتظام جزیرہ ہای ہند سے علیحدہ ہی لیکن اوسکے حالات کے دریافت کو مین نے
بہت ضروری اور معنی خیز پایا کیونکہ اوس سے وہ طریق ظاہر ہوتے ہین جس پر ہندوستان کی
ترقی آیندہ کی امید ہو سکتی ہی - چنانچہ اس لحاظ سے نظر کرکے مجکو اون انتظام کی برائیان
معلوم ہوئین جن پر بعدہ میری نظر پڑی - سیلون تخت انگلستان کی ایک کالونی
یعنی نوآبادی ہی - ہماری جو دوسری اصلی نوآبادیان ہین وہان نظم و نسق کا نصف النہار
ہے اور ہندوستان کا انتظام بمنزلہ شب تاریک کے ہی - گورنمنٹ سیلون کی حالت
اون دونون کے درمیان مین ہے - سیلون کو آزادی کی ایک پھیلاتی ہوئی روشنی
حاصل ہے جو مجکو دوراثنای قیام اسقدر کم معلوم ہوئی کہ مین نے مطلق پسند کیا
اور بعدہ اسقدر زیادہ معلوم ہوئی کہ مین اوسپر اعتبار نکر سکا - جب مین نے اسٹریٹس سے
عبور کیا تو دفعۃً اپنے تئین نئی آب وہوا اور نئی عملداری مین پایا - جنوبی مدراس اگرچہ بخوبی
سے انگریزی انتظام کی امن وامان مین ہے لیکن مین نے ہر جگہ دیکھا کہ گورنمنٹ کی جانب
سے خلایق کو بے اعتباری ہے حکام اور عہدہ دارون کا ڈر دلون مین بیٹھا ہوا ہے
اور ایک خاص بیچینی طبایع مین ہے جو بلاشبہہ قوی علامت اسبات کی ہے
کہ ہر طرح خیریت نہین ہے - مین نے ہر مُنہ سے غربا کی روزافزون مفلسی کے ٹکس کی
روزافزون بوجھ کے اور اون حکام کی جو اخراجات ملک کی منتظم ہین روزافزون
خودغرضی کی شکایت سُنی - بعد ازان مین مدراس کے قحط زدہ اضلاع مین گذرا
اور وہان اگرچہ ناقص طور پر لیکن تاہم مجکو اون امور کے صحت کی تصدیق کا موقع ملا
جن کو مین نے شہرون مین بہ نسبت حالات رعایای دکن کے سُنا تھا اور اون لوگون کے
زراعتانہ ضرورتون اور مالی شکایتون کی نسبت کسیقدر رای قائم کی - شاید کوئی

یہ خیال کرے کہ ایک اجنبی کے لئے جو عاجلانہ طور پر سفر کر رہا ہو ان باتون کا دریافت کرنا ناممکن تھا لیکن فی الواقع قطعی طور پر تو مین نے اسکو ناممکن نہین پایا۔

ایشیا مین حقیت اراضی بہت کچھ ایک نوع پر ہی اور ہندوستان اوس سی مستثنےٰ نہین ہے اور جس شخص نے سلطنت عثمانیہ کے ملکون مین چشم بصیرت کھولکر سفر کیا ہو اوسکو وہ خرابیان جو ہند کی دہقانون پر ڈالی گئین ہین صاف نمایان ہین۔ جہان کہین میرا مقام ہوتا تھا مین چند دیہاتون کو ملاحظہ کرتا تھا اور جو کوئی ہوشیار اور سمجھ بوجھ کا کاشتکار سامنے آجاتا تھا اوس سے چند سوالات کرتا تھا۔ شاید کوئی لکھے کہ جو کچھ مین نے سنا صحیح نہ تھا کیونکہ مین اس ملک کی مختلف زبانون سے ناواقف تھا اور چونکہ تمام مشرقی لوگ خوشامد کرتے ہین لہذا میری خوشامد اونہون نے بھی سمجھی ہو کہ حالات کو نہایت بُری پیرایہ مین بیان کرین۔ لیکن مین نے اپنے تئین اس دہوکہ مین پڑنے سے محفوظ رکھنے کی احتیاط کر لی تھی۔ ہر نئے مقام پر مین ایک نیا ترجمان ساتھ لیتا تھا جسکو اون لوگون کے ساتھ کوئی سازش نہ ہو سکتی تھی اور اگر اوس ترجمان کو کاشتکار کے ساتھ میری ہمدردی کے نسبت کچھ شبہہ بھی ہوتا تو اوسکے لئے یہہ امر ناممکن تھا کہ کاشتکار کو اون جوابات سے خبردار کر دیتا جو مین نے اوس سے پہلے دوسرے مقامات مین حاصل کئے تھے اور میری دانست مین کوئی شخص یہ نہین قرار دے سکتا کہ ایک ہی امر کی نسبت ایک ہی قسم کے بیانات مین برابر اون مواضع مین حاصل کرتا جو ایک دوسری سے فاصلہ بعیدہ پر واقع تھے بجز اسکے کہ وہ بیانات صحیح تھے۔

پس مین نے اون بیانات کو جانچا اور ہندوستان مین سب سے زیادہ مفلس و محتاج یعنی مزارعان دکہن کا مقابلہ بنگال اور دوسرے اضلاع رعایتی سے کیا اور مجکو اطمینان ہے کہ مین نے عام طور پر اس باب مین صحیح علم حاصل کر لیا گو بلا شبہہ وہ کامل نہین ہے تاہم یہ نسبت

اوس علم کے جو انگلستان مین کتنی ہی پڑہنے اور تحقیق کرنے سے حاصل ہو سکتا ہی بہت زیادہ
راستی اور صحیح ہے۔ مین یہ بھی کہتا ہون کہ اس زراعتانہ مصائب کی نسبت جس کا جی چاہے
تحقیقات کرے یقیناً وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا جسپر مین پہونچا ہون بہ شرطیکہ وہ سیاح
میری ہی طرح ناظر فدارانہ طور پر طریقۂ انصاف کا برتاؤ کرے۔ سرکاری رپورٹین
شاید مجھ سے اختلاف کرین لیکن میری مضبوطی لوگون اور ان ہزار رعیت کی شہادت سے ہی۔
کلکتہ مین مین عین اوسوقت پہونچا کہ البرٹ بل کی نسبت طبائع مین خوب جوش تھا
مین نے کلکتہ مین اپنے تئین ایک پولیٹکل اکھاڑہ مین پایا جہان سلف گورنمنٹ کے اعلی درجہ
کے اصول و مسائل پر بحث ہو رہی تھی۔ اون وجوہ سے جنکی تصریح کی مجکو کچھ ضرورت
باقی نہین رہتی ہی مین نے فوراً سب کی دلون مین جگہ پائی اور سب نے مجھپر اعتماد کیا اور چند ہی
ہفتون مین مجکو اون باتون سے آگاہی ہو گئی جنکے دریافت کرنے مین ہمارے سویلین
افسر اپنی عمرین بسر کرتے ہین اور پھر بھی ادھوری اور مشتبہ اطلاعین حاصل کرتے ہین
وہ وقت نمایش گاہ کے کھلنے کا تھا اور تمام ہندوستان اوس دار السلطنت کی طرف کھینچ
آیا تھا اور شاید ہی نیٹو سوسائیٹی کی کوئی بات جسپر لیاقت یا درجہ یا اچھی یا بری شہرت کا
اطلاق ہو سکتا ہے میرے علم سے باہر رہ گئی ہو کیونکہ مین مشرقی خیالات سے ہمدردی
کرتا تھا اور اونکی بہتری کا خواہان تھا۔ انگریزی مضمون نگار ہمیشہ یہ ظاہر کیا کرتے ہین
در یقین دلاتے رہتے ہین کہ صرف کلکتہ کے بابو لوگ ہی ہین جنھون نے کافی طور پر ایسی
تعلیم پائی ہے کہ اپنے ملک کے پولیٹکل ترقیون کے خیالات بڑھایا کرین لیکن یہ بات سچائی سے
نہایت دور ہے۔ کلکتہ کے پولیٹکل بحث کرنے والے بیشک انگریزی نگاہ مین پیش پیش
نظر آتے ہین لیکن وہ کلکتہ کے ہین جو ہندوستان مین سب سے زیادہ انگریزی شہر ہے

اور اس لیے کہ اونکو عام طور پر زبان انگریزی کا علم زیادہ حاصل ہے لیکن بمبی کے پارسی اور مرہٹے کم سے کم اون کے مدمقابل ہین اور بلحاظ مضبوط اور قوی خیالات اور سچی مدبرانہ فہم ادراک کی مین نے کلکتہ مین پایا کہ مدراس کے مشاہیر برہمنون کے برابر نہین پایا علی ہذا القیاس ممالک مغربی و شمالی کے مسلمان اہل بنگالہ کے بہ نسبت خیالات کی آزادی اور پولیٹیکل دلیری مین کہین زیادہ بڑہے ہوے اور سربرآوردہ ہین - البتہ کلکتہ مثل لندن کے اصل مرکز بحث مباحثہ کا ہی اور یہ بات دیسرائی کی کونسل کی گردہی کی ہے کہ جنگ زور شور سے ہوتی ہے جب مین کلکتہ مین تہا تو کونسل کی نشست ہوتی تھی اور ہندوستان کے ہر حصے کے آدمی وہان جمع ہوئے تھے اور بڑے بڑے علمی مسائل اوسوقت زیر بحث تھے - مین نے دیکھا کہ جو لوگ بحث مین شریک تھے اونکی قابلیت اور سمجھ قریب قریب عمدگی کے ساتھ صرف ہوتی تھی - اون تمام اجلاسون مین مین شریک رہا اور مین ہی ایک یورپین تہا جسکو یہہ امتیاز حاصل تہا - اگرچہ یہ سچ ہے کہ بنگال کے قائم مقامی اوس جلسہ مین بجا طور پر تھی لیکن قریب قریب انگلستان مین بہی یہی حالت اوس شہر کی ہوتی ہے جو قومی مجمع کے لئے منتخب کیا جاتا ہے - پہر نہ سمجھنا چاہیے کہ ہندوستان مین پولیٹیکل قابلیت صرف بنگال کے ہندو قانون دانون تک محدود ہے - ہرگز نہین - اس سے کہین آگے بڑہی ہوئی ہی -

بعد ازان مین نے شمال و مغرب ہندوستان مین گذر کیا اور وہان مین نے ہندوستان کے مسئلہ پر صرف بلحاظ مسلمانون کے غور کیا اور اوسی کو دریافت کیا - مجھسے کہا گیا کہ مسلمانون کی تعلیم پر چند لکچر دون چنانچہ مین نے ایسا کیا اور اسوجہ سے مسلمانونکی احتیاجون اور دقتون اور امیدون سے خوب آگاہ ہوگیا - ہنوز یہہ خیال کرنا غلط ہے کہ مسلمانان ہندوستان اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ مین کوئی ناقابل اصلاح بددلی اور علٰحدگی ہوگئی ہے -

یہ کہنا کہ اون کو ہمارے ساتھ محبت نہین ہے بیشک سچ ہی لیکن محبت نہونے سے جو معنے
پیدا ہوسکتے ہین اوس اعتبار سے یہ بات کچھ مسلمانون پر ختم نہین ہے بلکہ تمام ہندوستانی
رعایا کی نسبت بھی کہا جاسکتا ہے کہ اونکو محبت نہین ہے - ہمارے اور ہندوستانیون کے
درمیان مین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو یا پارسی یا عیسائی محبت ضایع نہین ہوگئی -
ہمنے دونون مین اپنی محبت پیدا کرنے کے لئے کچہ نہین کیا اور اسوجہ سے وہ بھی اپنی محبت کو
ضایع نہین کیا چاہتے - لیکن بلحاظ بعض امور کے مسلمان لوگ بہ نسبت دوسرون کے
حالت موجودہ کی کم مخالف ہین بعض باتون مین مسلمانون کو کم تکلیف ہی اور بیشک
ضروری طور پر انقلاب انگیز خیالات کی طرف اونکا میلان کم ہے - اگر مسلمانون کے حقوق پر
زیادہ تر توجہ کی جاے اور ممالک غیر مین اسلام کے ساتھ کسیقدر زیادہ سچائی کے ساتھ
ہمدردی کی جاے تو ممکن ہے کہ مسلمان لوگ عملی طور خیرخواہ سلطنت ہوجائین -
یہ بات صرف پچھلے چند برسونمین ہوئی ہے کہ مسلمان لوگ اوس عام بدگمانی مین شریک
ہوگئے ہین جو ہماری گورنمنٹ کے ساتھ بجا اور انصافانہ طور پر پیدا ہوگئی ہے - مین نے
بڑے بڑے شہرون مین خصوصاً شہرہاے اسلامیہ مین گذر کیا یہ بڑی فروگذاشت یہ تھی
کہ پنجاب رہگیا - بالآخر چند ہفتہ مین نے حیدرآباد کی خودمختار ریاست مین بسر کئے اور وہان
ایکسنہ ایک طور پر مین ہندوستانی اور انگریزی ریاست کا مقابلہ کر سکا - مجکو وہان یہ عزت
بھی حاصل ہوئی کہ زمانہ حال مین ریاستون مین جو سازشین اور بندشین ہوتی ہین
اون مین سب سے زیادہ تعجب خیز تماشا دیکھنے مین پس پردہ شریک تہا - اس تماشہ سے
مجکو بہت کچہ سکھادیا کہ سلطانی اور زبردست گورنمنٹون کے تعلقات موجودہ کیا ہین اور
اگرچہ اس مقام پر مین اون کی تفصیل نہین کیا چاہتا لیکن بسبب اسکے کہ مجکو اونکا علم

حاصل ہو گیا ہے مین بھروسہ کے ساتھ اپنی بعض رائین ظاہر کر سکتا ہون سیندھیا اور ہولکر کی عملداریون کے دیکھنے کا مجکو وقت نہین ملا اور بجز اسکے کہ مین نے عاجلانہ طور پر راجپوتانہ کی ریاستون سے گذر کیا اور مجکو کسی طور پر کچھ تجربہ اس باب مین نہین ہوا۔ لیکن مشرقی حکومتون کی برائیان اور بھلائیان دوسرے ملکو نمین دیکھ چکا ہون اور اس سال سفر کرنے سے میری غرض یہ نہ تھی کہ اون برائیون اور بھلائیون پر غور کرون بلکہ ہندوستانی برٹش حکومت کا جانچنا میرا اصلی مقصود تھا۔ پانچ مہینے کے بعد مین بمبئی سے ایک مرتبہ پھر بہ عزم انگلستان جہاز پر سوار ہوا پس انہین حقوق کی بنا پر ہندوستان کے مسئلہ کے متعلق میری باتین قابل سماعت ہین بلاشک یہہ حقوق غیر مکمل ہین لیکن ایسی صورت مین کہ بعض زمانہ اور سب لگاو واقفیت کا کال ہے تو یقیناً میرا بیان قیمتی ہے۔ میرا تجربہ ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک سیاح کا تجربہ ہوتا ہے لیکن مجکو اطمینان ہے کہ ہندوستان مین ہماری سلطنت کے متعلق جو نہایت نازک اور اہم امور ہین بخوبی ممکن ہے کہ اونکو ایک سیاح چھہ مہینے مین دیکھ لے سن لے اور سمجھ لے اور مجکو یقین ہے کہ اگر وہ چشم بصیرت رکھتا ہو اور اوس کی طبیعت مین ہمدردی ہو اور بلا کسی تعلق سرکاری کے سفر کرتا ہو تو اسکو صرف ایک ہی موسم سرما مین اصلی حقیقت پر پہونچ جانیکا زیادہ موقع ہی بہ نسبت اون افسران سرکاری کی جو اپنی عمرین سرکاری نوکری مین کاٹتے ہین۔

ہندوستان مین مثل اور مشرقی ملکون کی حیثیت سرکاری حصول واقفیت کی سدراہ ہو جاتی ہے اور سرکاری حمایت ہمیشہ اوسکے مانع اور مزاحم پڑتی ہے۔ جہان کہین ممکن تھا مین گورنمنٹ ہاوس اور کلکٹرون کے بنگلے سی بچتا رہا لیکن مین ہمیشہ اس بات مین کامیاب نہ ہوا اور جب کبھی کسی مہمان نواز لوردمین کے ڈیوڑھی سے گذرتا تھا تو مجکو

دعوتین فوراً یاد آجاتی تھین جو بادشاؤن اور مدبرون کیطرف سے دوسری سرزمینون مین مجھکو کثرت سے دیجاتی تھین۔ جب کسی سرکاری افسر کے مکان مین مین رہا تو فوراً معلوم ہوتا تھا کہ مجھ مین اور خلق خدا مین ایک بدگمانی اور اشتباہ کا پردہ پڑگیا اور مجھکو حیرت ہوتی تھی کہ یہی معزز ہندوستانی جو چند گھنٹے پیشتر دوستانہ اور مساوی طور پر ملتے تھے تو جب قریباً نوکرون کی طرح ملتے تھے پس یہ افسوسناک حالت ہی اور حاکم اور محکوم مین سوشیل برتاؤ در اصل کچھ بھی نہین ہے اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی خیالات سے بالکل ناواقف ہین۔ مین اپنے تجربہ کے نتائج کو مفصلہ ذیل رپورٹ مین جمع اور مرتب کیا چاہتا ہون۔ اولاً زراعتی خطرہ جس سے ہندوستان کے غیر صحیح مالی انتظام کو بڑا تعلق ہے۔ دوم قومی تحریک اور ہندوستانیون سے مفصل۔ اس باب مین مختصر طور پر ان مسائل کا ذکر بھی کیا جائیگا جو بالفعل ہندوستان کے شہرون مین زیر بحث ہین۔ سوم مسلمانون کی حالت۔ یہ معاملہ ایسا ہی کہ اچھی طرح سمجھا نہین گیا لیکن اسوقت اسکو جس قدر وقعت اور عظمت دیجاتی ہے وہ خالی از مبالغہ ہوگی بلکہ مبالغہ مشکل سے مین سمجھتا ہون کہ انہین ابواب مصرحہ بالا مین مجھکو جن باتون سے متنبہ کرنا ہے۔ جو صلاحیت رکھتی ہین بہرکیف جو کچھ لکھا ہے اون سب کی تصریح ممکن ہوگی متنبہ کرنا اسلیئے کہ مجکو شبہہ نہین ہے کہ اگر صورت معاملات بدستور رہی تو ضرور ہنگامہ انقلاب ضروری نتیجہ ہے۔ اور صلاح دینا اس لیئے کہ اس بات مین بھی کچھ شبہہ نہین ہے کہ اگر وقت پر اصلاح ہوگئی تو بنیادی برائی رک سکتی ہے۔

اس تمہید کی بعد مصنف نے نہایت محققانہ و عالمانہ رپورٹ۔ اول مین زراعتی [illegible]

لوگوں کی حالت سے بلحاظ اصول پولیٹکل الیکانومی کی بحث کی ہے اور ملک کی آمدنی و خرچ
اور اوسکے انتظام پر نکتہ چینی کی ہے اور بے شبہہ وہ بہت غور اور دلچسپی کے ساتھ پڑھنے
کے لایق ہے لیکن چونکہ حصہ دوم کو عام طبایع پر لحاظ کرکے زیادہ دلچسپ سمجھا
اس وجہ حصہ اول کے ترجمہ کو کسی وقت آیندہ پر منحصر رکھکر اسوقت حصہ دوم کا
ترجمہ پیش کرتا ہوں ۔

من مترجم

خیالات ہندوستان کی نسبت

حصہ دوم - قومی تکبر اور ہندوستان سے تنفر

ہندوستان مین کچھ فساد و شورش پیدا ہونے کے احتمال - کہ نہی زراعتانہ مصیبت اگر اول درجہ کی وجہ ہی تو دوسرے درجہ کی وجہ اوسکی شہریون مین پولیٹیکل تعلیم ہے - و پولیٹیکل تعلیم جسکے ساتھہ ہی ساتھہ پولیٹیکل قوت و اختیار کو ترقی نہین دیجاتی - اگرچہ مجکو بہت کچھ تقسیم تہا کہ ایشیا ترقیان کر رہی ہے لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ حال کے سفر ہندوستان سے پہلے مجکو ذرا بہی امید نہ تہی کہ ہندوستان اس قدر ترقی کر گیا ہوگا جیسی ترقی کہ فی الواقع اوسنے کی ہے - اور ابتدا سے انتہا تک مجکو اوس سطح کی بلندی پر حیرت رہی جسپر پولیٹیکل علم مین ہندوستانی خیالات اب قائم ہین - اسوقت تک یعنی ہندوستان آنے سے پہلے مین ہندوستانیون کے پولیٹیکل خیالات کی وقعت کا اندازہ ہندوستانی اخبارات کی انتخابات سے جسمین بحث او رنکتہ چینیان مندرج ہوتی تہین کیا کرتا تہا - اور اکثر وہ مضامین انگریز ایڈیٹر ایک مخالفانہ پیرایہ مین نقل کیا کرتے تھے - حقیقت مین مین نے غلط اندازہ کیا تہا ہندوستانی اخبارات اگر سب نہین تو بہرکیف وہ جو انگریزی مین شایع ہوتے ہین نہ تو ہمارے انگریزی اخبارون کے مساوی ہوتے ہین اور نہ اون کو کوئی مساوی مطابقت اون لوگون کے قوای باطنی اور خیالات ذہنی سے ہو لی ہی جنکی رایون کو وہ ظاہر کرتے ہین - میرا یہ مطلب ہے کہ انگلستان کا تو یہ حال ہے کہ اخبار ٹیمز مین یا اور کسی نامی اور مستند اخبار مین کسی خاص مضمون پر کوئی آرٹیکل لکھا جاتا ہے تو حسب معمول باعزت اور معقولیت مین وہ [illegible] آرٹیکل اور [illegible] بہیون پر فوقیت رکھتا ہے جو مدبران ملک اوسی مضمون پر لکھتے ہین

لیکن ہندوستان مین بحث وتقریر زبانی ہمیشہ عمدہ ترین درجہ رکھی ہے۔ مین بلا مبالغہ لکھتا ہون
کہ دنیا مین ایسی قومین کم ہین جو پولیٹکل طور کے مباحث مین ہندوستانیون کی برابری کرسکیں
اور ہمکو خود اپنے ہاوز آف کامنز سے ایسی لوگون کو انتخاب کرنا مشکل ہوگا کہ کسی نہایت
اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہندوستانی سے کسی ایسے خاص امر مین جس سے ہندوستانیونکی
غرض متعلق ہو کامیابی کے ساتھ مباحثہ ومناظرہ کرسکین۔ پس اسی بات پر باربار مجکو حیرت
ہوا کی۔ ہندوستانی طبیعت تیز اور شفاف ہی اور مجکو ایسا معلوم ہوا کہ وہ طبیعت بہت
کچھ جوڈیشل[له] بھی ہی۔ مجکو خیال دلایا گیا تھا کہ ہندوستانیون کی طبیعت الیسی مبالغہ سے
بھری ہوئی ہے جو پرجوش جذبات سے پیدا ہوتے ہین لیکن مین نے اون طبائع کو اسدرجہ
سے ممتاز پایا کہ اون مین پرجوش مبالغون کا نام بھی نہین ہے۔ اگرچہ اون بعض عام
اسپیچون مین جو مین نے کلکتہ مین سُنین صنایع بلاغت وفصاحت کی یقیناً کمی نہ تھی
لیکن بااین ہمہ وہ بحثین تمامتر واقعات اور دلائل اصلی پر مبنی تہین اور فضولیات ورطمع کو
دخل نہ تہا۔ خانگی صحبتون اور جلسون مین بہت کچہ آزادی کے ساتھ تقریر کی جاتی ہے۔
لیکن اون مواقع پر بھی اون کی تقریرون مین اسقدر کم گرمی اور تیزی پائی گئی کہ خود مجکو
اپنی طبیعت کا کئی مرتبہ یہ میلان محسوس ہوا کہ بہ نسبت اوسکے زیادہ گرمی وتیزی سے تقریر
کرنا چاہیے۔ مجکو یہ معلوم ہوا کہ راست بیانی کی حدود مین رہکر بھی وہ اور بہت کچہ لکھ سکتی ہین
لیکن نہین لکھتے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ برائیون کو نہایت خفیف کرکے بیان کرتے ہین فوائد اور
عمدگیون پر بہت کچہ زور دیتے ہین اور عام میلان طبع اس جانب ہے کہ معاملات زیر بحث کو
بہ نسبت اسکے کہ بڑہا کر پیش کرین گھٹا کر ظاہر کرتے ہین۔ اثنای مکالمت مین اکثر

[له] عدالتانہ۔ قانونی۔ انصافانہ۔

میرا جی چاہتا تھا کہ انگلش پولیٹکل کارروائی پر اون لوگون کو جو سرچشمہ خیالات
کہلاتے ہین) سادہ لوحی سے جو بیحد بھروسہ ہی - دلیل او انصاف پر آنکھ بند کرکے جو
اونہون نے امید لگا رکھی ہے اور اس بات پر جو یقین کر لیا ہے کہ جب ہم اپنی تکلیفون
اور مصیبتون کو اچھی طرح ثابت کر دینگے تو داد اور نجات ملجائیگی - اوس بھروسہ اور امید
اور یقین پر اعتراض کرون - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انگلستان مین ہندوستان کی
نسبت مخالف فریقون کی وجہ سے جو خودغرضی اور بے پروائی موجود ہی اوس سے
وہ لوگ (یعنے ہندوستانی) عمدًا چشم پوشی کرتے ہین اور باوجود پولیٹکل دہوکہ بازیون
کے ہنوز دہوکہ مین پڑے رہنے کو بدل و جان طیار رہین - جب اس بات پر خیال کیا جاے
کہ حالات موجودہ پر کس قدر واقعی موقع شکایت و فریاد کا ہے - کس قدر ٹھیک اور
قومی اسباب ذاتی غصہ و رنج کے موجود ہین جن سے خلایق کی طبیعت تہ و بالا ہو رہی
ہے - اور کسقدر روزانہ زندگی کے حالات مین خلایق کو دردناک حس اسبات کا ہوتا
رہتا ہے کہ ایک غیر قوم اون پر حکومت کر رہی ہے اور کس قدر کم امید اس بات کی ہے
کہ صورت معاملات مین کوئی فوری تبدیلی پیدا ہوگی تو حقیقت مین تعجب ہوتا ہے
کہ اون ہمہ ہندوستانی خیالات کی اوبھارنے والون مین ایسے لوگون کی کس درجہ
کمی ہے کہ جو پوشیدہ طور پر بھی انگلستان سے بگاڑ اور علیحدگی کی خواہش کا
اظہار کرتے ہون - میری اثنای سفر مین تو مجکو شاید ایک بھی ایسا نہین ملا جسکی
فی الواقع ایسی خواہش ہو اون کو اپنی پچھلی تاریخ کی خرابیان سب یاد ہین اور
بلحاظ اون کے آیندہ کے خطرات سے وہ غافل نہین ہین اور اپنے اقوال و افعال
مین احتیاط کرتے ہین - مین کہتا ہون کہ یہ باتین قابل لحاظ نہین اور ایسے شخص یہ

جیساکہ مین تہا اور اپنی آپ حکومت کرنیوالی قوت کی تخم اور بنیاد کا ہندوستان مین سراغ لگاتا تہا اون باتون سے عمدہ امید کے آثار پائے گئے۔ ہیجان و خروش غضبناکی۔ پرجوش دہمکیان اور تخویف ہندوستان مین مین نے بہت کم پائی۔ منطقی دلائل بہت پائے ایسی دلیلین جو واقعات صحیحہ سے پیدا ہوتی ہین اور جو عمدہ ترین دلائل ہین اور جسکو پولیٹکل اصطلاح مین کامن سنس یعنے عام معقولیت کہتے ہین۔

لیکن اگرچہ مین نے دیکہا اور تصدیق کرتا ہون کہ جو لوگ نیٹو پبلک اوپنین (ہندوستانی رائے عوام) کی ذمہ دار پیشوا اور حامی کہے جا سکتے ہین اونمین بدرجہ غایت اعتدال ہے لیکن تمام طبقات کی تعلیم یافتہ لوگون سے جو مین نے گفتگو کی تو یہ بات ضرور مجہپر کہل گئی کہ ذاتی نفرت و ناپسندی کا خلیج روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے جسنے اون کو اون خاص انگریزون سے جدا کر رکہا ہے جو اون پر حکمران ہین۔ ہندوستان مین امتیاز نسل اور قومی تنفر کی بحث مین در آنا ایک بہت نازک کام ہے اور مین خوب سمجہتا ہون کہ اوسپر ذرا بہی گفتگو کرنے مین مین کچہ تہوڑی ذمہ داری اپنے اوپر نہ لونگا اور اگر مین نے اوس بحث کے چہیڑنے کا ارادہ کر لیا ہے تو اوسکی یہہ وجہ ہے کہ میری دانست مین جو شخص ہندوستان کا حال لکہے اور زمانۂ حال ہندوستانی سوسئٹی کی ایسے روز افزون بحث سے قطع نظر کرے تو اوسکا یہ فعل بالکل داخل تصنع ہوگا اور کچہ بعض صورتین ایسی ہین کہ جو کچہ ہو اونمین سچ سچ حال ظاہر کر ہی دینا چاہیے کیونکہ گو کیسی ہی افسوسناک اور غیرت دہ واقعات ہون ایسے وقت مین کہ ہنوز سکون و اطمینان سے اونکا بیان ہو سکے اون کو کہولکر صاف صاف بیان کر دینا بہتر ہی بہ نسبت اسکی کہ وہ اس لیے چہوڑ دیے جائین کہ کسی دن ایک شدید پیرایہ مین خود اپنے تئین

ظاہر کرین اور جب تمکنت کی طبیعت سے سوچنا اور فیصلہ کرنا ناممکن ہو جائے۔ جو کچھ مین نے دیکھا اور سنا اون تمام باتون سے میرا صاف یہ یقین پیدا ہو گیا ہے کہ کدورت مزاجی جو اسوقت ہندوستان مین وہان کے انگریزون اور دیسی نسلون کے درمیان مین موجود ہے ایسی ہی کہ اگر زیادہ تر فیاضانہ برتاؤ سے اوسکی تخفیف نکیجاویگی تو چند برسون مین اوسکی وجہ سے مسلسل تعلق درمیان ہندوستان و انگلستان کے بالکل ناممکن ہو جائیگا اور بالآخر ان دونون ملکون کے درمیان جو دوستانہ تعلقات ہین اون مین قطعاً شکست پیدا ہو جائیگی جس سے دونون کو بیشمار مصائب کا سامنا ہوگا اور ممکن ہے کہ ایسی کشاکشی اور زور و جبر کی حالتین نمودار ہو جاوین جنکی شدت دونون ملکون کی پہلی تاریخون کے واقعات سے بڑھ جائے۔ ہم اپنی یاد ہی کے عہد مین دیکھ چکے ہین کہ آئرلینڈ مین دوستانہ خیالات یکقلم معدوم ہو گئے جسکی ابتدا بوجہ ناانصافی کے ہوئی لیکن بعد کو اوسکی وجہ غلط فہمی تھی۔ آج اونہین امور کا اعادہ اونہین وجوہ سے ہم مصر مین دیکھ رہے ہین۔ اور کل کو ہم ہندوستان کی حالت بھی ایسی ہی افسوسناک پا سکتے ہین۔ میرا یہ یقین نہین ہے کہ ایسی حالت وہان ابھی سے موجود ہے۔ لیکن ناانصافی یہان موجود ہے اور خلائق نے خواب غفلت سے جاگنا شروع کیا ہے اور اس بات پر اونکو رنج و ملال ہے کہ جو انگریز بہ قائم مقامی انگلستان ہند مین ہین وہ کیسی بیوقوفی اور بے پروائی سے اونکا مقابلہ کرتے ہین۔ پس انگلستان کے انگریز جنکے ساتھ ہندوستانی قومون کو ابھی کوئی جھگڑا نہین ہے اگر خود اپنی بے پروائیون کے خطرہ پر نظر نہ کرینگے تو بالآخر وہی قومی نفرت کے ناقابل اصلاح نتائج پیدا ہو جائینگے۔ یہ بات البتہ یاد رکھنی چاہیے کہ ممالک آئرلینڈ اور مصر بلحاظ وسعت اور آبادی کے کچھ ممتاز نہین ہین اور اسیوجہ سے

انکو فوجی قوت سے دبا دینا آسان ہے لیکن ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے جس مین ہمسے دس گنی زیادہ خلقت آباد ہے اور اگر کبھی شورش پیدا ہوئی تو وہ ہمارے تمام تجربون سے وسیع تر دائرہ پر ہوگی اور اسیوجہ سے زیادہ تر ترددخیز ہوگی - آئرلینڈ اور مصر کیطرح ہندوستان کو ایک دفعہ متحد و متفق اور تمام انگریزیت سی متنفر ہونے پر یکدل ہو جانے دو اور اوسیوقت بطور امر واقعہ ہماری حکومت معدوم ہو جاویگی - ایک دفعہ انسکو انگریزی انصاف سے قطعاً مایوس ہو جانے دو - پھر انگریزی فوج کی ہرگز یہ طاقت نہوگی کہ اوسکو دبا کر حد اطاعت مین رکھے - علامت ہند کا عظیم الجثہ چارپایہ بطور ایک پالو جانور کے ہے اور ایک بچہ اوس پر سوار ہو سکتا ہے - وہ سمجھدار ہے معتدل المزاج ہے اور آسانی سے رام ہو جاتا ہے - لیکن بدسلوکی ہمیشہ کے لئے وہ برداشت نکریگا اور جب حقیقت مین وہ غضبناک ہو جائیگا تو محض اوسکے جثہ کی بڑائی اور فراوانی ہی اوسکو خطرناک بنادیگی اور بڑے سے بڑے شہ زور کی قوت سی بھی یہ بات باہر ہوگی کہ انسکو اپنی راہ پر چلاوے یا قابو مین رکھے - بہت بوڑھے اور بڑی واقف کار ہندوستانیون سے جن سے مجھی تعارف ہوا (اور مین اسجگہ پر بنگالی بحث انگریزون کا ذکر نہین کرتا بلکہ اون لوگون کا جو گورنمنٹ کے اونچے منصبون پر مامور تھے یا شاید مامور ہین اور جن پر گورنمنٹ کو واجبی طور پر اعتبار اور بھروسہ ہے) مجھ سے حالات اس امر کے کہ اونکی یاد کی زمانہ کے اندر اندر اونمین اور ہندوستان کے انگریزون مین کیونکر بتدریج اجنبیت اور مغایرت پیدا ہوتی گئی بیان کئی ہین اور اون حالات سے مین نے بہت کچھ سیکھا ہے - وہ کہتی ہین کہ قریب چالیس سال کے گذرے ہمارے لڑکپن کے ایام مین اگرچہ کمپنی کے افسرون مین ایسے آدمی ہمیشہ ہوتے تھے جو اپنے اختیارات کو بیجا نافذ کرنے کے سبب سے لوگون کو

ناپسند ہوتے تھے اور وا ابھی طور پر لوگ اون سے ڈرتے رہتے تھے تاہم انگریزی سویلیون کے
جانب ہندوستانیون کے عام خیالات ادب آگین بلکہ محبت آمیز بھی تھے - ہندوستانیونکی
نسبت مین محبت اور سرگرمی اور ناموری پرستی داخل تھی اور ابتدائی زمانہ مین انگریز لوگ بہ سبب
عمدہ علم اور مضبوط وضع کے ہندوستانی طبیعت کو بہت کچھ قابو مین کرلیتے تھے - قریب قریب
بہت بوڑھے آدمی بعض معلمون کا ادب و عزت سے ذکر کرتے ہین جنہون نے اونکو لڑکپن مین
تعلیم دی اور بعض اپنے سابق کی برائیون کا تذکرہ کرتے ہین جنکی بدولت اونکو زندگانی
مابعد مین کامیابی ہوئی اور وہ خوشی سے اوس یاد کا اعتراف کرتے ہین جو ایسی شخصی
ملاقاتون سے اون پر اور انکی نسل پر پڑا - وہ لکھتے ہین کہ اوس زمانہ کے انگریزی افسر کو
بہ نسبت افسر زمانہ حال کے زیادہ اختیارات تھے لیکن وہ اون اختیارات کو بہت سمجھ بوجھکر
اور اپنی بڑی ذمہ داری تصور کرکے نافذ کرتا تھا اور اوسکے نفاذ مین اپنے اعزاز کا خیال
رکھتا تھا - وہ خلایق کے حالات سے اچھی طرح آگاہ ہونے کے لئے محنتین اوٹھاتا تھا اور فی الواقع
اونکے حالات سے اچھی طرح آگاہ ہوتا تھا - بجز نہایت ہی اعلے درجہ کے افسرون کے اوس تک
رسائی آسان تھی - وہ زیادہ تر خلائق ہی کے درمیان مین اور اونہین کی رسمون کے مطابق
رہتا تھا - اوسکو معزز طبقہ کے لوگون سے دوستی کرنے مین کچھ تامل نہین ہوتا تھا اور کبھی کبھی
وہ اون لوگون مین شادی بھی کرلیتا تھا یا کم سے کم وہ ہندوستانی عورتون سے ایک نصف
ازدواج کا تعلق پیدا کرلیتا تھا - اور طور پر ان باتون کے برے نتایج پیدا ہوتے ہونگے لیکن
اس طریق عمل سے وہ قومی تعصب کی کہائین مشرق و مغرب کے درمیان منہدم ہوئی تھی
اور اوس افسر کو خلایق سے ایک ایسا ذاتی تعلق ہوجاتا تھا جسکو عہدہ اور ڈگری کا خیال
گو وہ کتنا ہی زیادہ اور بلند ہو ہرگز پیدا نہ کرسکتا تھا - اوس زمانہ کا انگریز ہندوستان پر

بطور اپنے دوسرے وطن کے تصور کرتا تھا اور اچھائی کے ساتھ برائی کو بھی قبول کر کے ہند کے
ساتھ بطور دوسرے وطن کے برتاؤ کرتا تھا - انگلستان کی پہونچ صرف کیپ کی راہ سے ہو سکتی تو
سفر کرنا دشوار تھا اور بڑا خرچ پڑتا تھا ڈاک کا انتظام عمدہ نہ تھا - بہت سے پنشن یافتہ افسر
اپنی ملازمت ختم کر کے اپنی اختیار کی ہوئی سرزمین سے ایسے وابستہ ہو جاتے تھے کہ وہ
اپنی زندگی کی بقیہ ایام کو وہین بسر کرتے تھے اور ایک نئی ہجرت و مسافرت کے لیے جہاز پر سوار
ہونا پسند نہ کرتے تھے - پس اس بیان سے اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ اینگلو انڈین افسر کمپنی کے
زمانہ کا ہندوستان کے ساتھ ایسے طرح کی محبت رکھتا تھا کہ جناب ملکہ معظمہ کے افسر کو اب
اوسکا خیال خواب مین بھی نہین آتا - یہ بات بھی ہے کہ وہ افسر بہ نسبت ہند کے ہند کی
خدمت بھی بہ نسبت اب کے بہتر کرتا تھا اور اوسکے عوض مین بہ نسبت اب کے ہیں اوسکی ساتھ محبت بھی اچھی طرح پیدا کی تھی
لیکن دخانی جہازون کے ذریعہ سے انگلستان کے ساتھ جو سلسلہ قائم ہو گیا اور اوسکی وجہ سے وطنی
میل جول اور مصاحبت قائم رکھنے مین جو آسائی ہو گئی وہ یہان کے افسرون کے طرز
معاشرت مین کمپنی کے شکست ہونے سے پہلے ہی ایک تبدیلی پیدا کر چلا تھا اور وہ ایسی
تبدیلی تھی کہ ۵۷ء کے غدر نے اوسکو بالاخر مکمل کر دیا - جون جون انگلستان کا جانا
بتدریج آسان ہوتا گیا رخصت کی درخواستین زیادہ ہونے لگین اور جب کوئی افسر رخصت
فرلو سے واپس آیا تو ایک نیا ذخیرہ مغربی تعصبات کا اپنے ساتھ لیتا آیا - اوس زمانہ سے پھر وہ
یہ نہ سمجھا کہ مین اپنے خاص ملک کے پولیٹکل زندگی سے منقطع ہو گیا ہون اور نہ پھر وہ تمام ہندوستان
کی پولیٹکل حالت پر متوجہ رہا - ملازمت ہندوستان نے جو ذریعہ اعزاز و امتیاز کے
اوسکے لئے مہیا کئے تھے وہ اونکو چھوڑ کر اور ذرائع اعزاز و امتیاز کو ڈھونڈھنے لگا - ما آر
[illegible] ہندوستانی

ساتھ میں اختیار کی اور ہندوستانی تعلقات پیدا کرنے کو بالکل ختم اور منقطع کر دیا۔ جب ریلین چل نکلین۔ ڈاکخانہ تیز تیز کام دینے لگے تار برقی کے پیغام جاری ہوگئے تو پھر انگلستان کی عورتوں نے ہندوستان کو اپنا مسرت گاہ ازدواج بنانا خطرناک سمجھا پس ہر انگریز کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جس اسٹیشن میں رہوں اپنا انگلش گھر کر کے رہوں چنانچہ ہر سال اوسکو انگریزی ہی چیزوں اور انگریزی ہی تعلقات پر زیادہ توجہ ہوتی گئی اور اوسکے ساتھ ہی ہندوستانی چیزوں اور تعلقات سے قطع نظر ہوتی گئی۔

اگرچہ بلاشبہ میرے اس بیان پر بہت غصہ پیدا ہوگا لیکن امر واقعی یہ ہے کہ گذشتہ تیس سال میں درمیان انگریزوں اور ہندوستانیوں کے فیلو فیلنگ یعنی باہمی ہمدردی اور کدورت آمیز خیالات کی نصف باعث بھی انگلستان کی عورتیں ہوئی ہیں کانپور اور لکھنؤ میں اونھیں کی موجودگی کا باعث تھا کہ بعد غدر تیغ انتقام کھچی تھی اور اب یہ اونھیں کا دائمی روز افزوں رسوخ اور دباؤ ہے کہ بری خیالات باہمی کے خلیج کو چوڑا کرتا جاتا ہے اور باہمی میل جول کو روز بروز زیادہ ناممکن کرتا جاتا ہے۔ میں نے بارہا اس بات پر غور کی ہے اور پرائیوٹ سوسائٹیوں میں اوسکو پالیا ہے۔ انگریز کلکٹر یا انگریز ڈاکٹر یا انگریز جج ممکن ہے کہ بہترین خواہش اس بات کی رکھے کہ اپنے ہندوستانی ہمسایہ اور ماتحت افسروں سے مساوی اور دوستانہ طور پر ملے لیکن اونکی بی بیاں ایسی ایک بات بھی نہ سنین گی پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک عجیب بے معنی برتاؤ اقسم اخلاق ظاہری کا جانبین سے ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز اوس جلسہ سے زیادہ تر وحشتناک اور سنسان نہیں ہوتی جس میں ہندوستانی اور اونکے انگلو انڈین (ہندوستانی انگریز) مربی جمع ہوتے ہیں۔ گویا برامکہ کی دعوتیں ہیں جہاں ہر چیز بجز گوشت و شراب کے

غیر واقعی اور موہوم ہوتی ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہوتا ہے وہ ایک ایسی بے اعتباری
ہوتی ہے جو بُری طور سے مخفی کی جاتی ہے یعنی اچھی طرح چھپ نہین سکتی مین ایسے جلسون
مین ایک دفعہ سی زیادہ شریک ہوا ہون لیکن ہر دفعہ دل کو تکلیف ہوئی انگریز میزبان
گویا زبان حال سے یہ کہتا جاتا ہی کہ "مین آپکو اپنے میز پر دیکھنا پسند کرتا ہون کیونکہ مین انگلش
جنٹلمین ہون اور چاہتا ہون کہ آپ سب لوگ بے تکلف اپنا گھر سمجھین لیکن خدا سے مجکو امید ہے
کہ آپ سلوک ذرا سمجھ بوجھ کر باتین کرینگے اور آزاد نہ ہو پڑینگے" بیچارہ گھبرایا ہوا مہمان
اگرچہ زبان سے نہین لیکن دل مین یہ کہتا جاتا ہے کہ جناب مین یہان یہ سمجھکر حاضر ہوا ہون کہ
اہل قوت واختیار سے ذرا بنائے رکھنا عقلمندی کی بات ہے لیکن مین جانتا ہون کہ آپکی
لیڈیان مجھ پر قریب قریب اسی طرح نظر کرتی ہین جیسے کسی جنگلی جانور پر اور آپ بھی غالباً
شیری کے تیسرے گلاس کے بعد کسی قدر وحشی ہو جاتے ہین - بیان مذکورہ بالا کی
توضیح مین مین ایک سی زیادہ قصہ بیان کرسکتا ہون جو میرے سامنے گذرا ہے لیکن مین
نہین چاہتا کہ بے ضرورت اس معاملہ کی ایسی افسوسناک صورت کو اور بھی تلخ وتند
کردون - یہ کہنا کافی ہے کہ ہندوستان کی انگریزین اپنی اوس جلا وطنی کے سرزمین
کو بلا محبت وتعلق محض ایک ایسا گھر سمجھتی ہین جو مجبوری سے بنا لیا گیا ہے اور وہان کے
باشندونکو اپنے مفروضہ دائرہ انسانی سے خارج سمجھتی ہین اور اوسوقت کو جب وہ
ہندوستان کو ترک کرین نیک ساعت سمجھتی ہین - گویا وہی وقت ہی کہ اونکے افق امید
اونکا ستارہ مراد روشن ہو - ممکن ہے کہ یہ خیالات نیچرل ہون اور اون سے اونکو بچنا ممکن ہو
کیونکہ غالباً تعصب قومی نے ہر جگہ عورتون مین بہ نسبت مردون کے زیادہ گہری جڑ پکڑی ہے
لیکن مین یہ ضرور کہتا ہون کہ یہ بات بڑی خرابی اور افسوس کی ہے اور بلحاظ حالات کے

جو اوس ملک مین تعلیم بڑہتی جانے سے پیدا ہو رہی ہین یہ بات بہت بڑے روز افزون
خطرہ کی ہی۔ ہندوستان کے انگریز عمدہ ہندوستانیون سے سوشیل علاوہ اتحاد نہ ہونیکی
نسبت مین عموماً یہی عذر کرتے ہین کہ ہندوستان کے قومی قواعد و دستورات واقعی میل جول
کے مانع ہین۔ وہ کہتے ہین کہ جو آدمی نہ آپکے ساتھ کہائے نہ آپکے ساتھ پیئے نہ اپنی بی بی
کی ساتھ مجالست مین آپ کو شریک کرے وہ کسی طرح آپکے گہر مین واقعی بے تکلف نہین کیا
جا سکتا۔ لیکن مجکو تو اس دلیل کا کچہ زور نہین معلوم ہوتا۔ مین نے تو خود برتاؤ کیا ہے۔ مین نے
تو قوم اور ذات کی تعصب کو کچہ بہی مانع نہین پایا اور بہت سی ہندوستانی جنٹلمینون۔
اونچی ذات کے برہمنون۔ مسلمانون۔ پارسیون۔ اور ہندوستانی عیسائیون سے نہایت ہی
گرم اور دلچسپ تعلقات پیدا کئے۔ مجکو ایک بہی ایسا نہ ملا جو میرے ساتھ ہمسرانہ اور
دوستانہ برتاؤ کرنے پر رضامند نہ معلوم ہوتا۔ مین نے اپنے اور اونکے خیالات مین کوئی قابل
علاج فرق نہین پایا۔ یقیناً اوس سے زیادہ فرق نہین پایا جو اوس صورت مین ہوتا کہ
وہ لوگ اہل اسپین یا اہل اٹلی ہوتے۔ یہ بات کہ میرے ساتھ بیٹھکر روٹی نہین
توڑتے یقیناً کسی طرح مانع اس بات کی نہین ہے کہ ہمارے اون کے مہربانی اور محبت کے تعلقات
ہون۔ اور یہ امر تو صریح ظاہر ہے کہ کم سے کم ہندوستانی عیسائیون کے بارے مین تو یہ
امر مطلق نہین کہا جا سکتا۔ ان لوگون کو ذات پات کی بنا پر کوئی چہوت اور تعصب نہین ہے
لیکن با این ہمہ وہ لوگ بہی انگلش سوسیٹی سے اوسیقدر خارج ہین جسقدر اور لوگ۔
مجہے یاد ہی کہ مدراس پریذیڈنسی مین مجہ سے ایک ذی رتبہ اور بڑے دولتمند جنٹلمین سے ملاقات
ہوئی وہ بسبب اسکے کہ ابہی نوجوان تہا ہر انگلش چیز کا فریفتہ و دلدادہ تہا۔ از روے
پیدائش کے وہ ایک بڑے پکی برہمن خاندان کا لڑکا تہا۔ لیکن ١٢ سال کی عمر مین بغرض تکمیل

تعلیم اوسنے سفر یورپ پر اصرار کیا تو اپنی قومی و ذاتی قواعد کو بالکل شکست کر دیا۔ وہ یہانتک
بڑھ گیا کہ اپنی خاص مذہب ملت کو بھی ترک کر دیا اور چرچ آف انگلینڈ یعنی انگلستانکے
گرجاسے منسلک ہو گیا اور جب اوسنے ہندوستان کو معاودت کی تو ایک عیسائی لیڈی سے
شادی کرلی اور اب اپنی اوس لیڈی کے ساتھ ایک انگریزی مکان مین انگریزون
کی طرح انگریزی دستور کے مطابق رہتا تھا۔ بلاشبہ اس وجہ سے اوسنے اپنے قومی
عقائد اور دستورات کو شکست کر دیا اوسکو بہت کچھ سہنا پڑا اور اپنی قوم کے ساتھ اوسکی
حالت ایک وقت آمیز مقام مین تھی اگرچہ بظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا اون لوگون کے
ساتھ ہنوز مراسم اتحاد پر قایم ہے۔ مین ہرگز ہرگز یہہ نہین کہتا کہ اس جنٹلمین نے ناشایستہ
افعال کئیے۔ لیکن صورت خاص جو قابل غور ہے وہ یہہ ہے کہ باوجود اسکے کہ اوسنے اوس
گورنمنٹ کی انگریزون سے جہان وہ رہتا تھا دوستانہ لگاوٹ کرنے مین کوئی بات اوٹھا
نہین رکھی لیکن اون لوگون نے ہرگز اوسکو اپنی سوسیٹی مین داخل نہین کیا نہ کسی طرح پر
اوسکو ایک ایسا شخص تسلیم کیا جسکے ساتھ اونکا میل جول ہو سکے۔ وہ جنٹلمین ایک بڑا
صاحب دولت تھا۔ ٹون کونسل کا ممبر تھا۔ بڑا ذی علم اور صاحب دانش و فکر تھا اور اوسکی
وضع و انداز پر کوئی دھبا نہ تھا۔ بااین ہمہ انگریز عیسائیون سے جنکے دستورات کو اوسنے اختیار
کیا تھا وہ اسی طرح صاف الگ تھلگ رہگیا تھا جسطرح وہ خود اپنے اون پرانے ہم جنسون
ہندو رشتہ دارون سے علیحدہ ہو گیا تھا جنکو اوسنے چھوڑ دیا تھا۔ مین خیال کرتا ہون
کہ اگرچہ وہ میرے سامنے یہہ بات اپنی زبان پر نہین لایا لیکن وہ ضرور اپنے دل مین تبدیل
مذہب پر افسوس کرتا ہوگا اور یقیناً وہ ہندوستان کے انگریزون سے بوجہ انکی طرز
حکومت کی ایک ایسی سخت ترین دشمنون مین سے تھا جن سے مجھے ملاقات ہوئی تھی

اس بات پر مشکل سے اعتبار کرینگے لیکن اس موجودہ سال فضل و برکت یعنی ۱۸۹۳ء مین بھی ہندوستان مین کوئی ہوٹل والا جرأت نہین کرتا کہ ہندوستانی مہمان کو اپنے ہان جگہ دے۔ کچھ اس وجہ سے نہین کہ اوسکو خود کوئی ذاتی بغض ہے بلکہ اس خوف سے کہ انگریز نہ بھڑک جائین اور اوسکی کاروبار مین خلل نہ پڑ جائے۔ موسم سرما مین جب مین بمبئی مین تھا تو ہندوستانی آبادی کے مختلف ممبران نے نہایت مہربانی اور توجہ سے میرے ساتھ برتاؤ کیا اور سب سے زیادہ محمد علی رودعلی نے جو شہر کے سربرآوردہ مسلمان ہین۔ اونھون نے یوروپ مین سفر کیلیے یوروپین لباس مین ہین اور یہان تک ہماری طرز طریق کو اختیار کیا ہے کہ تمام خیرات خانون مین چندہ دیا ہے اور خود چوکڑی ہانکتے ہین۔ تاہم ایکدن جو مین نے اون سے کہا کہ اسی ہوٹل مین میرے ساتھ کھانا کھائیے گا تو مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ ایسا نہین ہو سکتا۔ کم سے کم پبلک روم یعنی عام کمرہ مین ایسا نہین ہو سکتا۔ مبادا انگریز لوگ جو مقیم ہین ناخوش ہو جائین اور ہوٹل سے چلے جائین۔ بنگال اور شمالی ہندوستان مین تو اور بھی برا حال ہے میری دانست مین اس کہنے مین کچھ مبالغہ نہین ہے کہ کوئی ہندوستانی جنٹلمین خواہ وہ کسی رتبہ یا عمر یا طور یا طریق کا ہو کسی عام مقام اجتماع انگریزان مین بغیر اس یقینی خطرہ کے نہین جا سکتا کہ اوسکی توہین ہو اور اوسکے ساتھ درشتی برتاؤ ہو خصوصاً جبکہ وہ ہندوستانی لباس پہنے ہو۔ اس باب مین ریلوے سفر کا خطرناک ہونا تو طشت از بام ہے اور قریب قریب میرے تمام ہندوستانی ملاقاتی اپنی اپنی ذلتون کا افسانہ کہنے کو طیار رہتے جو اونکو اپنے ہم سفر انگریزون سے حاصل ہوے تھے اور یہ کہ گارڈون نے انگریزون کے آرام کے لئے اون بیچارون کو اون کی جگہ سے خارج کر دیا تھا اور کبھی کبھی ذاتی تحقیر و توہین اور دہکم دہکے کی نوبت پہونچا دی تھی۔ لہذا ایسے لوگ جو عالی رتبہ ہین یا جنکو اپنی آپ عزت

کرنیکا خیال ہی بہ مجبوری یا تو اپنے لئے پورا درجہ لیلتے ہین یا تیسرے درجہ مین سفر کرتے ہین دوسرے درجہ سے تو بالخصوص وہ ڈرتے ہین۔ اگر اس بات مین مجھو ناقابل شبہہ ذرائع اور وسائل سے اطلاع حاصل نہ ہوئی ہوتی تو مین اسکا ذکر نہ کرتا۔ لیکن اس بات کی سچائی پہ مجکو منجملہ اورون کے دو ممبران سوپریم لیجس لیٹو کونسل کلکتہ کی وجہ سی یقین ہوا جنہون نے جدا جدا اپنی سرگذشت مجھ سے بیان کی۔ بلاد پریزیڈنسی کے بعض سربرآوردہ ہندوستانیون نے جو یورپ مین ڈرس[1] اختیار کیا ہے مین جانتا ہون کہ منجملہ اور اصلی وجوہ کے یہ بھی ایک ہے کہ وقت اور برے برتاؤ کے اتفاقی خطرون سے محفوظ رہین۔ ایسی توہین کا ایک افسوسناک معاملہ موسم سرما گذشتہ مین خود میرے سامنے وقوع مین آیا اور چونکہ شہادت چشم دید ہمیشہ بہترین شہادت ہی لہذا مین اوس واقعہ کو بیان کرتا ہون۔ مین شہر پٹنہ مین وہان کے مسلمان رئیس اعظم نواب ولایت علی خان کے ہان فروکش تہا۔ نواب صاحب ممدوح کسی قدر مسن شخص ہین اور نیکنامی کے ساتھ مشہور و ممتاز ہین۔ نہ صرف رئیسان شہر مین بلکہ خود ہماری گورنمنٹ مین کہ جسنے بہ سبب اونکی خدمات کی اونکو رفیق طبقہ ستارہ ہند بنا دیا ہے۔ ۵ جنوری گذشتہ کو صبح کی ریل مین جب مین وہان سے چلنے لگا تو نواب صاحب ممدوح اور تیس[۳۰] اور معزز اور سربرآوردہ مسلمانان شہر میرے ساتھ اسٹیشن ریل پر آئے اور جب مین گاڑی مین بیٹھ لیا تو وہ لوگ پلیٹ فارم پر کھڑے رہے اور اوسوقت وہ ایک ایسا مرتب اور باادب مجمع رئیسان شہر کا تہا جیسا کہ ہو سکتا ہے نہ مزاحمت تھی نہ شور غل تھا نہ بھیڑ بھاڑ تھی لیکن پلیٹ فارم پر ہندوستانیون کی موجودگی کمرہ متصلہ کے ایک انگریز مسافر کے خلاف مذاق ہو گئی۔ اوسنے اپنا سر کھڑکی سے

[1] لباس۔

باہر نکالکر اون لوگون کو دشنام دہی شروع کی اور کہا کہ چلے جاؤ اور جب وہ لوگ نہ ہٹے تو اون پر چھڑی چلائی اور بلاشک مع نواب صاحب گرا وسکے صدمۂ ضرب مین ہوتے تو ان کو اوس چھڑی سے خطرہ ہوتا۔ مین کبھی اوس حیرت کو نہ بہولونگا جو اوس انگریز کو اوس وقت ہوئی جبکہ مین نے مداخلت کی اور نہ اوسکی غضبناکی کو بھولونگا جبکہ مین نے اوس سے اس حرکت کا جواب طلب کیا۔ بھلا تو اوس کا معاملہ تھا میرا معاملہ نہ تھا۔ مین کون تھا کہ ایک انگریز اور اوسکے نیچرل حق مین دخل دیتا؟ بڑی مشکلون سے جب پولیس کو مین نے اپنی مدد کے لیے بلایا اوس وقت بہت دیر کے بعد شاید اوسکو یہ خیال آیا کہ اوس کا غصہ بے مطلب ہے کہ وہ تو پہلے اپنا ہی تیلین مستحق استغاثہ سمجھتا تہا۔ اب مین بالیقین کہتا ہون کہ اوس انگریز کو اس طرز عمل کے لیے مطلق کوئی وجہ نہ تھی۔ وہ انگریز ایک متوسط العمر اور معزز صورت شخص تہا اور بالآخر یہ بات دریافت ہوگئی کہ پنجاب کی کسی ضلع مین سرجن میجر تہا وہ اپنی میم کے ساتھ سفر مین تہا اور صبح کا وقت تہا جبکہ خیالات ٹھیک اور ساکن ہوتے ہین اور علاوہ برین اور وجوہ سے بھی وہ یہ عذر نہین کرسکتا تہا کہ اوسکی طبیعت کو کچھ ہیجان تہا پس اوسکا فعل یقینی اور سراسر یہی قومی تعصب کا ایک فعل تہا کہ جو اور کسی ملک مشرقی مین جہان جہان کہ مین نے سفر کیا ہے اب تک میری نظر سے نہین گذرا۔ مجھ پر یہ بات کھل گئی کہ یہ واقعہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہ تہا۔ افسران ریل اور پولیس نے اس معاملہ کو ایک خفیف معاملہ تصور کیا۔ جہانتک اونسے ہو سکا اونہون نے مجرم کو بچانے کی کوشش کی۔ اونہون نے کہا کہ ہملوگ بجز اسکے اور کچھ اختیار نہین رکھتے کہ آپ کی شکایت کو مندرج رجسٹر کرلین۔ نواب صاحب اور اون کے دوستون نے شرم اور ندامت کے ساتھ اقرار کیا کہ اگرچہ تہا [illegible] کی لیکن ہمکو اوس پر کچھ تعجب نہین ہوا۔ اونہون نے کہا کہ ہم مین سے ہر ایک کو ایسے معاملات

اسقدر متواتر پیش آچکے ہین کہ ہمکو کسی قسم کا غصہ بھی نہین ہے - ایک شخص نے دو تین پرچے ...
مجکو لکھا کہ "بیشک ہملوگون کی توہین ہوئی جسکی تکلیف دل پر ہے لیکن ہملوگ بے اختیار ہین
اس واقعہ پر کیا کر سکتے ہین ہم سے تو قریب قریب ہر انیگلو انڈین ایسا ہی برتاؤ کرتا ہے"
دوسرے شخص نے یہ لکھا کہ "اوس انگریز کے ایسے برتاؤ کی وجہ میرے خیال مین یہ آئی ہے
کہ وہ ہم ہندوستانیون کو وحشی اور جنگلی جانورون سے کم نہین سمجھتا" تیسرے شخص نے
لکھا کہ "اس واقعہ سے آپ دیکھ لینگے کہ ہماری فرمانروا قوم ہم سے کس حقارت اور
توہین کے ساتھ پیش آتی ہے - اگر ہمارا انگریزی لباس ہوتا تو شاید ہم سے ایسی نفرت نہ کیجاتی"
ایک چوتھے شخص نے لکھا کہ "مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ یہ واقعہ کوئی نیا نہین ہے بلکہ اب
ایسا برتاؤ عام ہوتا جاتا ہے - مین بیان نہین کرسکتا کہ انگلو انڈین (ہندوستان کے انگریز)
کس خوف اور ہیبت کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - افسوس صد افسوس ہم سے نفرت کی بجز
اسکے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ ہمارا رنگ سفید نہین ہے ہم اپنا قومی لباس پہنتے ہین اور
ہم ایک مفتوحہ قوم ہین - آپ مجھے اس بات کے کہنے کی اجازت دیجئے کہ اگر ایسے خیالات
کے ترقی کی روک نہ کی گئی تو انگلستان کو ہندوستان پر بہت دن تک قبضہ رکھنا
مشکل ہوگا" چنانچہ اسی قسم کی چٹھیون کا میرے پاس ایک انبار رہا - لیکن مجکو امید ہے
کہ گورنمنٹ جسکے سامنے مین نے یہ مقدمہ پیش کر دیا ہے اوس معاملہ مین کچھ کارروائی کریگی [illegible]
نواب صاحب نے ایک باضابطہ درخواست صاحب مجسٹریٹ کے سامنے بھی پیش کی [illegible]
اور لارڈ ریپن نے وعدہ کرلیا ہے کہ اوسکا نتیجہ ناگوار نہ ہوگا - مجکو صرف [illegible]
ہے کہ ہندوستان مین ایسی درخواستون کی نسبت حکام ماتحت [illegible]
جو کارروائی کرتے ہین اسکے وجہ سے اوس معذرت مین جسکا مستحق [illegible]

جنکو رنج پہونچایا گیا ہی اتنی دیر نہ ہو کہ اوسکا اثر بہت کچھ زائل ہو جائے - دوسری وجہ دون بڑی تعلقات کی جو زمانہ حال مین ہندیون اور اونکے انگریز آقاؤن کے درمیان میں گئی ہین مجھہ سے یہ بیان کی گئی ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد مین افسرون کا گروہ جو کہ ایک جماعت تجارت متفقہ کی نوکر ہوتی تھے زیادہ تر اون خاص خاندانون سے بھرتی کیا جاتا تھا جنکو بوجہہ ملازمت کے پہلے ہی سے کچھ تعلق ہندوستان کے ساتھہ ہوتا تھا اور اون لوگون کے دلونمین بعض پُرانے خیالات متعلق بہ حکومت وغیرہ جمے ہوئے ہوتے تھے اگرچہ وہ خیالات ذرا بھی لبرل نہوتے تھے لیکن تاہم بحیثیت مجموعی معزز خیالات ہوتے اور ہندوستانیون کے ساتھہ ہمدردی کے خلاف اون مین کوئی بات نہوتی تھی ہر کمپنی کا افسر اپنے تئین بمقابلہ جملہ نوواردون کے ہندوستان کا حامی سمجھتا تھا خواہ وہ اوسی ملک کے ہون یا اجنبی ہون اور عموماً یہ بات پائی جاتی تھی کہ جب کبھی یوروپین زراعت اور ہندوستانی غرض مین مخالفانہ مٹ بھیر ہو جاتی تھی تو کلکٹر یا مجسٹریٹ کی جانبداری اون فیصلون مین جو اوسکے سامنے آتے تھے بہ نسبت یوروپین کے زیادہ تر ہندوستانی کے ساتھہ ہوتی تھی - یہ قاعدہ کی بات تھی کہ وہ کلکٹر یا مجسٹریٹ اوس غیر باززم انگریز کے بہ نسبت زیادہ شریف اور معزز ہوتا تھا اور یہ امتیاز ایک وجود رکھتا تھا - یقیناً کبھی ایسا ہوتا تھا کہ باعتبار تربیت اور طور طریق کے ایک ملازم کمپنی اور ایک عالی خاندان

... نے اس معاملہ مین ایک معقول اور سیریز دوراو اپنے مذاق کے مطابق تحریک کی ... الہ آباد سے ... بھیجی تھی ... کارروائی شروع ہوئی اور بالآخر اوس انگریز کو معذرت کرنی اور معافی مانگنی ... ہری اخبار سے ... افسوس کیا تھا مین مترجم

... فیاض -

مسلمان یا ہندو مین بہ نسبت اوس ہمدردی کے زیادہ ہمدردی ہوتی تھی جو اوس ملازم
کمپنی کے اور ایک قصباتی سیاح انگریز یا اضلاع مفصل کے نیل والے انگریز کے درمیان
مین ہوتی تھی - لیکن جب سے مقابلہ کا امتحان سیول سروس موضوع ہوا تو افسرون کا
ایک اور گروہ ہند مین وجود پذیر ہوا کہ جو صریحاً ایک ادنی طبقہ سوسیٹی کے لوگ ہین اور
اور اسوجہہ سے اون کا رعب و اثر اون کے تجارت پیشہ ہموطنون پر کم پڑتا ہے اور ہندوستانی
یہ کہتے ہین کہ ہم پر وہ کم توجہہ رکھتے ہین اور کم مہربانی کرتے ہین - فرض کرو کہ ایک نوجوان
شخص مثلاً ایک انسٹر[1] دہقانی کا بیٹا بسبب کامیابی امتحان کے بنگال مین ایک بڑی
حکومت پا گیا - اب جس سوشیل حالت کا اوسکو برتاؤ کرنا ہے اوسکے نسبت عالی نسبی یا عمدہ
تربیت کی بناء پر تو کچھ خیالات اوسکے دل مین جاگزین ہی نہین ہین پس نہایت ہی قرین قیاس
ہے کہ وہ بہ نسبت اسکے کہ مراسم خوش اخلاقی کے برتاؤ کا خوگر ہو جسکی سخت ضرورت مشرقی
ملاقاتون مین ہے زیادہ تر یہی کریگا کہ اپنے ضلع کی تاجر پیشہ انگریزون کے ساتھ بیا و منوش کا
برتاؤ کرے - یورپین پلنٹر[2] اوسکو باعتبار سوشیل حالت کے اپنے مقابلہ مین گھٹیا سمجھتے ہین
اور عمدہ تربیت یافتہ ہندوستانی اوسکو ایک وحشی سے شاید ہی کچھ زیادہ اچھا سمجھتے ہین -
لہذا اسوشیل حالت اوسکی پست رہتی ہے اور بہ نسبت سابق کے وہ زیادہ تر اپنے انگریزی
ہموطنون کے دباؤ مین رہتا ہے - مین یہ نہین کہہ سکتا کہ اس قسم کے آدمیون سے خود مجھ سے
ملاقات ہوتی ہے لیکن مین نے اکثر اونکا تذکرہ سنا ہے اور نہ صرف ہندوستانیون سے بلکہ
انگریزون سے بھی ذکر سنا ہے کہ یہ ایک اور دقت پڑ گئی ہے - میری نظر سے جو بات گذری
وہ یہہ تھی کہ البرٹ بل کے ہنگامہ مین یوروپین پلنٹرون کو سرکاری افسرونکی بہت کچھ

[1] نام مقام — [2] نوآباد - مزارع

حمایت مین یہہ بات ظاہر تھی کہ وہ دونون سوسیٹیان مخالفت البرٹ بل مین ایک ایسے طریقہ
سے مستعد ہوگئین جیسی کہ زمانہ سابق مین ناممکن تہا۔ اگر قومی مخالفت اور بددلی کی افزونی کا
ہم قیاس کرین تو اس تبدیلی ممبران پر جو سول سروس کے طبقہ مین واقع ہوئی ہے او
میری ذاتی رائے کا میلان تو اس طرف ہے کہ ادس تبدیلی پر بھی جو زیادہ اہم ہے یعنی ان
ممبران سول سروس کی تبدیلی فرائض پر ہمکو ضرور لحاظ کرنا چاہیے۔ حال مین جو طریقہ
ترتیب دفتر کا نکلا ہے یعنی ہر کام چھپے ہوئے نقشون مین اور معینہ ضوابط کے مطابق ہوتا ہے
اس ہنے سویلیون پر روزانہ کار سررشتہ اور بھی بڑھ گیا ہے کہ جسکا وجود زمانہ سابق مین
نہ تہا اس بات کا دوہرا اثر ہوتا ہے ایک یہہ کہ اون لوگون کی ہمت اور کارگذاری نہین
نہ الجھکا بوجھہ اوٹھانے مین صرف ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ وہ خلایق سے اور بھی الگ
تھلگ اور گوشہ مین نشستہ رہتے ہین۔ سرخ فیتہ نے کلکٹرون اور مجسٹریٹون اور حکام
ضلع کے گلے مین پھانسی لگا رکھی ہے اور اونکو کچھ وقت نہین ملتا کہ جن پر حکمرانی کرتے ہین
اون سے ذاتی ملاقاتین رکھین ان حاکمون کا یہ قول ہے کہ ہندوستانیون کے ساتھ بیٹھکر
ہم گپ شپ کیونکر کرین جبکہ اپنا روزانہ کام ہم بڑی مشکل سے اور وقت کی نہایت
کفایت شعاری سے کر سکتے ہین۔ بلا شک یہہ عذر صحیح ہے لیکن بلا شبہہ لارنس اور
اور نکلسن اور میڈور ٹیلر نے زمانہ سابق مین رسوخ اور دبدبا گپ ہی شپ کے ذریعہ سے
حاصل کیا تھا۔ میرے لئے نہایت خوب بات ہوئی کہ مین کلکتہ مین عین اوس وقت پر موجود
تھا جب البرٹ بل کا ہنگامہ پورے زور پر تہا۔ کچھ اس سبب سے نہین کہ مجھکو کوئی خاص
تعلق اوس مباحثہ سے تہا بلکہ اسوجہہ سے کہ جانبین سے جو حریفانہ جذبات اور منشا کا
اظہار ہوتا تہا اون سے مین بہت کچھ سیکھتا تہا اور ممبرین پر یہہ بالکل ناانصافی سے

الزام لگایا گیا ہے کہ وہی باعث اس شعلہ افروزی کے ہوے۔ حقیقت حال یہ ہی کہ اس جھگڑے کا کل مادہ پہلے ہی سے بہ سبب ون ناہموار تعلقات باہمی انگریزون اور ہندوستانیون موجود تھا جنکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ ایک امر اتفاقی ہے کہ قومی تعصب کی لڑائی لڑنے کی لئے اسی البرٹ بل کا موقع اختیار کیا گیا۔ اس معاملہ کی تاریخ ہندوستانی نگاہ مین حسب ذیل ہے۔ جب لارڈ رپن ہندوستان مین پہونچے تو اونہون نے دونون جماعتون کے خیالات مین سخت تلخی اور مخالفت پائی اونہون نے دانشمندی سے یہ عزم راسخ کیا کہ جہانتک اون سے ممکن ہو قومی ناقابلیتون کی اصلاح کرین اور اسطرح اون فیاضانہ اصول کا نفاذ کرین جو اونکی پارٹی نے جبکہ وہ حکومت واختیار سے علیحدہ تھے ہندوستان کے لیے متواتر مشتہر کیۓ تھے۔ ایسے کام کے لیے باعتبار اعتدال مزاج اور استقلال آپکی لارڈ رپن سے بہتر کوئی نہ تہا۔ انگلستان مین لوگ یہہ بات کافی طور پر نہین سمجھتے کہ مشرقی لوگون مین حکام کے ساتھہ اتحاد وہمدردی پیدا ہونے کے لئے اون حکام مین ذاتی دیانت وسچائی کی کس قدر زیادہ ضرورت ہی اور یہہ امر کس قدر ناممکن ہے کہ اون لوگون پر صرف بذریعہ ایک انتظامی کل کے یا صرف کسی خاص شخص کی لیاقتون کے ذریعہ سے (گو وہ لیاقتین کتنی ہی بڑی ہون جبکہ عمدہ اصول وعقائد سے علیحدہ ہون) کامیابی کے ساتھہ حکومت کی جاۓ ذہانت اور طباعی اور حکمت اور سلیقہ یہ سب چیزین ہماری پولیٹکل تصورات پر اثر ڈالتی ہین اور ہاوز آف کامنز پر حکمرانی کرتی ہین لیکن مشرق مین یہ چیزین قطعاً بیوقعت ہین مشرقی تیز فہمی۔ عیاریون اور چالاکیون کو فوراً تاڑ جاتی اور پا لیتی ہے۔ لہذا وہ انگریز جنہون نے ہندوستان مین زیادہ مستقل کامیابی حاصل کی ہے شاذ ونادر بہت چپک دمک کے لوگ رہے ہین اور جو نام ہندوستان مین زندہ رہینگے وہ وہ نام نہین ہین جنکو اونکے انگریزی

ہمعصروں نے ہمیشہ بلند ترین درجہ پر رکھا ہے - اخلاقی خوبیاں مشرق میں آگے بڑھی ہوئی
ہیں - سچائی - جرأت - سادگی - بیغرضی - خلوص - یہ چیزیں ہیں جن سے یہاں اعزاز و اعتبار
پیدا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ ایک واقعی نیک نیتی کا یقین ہو - ہندوستانیوں کو
لارڈ رپن میں ان تمام صفتوں کی موجودگی کا اعتراف ابتدا ہی سے تھا - اگر محض تیزی او
ذہانت ہوتی تو گو وہ کتنی ہی ہوتی لارڈ رپن کی جگہ ہندوستانیوں کے دل میں اتنی نہ کر سکتی
جتنی کہ آج موجود ہے بلکہ شاید مجھکو یہ کہنا چاہیے کہ جتنی جگہ اوسوقت تک موجود تھی جبتک
کہ ہوم گورنمنٹ کی آنکھ بدل جانے اور ساتھ چھوڑ دینے نے اون کو اس بات پر مجبور نہ کر دیا
تھا کہ وہ اپنے طریق اختیار کردہ یعنی حمایت خلائق سے علیحدہ ہو گئے - میں خوش ہوں کہ اس
واقعہ کی نسبت شہادت دے سکتا ہوں کہ موسم سرما گذشتہ کے ابتدائی حصہ میں
لارڈ رپن جس قدر ہر دل عزیز اور عام پسند تھے وہ ہر دل عزیزی اور عام پسندی شاید
سوا لارڈ کیننگ کے اور کسی وایسرائے کو کبھی نصیب نہیں ہوئی - ہندوستان میں میں جہاں
کہیں گیا میں نے وہی ایک افسانہ سُنا - دکھن کے غریب مزارع سے جسنے پہلے ہی مرتبہ
شخصی نام اپنے فرمانروا کا سُنا تھا - مدراس اور بمبئی کے عالی نسب برہمنوں سے - کلکتہ کے
طالب العلموں سے - لکھنؤ کے مفتیان اسلام سے - دہلی اور حیدرآباد کے امرا سے - الغرض
ہر جگہ ہر مُنھ سے اونکی تعریف نکلتی تھی - اور لوگوں کے دل پر حیرت اور احسانمندی
طاری تھی - لوگ کہتے تھے کہ وہ ایک ایماندار آدمی ہے اور خداترس شخص ہے اور اسی
یقین کی وجہ سے لوگ اس بات پر آمادہ معلوم ہوتے تھے کہ ایک مرتبہ اپنے طبائع میں
پھر صبر و سکون کو جگہ دیں - یہ کہنا کہ لارڈ رپن کو ہندوستان میں خود اپنے قصد میں
ناکامیابی ہوئی ایک امر واقعہ کو جو تمام ہندوستانی دنیا پر کھلا ہوا ہے الٹ دینا

وہ ہندوستان مین سب سی زیادہ کامیاب گورنر جنرل ہوے کیونکہ سب سے زیادہ اون کے ساتھ
لوگون کو محبت ہوئی - اگر اون کی خطا اور ناکامیابی کسی پیرایہ مین بیان کیجا سکتی ہے تو وہ
صرف یہ ہی کہ اونہون نے انگریزون کے اوس طبقہ کی وسعت نہین کی جو ہندوستان پر
حکومت کر رہا ہے اور یہ کہ گورنمنٹ انگلستان پر وہ اپنی مرضی کا زور نہین ڈال سکے -
لیکن اون کی بعض لیجسلیٹیو (قانونی) کارروائیون کا تذکرہ مین کسی قدر کم گرما گرمی سے کرونگا
جو منشا بلون کے پیش کرنیکا تہا وہ خاص لارڈ رپن کا تہا لیکن بلون کا مسودہ مرتب کرنا
یہہ دوسرون کا کام تہا اور بلاشبہہ اوس کام نے مایوسی پیدا کی - مثلاً لوکل سلف
گورنمنٹ بل اگرچہ بلحاظ اس امر کے قابل تعریف ہے کہ ہندوستانیون کو منتظم بنانیکی طرف
پہلا قدم ہے لیکن حقیقت مین وہ کچھ بھی نہین ہے اور خود لارڈ رپن صاحب کے بڑے سے
اور دلی مداحونکا بھی یہی خیال ہے - جو اختیارات دیے گئے ہین وہ نہایت ہی ہیچ ہین -
جو دائرہ کارروائی ہے وہ نہایت ہی چھوٹا ہے اور جو قیود اور نگرانیان لگا دی گئی ہین
وہ نہایت ہی تاکیدی ہین پس ہندوستانیون مین اوس بل سے کوئی بڑی گرمجوشی پیدا
نہین ہو سکتی - کسی انگلش مین کے لیے مشکل ہے کہ شرائط مندرجہ بل مذکور کو پڑہکر
اس بات پر متعجب نہ ہو کہ کیا یہہ بل کسی ایسے نام سے موسوم ہو سکتا ہے کہ گویا وہ کسی بڑے
رفارم کی تدبیر ہے - لوکل سلف گورنمنٹ ہی کیا! تہوڑی سے لفظون مین سن لیجیے -
ہندوستانی لوگون کو اجازت ہی کہ اپنی سڑکون کی آپ مرمت کرلین - اپنا محصول
آپ خود وصول کرین - اپنی صفائی کی خود تدبیر کرین لیکن قید اور شرط یہ ہی کہ صاحب
کمشنر بہادر ضلع اونکو ایسا کرنے کے ناقابل نہ قرار دین - سو برس تک انگریزی بادشاہت
کے بعد پہلے پہل جو کچھ ہوا بھی ہے وہ یہہ ہے !!! اس بل کی نسبت ہندوستانیون کو

جو خیال ہے اور اون کی امیدون کو اس بل نے جس کمی کے ساتھ پورا کیا ہے مین خوب جانتا ہون - لیکن لارڈ رپن کی ہر دل عزیزی کا معاوضہ اس سے زیادہ نہین ہو سکتا تھا ہندوستانی لوگ خلوص کے ساتھ اس بل کے لیے اون سے احسانمند ہوے یہی حال البرٹ بل کا بھی ہے جسکا ہلوگون مین اس قدر شور و غوغا مچا تھا - یہ آخرہ وہ ایک ادنے ترین اور نہایت ہی حقیر تدبیر ہندوستانی نا قابلیتون کے رفع کرنیکی تھی - اوس مین یہ حکم تھا کہ ہندوستانی جج پابندی خاص شہر ایلاے کے اضلاع مفصل مین انگریزون پر اختیار سماعت جرائم رکھینگے حالانکہ یہ اختیار دیسی باشندگان سیلون کو ایک مدت سے بھلے پور طور پر عطا ہو چکا ہے اور اوسکی کچھ برے نتائج نہین پیدا ہوے اور ہندوستانیون کو بلاد پریذیڈنسی مین بھی یہ اختیار دیا جا چکا ہے - وہ صوبہ جس پر اس بل کا واقعی کچھ زیادہ اثر پڑتا جہان تک مجکو دریافت ہوا ہے صرف بنگال کا صوبہ تھا اور وہان کیکو ریس پلینٹرز (کاشتکار) وہ فرقہ ان ا جو اپنے مزدورون کو جس اچھی یا بری طرح چاہتے تھے رکھتے تھے - اس بل کو اپنی مطلق العنانی کی ایک روک تصور کیا - جب مین ہندوستان کو جاتا تھا تو جہاز پر چند آسام کے پلینٹرز سے اسکی نسبت مین نے بہت سی باتین سنین - اون لوگون نے کہا کہ جناب یہ خیال کرنا بالکل واہیات ہے کہ ان کالون سے بغیر کبھی کبھی دھینگا مشتی کیے ہوے کام چل سکتا ہے اور ہمارے مجسٹریٹ لوگ اس بات کو سمجھتے ہین - لیکن اگر ہندوستانی مجسٹریٹ ہون تو حملہ کے عوض ہمیشہ ہم گڑبڑ مین پھنسا کرین -

لیکن دیگر اضلاع مین جہان ملائم طریقے جاری ہین یعنی سخت برتاؤ نہین ہوتا وہان اس بل کی کوئی اہمیت نہین معلوم ہوئی - رہا یہ امر کہ شاید ہندوستانی جج انگریزی عورتون کی نسبت اپنی حیثیت کا کچہ بیجا استعمال کرین سو مجکو یہ امر متحقق ہو گیا

کہ یہہ خیال بالکل بے اصل اور بندش اور بناوٹ سے ظاہر کیا گیا تھا۔ لیکن اس بل کی مخالفت اس سبب سی خطرناک ہو گئی کہ اینگلو انڈین افسر یعنی ہندوستان کے انگریزی حکام برابر اوس مخالفت کی اعانت کرتے رہے اور اونہون نے اوس بل کے موقع کو ایک رزمگاہ تجویز کر لیا تا کہ لارڈ رپن کی عام لبرل پالسی یعنی فیاضانہ حکمت عملی کے مقابلہ مین جنگ کرین لوکل سلف گورنمنٹ بل کو اونہون نے اپنے رعایتی اختیارات پر ایک پہلا حملہ سمجھا تھا اور اس بات پر مستقل ہو گئے تھے کہ آیندہ کوئی ایسی ضرب پڑنے نہ دینگے انگریزی قانونی پیشہ لوگون نے بھی اونکی مدد کی کیونکہ وہ سمجھے کہ اس بل سے ہمارے پیشہ کی ترقی پر بھی ایک دھمکی ہے۔ اور پلیٹرز نے اونکی مدد اونہین وجوہ سے کی جنکو مین بیان کر چکا ہون چنانچہ بہ تقلید اخبار ٹیمز انگلستان کے سارے مطابع اوس غل مچانے مین شریک ہو گئے۔ ہندوستانیون نے بھی ابتدا سے انتہا تک بلحاظ اصول کے جنگ کی لیکن بہ نسبت اپنی حملہ آورون کے کہین زیادہ [illegible]۔

مین اوسدن کلکتہ مین موجود تھا جب مسٹر الکنس کا [illegible] ہوا مصلحت آمیز [illegible] پر ظاہر کیا گیا اور ہندوستانی مدبرون کی [illegible] پر اوس [illegible] اثر پڑا وہ مجکو معلوم ہو گیا۔ ہر جگہہ وہ ترمیم بطور شکست اور تسلیم کے سمجھی گئی اور ایسی تسلیم جو بیغرتی کی ساتھ کیجاے۔ ایک ساعت ایسی بھی آگئی تھی کہ یہ امر مشتبہ تھا کہ جو عام برہمی پیدا ہو گئی ہے وہ لفظون سے آگے تو نہ بڑہیگی یعنی زبانی ہی برہمی تک خاتمہ ہوگا یا طول کھینچیگا۔ لیکن لارڈ رپن کی ہردلعزیزی سے سب بات سنبھل گئی اور اعتدال قائم رہا۔ سخت ترین مزاج والون نے بھی تسلیم کر لیا کہ وسیراے کا قصور نہین ہے بلکہ گورنمنٹ انگلستان کی بزدلی اور کم ہمتی کا قصور ہے اور لوگون نے یہ بھی سمجھا کہ اگر عام برہمی اسوقت لارڈ رپن کو

خ کرلگی تو پھر کبھی کوئی دوسرے لوگون کی دوستانہ حمایت کی جرأت نکریگا اسوجہسے وہ
مسلح ہامرا پسے اچھے تیورون سے جو ممکن تھے منظور کرلیا گیا رنج و غصہ چھپا دیا گیا اور بہی کا
ون ملتوی کردیا گیا مین خیال کرتا ہون کہ ہندوستانی راے نے اس موقع پر جو یہہ طرز
اختیار کیا اوسکی بڑی وجہہ یہی ہے کہ اون لوگون کے پولیٹکل منشا عمدہ مین لکیہہ بات
بہت خطرناک ہوگئی کہ اوسی پر اعتبار و بہروسہ کرکے پہر ایسا موقع پیدا کیا جاسے
جو ہوائی انگلش ہے یقینا وہ پہر جو دکہیگی اور لارڈ رپن کے جانشینون تو اوسکے نتائج
بھگتنے پڑینگے - سال گذشتہ تک باشندگان ہند اگرچہ ضوابط و تحریرات سرشتہ
اترا اور اپنے حکام متعہد کی نیک نہادی کی نسبت اون کا عقیدہ بالکل بانا رہا تاہم ...
ہر ... گورنمنٹ یعنی گورنمنٹ انگلستان کو وہ ایک آخری عدالت اپیل ... اور
خیال کرتے تھے کہ وہ عدالت ہماری حمایت کرنیکو لائق ہے گو ہمیشہ ...
زیادہ نہو جاے - لیکن اس البرٹ بل کے معاملہ مین ہندوستانیون نے ایک ...
اور حفاظت احتیاط حملہ کے روکنے مین جلسہ وزرا کی کمزوری ... اور ...
شبہہ ہو کہ ہندوستانی لوگ وزرا کے وعدون پر پہر کبھی اعتبار ...
گورنمنٹ اس بل کے پاس کرنے مین تمامتر مصروف تھی تاہم عوام کی ایک ... قوت
گروہ کی غل غپاڑے سے (جسکی اعانت اون لوگون نے کی تھی ... ہندوستان ...
ہر ایک رفارم (اصلاح) کی دشمنی کرنے پر قسم کہا چکے ہین یعنی اینگلو انڈین حکام)
گورنمنٹ موصوف دب گئی اور کچھ نہ کرسکی - یہ بات اچھی نہین ہوئی - اور مین جانتا
ہون کہ ہندوستانیون نے اس معاملہ پر تمامتر بلحاظ اوسکے روئداد کے نظر کی ہے اور سمجھ لیا
ہے اور اگر مین بالکل سر بسر غلط نہین ہون تو اون لوگون نے یہ نتیجہ بھی نکال لیا ہے

که پولیٹکل امور مین کسی بات کا معقول اور مطابق انصاف ہونا اوس بات کی برتری اور کامیابی کے لیے کافی نہین ہے اور یہ که آئندہ فیروزمندی کا طریقہ صرف بذریعہ جوش و خروش کے نکل سکتا ہے۔ پس اگر یہہ صورت ہے تو آئندہ اوس قسم کے امن و اطمینان کی امید کم ہے جو سلطنتون کو مرغوب و مطبوع ہوتا ہے۔ مین یہہ بات پسند نہین کرتا که برائیون کی شکایت کرون اور اوسکے ساتھہ ہی اوسکے علاج و اصلاح کی تدبیرین نہ پیش کرون لیکن جن برائیون کا مین نے نقشہ کھینچا ہے اون کا کوئی فوری علاج پیدا کرنا مشکل ہے۔ ہندوستانی انگریزون اور ہندوستانیون مین جو صفائی اور کشاکشی موجود ہے اوسکی گہری جڑ اوس طرز انتظام کی تہ مین ہے جسکو ہم نے قائم کیا ہے اور تاوقتیکہ اوس نوعیت انتظام مین تبدیلی نہ کیجاے واقعی فائدہ بہت کم ہو سکتا ہے لیکن مین یہہ بات بتلائے دیتا ہون که اب تک انگریزون اور ہندوستانیون مین اصلی قومی مخالفت اور واقعی نسلی نفرت نہین ہے بلکہ زیادہ تر بلحاظ گروہ اور طبقہ (کلاس) کی مخالفت ہے اور ہنوز یہہ بات انگلستان مین ہمارے اختیار مین ہے که اس بلای معلق کو مبدل بہ برکت کرین۔ ہندوستان کا جھگڑا اوسوقت تک صرف انگلو انڈین (ہندوستان کے انگریزون) سے ہے انگریزون کی قوم سے نہین ہے اور اگرچہ حال کی مایوسیون نے گورنمنٹ انگلستان کی نسبت ہندوستانیون کے عقیدہ کو متزلزل کرنا شروع کر دیا ہے تاہم اون لوگون کو اوس سرزمین سے ہمدردی کا بھروسہ قطعاً نہین جاتا رہا جہان آزادی نے جنم لیا تھا۔ ان دو گروہون مین یعنی ہندوستان کے انگریزون مین اور انگلستان کے انگریزون مین ہندوستانی لوگ اب تک ایک فرق بین نکالتے ہین اور خط فاصل کھینچتے ہین اور قومی مخالفت و تنفر اپنی اصلی اور صحیح معنون مین اوسوقت تک پیدا نہین ہوگا که وہ خط فاصل محو ہو جاے۔

ہندوستانی لوگ کہتے ہین اور سچ کہتے ہین کہ اون مین سے جو لوگ انگلستان جاتے ہین وہان
انصاف پاتے ہین بلکہ انصاف سے زیادہ پاتے ہین - اون کے ساتھ مساویانہ برتاؤ ہوتا ہے
اور تمدن و معاشرت کی تمام حقوق سے متمتع ہوتے ہین - برٹش رعایا ہونے پر فخر و ناز
کرتے ہوے وہ لوگ واپس آتے ہین لیکن یہان اون کے پاس کچھ باقی نہین رہ جاتا
بجز اسکے کہ اوس جزیرہ سلطانی کے یاد کی مزے لیا کرین - ہندوستانیونکی یہ خواہش نہین ہے
کہ اوس جزیرہ کی گورنمنٹ سے علیحدہ ہوجائین اور وہ بمقابلہ سردوسرے کی اوسکے تاج کے
خیرخواہ ہین - لیکن خود اونکی سرزمین مین اون کی ماتحت زندگی کی حالت اونکو نہایت
دکھ دیتی ہے اور اونہون نے یہ بات پکے طور پر ٹھہرائی ہے کہ ریفارم (اصلاح) کرینگے
اون کا مقولہ ریفارم ہی رویولیوشن (انقلاب و شورش) نہین ہے لیکن ریفارم کی نسبت تو
اون کا منصوبہ پختہ ہوگیا ہے - اس امر کی نسبت کہ جو تبدیلی یا اصلاح ہو اوسکا کیا طریقہ
ہو وہ یون بحث کرتے ہین - خالص انگریزی انتظام انگریزون کے ذریعہ سے ہندوستان مین
جو ہونا تھا ہوچکا اور اوسکا دن گذر گیا اب اوسکو غیر نافذ ہوجانا چاہیے - اوس انتظام سے
زمانہ گذشتہ مین بہت عمدگی پیدا ہوئی نظم و نسق نے وجود پایا آئین و قواعد مقرر ہوے
پبلک مورلیٹی[1] کا درجہ اونچا کیا گیا پبلک انٹرسٹ (عام کے اغراض و فوائد) کا میدان
وسیع ہوا بلحاظ ان امور کے وہ انتظام مستحق شکر گذاری ہے ایسی شکرگذاری جو
ایک مریض کے جانب سے اوسکے تیماردار کی ایک نابالغ کے جانب سے اوسکے ولی کی اور
ایک لڑکے کیطرف سے اوسکی ناصح کی ادا ہونی چاہیے - لیکن انڈیا اعتراف احسانمندی
مین اس سے زیادہ آگے نہین بڑھ سکتی وہ اپنے حکام کے روزافزون عیوب کیطرف سے

[1] عوام کی اخلاقی حالت -

اندہی نہین بن سکتے اور نہ وہ یہ کرسکتے کہ دوام کے لیے اپنی عود کرتی ہوئی قوت اوپر
آتے ہوے بلوغ کے نفاد سے دست بردار ہو جاے۔ اینگلو انڈین صاحب یعنے ہندوستانی
انگریزی افسر اب اوسکے حق مین ایک سخت راسٹے ہوگیا ہے۔ وہ اپنی ملازمانہ حیثیت کو
بھول گیا ہی اوسنے اوس امانت کو بھلا دیا ہے جو اوسکے سپرد ہوئی تھی۔ اور اوسنے
ملک کی دولت کو اپنے ذاتی نذر برق مین برباد کیا ہے مثل اور بہت سے نوکرون کے
اوسنے اس سرزمین کو اب اپنی زمین خیال کرنا شروع کیا ہے اور اوس ملک کی
ہر چیز کی حکومت و انتظام مین اپنا ہی فائدہ ملحوظ رکھتا ہے۔ الغرض اوسنے اپنے
تئین اون لوگون کے ساتھ ہمدردی کی ناقابل ثابت کیا ہے جنکی قسمتونکی کتربیونت
وہ کرتا ہے۔ اوسکو نہ ہندوستان سے محبت ہی نہ خود لایق ہے کہ ہندوستانیونکے دل مین
اپنی محبت پیدا کرے اور بسبب ناقابلیت اپنی نوعیت اور اصلیت کی اب وہ اوس
جگہ بھی فساد انگیز ہوتا جاتا ہے جہان اوسکی بڑی خواہش ہے کہ دم جہانسا دے
اور تسکین پیدا کرے۔ پس ہندوستان کے حکام انگریزی کی تو یہ کیفیت ہے۔ اودہر
وہ مریض صحیح ہوتا جاتا ہے۔ بچہ بڑھ رہا ہے۔ نابالغ اپنے بلوغ پر پہونچا جاتا ہے۔
اوسکے معلم اوسکو جو کچھ سکھلانے کو تھے اوس مین سے بہت کچھ اوسنے سیکھ لیا ہی اور
اب اوسکی آنکھین اپنے اور لیاکے نیک و بد۔ عقلمندی اور بے عقلی۔ قوت اور کمزوری
پر کھل گئی ہین۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے خاص معاملات کی انتظام مین خود شریک ہو
اور حکومت کی ذمہ داری مین ایک حصہ دار بنے۔ یعنے صاف اور عملی طور پر یہ دیکھا
جاتا ہے کہ ہندوستان کی سول سروس اس طور پر نئے سانچے مین ڈہالی جاے
کہ باستثنای اعلی ترین مناصب کی بتدریج انگریزونکی جگہ ہندستانیون کو مل جانا

تقینی و قطعی ہو جاے میری راے مین ہندوستانیون کا کوئی فرقہ اپنی موجودہ دعاوی کو اس سے زیادہ آگے نہین بڑہایا چاہتا لیکن جیسا کہ سب پولیٹکل ریفارمرون کو ایک امر مدنظر ہوتا ہے جسکو وہ اپنی کوششون کی حد انتہائی سمجھتے ہین اسی طرح ہندوستانمین بڑے ہوے خیالات کے لوگون کا منتہاے مقصود یہ ہے کہ مختلف صوبون مین کامل انتظامی آزادی مثل نوآبادیہاے آسٹریلیا کے مل جاے - اونکا خیال ہے کہ جبتک لیجسلیشن اور ایڈمنسٹریشن یعنی قانون بنانا اور عاملانہ انتظام کرنا یہہ دونون باتین ہندوستانیون کے اختیار مین دیدی جائین - ابتدا یون ہو کہ موجودہ کونسلون مین طریقہ الکشن (انتخاب) بذریعہ ووٹ قائم کیا جاے اور بعد ازان کچھ زیادتی کیجاے جس سے پارلیمنٹ کے طریقہ کا اطلاق زیادہ تر صادق آوے - اعلی گورنمنٹ سلطانی کو سب قایم رکھنا چاہتے ہین کیونکہ ہندوستانیون سے زیادہ کوئی اس بات سے خبردار نہین ہے کہ وہ لوگ ہنوز ایک نیشن (قوم) نہین ہین بلکہ ایک مجموعہ ذخیرہ اقوام ہین جو آپس مین اسطرح خلط ملط ہین اور پہر بہ سبب اختلاف السنہ اور مذاہب کے اسطرح منقسم ہین کہ بطور خود قائم نہین رہ سکتے - ایک سلطانی گورنمنٹ اور ایک سلطانی فوج ہندوستان کیلیے ضروری چیز باقی رہیگی - لیکن اون کو اس بات کی کوئی وجہہ معلوم نہین ہوتی کہ عاملانہ انتظام تمام صوبون کے معاملات کا بہت تہوڑے ہی برسون مین کیون نہ اون کو تفویض کر دیا جاے - موجودہ طریقہ انتظام خزانہ اور انگریزون کے فائدہ کے لئے ہندوستان کو جولانگاہ بنانا - یقیناً چہوڑ دینا پڑیگا لیکن ہندوستان کا اس سے کچھ نقصان نہین ہے - ہندوستان کے نسبت آخری مسودہ سلف گورنمنٹ مرتب کرنے سے اسوقت مین باز رہتا ہون لیکن ہندوستانیون سے مین اس باب مین

بحث کرچکاہون اور موقع آینے پر مین اوس پورے منصوبہ کو چھاپ دونگا۔ اب اسقدر کھنا کافی ہے کہ اگر بدترین آفات سے پرحذر رہنا ہے توکسی نہ کسی قسم کی تبدیلی کی یا اوس تبدیلی کی یقینی امید قائم کرا دینے کی فوراً ضرورت ہے جس خطرہ کی مین پیش بینی کرتا ہون وہ یہ ہے۔ کہ یہ حالت ایک ایسی بیشمار زراعتانہ اور دہقانی آبادی کو جو مدتونسے بہوکون مر رہے ہین اور ایسی شہری آبادی کی جو روز بروز زیادہ روشن ضمیر اور تربیت یافتہ اور اپنے غلامانہ حالت پر غضب ناک ہوئی جاتی ہے۔ بہت توقف اور انتظار اس بات کا نہ کرنا چاہیے کہ آہستہ آہستہ انگلستان مین تبدیلی مجوزہ کی نسبت رائین نشو و نما پائین۔ مجکو یقین ہے کہ اگر اسوقت ہندوستانی فوج مین کوئی اہم اور عظیم نارضامندی مثل واقعہ ۱۸۵۷ء کے پیدا ہو تو وہ صرف منجر بہ غدر نہ ہوگی بلکہ برخلاف ۱۸۵۷ء کے اوس مین تمام خلقت شامل و شریک ہوجائیگی۔ غریب مزارعہ اپنے افلاس اور مصیبت کی وجہ سے اوس مین شامل ہوجائینگے۔ شہری لوگ علی الرغم اپنے بوجہ مخالفت باہمی اینگلو انڈین کے ملجائینگے اور ملازمان سرکار بہ سبب اوس روک کے جو اون کی ترقی پر لگی ہوئی ہے اوس مین شریک ہوجائینگے۔ اوسوقت منطق اور دلائل کی آواز جو اس وقت تعلیم یافتہ طبقون مین عالمانہ بحثون مین غالب ہے اوس عام ہنگامہ مین غرق ہوجائیگی اور صرف غصہ اور انتقام کا حس طبائع مین باقی رہجائیگا۔ مین جانتا ہون کہ بہت سے نہایت روشن ضمیر ہندوستانی ایسے ہنگامہ سے پناہ مانگتے ہین اور اونکی عمدہ ترین امید یہ ہے کہ اونکی واقعی شکایتین جو رنج و غصہ کی واجبی بنیادین ہین انگریزلوگ بمرور ایام سماعت ہی کرینگے۔ وہ لوگ اب تک انگریزون پر بھروسہ کرتے ہین بہ شرطیکہ وہ اونکی سنین۔ لیکن

اس باب مین اب وہ مشتبہ ہو چلے ہین کہ آیا اونکی توجہ کا میلان ہندوستانیونکی
حالت کیطرف ممکن ہے یا نہیں اور قریب قریب وہ مایوس ہو گئے ہین ممکن ہے کہ عنقریب
وہ دنیا مین اور کسی کو بھروسے کے لائق نہ پاوین اور صرف اپنے اوپر بھروسہ کرین یہ
آج اونکا مقولہ رفارمر اسلام ہے ہمکو نہ چاہیے اور ان تو اس مقولہ پر
محسوساً کھینچ لائین کہ یہ دولت پیشتر ز ہرگز نہ ہو سکیگا)

و الله و اسکا دن باقی

تتمہ

درحالیکہ مین نے یہہ مضمون لکھا ہندوستان کی نسبت ایسی کارروائی کی گئی ہے جسکے آثار اچھے نہیں ہین یعنی لارڈ رپن قبل از وقت واپس بلالئے گئے اور اون کے قایم مقام مقرر ہوئے ہین اونکی تقرری پر وہ تمام لوگ جنکی غرض حالات موجودہ سے متعلق ہے اظہار مسرت کر رہے ہین یعنی وہ ایسا خیال کرتے ہین کہ یہہ کارروائی گویا اظہار اس کا ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی تمام تدبیرات ریفارم کو ترک کردیا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ مین امید کرتا ہون کہ ایسا نہین ہے۔ لیکن ناممکن ہے کہ زمانہ مستقبل پر پردہ کہ یہہ پردہ اٹھا لیجائے۔ لارڈ ڈفرن کا کام ہوگا کہ تالیف قلوب کرین اور اگر انسان کامیاب ہوسکتا ہے تو وہ کامیاب ہونگے۔ لیکن اون کو بھی یہہ امر ممکن نہ معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے دو ماسٹرون کی خدمت کرین اور دو دعویدارون کو راضی رکھین یعنی ہندوستانی اور اینگلو انڈین بجز اسکے کہ لارڈ ڈفرن ہندوستانیون کے بڑھتے ہوئے حقوق کی حمایت وحفاظت کے لیے اینگلو انڈین مین اپنی ہر دل عزیزی کو کسی قدر کھو دینے پر طیار نہ ہوجائین۔ وہ دشمنون کے ظہور کو نہ روک سکین گے اس کام کے لیے اون کو اپنی ساری دلیری صرف کرنی ہوگی پوری دانشمندی خرچ کرنی پڑیگی اور ایک مضبوط اور مستقل ارادہ ضرور ہوگا۔

سید اکبر حسین مترجم